ملفوظاتِ فضلیہ

اقوال واعمال

قدوۃ العارفین، امام الواصلین، شیخ العرب والعجم

حضرت خواجہ محمد فضل علی شاہ قریشی سراجی

قدس سرہ العزیز

دربار عالیہ مسکین پور شریف

جامع

صاحب الجمال والکمال، وحید العصر، فرید الدہر، قطب العالم

حضرت خواجہ محمد عبد الغفار فضلی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

دربارِ عالیہ رحمت پور شریف لاڑکانہ

تعلیق وتخریج

صاحبزادہ محمد کرم اللہ الٰہی قادری المعروف "دلبر سائیں"

سجادہ نشین دربار عالیہ فضل آباد شریف، ماتلی۔

مَلفُوظاتِ فَضلِیَہ

اقوال و اعمال

قدوۃ العارفین، امام الواصلین، شیخ العرب والعجم

حضرت خواجہ محمد فضل علی شاہ قریشی سراجی

قدس سرہ العزیز

دربار عالیہ مسکین پور شریف

جامع

صاحب الجمال والکمال، وحید العصر، فرید الدہر، قطب العالم

حضرت خواجہ محمد عبدالغفار فضلی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

دربارِ عالیہ رحمت پور شریف لاڑکانہ

تقدیم و تعلیق و تخریج

صاحبزادہ محمد کرم اللہ الٰہی قادری المعروف "دلبر سائیں"

سجادہ نشین دربار عالیہ فضل آباد شریف، ماتلی۔

حافظ عبید اللہ طاہری کوٹری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نامِ کتاب: ملفوظاتِ فضلیہ

اقوال و اعمال: قدوۃ العارفین امام الواصلین شیخ العرب والعجم
حضرت خواجہ محمد فضل علی شاہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ

جامع: صاحب الجمال والکمال وحید العصر فرید الدہر
حضرت خواجہ محمد عبدالغفار "پیر مٹھا سائیں"

تعلیق و تخریج: صاحبزادہ محمد کرم اللہ قادری نقشبندی
"دلبر سائیں" سجادہ نشین خانقاہ عالیہ
فضل آباد شریف ماتلی سندھ

اشاعت: بارِ اول

تعداد: ایک ہزار

سنہ اشاعت: رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ

ناشر: جامعہ مدینۃ العلم ملیر کراچی

ہدیہ: Rs. 500/-

www.peermitha.com

www.peerdilbar.com

www.islahulmuslimeen.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

سخنہاء گفتنی

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین، وعلیٰ آلہ و صحبہ اجمعین وبعد:

اس ناچیز فقیر پر تقصیر کے والدِ گرامی قدوۃ الاولیاء، سند الاصفیاء، شمس العلماء حضرت پیر روشن ضمیر خواجہ محمد الاہی بخش غفاری المعروف "محبوب الاہی" قدس سرہ العزیز قطبِ عالم فیاضِ جہاں، غوثِ زماں حضرت پیر مٹھاسائیں رحمۃ اللہ علیہ کے منظورِ نظر خلفاءِ اجل میں سے تھے۔ آپ اپنے پیر و مرشد سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ جب مجالس میں بیٹھتے تھے تو گھنٹوں تک اپنے شیخ کے اوصاف وکمالات اور اخلاق و عادات بیان فرماتے رہتے تھے۔ میری والدہ ماجدہ مخدومہ محترمہ بھی پیر مٹھاسائیں کی فیض یافتہ ہیں۔

وہ بھی گاہ بگاہ اپنے پیر ومرشد کے فضائل وخصائل بیان فرماتی رہتی ہیں۔ تو یوں اولیاء کرام اور خصوصاً پیر مٹھا سائیں اور قریشی کریم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی محبت اور الفت میری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ جب سے ہوش سنبھالا ہے پیر مٹھاسائیں اور حضرت قریشی کریم کے ملفوظات والدین کریمین سے سنتا رہا ہوں، اور ان بزرگوں سے والہانہ محبت رکھتا ہوں۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میرے بچپن کا زمانہ تھا اور مدرسہ میں ابھی صرف نحو پڑھ رہا تھا، تو ایک مرتبہ دربار عالیہ رحمتپور شریف لاڑکانہ میں قطبِ عالم پیر مٹھاسائیں رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ دربار شریف کی پانچ قبوں والی مسجد کے شمالی حجرات میں سے ایک حجرے میں کچھ نورانی چہروں والے وجیہہ اور شکیل بزرگ بیٹھے ہوئے تھے، اندر جانے کو دل چاہا مگر بوّاب نے بچہ سمجھ کر اندر جانے سے منع کر دیا۔ بواب جب کسی کام سے ٹلا تو میں چپکے سے اندر گھس کر ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ وہ بزرگ آپس میں گفتگو فرما رہے تھے۔ ایک بزرگ جس کو بے خرچ کے نام سے پکار رہے تھے، اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی، سامنے بیٹھے ہوئے اک اور بزرگ جس کو ظامی صاحب کے نام سے پکار رہے تھے، وہ اس سے اس کتاب کی تعریف وتوصیف فرما رہے تھے کہ یہ کتاب حضرت پیر قریشی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جو ہمارے حضرت پیر مٹھاسائیں نے اپنے مبارک ہاتھ سے لکھے ہیں۔ وہ مزے لے لے کر اس کتاب کی تعریف فرما رہے تھے۔ دل نے چاہا کہ اگر یہ کتاب کچھ دیر کے لئے مل جائے تو کاپی کرالوں۔

مگر کم عمری اور ان حضرات سے اتنی گہری واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے کتاب مانگنے کی ہمت نہ کر سکا۔ بے خرچ صاحب فرمارہے تھے کہ اس کتاب کو میں چھپوا رہا ہوں۔ پھر انتظار تھا کہ کب یہ کتاب لاجواب چھپ کر آتی ہے!

کافی سال بعد جناب محترم بے خرچ کی طرف سے اس کتاب کا کچھ تھوڑا سا حصہ چھپا۔ جو بمعہ سوانح حیات صرف ایک سو بیس صفحات پر مشتمل تھا۔ جس میں سے مقدمہ اور سوانح والے چھبیس (۲۶) صفحات کو علحدہ کیا جائے تو باقی صرف چرانوے (۹۴) صفحات ملفوظات بچتی ہے۔ جو اس ضخیم کتاب کا تھوڑا سا حصہ تھی۔ مجھے اصل کتاب کی تلاش تھی، اگر وہ مل جائے تو اس کو پڑھکر اپنے مشائخ کی تعلیمات سے اپنے قلب و باطن کو تسکین دوں۔

پھر جب اللہ کریم نے کرم کیا اور حضرت پیر مٹھا سائیں اور انکے خلفاء کی سوانح حیات لکھنے کی سعادت میرے حصے میں آئی تو معلومات اکھٹی کرنے کے سلسلے میں سندھ، پنجاب اور بلوچستان نگر نگر، شہر شہر اور قریہ بقریہ گھوما، اور متعلق لوگوں سے ملا ان سے خطوط اور خطی مواد جمع کیا تو اس سلسلے میں جب دربار عالیہ مسکین پور شریف میں پہنچا تو وہاں جناب حضرت رفیق احمد شاہ صاحب زید مجدہ کے پاس اس ملفوظات کی نقل کاپی دیکھی، جو پیر مٹھا سائیں کے ہاتھ سے ہی لکھی ہوئی تھی تو ان سے اس کو کاپی کرالیا۔ جب اس کو پڑھا تو بڑا روحانی سکون ملا۔ دل نے چاہا کہ اس دُر نایاب کو چھپوا کر عام کیا جائے تا کہ سب متعلقین اور متوسلین مستفیض ہوں۔ لیکن اس کاپی کے بیچ میں کچھ صفحات ندارد تھے۔ اور کاپی سے کاپی کرنے کی وجہ سے کچھ حروف ایسے دھندلا گئے تھے کہ پڑھنے میں نہیں آتے تھے۔

پھر میں نے اصل مسودے کی تلاش شروع کردی۔ تلاشِ بسیار کے بعد پتہ چلا کہ اصل مسودہ جو قطبِ عالم پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے لکھا ہوا ہے وہ ان کے نواسے محترم جناب غلام فضل غفاری کے پاس موجود ہے، جو ڈیرہ غازی خان کے قریب جامپور شہر میں سکونت پذیر ہیں۔ ان کے پاس اپنے خلیفہ جناب منظور احمد کرمی کو بھیجا لیکن مسودے کے حصول میں کامیابی نہ مل سکی۔ اللہ بھلا کرے محترم جناب محبوب بھٹی صاحب اسٹیشن ماسٹر کروڑ ضلعہ لیہ کا جنہوں نے اپنی ضمانت پر اصل مسودہ عاریۃً دلایا۔ لیکن وہ مکمل نہیں تھا۔ بلکہ صفحہ ۱۲۱ سے ۲۷۸ تک تھا۔ اس کے آخر میں ۲۳ اوراق (۴۶ صفحات) مقبوسات کے تھے، جو حضرت پیر مٹھا سائیں نے خود ملفوظات کی آخری مجالس کو سہل کرکے لکھے ہیں۔

جب ہم نے اس کو چھاپنے کا عزمِ مصمم کرلیا تو ابتدائی حصہ (صفحہ ا سے ۱۲۰ تک) مولانا رفیق احمد شاہ کی جانب سے عنایت کردہ مسودے سے لکھا اور مولانا بے خرچ کے شایع کردہ نسخے سے بھی استفادہ کیا۔ صفحہ ۱۲۱ سے آخر تک پیر مٹھا سائیں کے اپنے ہی مبارک ہاتھوں سے لکھے مسودے سے لکھا۔

ہمارا عمل:

♣ چونکہ ملفوظات شریف لکھنے والے حضرت پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ خود بہت بڑے عالم تھے، اس لئے آپ کی زبان عالمانہ ہے جس میں عربی اور فارسی کے الفاظ کی بہتات ہے اور چونکہ آپ سرائیکی زبان بولنے والے تھے اس لئے آپ کی اردو پر سرائیکی کا اثر غالب ہے، اور یہ کتاب آج سے ۸۵ سال پہلے کی لکھی ہوئی ہے اُس دور اور اِس وقت کی اردو میں بھی کافی فرق آچکا ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر ملفوظات شریف کے کچھ حصے عام آدمی کی سمجھ سے بالاتر تھے۔ اس لئے ہم نے اُسے سلیس اور عام فہم بنانے کے لئے مروجہ اردو کا اس طرح سہارا لیا ہے کہ حضرت کے الفاظ کی اصلیت بھی برقرار رہے اور مفاہیم بھی آسانی سے سمجھ میں آسکیں۔

- ملفوظات شریف میں کچھ واقعات ایسے بھی تھے جو موجودہ صورتحال سے ہم آہنگ نہیں تھے لہٰذا ہم نے ایسے مواد کو ترک کیا ہے۔
- متن میں درج آیات و احادیث، اقوال و اشعار اور عربی اور فارسی عبارات جن کے ترجمے نہیں تھے جہاں ضروری سمجھا ہے ان کے تراجم لکھے ہیں۔
- قرآنی آیات کے آخر میں سورت کا نام اور آیت نمبر درج کر دیا ہے۔
- احادیث نبوی کی جہاں تک ہو سکا ہے اصل متونِ حدیث سے تخریج کی ہے۔
- اس طرح اقوالِ اولیاء کے بھی ممکنہ حد تک حوالے درج کیے ہیں۔
- بعض مشکل الفاظ کے معانی متنِ کتاب میں یا حواشی میں لکھے ہیں۔
- حضرت پیر مٹھا سائیں اپنے پیر کے عشق میں فنا تھے، اس ذوقِ محبت والفت میں آپ اپنے مرشد کریم کو بعض جگہ ایسے القابات دیے ہیں جو ہمارے ماحول میں امام الانبیاء حبیبِ کبریا حضرتِ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کیے جارہے ہیں، (جیسے سرکار نامدار وغیرہ) یا بعض جگہ ایسے القابات دیے ہیں جو ہمارے ماحول میں بعض شخصیات کے مختص سمجھے جاتے ہیں، تو ہم نے اختلاف سے بچنے کے لئے وہی القابات استعمال کیے ہیں جو خود حضرت پیر مٹھا سائیں نے اسی کتاب میں اکثر جگہ استعمال کیے ہیں،

کیونکہ ہمارا مقصد اختلافات کو ہوا دینا نہیں بلکہ اپنے مشائخ کا پیغام عام کرنا ہے۔

♣ یہ حضرت قریشی کریم کی مجالس کے اقتباسات ہیں جو حضرت پیر مٹھا سائیں نے لکھے ہیں، ایک مجلس میں کئی عنوانات پر دُرافشانی فرمائی ہے، اس لئے ہم نے ہر بات پر ایک جدا عنوان قائم کیا ہے، تاکہ پڑھنے والا زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوسکے۔

♣ کچھ واقعات ایسے تھے جو خالص مزاح پر مشتمل تھے، تو ہم نے ان کو ترک کردیا ہے۔

♣ جناب مولانا بے خرچ نے حضرت کے الفاظ کو سہل کرنے کے لئے اصل متن میں کافی تحسینی اضافی جملے داخل کیے تھے مگر ہم نے حضرت کے ہاتھوں سے لکھے خطی نسخے والی عبارت کو ہی نقل کیا ہے تاکہ قاری زیادہ سے زیادہ اللہ کے ولی کے اپنے الفاظ سے فیضیاب ہوسکے۔ ہاں البتہ کہیں مشکل الفاظ آئے ہیں تو قوسین ( ) کے درمیان ان کے معانی لکھ دیے ہیں۔

♣ بعض شخصیات کے نام لے کر کچھ واقعات لکھے گئے تھے تو ہم نے ان کے نام لکھنے کے بجائے "ایک شخص، یا ایک پیر یا ایک آدمی" جیسے الفاظ لکھے ہیں تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

♣ کچھ حکایات و واقعات جو نجی نوعیت کے تھے یا غیر تبلیغی تھے وہ اپنے پاس محفوظ رکھ کر اس کتاب سے حذف کردیے ہیں۔

♣ آپ نے ہر سفر کی مجالس کو جدا جدا نمبر شمار دیا تھا، اس طرح کسی سفر کی پانچ کسی کی چودھ مجالس تھیں تو ہم نے ساری کتاب کی سب مجالس کو ایک ہی ترتیب سے نمبر شمار دیا ہے، اس طرح جملہ چھتالیس (۴۶) مجالس ہوتی ہیں۔

- حضرت نے مجالس کے نمبر عربی میں دیے ہیں تو ہم نے بھی عربی میں ہی نمبر شمار دیے ہیں، اور قارئین کی سہولت کی خاطر نیچے اردو میں بھی نمبر شمار دے دیا ہے۔
- اصل مسودے میں آخری مجالس کی عبارات بلکل دقیق ہیں، اور پانی لگنے کی وجہ سے بعض سطور مٹ گئی ہیں جو پڑھی نہیں جا سکتیں۔ مجالس کے اختتام پر ان ہی مجالس میں سے ہر مجلس کو "المقبوس" کے عنوان سے حضرت نے خود سہل کر کے لکھا ہے۔ مٹی ہوئی سطور کو مکمل کیا ہے۔ مگر ان مقبوسات میں کچھ الفاظ کا تغیر و تبدل اور اضافی الفاظ بھی ہیں، اور الفاظ اور القاب کو ردوبدل بھی کیا گیا ہے۔ ہم نے ان مجالس کو اصل مسودے سے ہی لکھا ہے، لیکن جہاں سخت مشکل الفاظ اور دقیق عبارتیں ہیں یا پانی لگنے سے سیاہی مٹ جانے کے سبب جو سطور پڑھی نہیں جا سکتیں تو وہاں ان مقبوسات سے استفادہ کیا ہے۔
- آپ کے بیان کیے ہوئے واقعات کے ہم نے حتی المقدور کوشش کر کے اصل مراجع تک رسائی حاصل کر کے حوالہ جات حاشیہ میں درج کیے ہیں۔
- کچھ واقعات پر ہم نے حاشیہ میں تعلیقات بھی لگائی ہیں۔
- کچھ اہم علمی اور تصوف کے معاملات جو اہلِ علم اور اہلِ فہم کے لئے خاص تھے، ہم نے ان پر حاشیہ میں عربی زبان میں حاشیے لکھے ہیں۔
- میں ممنون و مشکور ہوں عالی جناب حضرت رفیق احمد شاہ مدظلہ اور جناب محترم محمد شاہ زید مجدہ اور حضرت قبلہ پیر مٹھا سائیں ثانی، حضرت خواجہ محمد دیدہ دل غفاری اور محترم المقام جناب حضرت فیاض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ کا کہ ان حضرات نے نہ صرف اس کتاب کو بغور پڑھکر تقریظیں لکھیں

مگر انہوں نے اس ناچیز کو مفید مشوروں سے نوازا، جن کی بدولت یہ کتاب احسن انداز میں قارئینِ کرام تک پہنچی ہے۔

- جناب محمد شاہ مدظلہ نے حضرت قریشی کریم رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی لسٹ عنایت فرمائی جو حضرت کے پیارے خلیفہ محمد موسیٰ جلالپوری کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی ہے۔

اور سوانح مبارکہ کے لئے کچھ مزید مواد عنایت فرمایا، اس عنایت پر میں ان کا بیحد مشکور ہوں۔

- جناب محترم محبوب احمد بھٹی کا بھی شکریہ جنہوں نے کتاب کو خوبتر کرنے کے بہت مفید مشورے دیے۔
- اللہ شاد آباد رکھے خلیفہ منظور احمد ماہرو اور فقیر محمد نواز مجذوب کو جنہوں نے اس کتاب کی طباعت اور اشاعت میں ناچیز کی مدد فرمائی۔
- اس عمل میں ہمارا غرض و مقصد محض اللہ کی رضا ہے۔
- ہماری اس خدمت میں اگر کوئی خوبی نظر آئے تو یہ اللہ کا فضل و کرم ہے، اور اگر کوئے غلطی نظر آئے تو یہ ہماری خطا تصور کی جائے۔
- ہم اس قاری کے بہت ممنون و مشکور ہوں گے جو ہمیں ہماری غلطیوں کی نشاندہی کرکے ہمیں اصلاح کا موقعہ عطا کرے۔ فقط والسلام

فقیر ناچیز کرم اللہ الاہی غفاری فضلی مجددی نقشبندی

خانقاہ عالیہ فضل آباد شریف ماتلی ضلعہ بدین سندھ

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ

تقریظ

پیر پارسا حضرت خواجہ محمد عبدالغفار عرف

پیر مٹھا سائیں ثانی زید مجدہ

سجادہ نشین دربار عالیہ رحمت پور شریف لاڑکانہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نحمدہ نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

کتابِ ھذا ملفوظاتِ فضلیہ بقلم قطبِ عالم پیر مٹھا سائیں اھلِ دل عُشاقانِ معرفت وسلوک کیلئے ایک نایاب ذخیرہ ہے۔ پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح اپنے مرشد حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے دہن مبارک سے نکلے ہوئے موتیوں کو جمع کیا ہے۔ حضرت قریشی کریم کی پوری زندگی ایک نمونہ تھی۔ اس عاجز کی اس پر کچھ لکھنے کی کیا مجال! بات قریشی کریم کی ہو اور بتانے والے پیر مٹھا سائیں۔ یہ عاجز نہایت مشکور ہے پیر محمد کرم اللہ صاحب کا جن کی محنت اور جفاکشی سے یہ کتاب ہم عاشقوں کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ پیر صاحب کو مزید توفیق عطا فرمائے کہ اسی طرح حضرت کے فیضان کو لوگوں تک پہنچانے میں سر گرم ہوں۔ آمین۔

فضلی دی ہے ایہا التجا رحمت کرے شالا خدا

تکیہ نہ کوئی بیا آسرا ئی تیڈے سوا بیا کون ھے

آمین بجاہ سید الامین۔

لاشیء فقیر محمد عبدالغفار جانانی

سگِ آستان دربارِ عالیہ رحمتپور شریف، لاڑکانہ

تقریظ

پیرِ طریقت حضرت خواجہ محمد دیدہ دل غفاری زید مجدہ نواسہ حضرت پیر مٹھا سائیں

سجادہ نشین دربار عالیہ غریب آباد شریف لاڑکانہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین اما بعد

اس ناچیز کو ملفوظاتِ فضلیہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا جو کہ میرے نانا جان حضرت قبلہ قطبِ عالم پیر مٹھار رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ ہے۔ اس سے پہلے بھی غیر مطبوعہ نسخہ مطالع کیا تھا۔ بلاشک وہ نسخہ خستہ حال میں ہے۔ پھر تحریر پڑھنا بھی دشوار عمل ہے۔ یہ ناچیز بھی اس صورتحال سے گذرا ہے۔ سائیں صاحبزادہ کرم اللہ الاہی نے جس جانفشانی اور کاوش سے اس کو آراستہ و پیراستہ کیا اور انتہائی خلوص و محبت سے اشاعت عام فرمائی وہ انتہائی لائق تحسین ہے۔ یہ گوہر پارہ اور نایاب خزانہ آج منظر عام پر آگیا ہے جو عوام و خاص کے لئے راہِ ہدایت اور حصولِ فیض و برکات کا ذریعہ ہے۔ کتابِ ھٰذا کے متعلق کچھ لکھنا کہنا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ تو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد قاری خود ہی اس عظیم تصنیف سے فیضیاب ہو کر اندازہ کر سکتا ہے۔ یہ ناچیز بمع اہل خانہ سائیں کرم اللہ الاھی کیلئے ان کے اہل خانہ، عزیز و اقارب و محبین کے ہر دم دعا گو ہیں۔ اللہ عز و جل ان کا سایہ پوری جماعتِ غفاریہ پر تا دیر سلامت رکھے اور ان کے درجات میں مزید بلندی عطا فرمائے آمین۔

یکے از ادنیٰ جماعت غفاریہ   محمد دیدہ دل غفاری

تقریظ

پیر طریقت حضرت خواجہ محمد رفیق فضلی

سجادہ نشین دربار عالیہ مسکین پور شریف نزد شہر سلطان
تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ پنجاب پاکستان

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلواۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ و علیٰ آلہ
واصحابہ الذین اوفوا عھدہ و وعدہ اما بعد.

زیر نظر کتاب ملفوظات فضلیہ حضرت مولانا کرم اللہ صاحب نے اپنے خلیفہ مولانا محمد منظور صاحب کے ہاتھ ارسال فرمائی اور اپنے تاثرات لکھنے کا حکم فرمایا۔ اس ناچیز نے وقت کی قلت کے باعث اس کتاب کو بالاستیعاب تو نہیں پڑھا البتہ چیدہ چیدہ مقامات و صفحات کو پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہر ہر حرف پڑھنے پر بہجت و سرور اور روحانی کیف اور صدق ایمانی نصیب ہوئی۔ اور ہر حرف میں نور محسوس ہوا۔

شیخ نورانی زراہ آگاہ کند، نور را بالفظ ہمراہ کند

خواجہء خواجگان حضرت پیر فضل علی شاہ صاحب قریشی نور اللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ المنیف اپنے وقت کے غوث تھے اور محبوب الاہی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ولایت کے اعلیٰ درجات اور باطنی کمالات سے نوازا تھا۔ آپ کا طرز زندگی اسلاف کا نمونہ تھا۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ آپ نہایت متبع سنت نبوی ﷺ تھے اور اعلیٰ درجہ کے متقی وپرہیز گار تھے۔

آپ کو دیکھتے ہی لوگ گناہوں سے تائب ہو جاتے تھے اور انکی باطنی حالت تبدیل ہو جاتی تھی اور جس پر نظر فرماتے اس کو جذبہ ہو جاتا۔ مردہ قلوب زندہ ہو جاتے، غافل لوگ ذاکر بن جاتے۔ آپ کی صحبت بابرکت میں جاہل لوگ عالم بن جاتے۔ مولوی غلام جعفر صاحب کو ہالانی شہر میں حضرت نے دیکھ کر فرمایا یہ تو مفتی لگتا ہے۔ حالانکہ وہ ان پڑھ تھا بعد میں اس کو علم حاصل کرنے کا شوق ہوا تو وہ عالم بن کر فتوے دینے لگا۔ اس ناچیز نے اس کی زیارت کی ہے۔ انہوں نے آخر وقت میں وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنی کچھ کتابیں بھی اس ناچیز کو ہدیہ کی تھیں۔ اگر آپ کی کرامات اور حالات و واقعات کو لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ اس قسم کے حالات حضرت کی سوانح عمری میں درج ہیں۔ اس لئے حیاتِ فضلیہ، مقاماتِ فضلیہ، تجلیاتِ فضلیہ، انوارِ فضلیہ، فوائدِ فضلیہ، تذکرہ خواجگانِ نقشبند وغیرہ کتب میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ اس زیرِ نظر کتاب میں صرف ملفوظات طیبات پر اکتفاء کیا گیا ہے جو اصل مقصود ہیں تاکہ لوگ ان اللہ والوں کی تعلیمات سے استفادہ کریں۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِه (الانعام. آیت 6)

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللّٰهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي (یوسف:108)

کے پیشِ نظر ان کی اشاعت کی اشد ضرورت ہے۔ کشف و کرامات مقصود نہیں ہیں۔ ہم لوگ بزرگوں کی تعلیمات کو بھول جاتے ہیں اور کشف و کرامات کو یاد رکھتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔ اللہ والوں پر انعام الٰہی ہے جن کے راستے پر چلنے کی دعا خود اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم جسے ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔

ان کے پاس جانے والا کبھی محروم نہیں جاتا۔ یہ منظر ہمارے حضرت کے ہاں کثرت سے دیکھا گیا۔ حتیٰ کہ غیر مسلم لوگ بھی آپ کی توجہات سے متاثر ہوتے۔ ہندو مرد و عورتوں کو جذبے ہو جاتے۔ ایک دفعہ آپ محراب پور شہر تشریف لے گئے وہاں ہندو عورتیں اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر حضرت کی زیارت کرنے لگیں کہ دیکھیں کہ مسلمانوں کا پیر کیسا ہے۔ ان کو جذب طاری ہوا اور مکان کی دوسری منزل سے چھلاگیں مار مار کر نیچے گرتی رہیں اور کسی کو کچھ بھی چوٹ نہ آئی۔ وہ مکان آج بھی موجود ہے اور اس ناچیز نے بھی وہ مکان خود جا کر دیکھا ہے۔ ایسے حقیقی اللہ والوں کے تذکرہ سے ایمان کو تازگی اور بالیدگی نصیب ہوتی ہے۔

ذکر پاکاں تازہ ایمانت کند

یہ ناچیز، حضرت مولانا کرم اللہ صاحب کا شکر گذار ہے جنہوں نے موجودہ کتاب ملفوظاتِ فضلیہ کی اشاعت فرما کر ہمارے ایمان و اذہان اور قلوب کی نشاط اور تازگی کا ذریعہ بنایا۔ حضرت مولانا صاحب موصوف نے پہلے بھی کافی کتابیں شائع کی ہیں مگر یہ کتاب ان سب سے منفرد اور متبرک ہے۔ اس کتاب کی اشاعت سے حضرت پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے روح پُر فتوح کو جو خوشی ہو گی وہ قابلِ دید ہو گی۔

کوئی آنکھ والا تیرے جوبن کا نظارہ دیکھے
دیدہء کور کو کیا نظر آئے وہ کیا دیکھے

حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر کے عاشق تھے اور اپنے پیر و مرشد کی تعلیمات کو عام کرنے میں حریص تھے۔ یہ مسودہ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

جسے چھپوا کر اس کو عام کرنا چاہتے تھے مگر مجبوریاں حائل رہیں۔آج حضرت کی اس دیرینہ تمنااور آرزو کو حضرت مولانا کرم اللہ صاحب نے پورا فرمایا ہے۔

فجزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین الی یوم الدین بحرمۃ و بجاہ سید المرسلین علیہ و علی آلہ و اصحابہ و عترتہ الوف من التحیات والتسلیم

اللہ تعالیٰ ہم سب متعلقین و متوسلین و جملہ مسلمین کو ان حضرات اولیاء اللہ کی تعلیمات کو اپنانے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ان حضرات کی طرح اتباع سنت، تقوی، سادگی، کسر نفسی، تواضع، گمنامی، ترک دنیا، ترک ماسوی اللہ، رقت قلبی، سوز و گداز، عشق و مستی نصیب فرمائے۔

آخر میں پھر ایک مرتبہ حضرت مولانا کرم اللہ صاحب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے بہت سارے تصوف کے موتی اور راز ہائے سربستہ اور سینوں کے اسرار و رموز اور قیمتی ملفوظات اور علمی جواہر پارے اور علوم و معارف سے ہمیں اس کتاب کے ذریعے آگاہی بخشی۔ فجزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین خیر الجزاء۔

کچھ بزرگ خود خاموش طبع ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کے مریدوں میں سے ایسے لوگ پیدا فرماتا ہے جو ان کی لسان ہوتے اور ترجمان ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا کرم اللہ صاحب، حضرت پیر مٹھا کی لسان ہیں۔ دعاء گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا موصوف کے علم میں، عمل میں، عمر میں، صحت میں، جوانی میں برکتیں عطا فرمائیں اور دین متین اور سلسلہ عالیہ کی ترویج و اشاعت کا ان سے مزید کام لے۔آمین ثم آمین۔

محررہ العبد المذنب
محمد رفیق فضلی

تقریظ

پیرِ طریقت حضرت خواجہ محمد شاہ فضلی

مہتمم انجمن دار العلوم فضلیہ
دربار عالیہ مسکین پور شریف

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نحمدہ نصلی و علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

الحمدللہ ماہ شعبان ۱۴۳۳ھ میں بسلسلہ تبلیغ سندھ جانا ہوا۔ ماتلی ضلع بدین میں بھی پروگرام تھا۔ تو حسبِ سابق خانقاہ عالیہ فضل آباد شریف میں حاضری ہوئی۔ اتفاق سے محترم و مکرم حضرت صاحبزادہ محمد کرم اللہ الاھی صاحب مدظلہ بمعہ اپنے صاحبزادوں و جماعت کے موجود تھے۔ فقیر کے ساتھ کچھ حقانی علماء و مفتیان حضرات بھی موجود تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ نے بتایا کہ حضرت مولانا پیر عبدالغفار صاحب المعروف پیر مٹھا رحمۃاللہ علیہ نے اپنی قلم سے اپنے مرشد و مربی حضرت قطب عالم غوث زمن خواجہ محمد فضل علی شاہ صاحب قریشی رحمۃاللہ علیہ کے کافی ملفوظات جمع کیئے تھے۔ جو کہ انہوں نے کافی جدوجہد کے بعد حاصل کیئے ہیں۔ ان کو من و عن طبع کرانا چاہتے ہیں۔ فقیر نے بھی جلدی میں چند ملفوظات پڑھے۔ ہر ملفوظ اپنی جگہ نہایت پر اثر تھا۔ آج خانقاہ عالیہ فضلیہ مسکین پور شریف میں مکمل ملفوظاتِ فضلیہ فقیر نے دیکھ لئے ہیں۔ کچھ باتیں مفاد عامہ کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب نے حذف فرمادی ہیں۔ اور کچھ کی نشاندہی فقیر نے بھی کی ہے۔

حضرت صاحبزادہ نے جہاں آیات واحادیث واشعار کے تراجم لکھے ہیں وہاں آیات کے آخر میں سورۃ کے نام بھی درج کیئے ہیں اور آیت نمبر بھی درج کی ہے۔ اور احادیث نبویہ کا متن حدیث سے بھی تخریج کرنا تو نہایت ہی عمدہ ہے۔ اور مشکل الفاظ کے معنی بھی خوب درج فرمائے ہیں۔ اس اضافی کاوش کا اجر بھی اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائیں گے۔ آمین۔

الحمدللہ حضرت صاحبزادہ کی یہ علمی و روحانی کاوش اور اس کا شوق و جذبہ و ہمت لائق صد تحسین ہے۔ ان ملفوظات کو پڑھ کر عمل کرنے والوں کو یقیناً نفع حاصل ہوگا۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت علمی و روحانی تھی اور تمام تر فروعی اختلافات سے پاک تھی۔ جو کہ زیر نظر نصائح سے خوب عیاں ہے۔ اس وقت بھی حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض دنیا و عالم میں پھیل چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فیض کو تا قیامت شریعت وسنت کے دائرہ میں جاری رکھے آمین۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب اور ان کے جملہ رفقاء کو جزائے خیر دے اور ان کی جملہ دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ خانقاہ عالیہ فضلیہ مسکین پور شریف کا فیض ہمیشہ جاری رکھے۔ اور شرک و بدعات سے محفوظ رکھے۔ چند حروف لکھدیئے ہیں تا کہ اخروی نجات کا ذریعہ بنیں۔

العبد الفقیر

محمد شاہ عفی عنہ

خادم سلسلہ وخانقاہ عالیہ فضلیہ مسکین پور شریف،

تحصیل جتوئی، ضلع مظفر گڑھ پنجاب، پاکستان

تاریخ: ۱۰ ار مضان المعظم ۱۴۳۳ھ بمطابق ۳۰ جولائی ۲۰۱۲ء

تقریظ

عالم نبیل فاضل جلیل بقیۃ السلف علامہ ابن علامہ
مفتی ابن مفتی اویسی ابن اویسی حضرت علامہ
فیاض احمد اویسی دامت برکاتہ
جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور پاکستان

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

اولیاء کرام بزرگانِ دین سلف صالحین کے ملفوظات عالیہ سالکین طریقت کیلئے چراغِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضور سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات شریف مکتوبات کی صورت میں امت مسلمہ کی رہبری و رہنمائی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ دلیل العارفین حضرت سلطان الہند سیدنا خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات طیبات کا مجموعہ ہے۔ جس سے کئی گم گشتہ گانِ راہ نے ہدایت کی منزل پائی۔ رواں صدی کے مجدد برحق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمتہ والرضوان کے ملفوظات شریف نے اہل سنت کے عوام و خواص کے عقائد و شرعی معاملات میں کافی حد تک مدد کی ہے۔

تقریباً ہر روحانی سلسلہ عالیہ کے مشائخ عظام کے ملفوظات عالیہ مطبوعہ موجود ہیں جن سے سالکین راہِ حق شریعت و طریقت کی منزلیں طے کر رہے ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ غفاریہ کے شیخ کامل حضرت پیرِ طریقت قبلہ سائیں فضل علی قریشی سراجی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جو پاکستان میں مختلف علاقوں میں ان کے خلفاء کے پاس موجود تھے انہوں نے بطور تبرک اپنے پاس محفوظ رکھے ہوئے تھے۔

اللہ بھلا کرے حضرت علامہ مولانا پیرِ طریقت صاحبزادہ محمد کرم اللہ الٰہی قادری نقشبندی غفاری میرے پیارے دلبر سائیں زید مجدہ کا انہوں نے محسوس کیا کہ، اولیاء کاملین سلف صالحین کے ملفوظات عالیہ کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ خلقِ خدا ان سے رہبری حاصل کرے اس نایاب خزینے کی تلاش کیلئے انہوں نے ملک بھر کے دورے کئے جہاں کسی نے بتایا کہ پیر قبلہ کہ ملفوظات موجود ہیں وہاں پہنچے۔ اک جنون کی حد تک انہیں اپنے بزرگوں کے ملفوظات جمع کرنے کا شوق ہے۔ اس بابرکت مقصد کیلئے وہ ایک مرتبہ فقیر کے ہاں بہاولپور بھی تشریف لائے تھے انہیں کسی نے بتایا کہ بہاولپور کی سینٹرل لائبریری میں ان کے شیخ کامل کے قلمی مخطوطات موجود ہیں ہم نے لائبریری میں بہت چھان بین کی مگر مطلوبہ کتب نہ مل سکے۔ تا آنکہ آپ نے یہ ملفوظات ان کے پیر خانہ سے حاصل کرکے اشاعت کی سعادت حاصل کرلی۔

فقیر کو ملفوظات شریف کے بعض مقامات دیکھنے کا اتفاق ہوا بہت خوب پایا واقعی بڑوں کی باتیں بڑی ہوتی ہیں۔ دل سے دعا نکلی کہ اللہ رب العزت میرے حضرت دلبر سائیں مدظلہ کی یہ کاوش قبول فرمائے اور ہمارے دیگر درگاہوں کے سجادگان والاشان کو بھی دلبر سائیں جیسا دردِ دل عطا فرمائے جو مخلوق خدا کی رہبری ورہنمائی کیلئے بیدار رہیں، آمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین۔

والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابن حضرت مفسر اعظم پاکستان محمد فیاض احمد اویسی رضوی غفرلہ

جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور پاکستان

۳ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

۶ جون ۲۰۱۱ء پیر شریف قبل صلوۃ العصر

سوانح حیات

حضرت پیر قریشی

رحمۃ اللہ علیہ

صاحب ملفوظات

قُدوۃ العارفین امام الواصلین شیخ العرب والعجم حضرت پیر روشن ضمیر خواجہ محمد فضل علی شاہ قریشی رحمتہ اللہ علیہ

یہ ملفوظات جس اللہ کے پیارے ولی کے ہیں وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم نامور اور پایہءِ کمال کے بزرگ تھے۔ آپ کا فیض و برکت پورے ہندستان و پاکستان میں پھیلا ہوا ہے۔ خصوصًا پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان میں آج بھی آپ کا فیض اہلِ دل کے سینوں میں موجیں مار رہا ہے۔ لاکھوں بے دین لوگ آپ کی صحبت میں آکر دیندار بن گئے۔ کہتے ہیں کہ آپ کا خیال تھا کہ ایک طوطا پالوں اور اُسے اچھی اچھی باتیں سکھاؤں۔ تو آپ کو الہام ہوا کہ طوطے کو پڑھانے میں اتنا فائدہ نہیں ہوگا جتنا کہ اللہ کی مخلوق کی اصلاح میں اور قلب جو ایک طوطے کے مانند ہے، اس کو کیوں نہیں ذکر اللہ کی طرف لگاتے! پھر آپ خود بھی اللہ کے ذاکر ہوئے اور اپنے فیضان نظر سے لاکھوں انسانوں کے قلوب کو بھی اللہ کا ذاکر بنا دیا۔

آپ کا تعارف :

آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی حضرت فضل علی شاہ اور والد محترم کا نام مراد علی شاہ تھا۔ آپ امام الانبیاء محبوبِ مصطفیٰ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے، یہی سبب ہے کہ آپ کو لوگ ہاشمی اور قریشی کہتے ہیں۔ آپ کے آباء واجداد نے عباسی یلغار میں عربستان سے سندھ کی طرف ہجرت کی اور یہاں سے پھر میانوالی میں سکونت پذیر ہوئے۔ عرب سے آنے والے آپ کے بڑے دادا صاحب کا اسمِ گرامی داؤد تھا اس لئے اس بستی کا نام داؤد خیل مشہور ہوا۔

حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت بھی اسی بستی میں ۱۲۷۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے والدین نے کچھ عرصہ کے بعد وہاں سے ہجرت کرکے کالا باغ میں مستقل طور رہائش اختیار کی۔

تعلیم :

آپ نے کالا باغ کے علاقہ میں اردو اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ عربی تعلیم شرح وقایہ اور شرح جامی تک پڑھی۔ فارسی میں آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ کبھی کبھی فارسی میں شعر بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا خط بہت ہی عمدہ اور خوبصورت تھا۔ آپ کے پیر ومرشد حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ اکثر اجازت نامے آپ ہی سے تحریر کروایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ڈاک اور دینیات کی کتب کی تحریر آپ کے ذمہ تھی۔

بیعت و خلافت : آپ کا عہدِ شباب تھا کہ آپ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱۴ھ) کی صحبت میں موسیٰ زئی،

ڈیرہ اسماعیل خان جایا کرتے تھے۔ خواجہ دامانی صاحب حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔آپ بیان کرتے تھے کہ خواجہ عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک پٹھان کپڑا بیچنے کیلئے آیا۔ خواجہ دوست محمد قندھاری نے جو کپڑے پسند فرمائے اس سے خرید گئے۔ ان کی قیمت پوچھی اور فرمایا کہ جو تمہارا حق ہے وہ بتاؤ۔ آپ کے "حق" کہنے سے پٹھان پر وجد طاری ہو گیا اور زمین پر جا گرا۔

پیر قریشی صاحب نے بیان کیا کہ خواجہ عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ خواجہ دوست محمد کو پیٹ میں درد تھا، آپ نے الاپچی طلب فرمائیں، مجھے کشف ہوا میں سن رہا تھا کہ الاپچی کہہ رہی تھیں کہ اے اللہ ہم میں شفا رکھنا کہ تیرا پیارا کھائے کہ ان کا درد دفع ہو جائے۔

فرمایا خواجہ دوست محمد کے پاس طعام آتا تو آپ پہلے اس طعام پر توجہ فرماتے تھے اس کی کدورت نکال کر پھر طعام تناول فرماتے تھے۔

اُن دِنوں حضرت دامانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ضعیف العمر ہو چکے تھے اور بہت کم لوگوں کو بیعت کرتے تھے۔ اس لئے جو بھی آپ کی خدمت میں بیعت ہونے کیلئے آتا تو آپ ان کو اپنے خلیفہء اول خواجہ لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ یا اپنے فرزند ارجمند خواجہ سراج الدین (متوفی ۱۳۳۳ھ) کی خدمت میں بھیجتے تھے۔ اس طرح سے آپ نے بیعتِ اول حضرت خواجہ سید لعل شاہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ سے کی۔ لیکن ابھی آپ کا سلوک مکمل ہی نہیں ہوا تھا کہ حضرت لعل شاہ صاحب کا وصال ہو گیا۔ وصال سے پہلے حضرت لعل شاہ صاحب نے پیر قریشی کو بہت یاد فرمایا۔

جبکہ آپ مرشد کے وصال کے بعد تشریف لے آئے۔ وصال کی خبر سن کر آپ بہت افسردہ ہوئے۔ حضرت ہمدانی صاحب کی تعزیت کیلئے حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ پیر قریشی صاحب حضرت خواجہ لعل شاہ صاحب کی مزار پر بہت گریہ وزاری کر رہے تھے۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت سراج الدین رحمۃ اللہ علیہکو آپ پر بہت رحم آگیا۔ آپ پر بہت شفقت اور مہربانی فرمائی اور موسیٰ زئی شریف آنے کا ارشاد فرمایا۔

جب آپ موسیٰ زئی پہنچے تو حضرت سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو از سر نو ذکر کی تلقین فرمائی اور تدریجاً آپ کو مکمل سلوک طے کرایا۔

جب حضرت سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ علاج کیلئے دہلی تشریف لے گئے تو وھاں آپ نے اس علاقہ میں رہائش اختیار کی جہاں پر حضرت مرزا مظہر جان جاناں، حضرت غلام علی شاہ اور حضرت شاہ ابو سعید رحمہم اللہ اجمعین کے مزارات ہیں۔ اُن دِنوں حضرت ابوالخیر مجددی وہاں کے سجادہ نشین تھے۔ پیر و مرشد نے حضرت قریشی کو خط لکھ کر دہلی آنے کا حکم فرمایا۔ مرشد کا خط پڑھتے ہی آپ نے دہلی جانے کی تیاری کی۔

جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کو اُس بابرکت علاقہ میں خلافت سے نوازا گیا۔ ابتدا میں آپ کو پچاس لوگوں کو ذکر دینے کی اجازت تھی۔ جب آپ پچاس لوگوں کو ذکر کی تلقین فرما چکے تو پھر آپ کو خلافت مطلقہ عنایت کی گئی۔ اس طرح حضرت قریشی قدس سرہ العزیز کو تین بزرگوں سے اکتسابِ فیض کی سعادت نصیب ہوئی اور وہ تینوں بڑے پائے کے بزرگانِ دین اور صاحبانِ کمال تھے۔

آداب مرشد :

آپ فرماتے تھے کہ جب میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آتا تو مرشد کا ادب کرتے ہوئے جوتوں کے قریب بیٹھا کرتا تھا۔ اپنے مرشد کے سامنے کبھی نہ اونچی آواز سے بولا اور نہ ہی ہنسا بلکہ ہمیشہ سر جھکا کر ادب سے بیٹھا رہتا تھا۔

ھجرت :

جب ۱۸۹۶ء میں میانوالی میں قحط سالی ہوئی تو حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ علیہ نے بمعہ اپنے اہل و عیال حجاز مقدس جانے کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت ابھی ریلوے کا نظام نہیں تھا۔ آپ کے پاس جو زمین کا ٹکڑا یا گھر تھا اس کو بیچ کر کشتی بنوائی تاکہ اس میں سوار ہو کر دریاء سندھ کے ذریعے سکھر اور وہاں سے کراچی کی طرف سفر کریں اور کراچی میں کشتی بیچ کر پھر جیسا اللہ تعالیٰ چاہے گا ویسے حجازِ مقدس پہنچیں گے۔ جب آپ کشتی میں سوار ہو کر ضلع مظفر گڑھ کے گاؤں جتوئی میں پہنچے تو گرمی کے موسم کی وجہ سے آپ نے وہیں دریاء سندھ کے کنارہ پر رات گذارنے کا ارادہ فرمایا۔ دوسرے روز جمعہ کا دن تھا اور نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے آپ جتوئی کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اس جامع مسجد کے خطیب مولوی رحیم بخش تھے جو آپ کے پرانے دوست اور ہم سبق تھے، اس سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ حال احوال معلوم ہونے پر مولوی صاحب نے آپ کو عرض کی کہ موسم گرما چل رہا ہے اور ابھی دریاء سندھ میں بڑا زور اور طغیانی آئی ہوئی ہے اس لئے اس وقت سفر کرنا مناسب نہیں ہے۔ مولوی صاحب آپ کو منت آزی کرکے اپنے ساتھ لے آیا۔

آپ ان کے پاس ایک دو دن ٹھہرنے کے بعد جیسے ہی دریاء سندھ کی طرف واپس لوٹے تو پتہ چلا کہ آپ کی کشتی چور چرا کر لے گئے ہیں، اور وہ بڑی تلاش کے بعد بھی نہیں ملی۔ پھر وہی مولوی صاحب آپ کو دوبارہ لینے کے لئے آئے اور یہیں مستقل رہنے کی التجا کی۔ تو آپ نے سفر کا ارادہ ملتوی کر کے دریاء کے کنارے کوٹلہ رحیم شاہ میں سکونت اختیار کر لی۔

درگاہ فقیر پور اور مسکین پور شریف :

آپ وہاں کی ویران زمین آباد کر کے، کاشتکاری اور محنت مزدوری کر کے اپنے اہل و عیال کیلئے حصولِ معاش کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں جو جنگل آباد کرتا تھا تو آدھا حکومت کا اور آدھا آباد کرنے والے کا ہوا کرتا تھا۔ اس لئے آپ نے ساتھیوں سے مل کر یہ مشورہ کیا کہ مزدوری سے بہتر ہے کہ جنگل کو آباد کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب جنگل آباد ہو گیا تو حکومت سے مالکانہ حقوق مل گئے۔

آپ بچوں کو فی سبیل اللہ پڑھاتے تھے۔ گاؤں جتوئی کے قریب ایک بستی بنام " فقیر پور " آباد کی۔ وہیں پر کچھ جھونپڑے بنائے دیواریں کھڑی کر کے اُس پر چھپّرے ڈال کر سادہ گھر بنائے۔ کچھ ہی عرصہ کے اندر لوگوں کا بہت آنا جانا ہو گیا، لیکن اس جگہ پر لوگوں کو آمد رفت میں بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا، اس لئے آپ نے ضلع مظفر گڑھ تحصیل علی پور میں شہر سلطان سے چار میل دور راستے کی سہولت کے مطابق " مسکین پور " نامی درگاہ آباد کی۔ آپ وہاں پر کاشتکاری بھی کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی روحانی اصلاح بھی کرتے رہے۔

بظاہر تو یہ کاشتکاری یا زمینداری تھی لیکن حقیقت میں تزکیہ نفس اور تعلیم سلوک کا مشن تھا۔ یہاں پر مجاہدہ، ریاضت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ آپ بنفسِ نفیس کاشتکاری بھی کرتے اور لنگر کیلئے لکڑیاں خود لیکر آتے تھے۔

جالِندھر کا سفر:

جالندھر میں آپ کو پہلی مرتبہ شیخ عبدالمجید صاحب لائے تھے۔ جنہوں نے کسی دوست سے پیر قریشی کے خلیفہ اعظم حافظ حاجی قاری کریم بخش صاحب کی تعریف سنی تھی تو وہ اُن کی خدمت میں بہاول پور گھلیاں والا گئے۔ وہاں حلقہء ذکر و فکر میں شریک ہونے کے علاوہ لنگر کھانے سے ایسی تو لذت ملی کہ وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور وہاں پر قرآن شریف پڑھنے اور ذکر اذکار میں اپنے اوقات بسر کرنے لگے۔ پھر ایک دن شیخ عبدالمجید نے آپ سے بیعت کرنا چاہی تو خلیفہ صاحب نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ ہمارا یہاں آنا جانا نہیں ہوتا لہٰذا آپ حضرت پیر قریشی صاحب سے بیعت ہو جائیں۔ پھر شیخ عبدالمجید نے پیر قریشی سے بیعت کی اور حضرت کو اپنے اخراجات پر جالندھر میں بھی لائے۔ آپ پہلی مرتبہ ۱۹۲۱ میں اور دوسری مرتبہ ۱۹۲۲ میں جالندھر میں تشریف فرما ہوئے۔

بیعت میں کس کو لیتے تھے؟ حضرت پیر قریشی صاحب خود کھیتی باڑی کرتے تھے اور جماعت کو بھی کام کرنے کی تاکید فرماتے۔ آپ کے پاس کوئی بھی مرید ہونے کو آتا تو آپ سب سے پہلے اس کے ہاتھ دیکھتے۔ اگر ہاتھ سخت اور کام کاج والے ہوتے تو اسے مرید کرتے اور اگر کسی کے ہاتھ نرم و نازک ہوتے تو اسے مرید نہ بناتے۔

فیوضات و توجہات : آپ کی توجہات سے لوگوں کو بے حد جذبہ ہوتا تھا۔ آپ جس کی طرف نظر فرماتے تھے وہ بے خود ہو کر وجد میں آجاتا تھا۔ اس لئے بہت سارے لوگ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ سے بیعت کرتے اور روحانی تعلیمات سے مالامال ہو جاتے۔ گناہوں کو چھوڑ کر نیکی کے راستہ پر گامزن ہو جاتے۔

اُن دنوں آپ کے علائقے میں سلسلہ عالیہ قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ کا زور تھا، سلسلہ نقشبندیہ گویا کہ انوکھا سلسلہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ وجدانی کیفیات دیکھ کر اور مراقبہ میں تسبیح کے موٹے منکے کو ٹکراتا ہوا دیکھ کر اُسے جادو کہنے لگتے۔ لیکن بڑی مخالفتوں کے باوجود بھی آپ کی جماعت میں دن بہ دن اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اُس وقت مظفر گڑھ کے کچھ نام نہاد پیروں نے مِل کر مشورہ کیا کہ قریشی صاحب نے ہمارے مرید چھین لیے ہیں اس کا کچھ تدارک کیا جائے! پھر کسی نے آپ پر جادوگر کا الزام لگایا تو کسی نے کوئی اور حربہ چلا کر مخالفت کا طوفان کھڑا کر دیا۔ لیکن ان مخالفین میں سے کچھ تو اپنے کیے کے انجام پر پہنچے اور کچھ نادم ہو کر آپ سے معافی طلب ہوئے۔ آپ نے اُن کے تمام قصور درگذر اور معاف کر دیے۔ اس طرح مخالفت ٹھنڈی پڑ گئی اور آپ کا کام روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا۔

آپ کی جماعت میں جذبہ بہت ہوتا تھا، لوگ زمین پر گر کر بیھوش ہو جاتے تھے۔ آپ کی زرعی زمین عجیب قسم کی تھی اوپر بڑی سخت اور نیچے ریتلی تھی۔

اس قسم کی زمین کا اوپر والا حصہ سیاہ نما اور سخت ہوا کرتا ہے۔ ہل چلانے پر بڑے بڑے ڈلے نکلتے ہیں۔ آپ کی توجہات سے جب لوگوں میں جوش وجذب

پیدا ہوتا تو وہ بڑے بڑے ڈلے مٹی بن جاتے اور آپ ہنس کر فرماتے کہ مجھ بوڑھے کو ڈلے ہموار کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے ہی یہ کام کروا دیتا ہے۔ جب آپ موٹے منکے والی تسبیح چلاتے اور ذکر مراقبہ کرتے تو لوگ طنزیہ انداز میں پوچھتے کہ یہ آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ فرماتے کھیل کرتا ہوں مداری ہوں، آؤ تم بھی میرے ساتھ کھیل میں شریک ہو جاؤ۔ پھر جب کوئی بھی آدمی آپ سے ذکر شریف کی تلقین حاصل کرتا تو اس کی حالت یکسر بدل جاتی، وہ اللہ کا ذاکر اور صالح بن جاتا۔ اس طرح آپ لوگوں کا اصلاح احوال فرماتے تھے۔ گاؤں کا نمبر دار جو آپ کا سخت منکر اور مخالف تھا اس کو جذبہ ہو گیا اور کچھ دنوں کے بعد اس کے بھائی کو بھی جذبہ ہو گیا پھر تو ہر طرف آپ کی فیض و برکات کی شہرت ہو گئی۔ آپ کی طبیعت میں سادگی بہت تھی۔ آپ کی نظر میں ایسی تاثیر تھی کہ جس کو آپ دیکھتے وہ بے خود ہو جاتا اور اسے جذبہ ہو جاتا۔ اس طرح آپ نے اپنی توجہات سے ہزاروں لوگوں کے سیاہ دلوں کو چمکا دیا۔ آپ فرماتے تھے کہ:

"جس نے جذبے کا ذائقہ نہیں چکھا اُسے اُس کی کیا قدر اور اس کا کیا علم۔"

جذبے والا پیر: مراقبہ میں اکثر آپ قرآن پاک کی آیات پڑھتے اور فارسی اشعار پڑھتے تھے۔ مراقبہ کے وقت لوگوں میں بے انتہا جذبہ اور وجدانی کیفیات طاری ہو جاتی تھیں۔ لوگوں کو اتنا تو وجد ہو جاتا کہ چھتوں سے نیچے گر جاتے لیکن انہیں کوئی چوٹ تک نہیں لگتی۔

آپ کی توجہات کا یہ عالم تھا کہ نہ صرف مراقبہ میں شامل لوگوں کو جذبہ ہوتا تھا لیکن جو مراقبہ میں شامل بھی نہیں ہوتے اور دُور کھڑے ہوئے دیکھتے تھے تو

انہیں بھی جذبہ ہو جاتا تھا۔ اس وجہ سے آپ ضلع مظفر گڑھ میں "جذبے والا پیر" کے نام سے مشہور ہوئے۔

جالندھر میں ایک مرتبہ عشاء کے بعد آپ حلقہ مراقبہ کرا رہے تھے کہ باہر گلی میں ایک برقعہ پوش عورت گذری تو اس کو بھی جذبہ ہو گیا اور وہ کافی دیر تک وہیں گلی میں کیفیتِ ذکر میں رہی۔ آپ کو جب اس عورت کا یوں راہ چلتے حالتِ وجد میں آجانا بتایا گیا تو آپ نے فرمایا توجہ ایک ہزار میل تک اثر انداز ہوتی ہے، توجہ کی راہ میں اگر کوئی رقیق القلب آجائے تو اس پر بھی اثر ہو جاتا ہے۔ آپ کے توجہ میں ایسا تو اثر تھا کہ جب کسی آدمی کے دل پر انگلی رکھ کر ذکر دیتے تو اُسی وقت اس کا قلب اتنا تیز چلتا کہ دیکھنے والے تعجب میں پڑ جاتے۔ اور جو آپ کی صحبت میں آتا اس کی زندگی میں اسلامی انقلاب آجاتا۔ آپ کے مریدِ خاص جندوڈا شاہ کے بھتیجے مہر شاہ کا قلب اتنا تو زور سے چلتا تھا کہ ان کا بایاں ہاتھ کندھے تک کانپتا رہتا تھا۔ جن لوگوں کو اس راہ کا پتہ نہ ہوتا تو وہ کہتے تھے کہ شاہ صاحب کو رعشہ کی بیماری ہو گئی ہے اور اس کا علاج کیوں نہیں کرواتے۔

آپ کے فیض و کمال کا یہ عالم تھا کہ جس فقیر کو جذبہ ہو جاتا تھا اگر اس کا ہاتھ کسی اور شخص کو لگ جاتا تو اُسے بھی وجد ہو جاتا تھا۔ کیونکہ جذبہ کرنٹ کی مانند ہے کہ اگر صاحبِ جذبہ کو کوئی ہاتھ لگائے یا صاحبِ جذبہ کا کسی کو ہاتھ لگ جائے تو دوسرے کو بھی جذبہ ہو جاتا ہے۔ جالندھر میں قیام کے دوران حافظ اللہ بچایا کو جذبہ ہو گیا اور اس کا ہاتھ مولوی نواب الدین کو لگ گیا، ہاتھ لگنے سے ہی ان کو جذبہ ہو گیا۔ حالانکہ وہ اُس وقت بیعت بھی نہ ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ رنگپور

تعلقہ سمرسٹہ ریگستان میں حضرت پیر قریشی رحمۃ اللہ علیہ سفر میں تھے کہ آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی جس کے اثرات جماعت پر پڑے کہ ان کو تین دن تک کھانے پینے کی حاجت ہی نہ رہی بس اللہ اللہ کی میٹھی بولی تھی۔ لیکن اس کیفیت میں بھی کوئی نماز قضا ہو نہ پائی۔ نماز کے ساتھ ساتھ مراقبہ بھی ہوتا تھا۔ آخر تین دن گذرنے کے بعد پیر قریشی صاحب اور جماعت کو کھانے پینے کی خواہش ہوئی۔ پھر لنگر تیار کیا گیا اور سب نے تناول کیا۔

ڈاکٹر محمد افضل صاحب "کمالات فضلیہ" میں فرماتے ہیں کہ پیر قریشی صاحب جب جالندھر تشریف لائے تھے۔ وہاں پر قیام کا حال احوال محمد ممتاز شامی سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ شہر میں آپ کے فیوض و برکات کا چرچہ چل رہا تھا۔ کئی لوگ فقیروں کا جذبہ دیکھنے کیلئے آتے تھے اور وجدانی کیفیات کو دیکھ ہر کوئی محوِ حیرت ہو جاتا۔

یہ بات مشہور ہو گئی کہ اگر کوئی بھی آپ کی محفل میں ایک مرتبہ بیٹھے گا تو وہ گھر بار سے بے نیاز ہو جائے گا اور وہ وہیں کا ہو جائے گا۔ چنانچہ میں بھی دیکھنے کیلئے گیا۔ وہاں ایک نورانی چہرہ والے، کھدر پوش اور طویل ریش آدمی سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے جب میرا نام لیکر پکارا تو میں چونک گیا جب میں نے اسے غور سے دیکھا تو، وہ تو میرے پھوپی زاد بھائی شیخ عبدالمجید ہیں۔ میں اس کی زندگی میں اتنا بڑا انقلاب دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا۔ ایک ایسا وقت تھا کہ وہ سوٹ بوٹ میں ملبوس ہوا کرتا تھا، مونچھ اور داڑھی کا تو نشان ہی نہ تھا لیکن آج اسے سنت کے مطابق داڑھی رکھی ہوئی ہے اور اس کا اٹھنا بیٹھنا سنت کے مطابق ہے۔ میرے دل میں

خیال آیا کہ جو بزرگ اس کی زندگی میں اتنا تغیر لا سکتا ہے وہ کوئی عام انسان نہیں ہے وہ تو کوئی اللہ کا کامل ولی ہے، جو لوگوں کی قسمتیں بدل دیتا ہے۔ پھر جب میں نے حضرت پیر قریشی صاحب کی زیارت کی تو دیکھتے ہی میرے دل کے تمام فاسد خیالات دفع ہو گئے اور ایک قسم کی مدہوشی طاری ہو گئی اور خود ہی خود ان کیلئے میرے دل میں محبت پیدا ہو گئی۔ زبان سے بے ساختہ نکلا کہ یہ اللہ کے کامل اکمل ولی ہیں اور والہانہ انداز میں آگے بڑھ کر حضرت صاحب کا ہاتھ مبارک چوم لیا اور وہیں آپ کی خدمت میں رہا۔ اس دورانِ حلقہ مراقبہ کے علاوہ لعل اور جواہرات سے بھی قیمتی آپ کی نصیحتوں سے سرفراز ہوتا رہا۔ تین دن کے بعد آپ سے بیعت کی۔ بیعت کے بعد جو مجھے توجہ ملی اس سے سارے جسم میں ایک قسم کی مستی پیدا ہو گئی اور یوں محسوس ہوا کہ سارے سینہ میں میٹھی میٹھی آتش لگی ہوئی ہے۔ اسی مستی و کیف میں پانچ دن رات آپ کی خدمت میں رہا لیکن معلوم ہی نہیں ہو رہا تھا کہ دن رات کیسے گذر رہے ہیں۔ پانچویں دن جب گھر کو لوٹا تو پتا چلا کہ ان پانچ دنوں میں روٹی کا ایک نوالہ بھی نہیں کھایا تھا۔

آپ کی صحبت بابرکت میں جو بھی آتا وہ فیض سے لبریز ہو جاتا۔ گناہوں سے توبہ تائب ہو کر شریعت وسنت کی زندگی بسر کرتا۔ گناہوں سے نفرت اور نیکیوں سے محبت پیدا ہو جاتی۔ شراب، حقہ، بیڑی، نسوار، سگریٹ اور دوسری بُری عادات سے نجات ملتی۔ لوگ کانوں کی مرکیاں اور ہاتھوں سے چھلے اتار دیتے،

نماز روزہ کے پابند ہو جاتے۔ گویا کہ ان کو ایک نئی زندگی مل جاتی۔ ایک مرتبہ دہلی کے ایک مدرسہ میں آپ تشریف لے گئے۔ مفتی صاحب کے چہرے پر

پریشانی اور ندامت کے آثار نمودار ہوئے۔ سبب پوچھنے پر بتایا کہ میری حیثیت کیا ہے کہ حضرت صاحب مجھ سے ملنے کیلئے یہاں تشریف لائے ہیں۔ مجھے ہی حکم فرماتے میں خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتا۔ پھر مفتی صاحب نے اپنے ہاتھ سے آم کاٹ کر پیر قریشی صاحب کو پیش کیے۔ آپ نے فرمایا کہ مفتی صاحب ایک شرعی مسئلہ ہے کہ کتب میں آیا ہے کہ جن لوگوں کی زبان صحیح نہ چلتی ہو اور کلماتِ نماز نہ پڑھ سکتے ہوں تو ان کو چاہیے کہ سبحان اللہ کہتے ہوئے نماز پڑھیں۔ لیکن مفتی صاحب! میں نے ایسے بھی لوگ دیکھے ہیں جو سبحان اللہ بھی نہیں پڑھ سکتے ہیں، ان کیلئے کیا حکم ہے؟ مفتی صاحب خاموش ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کو میں کہتا ہوں کہ اللہ اللہ کہتے ہوئے نماز ادا کریں۔

الفاظ کا اثر: آپ طبعاً کمال درجے کے صاحبِ اخلاق تھے، ہمیشہ مسکراتے ہوئے ملتے، لیکن جب کبھی کوئی خلافِ شریعت کام دیکھتے تو ناراض ہو جاتے اور ایسے الفاظ فرماتے جن میں سادگی کے ساتھ ساتھ ایسا تو اثر ہوا کرتا تھا کہ سننے والا فوراً وہ خلافِ شریعت کام چھوڑ دیتا اور اتباعِ سنت کو اپنانے کیلئے آمادہ ہو جاتا۔ ایک دفعہ مسجد سبیل دہلی جس میں مولانا عبدالغفور مدنی صاحب امام تھے، علماء و صلحاء کا مجمعہ تھا۔ حضرت پیر قریشی صاحب کو ایک کونے میں پان کی تھوک کے نشانات نظر آئے تو آپ نے زبان مبارک سے پان کے خلاف ایسا متاثر کن بیان فرمایا کہ اس وقت وہاں جتنے بھی پان کے عادی لوگ تھے وہ پان کھانے کی عادت سے تائب ہو گئے۔

ایک دن گل محمد اسٹیشن ماسٹر چنی گوٹھ والا جو کہ داڑھی منڈواتا تھا، پیر قریشی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے بیٹھے ہوئے مصافحہ کیا۔ گل محمد

کہنے لگا حضرت شاید آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ آپ نے جوش میں آکر فرمایا کہ تو مجھے ملامت کرتا ہے، تجھے نہ خدا پہچانے گا نہ رسول اللہ ﷺ پہچانیں گے۔ وہ سمجھ گیا کہ آپ کی ناراضگی داڑھی منڈوانے کی وجہ سے ہے۔ اُس پر اس بات کا اتنا تو گہرا اثر ہوا کہ اس کے بعد گل محمد نے داڑھی رکھی اور تا وصال پھر کبھی نہیں منڈوائی۔

حُلیہ مبارک وحسنِ اخلاق و عادات:

آپ درمیانہ قد والے تھے، سینہ چوڑا، چہرہ بھاری اور ہمیشہ تبسم فرماتے، آنکھیں گول اور چمکیلی۔ چہرہ مبارک نورانی، پیشانی مبارک سے انوارات و تجلیات کا ظہور ہوتا، رنگت گندمی تھی۔ موٹا لباس زیبِ تن فرماتے۔ عجیب بات یہ تھی کہ جب آپ محفل میں بیٹھتے تو تمام اہلِ محفل نیچے محسوس ہوتے اور آپ سب سے بلند نظر آتے۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ جب راستہ میں کوئی داڑھی والا گذرتا تو آپ اس کو سلام کرنے میں پہل فرماتے۔ مسواک کرنے پر بہت زور دیتے تھے اور فرماتے یہ سنتِ متروکہ ہے اِسے زندہ کرو تو ستر شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ ہر نماز کے بعد حلقہ فرماتے۔ کسی دن دس مرتبہ بھی حلقہ کی نوبت آجاتی تھی۔

حلقہ کے وقت حضرت حافظ اللہ بچایا اور حضرت مولوی اللہ یار نعت خوانی کیا کرتے تھے آپ موٹے دانوں والی تسبیح چلایا کرتے یہ آپ کا اپنا باطنی اور صوفیانہ اجتہاد تھا۔ فرماتے تھے کہ تسبیح چلانے سے نہ صرف یکسوئی پیدا ہوتی ہے بلکہ لذت وحلاوت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ آخر دم تک اس پر بات پر عامل تھے کہ چھ ماہ گھر میں رہتے اور چھ ماہ تبلیغی سفر میں گذارتے۔ آپ کی محفل میں ذکر فکر کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوا کرتی تھی۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر آپ کا شیوہ تھا۔

شریعت کی پابندی پر بہت تاکید فرماتے تھے۔ آپ ہر شخص سے خندہ پیشانی سے ملتے اور اس قدر مہر و محبت فرماتے کہ ہر کوئی یوں سمجھتا تھا کہ مرشد کریم صرف مجھ ہی سے پیار کرتے ہیں۔ اگر کوئی کسی کی دل آزاری کی بات کرتا تو آپ اس کو فوراً منع فرماتے۔

بعض اوقات لوگ آپ سے کئی قسم کے سوالات پوچھتے اور آپ سب کو ان کے عقل و فہم کے مطابق جواب دیتے۔ کوئی کس طرح کا بھی سلوک کرتا لیکن آپ کبھی کسی پر ناراض نہ ہوتے۔ کسی میں طمع رکھنا اور کسی سے سوال کرنا حتیٰ کہ اشارتاً بھی مانگنا آپ کے مزاج کے خلاف تھا۔ کھانے پینے میں بھی احتیاط فرماتے۔ شروع میں آپ مہمانوں کیلئے خود اپنے ہاتھ سے چکی میں آٹا پیس کر روٹی پکا کر لاتے تھے۔

انکساری : جتنا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی علوم سے سرفراز کیا تھا اتنی آپ کے اندر عاجزی اور انکساری تھی۔ معتقدین، مریدین اور متعلقین کی کثیر تعداد ہونے کے باوجود آپ نے ہمیشہ ناز کے بجائے نیاز کو اختیار کیا۔ دیس میں ہوں یا پردیس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا وقار بلند رکھا تھا لیکن پھر بھی آپ نے کبھی ذرہ بھر بڑائی نہیں دکھائی۔ اور کبھی عاجزی اور انکساری، سادگی اور تواضع کا دامن نہ چھوڑا۔ سفر کے دوران کمزور لوگوں کو اپنی سواری پر سوار کرتے اور خود پیدل چلتے۔ ان کی خدمت کرتے اور ان کے ہاتھ پاؤں خود دباتے۔ جب وہ گریز کرتے تو فرماتے ٹھیک ہے ابھی میں آپ کے ہاتھ پاؤں دباتا ہوں بعد میں تم میرے ہاتھ پاؤں دبانا، یوں کہہ کر ان کو خاموش کرواتے۔ آپ بہت مہمان نواز تھے۔

مہمانوں کو نعمت سمجھ کر ان کی دل و جان سے خدمت کرتے۔

جالندھر میں قیام کے دوران آپ بذاتِ خود جماعت کے ہاتھ دھلاتے، پانی پلاتے اور کھانا پیش کرتے تھے۔آپ نے کبھی اپنے آپ کو نہ پیر سمجھا اور نہ عالم ہمیشہ انکساری فرماتے۔ خانقاہ عالیہ فقیر پور شریف میں دوپہر کا وقت تھا آپ آرام فرمارہے تھے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو فقیروں کے جوتے جھاڑنے لگے۔ مولانا عبدالمالک نے جھاڑنے کی آواز سنی تو فوراً بھاگے اس وقت باقی تین چار جوتے رہ گئے تھے۔ پھر جب تمام فقراء کو پتہ لگ گیا تو سب پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ سب رو رہے تھے۔آپ نے فرمایا میں نے اس لئے آپ کے جوتے صاف کیے ہیں کہ آپ لوگ اللہ اللہ کہنے والے ہو، صالح ہو،آپ کی خدمت سے میری عاقبت اچھی ہوگی۔

خلیفہ عبدالمالک نے بیان کیا کہ ایک دن میں نے حضرت پیر قریشی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی جگہ تشریف لے جانے کی عرض کی تاکہ آپ کے حسنِ اخلاق سے وہاں کے لوگ بھی سیدھی راہ پر آجائیں۔ جیسے ہی پیر قریشی صاحب نے اپنے اخلاق کی تعریف کا جملہ سنا آپ کی آنکھوں سے اشک بہنے لگے، فرمایا مجھ میں حسنات کہاں میں تو پُر عصیاں ہوں۔ خلیفہ صاحب نے عرض کی حضرت آپ کے اندر اللہ تعالیٰ نے دیگر خصوصیات کے علاوہ تین اہم خصوصیات رکھی ہیں کہ کوئی بھی شخص ان کا انکار نہیں کر سکتا۔

۱۔ چودھویں صدی جس میں اسلام فروش لوگ اور نقلی اور بناوٹی پیر، تصوف کے نام پر اسلام کی بیخ کنی کر رہے ہیں اس وقت آپ متبع سنت ہیں۔

۲۔آپ اعلیٰ اخلاق و اخلاص کے حامل ہیں۔

۳۔آپ قربانی وایثار والے ہیں۔ اس پر آپ نے بہت گریہ فرمایا۔

سخاوت : آپ دو طرح کی سخاوت کیا کرتے تھے۔ایک جسمانی غذا کی دوسری روحانی غذا کی۔ جسمانی غذا کی اس طرح سے کہ کوئی بھی آدمی کسی وقت بھی مہمان آجاتا تو آپ اپنا کھانا ان کو کھلا دیتے اور خود یوں ہی وقت گذار لیتے۔ روحانی غذا کی یوں کہ ہزاروں گنہگار لوگ آپ کے آستانہ عالیہ پر آتے اور آپ ان کو متبع سنت بنادیتے تھے۔آپ کا معمول تھا کہ پہلے تمام جماعت میں کھانا تقسیم کیا جاتا تھا پھر آپ آخر میں کھانا تناول فرماتے۔ اگر کوئی مہمان لنگر کے بعد آتا تو لانگری کو یہ حکم تھا کہ اطلاع دے۔ اطلاع دینے کا یہ طریقہ تھا کہ حویلی کے دروازہ پر بلند آواز سے کہے اللہ اللہ۔ ایسی صورت میں آپ اپنا کھانا مہمانوں کو کھلاتے اور خود خالی پیٹ وقت گذار لیتے۔

مخالفتیں :

ایک طرف ہزاروں لوگ آپ کی صحبت اور فیض و برکت سے مستفید ہورہے تھے اور ان کی زندگیوں کی کایا پلٹی جارہی تھی تو دوسری طرف

یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ؕ

کے مصداق کئی لوگ بلاوجہ آپ کی مخالفت کرتے اور بیجا اعتراضات کرتے تھے۔ مخالفین و معاندین نے آپ کے خلاف مخالفت کے پہاڑ کھڑے کر دیے۔ عام لوگوں کے علاوہ بڑے بڑے مولوی بھی آپ کے مخالفین میں شامل ہوگئے۔ خشک ملا لوگ جو فیض و برکت سے نا آشنا تھے وہ یہ وجدانی کیفیات دیکھ کر اعتراض کرتے تھے کہ یہ کون سا طریقہ ہے؟!

تصوف پر کئی الٹے سیدھے سوالات کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ پتھر والی مسجد میں ایک فقیر کو عین نماز کے وقت جذبہ ہو گیا۔ آپ نے اس فقیر کو جذبہ کی حالت میں مسجد کے حجرہ میں چھوڑ کر باہر صحن میں نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد کچھ وہابی مولویوں نے آپ پر مخالفانہ سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ کہنے لگے " یہ کون سی روحانیت ہے ! کہ آپ کے مرید نے نماز نہیں پڑھی اور آپ نے ان کو کوئی ہدایت تک نہیں کی، نماز تو اسلام اور کفر میں فرق کرنے والی چیز ہے "۔ آپ نے بڑے اطمینان سے ان کو فرمایا کہ اعتراض کا یہ طریقہ نہیں ہوتا کہ آپ سب ایک ساتھ بول پڑے ہو۔ اب بھی نماز کا وقت ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ شخص وجد سے نکل آئے اور نماز پڑھ لے۔ آپ مخالفین کو سمجھا ہی رہے تھے کہ اس فقیر کا جذبہ ٹھنڈا ہو گیا اور اٹھ کر وضو کر کے نماز پڑھنے لگا۔ پھر معترضین پر کافی اثر ہوا، شرمسار ہوئے اور معافی مانگی۔ ان میں سے مولوی علی گوہر جو کہ پکے وہابی تھے۔ انہوں نے معافی مانگی اور بیعت بھی کر لی۔ دوسرے دن عرض کی کہ ذکر میں لذت تو آتی ہے لیکن اوروں کی طرح دل نہیں چلتا۔ حضرت قریشی صاحب نے فرمایا نشہ ترک کرو کیونکہ ہر قسم کا نشہ قلب کو خراب اور مکدر کر دیتا ہے۔ روحانیت کا کارخانہ درہم برہم کر دیتا ہے۔ پھر دل کیسے اللہ اللہ کرے گا؟! حضرت کے یہ الفاظ سن کر تمام لوگ حیرت میں پڑ گئے کہ مولوی علی گوہر صاحب تو حقہ کو بھی ہاتھ نہیں لگاتے۔ لیکن مولوی علی گوہر نے آپ کے یہ الفاظ سن کر بے اختیار پیر قریشی صاحب کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر اعتراف کیا کہ میں اب مان گیا ہوں۔

آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ جوانی کے دنوں میں شراب پیا کرتا تھا۔ بعد میں شراب تو چھوڑ لی لیکن افیوم کھانا شروع کر دیا اور اب تک کھاتا رہا ہوں لیکن اس کے بارے میں کسی کو بھی معلوم نہیں تھا۔ اس طرح مخالفین آتے لیکن آپ کی صحبت میں آتے ہی ان کے تمام فاسد خیالات دفع ہو جاتے اور جب لوٹتے تو آپ کی عقیدت اور محبت کا ہار پہن کر واپس ہوتے۔

پرہیزگاری:

آپ کا معمول تھا کہ دورانِ سفر ایک نماز ایک مسجد میں تو دوسری نماز کسی اور مسجد میں پڑھاتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہوتے جائیں۔ آپ کی طبیعت بہت سادہ تھی، سادہ کھانا تناول فرماتے اور سادہ لباس زیب تن کرتے۔ کھانے پینے میں بہت احتیاط فرماتے۔ آپ ہندوؤں کے ہاتھوں کی پکی ہوئی چیزوں سے منع فرماتے کیونکہ اس میں پلیدی کا اثر ہوتا ہے جسکی وجہ سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جن کنوؤں سے ہندو پانی بھرتے آپ ان کا پانی تک استعمال نہ فرماتے۔ بازار کی پکی ہوئی چیزوں سے (جن کے پکانے والے کی حالت کا پتہ نہیں) منع فرماتے تھے۔ مرغن غذا بالکل نہیں تناول فرماتے بلکہ اور چیز میسر نہ ہونے کی صورت میں پانی سے روٹی تناول فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ لذیذ کھانوں سے نفس خوش ہوتا ہے اور پاکیزگی کا خیال رکھنے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔

حقہ، ناس، نسوار، سگریٹ نیز ہر نشہ والی چیز سے منع فرماتے تھے کیونکہ ان چیزوں سے ذکر کی کیفیات بند ہو جاتی ہیں۔ سنت کے مطابق داڑھی رکھنے اور مونچھیں چھوٹی کرنے کی تاکید فرماتے۔

حقہ پینے والے اور پان کھانے والے کی دعوت قبول نہ فرماتے۔ تبلیغ میں کھانے کی چیزیں اپنے ساتھ لیکر جاتے۔ فرمایا کہ میں زمانہء سلوک میں گھر سے دو روٹیاں پکوا کر حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتا اور دو ماہ تک انہی پر گذارہ کرتا لیکن مشکوک غذا سے پرہیز کرتا تھا۔ راستہ میں لوگ مجھے دعوت کیلئے روکتے اور اس کو قبول نہ کرنے پر مجھے دیوانہ سمجھتے۔

حُسنِ سلوک : آپ کو جتنا اللہ تعالیٰ نے فیض و برکت سے اور شریعت و سنت کی اتباع سے مالا مال کیا تھا ایسے ہی آپ ہنس مکھ، ملنسار، دوسروں کے دل جیتنے والے، مہربان، ہمدرد، عادل اور غریبوں اور مسکینوں کے مددگار تھے۔ ہر شخص سے خندہ پیشانی سے پیش آتے اور ان کی بات اتنی توجہ سے سنتے کہ ہر کوئی یوں سمجھتا کہ آپ اس پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ اگر کوئی کسی کی دل آزاری کی باتیں کرتا تو آپ فوراً منع فرماتے۔ آپ فرماتے تمام فقیر میری نظر میں یکساں ہیں، وہ اس طرح ہیں جیسا کہ میرے سر کے بال ہیں، اگر میرے ایک بال کو بھی کھینچا جائے تو بھی درد ہوگا۔ آپ فقیروں کو ہدایت فرماتے کہ آپس میں محبت رکھو اور ہر قسم کے تنازعات سے بچتے رہو۔

مخالفین پر مہر :

آپ بڑے ہی کریم اور مہر و محبت والے تھے۔ اپنے دشمنوں اور مخالفین سے بھی اچھا برتاؤ فرماتے۔ آپ کا ایک فقیر مخالفین کے صحبت میں بیٹھنے کے سبب مخالف بن گیا اور پوری زندگی آپ کی مخالفت کرتا رہا۔ آپ کے سامنے آکر مقابلہ کرتا۔ جب اس کی موت کا وقت آگیا تو اس کے دل میں رقت پیدا ہو گئی اور دل اللہ کا ذکر

کرنے لگا۔ اس پر ایسی ہی مہربانی ہو رہی تھی جیسی اس کے بیعت ہونے کے شروع دنوں میں ہوا کرتی تھی۔ وہ اپنے کیے پر بہت نادم ہوا کہ میں اپنے مرشد کی پوری زندگی مخالفت کرتا رہا اور آج جب میری موت کا وقت آگیا تو آپ بجائے موںہہ موڑنے کے اتنی مہربانی فرمارہے ہیں۔ پھر اس طرح اللہ اللہ کرتے کرتے اس کا دم پرواز ہو گیا۔

تصنع سے دوری :

آپ مولویوں کے مرشد کہلاتے تھے کیونکہ آپ کے مریدوں کی کثیر تعداد علماء کرام کی ہوتی تھی۔ مرشد العلماء ہونے کے باوجود بھی آپ نہایت منکسر المزاج تھے۔ آپ کا لباس بالکل سادہ اور تصنع سے پاک تھا حتیٰ کہ باہر سے آنے والے لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ مرشد کون ہے اور مرید کون ہے۔ آپ کھیتی باڑی کا کام کرتے، اپنے ہاتھوں سے ہل چلاتے اور بیلوں کو چارہ دیتے۔ جماعت کے علماء بھی کھیتی میں کام کرتے تھے۔ کسی عالم، پیر یا وڈیرہ کو رعایت نہیں تھی ہر کسی کو کھیتی میں کام کرنے کا حکم تھا۔ اس طرح آپ اپنے مریدوں کی روحانی تربیت فرما کران کے نفوس کو اللہ کا مطیع بناتے۔

ایک دعوت میں آپ نے شرکت فرمائی تو وہاں ایک وزیر بھی بیٹھا ہوا تھا۔ کلیکٹر اور دیگر افسران بھی آئے ہوئے تھے۔ آپ کی تشریف آوری کے وقت آپ کا عمامہ شریف ڈھیلا ہو گیا تھا اور اس کے بل چہرہ پر آگئے تھے۔ کسی نے عرض کی حضرت! عمامہ کو درست کیا جائے۔ فرمایا آپ کا اس سے کیا کام؟ فقراء جذبہ و کیفیت میں محو تھے۔

حافظ کریم بخش جذبہ کی کیفیت میں کہہ رہا تھا کہ "واہ پیر تیری چال چلت مبارک! اِس پر میں صدقہ جاؤں۔" ایک اور موقعہ پر جب آپ گاڑی میں سوار تھے تو آپ کا عمامہ شریف ڈھیلا ہوگیا۔ کسی فقیر نے عرض کی حضرت عمامہ کو درست کریں۔ آگے سیکڑوں لوگ آپ کے دیدار کے منتظر ہیں۔ فرمایا عمامہ اِس ہی حالت میں رہے گا جس کو پسند نہ ہو وہ میری شکل کو نہ دیکھے۔

ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں خطاب کیلئے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری بھی موجود تھے۔ صدارت حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ علیہ کی تھی۔ آپ کی آنکھ پر کیڑے نے کاٹا تھا اور آنکھ پر ورم چڑھا ہوا تھا۔ آپ اُس ہی حالت میں تشریف فرما ہوئے حتیٰ کہ آنکھ کو چھپانے کیلئے کوئی رنگین چشمہ یا کپڑا تک نہیں رکھا۔ مولانا بخاری نے بہت عقیدت سے مصافحہ کیا۔

آپ کے کچھ ارشادات :

- عروج چار چیزوں سے حاصل ہوتا ہے، کثرت ذکر، اتباع شریعت، تقویٰ اور رابطہ شیخ۔
- دو رکعتیں جو اخلاص کے ساتھ پڑھی جائیں ایسی بہت سی رکعتوں سے بہتر ہیں جو اخلاص سے خالی ہوں۔
- گناہوں سے ایسے بچو جیسے سانپ اور بچھو سے بچتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ سانپ کے ڈسنے سے صرف دنیاوی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے مگر گناہوں سے ابدالآباد کی زندگی خراب ہوتی ہے۔

جس کو یہ انگلی ایک مرتبہ لگ گئی (آپ دل پر انگلی مبارک رکھ کر دل کا ذکر اللہ اللہ بتاتے تھے) وہ انشاء اللہ جذبہ ذکر الٰہی میں فوت ہوگا۔

پیر کا حق ماں باپ سے زیادہ سمجھو، وہ جسم کی پرورش کرتے ہیں اور پیر روح وایمان کی اور یہ دونوں چیزیں بڑی نعمت ہیں، ماں باپ خدمت کی طمع رکھتے ہیں جب کہ پیر بے طمع خدا کیلئے خدمت کرتا ہے۔

پیر کامل وہ ہے جو متبعِ شریعت ہو اس کے ایک ہاتھ میں شریعت کا جزودان اور دوسرے ہاتھ میں عشق کا سندان ہو۔

اولیاء اللہ کو دوست رکھو جو تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

جو شخص بیداری میں اپنے خیالات پاکیزہ رکھتا ہے خواب میں اس کے خیالات خراب نہیں ہوتے۔ اگر خواب میں کبھی کوئی حسین صورت نظر آجاتی ہے تو یہ فوراً اس سے منہ پھیر لیتا ہے یہ بیداری کے وقت محتاط رہنے کا ہی نتیجہ ہے۔

سالک پر بعض اوقات وسواس وخطرات کا ہجوم ہوا کرتا ہے اس سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ مکھیاں گُڑ پر اکٹھی ہوتی ہیں اور چیونٹیاں گھی پر اور شیطان جب دیکھتا ہے کہ میرا شکار ہاتھ سے نکلا جارہا ہے اس کو اپنی قید میں رکھنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور ذکر کی نعمت یعنی اطمینان قلبی کو روکتا ہے۔

جس قدر پیر کی عزت سالک کے دل میں ہوگی اس قدر اس کا فائدہ ہوگا۔

الطریق کله ادب : طریقت کا سارا راستہ ادب ہے۔

فرمایا میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں سگ کی طرح مجلس کے کنارہ پر بیٹھا کرتا تھا۔

دنیادار پر اپنی مسکینی ظاہر کرنا اچھی بات نہیں۔

طالبان مولیٰ میں سے بعض پر حالات اور واردات اور جذبہ وغیرہ طاری ہوتے ہیں اور بعض پر نہیں ہوتے لیکن انعام الٰہی میں سب برابر ہوتے ہیں۔

مولیٰ کی طلب ہی اصل مقصود ہے۔ ذوق اور جذبات غیر مقصود چیزیں ہیں، امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "طالب ذوق و شوق طالب مولیٰ نیست"

ریل گاڑی میں سفر کرنے والے دو آدمیوں میں سے ایک جاگتا ہوا راستہ کی سیر کرتا ہوا جا رہا ہے اور دوسرا سوتا ہوا سفر طے کر رہا ہے۔ منزل مقصود پر پہنچنے میں یہ دونوں برابر ہیں یہی حال طالبانِ مولیٰ کا ہے۔

جب مجھے پیر لینے کا خیال ہوا تو خلافِ شرع ایک شخص پندرہ روز تک برابر میرے خواب میں آتا رہا۔ سمجھ گیا کہ یہ شیطان ہے اور مجھے غیر شرعی پیر کی طرف ترغیب دینا چاہتا ہے۔ پیر ہو تو صاحب شریعت ورنہ بد عمل اور بے عمل کا مرید ہونے سے کیا نفعہ!

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست * پس بہر دستے نباید داد دست

مولوی صاحبان طلباء کی خدمت کیا کرو اور اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔

فقیری نیاز مندی سے حاصل ہوتی ہے، ناز سے نہیں۔

علم کسی نے ناز سے نہیں پڑھا، جس نے سیکھا ہے خدمت اور محنت سے سیکھا ہے

نظر کو بچایا کرو بہت سے گناہ اس سے سرزد ہوتے ہیں۔ آنکھوں کا بھی زنا ہے۔

اگر پیر سے محبت سچی اور پکی ہو تو ہزار کوس دور بیٹھے ہوئے بھی فائدہ پہنچے گا بشرطیکہ وہ پیر کامل ہو، لوٹنے والا رسمی پیر نہ ہو۔

اسم ذات ہی اسم اعظم ہے۔

دنیا میں رہ کر پھر اُس سے بے تعلق رہنا کمال ہے۔ مرغابی دریا میں تیرنے اور غوطے مارنے کے باوجود جب اڑتی ہے تو اس کے پَر خشک ہوتے ہیں۔

بگیر رسم تعلق دلا ز مرغابی

زروئے آب چو بر خاست خشک پر برخاست

ایک مرتبہ ڈیرہ غازی خان کے سفر سے واپسی پر شریک سفر علماء کرام سے فرمایا: میں نے یہ سفر آپ کے ساتھ اس لئے کیا تھا کہ آپ میرے نقائص سے مجھے آگاہ کریں۔ لیکن افسوس کہ آپ نے میری غلطیوں کی نشاندہی نہیں کی۔ اس پر علماء کرام نے عرض کی کہ حضرت ہم نے آپ میں کوئی بھی خامی نہیں دیکھی۔ فرمایا کیا میں معصوم ہوں؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ مگر آپ لوگوں نے دیانتداری کا ثبوت نہیں دیا۔ علماء خاموش رہے اور بار بار معذرت کرتے رہے کہ ہمیں کوئی بھی نقص نظر ہی نہیں آیا۔ دوسرے دن آپ نے وضو کرتے وقت بطورِ امتحان سر کی مسح کرنے کیلئے الگ پانی منگوایا۔ تو ایک مولوی صاحب نے کہا کہ حضرت ہمارے مذہب میں مسح کیلئے الگ پانی استعمال نہیں کیا جاتا۔ اُس پر آپ بہت خوش ہوئے اور مولوی صاحب کو شاباس دی کہ تم نے میری غلطی کو پکڑا ہے۔

پھر آپ اکثر و بیشتر اپنے بیانات میں بھی اس مولوی صاحب کا ذکر فرماتے اور اُسے دعائیں دیتے تھے۔ اس واقعے سے حضرت پیر قریشی صاحب کو اپنے مریدین کو یہ نصیحت کرنی تھی کہ اپنی غلطی کو اطمینان سے سن لیا کرو اور کسی قسم کا غصہ غضب اختیار مت کرو۔ اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ آپ کس حد تک تابع شریعت تھے۔

کرامات فضلیہ

آج پلاؤ ہوگا!

ایک دن آپ تسبیح خانہ میں تشریف فرما تھے۔ فرمایا کہ آج رات پلاؤ تیار ہوگا۔ معلوم ہوا کہ سوائے تیل کے اور کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ پھر آپ وہ تیل کے گھڑے باہر نکالتے گئے اور لانگری سے فرمایا کہ جماعت میں تقسیم کردو۔ اس وقت بہت سارے فقراء بھی موجود تھے، کچھ نئے لوگ اور مسافر بھی تھے۔ جیسے جیسے وہ تیل پیتے گئے تو سب کو پلاؤ کا ذائقہ محسوس ہونے لگا۔ بظاہر تو سرسوں کا تیل تھا لیکن ذائقہ پلاؤ کا تھا۔ سبحان اللہ

پانچ سیر آٹا پانچ سو آدمی:

ایک مرتبہ آٹا صرف پانچ سیر تھا اور جماعت میں تقریباً پانچ سو لوگ موجود تھے۔ نیا لانگری تھا۔ اس نے جماعت کے چند افراد کو مشورہ دیا کہ جس کو جانا ہو وہ حضرت صاحب سے اجازت لے لے۔ لانگری کا مقصد یہ تھا کہ فقراء کی کچھ تعداد کم ہو تاکہ لنگر صحیح طرح تقسیم ہو سکے۔ اُس وقت ریاست بہاولپور کی جماعت کثیر تھی۔ جماعت نے حضرت مولانا نذیر احمد صاحب کو منتخب کیا کہ آپ رخصت لیں۔ جب مولانا نذیر احمد صاحب نے پیر قریشی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب رخصت نہیں ملے گی اور دیکھتے ہیں کہ ہمارا خدا ہمیں کس طرح دیتا ہے۔ پھر جب روٹیاں پکائی گئیں تو پانچ سیر میں سے اتنی تو روٹیاں پکیں کہ ہر ایک فقیر کو دو دو روٹیاں ملیں اور تین دن گذر گئے لیکن وہ پانچ سیر آٹا ختم نہیں ہوا۔

پھر تیسرے دن مولوی عبدالمالک نے حضرت صاحب سے عرض کی کہ فقراء کو اب گھر بار یاد آرہے ہیں، رخصت کی اجازت ہو۔ یہ سن کر آپ ہنس پڑے۔

برکت ہی برکت:

ایک مرتبہ درگاہ فقیر پور شریف میں گندم کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ دیکھنے میں تو اندازاً تیرہ سے پندرہ من تھے لیکن جب حضرت پیر قریشی صاحب نے اس گندم کو اندر لے جانے کا حکم فرمایا تو پچاس ساٹھ لوگوں کے علاوہ پیر قریشی صاحب خود بھی گندم اٹھا رہے تھے۔ اشراق سے اٹھانا شروع کیا تو ظہر بھی ہو گئی، عصر بھی ہو گئی اور مغرب کی نماز بھی پڑھ لی۔ کسان ایک دوسرے کو اشارے کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ کاندھوں پر درد ہو گیا ہے، کمر میں درد ہو گیا ہے۔ گندم ختم نہیں ہو رہی! بالآخر گندم اندر کر دی گئی۔ وہ گندم پورا سال چلی اور روزانہ کھانے والے افراد کی تعداد تین چار سو ہوتی تھی۔

چادر مبارک کا کمال:آپ کی چادر شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایسا اثر رکھا تھا کہ جب کوئی شادی بیاہ یا کوئی بڑی دعوت کا اہتمام کیا جاتا تو آپ کے متعلقین و مریدین آپ کی چادر لے جاتے اور اسے کھانے کے برتن پر رکھ لیتے۔ برتن کے ایک کونے سے کھانا نکالتے جاتے حتیٰ کہ تمام مہمان اور میزبان شکم سیر ہو کر کھاتے لیکن کھانا ختم نہ ہوتا۔

کشف القبور:

حضرت پیر مٹھار حمتہ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت قریشی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کسی بھی بزرگ کی مزار کے پاس سے گذرتے تو ختم شریف دینے کے بعد آپ اس

بزرگ سے حال احوال لیتے تھے اگر آپ جلدی میں ہوتے تو اپنے دو فقراء کو پیچھے مزار پر حال احوال کیلئے چھوڑتے تھے۔ آپ کے مریدین میں بھی کافی صاحبِ حال اور صاحبِ کشف القبور فقراء تھے۔ ایک مرتبہ میں حضرت پیر قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر میں تھا۔ مجھ پر وجد و کیف کی حالت طاری تھی، جب آپ حضرت نصیر الدین چراغ دھلوی کی مزار پر سلام کرکے تشریف لے گئے تو دو فقراء کو وہیں مراقبہ کیلئے حکم فرمایا۔ میں بالکل پیچھے آرہا تھا۔ میں نے حضرت نصیر الدین کو کہا کہ تم تم ہو لیکن اِس وقت ہمارے مرشد قریشی کی مثل کوئی نہیں۔ میں تیرے پاس کبھی نہیں آتا لیکن میرا پیر آیا ہے اس لئے آیا ہوں۔" جب وہ صاحبِ حال فقراء لوٹے تو بزرگ سے کی ہوئی گفتگو بیان کی اور کہا کہ آپ کے مرید (پیر مٹھا) نے ہمیں یوں کہا ہے۔ آپ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ آپ نے بزرگ کو یہ الفاظ کہے ہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ آپ ہنسے اور فرمایا بزرگ اِس مست کا کیوں دل میں کرتے ہیں!

مرا زندہ پندار چوں خویشتن، من آیم زجاں گر تو آئی بہ تن

ایک مرتبہ جالندھر میں مخالفین آپ کے کشف القبور کا امتحان لینے کیلئے آئے اور مولوی علی گوہر کے بھائی کی قبر معلوم کرنے کیلئے پوچھا۔ حضرت پیر قریشی نے ایک صوفی شرف الدین کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ انہوں نے قبرستان میں مراقبہ کیا۔ مراقبہ کے بعد ایک قبر کی طرف آئے اور بتایا کہ یہ قبر مولوی علی گوہر کے بھائی کی ہے۔ نہ صرف انہوں نے قبر والے کا حلیہ بتایا بلکہ ان کے گھر کی کچھ ایسی باتیں بھی بتائیں جنہیں سن کر سب متحیر ہوئے، اور معترضین نادم ہوئے۔

آپ ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے فوراً بعد ان کی مزار پر تشریف لائے۔ مراقب ہوئے اور اپنی قوتِ باطنی سے ملاحظہ فرمایا کہ صاحبِ مزار موجود نہیں ہے۔ کچھ دیر گذری تو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک تشریف فرما ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ میرے عرس پر طوائفوں کا رقص، سرود اور میری قبر کو سجدے وغیرہ ہو رہے تھے۔ یہ ظلمت دیکھ نہیں سکتا اس لئے میں ہر سال اپنے عرس کے تین روز محبوب کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں گذارتا ہوں۔ ابھی مجھے نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ آپ اپنی قبر کی طرف جائیں کہ میری امت کا ایک ولی آپ کا منتظر ہے۔

قبر والوں کو بھی ذکر دیتے تھے:

آپ کی انگلی مبارک میں وہ اثر تھا کہ نہ صرف زندہ لوگوں کے قلوب ذاکر ہو جاتے لیکن آپ مُردوں کے دلوں کو بھی زندہ فرما دیتے۔ جالندھر میں شیخ عبدالمجید نے عرض کی کہ حضرت میرے والد صاحب شریعت و سنت اور نماز روزہ کے پابند نہ تھے، آپ ان کیلئے دعا فرمائیں۔ آپ ان کے والد کی قبر پر تشریف لائے اور قبر پر انگلی رکھ کر اللہ اللہ فرمایا۔ پھر فرمایا ہم نے آپ کے والد کو اللہ اللہ کا ذکر دے دیا ہے۔ اس طرح صاحبزادہ محمد ممتاز پرویز شامی کے والد مرحوم کو بھی پیر قریشی صاحب نے قبر میں اللہ اللہ بتایا تھا۔ تین سال گذرنے کے بعد حافظ اللہ بچایا کو جب خلافت ملی تو محمد ممتاز صاحب نے ان کو کہا کہ وہ ان کے والد کی قبر پر مراقبہ کر کے حال معلوم کریں۔ خلیفہ حافظ اللہ بچایا نے ان کے والد کی قبر پر مراقبہ کیا اور ان کا حلیہ بتا کر بعض گھر کی باتیں بھی بتائیں۔

مزید تعجب والی یہ بات بتائی کہ آپ کے والد کا دل اللہ اللہ کر رہا ہے! محمد ممتاز نے تمام ماجرا سنایا پھر حافظ صاحب نے فرمایا کہ یقیناً یہ میرے پیر قریشی کا کمال ہے کہ وہ مُردوں کو قبر میں بھی ذکر سے نواز دیتے ہیں۔

کشفِ قریشی :

حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک شخص حضرت پیر قریشی صاحب کی خدمت میں آیا، تھوڑی دیر پاس بیٹھ کر چلا گیا۔ حضرت نے فرمایا پتہ ہے کہ یہ شخص کیوں آیا تھا؟ یہ شخص میرا مرید ہونے کیلئے آیا تھا لیکن میرا دانت ٹوٹا ہوا دیکھ کر بے اعتقاد ہو کر چلا گیا۔ فرمایا مجھے گھاس کھلانا چاہتا تھا کیا؟ کہ میں کھا نہیں سکتا؟ عمر کے آخری حصہ میں آپ نے دانت ڈلوائے تھے۔ فرمایا اللہ والے بھی انسان ہوتے ہیں۔ وہ صفات بشری اور عوارضِ انسانی سے خالی نہیں ہوتے۔
البتہ گناہوں سے محفوظ ہوا کرتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ پیر ایسا لوں جو عیبوں سے خالی ہو وہ جا کر کسی فرشتہ کا مرید بنے۔ باقی اللہ والے کھاتے ہیں پیتے ہیں، انہیں جسمانی بشری عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔

نزولِ ارواح :

حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ مراقبہ میں اکثر و بیشتر اس علاقہ کے بزرگان دین کی ارواح کا نزول ہوتا تھا۔ بعض اوقات دوسرے علاقوں کے بزرگوں کی روحیں مبارک بھی تشریف لاتیں اور کبھی کبھی انبیاء کرام کی ارواح مبارک کا نزول بھی ہوتا تھا۔ جب کسی بزرگ کی روح کا نزول ہوتا تو پہلے وہ "اسلام علیکم یا غوث " کہنے کے بعد اپنا نام اور پتہ بتاتا اور اپنی مزار پر تشریف لانے کی دعوت دیتا۔

جب حضرت پیراں پیر غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ سیدنا عبد القادر جیلانی کی روح مبارک کا نزول ہوتا تو وہ آپ کو "یا اخی" فرماتے۔

ایک مرتبہ ہندوستان کے جلال الدین اکبر بادشاہ کی روح آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی حضرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں۔ برائے مہربانی میرے لئے دعا فرمائیں کہ میری جان عذاب سے چھٹکارہ پائے۔ آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور جماعت کو بھی دعا کیلئے فرمایا۔ دعا کے بعد فرمایا کہ اگر اکبر بادشاہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتا تو عذاب میں گرفتار نہ ہوتا اور اس کا نام ہمیشہ اچھائی کے ساتھ زندہ رہتا۔

عجیب قصہ

فقیر حاجی احمد بخش جو حضرت قریشی کریم کے بڑی محبت والے مرید تھے، ان کا جب وصال ہوا تو قریشی صاحب نے مولوی خدا بخش کو ان کی قبر پر حال احوال معلوم کرنے کیلئے بھیجا۔ جب انہوں نے قبر پر مراقبہ کیا تو حاجی احمد بخش سے ملاقات ہوئی، ان کی قبر کے قریب ایک اور قبر کا بھی ان کو کشف ہوا۔

دیکھا کہ اس میں ایک نوجوان ہے اور ان کے ساتھ ایک حسین مہہ جبین عورت ہے اور آپس میں کھیل کود رہے ہیں۔ وہ عورت اتنی تو حسین تھی کہ اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ مولوی صاحب نے کہا میری توجہ اس طرف جا رہی تھی تو فقیر احمد بخش نے کہا میری طرف توجہ کرو، اس طرف مت دیکھو، مرشد نے آپ کو میرا حال احوال لینے کیلئے بھیجا ہے، تم ادھر کیوں دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا اس مرد اور عورت کا کیا ماجرا ہے؟ بتایا کہ اس نوجوان کا نام محمد اشرف ہے۔ دنیا میں وہ ایک عورت پر عاشق

تھا لیکن خود کو پاک دامن رکھا، پرہیزگاری کو نہیں چھوڑا۔ صرف اللہ کے خوف سے پوری عمر اس عورت کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اس کے بدلے میں اللہ عزوجل نے ان کو جنت کی حور عطا کی ہے جس کے ساتھ وہ کھیل کود کر رہا ہے۔

وصال پُر ملال : حضرت قریشی کریم دہلی میں تبلیغی سفر میں تھے کہ آپ کو فالج کی بیماری لاحق ہوئی اور آپ کو سہارا دے کر اٹھایا جاتا تھا۔ ایک دو قدم اونچا چڑھنے سے سانس پھول جاتی تھی لیکن طبیعت کی ناسازی اور ضعیف العمری کے باوجود بھی آپ نے تبلیغی سفر کو منقطع نہیں فرمایا اور رات دن نبی کریم ﷺ کی امت کی فلاح و اصلاح کی فکر رہتی تھی۔ آپ واپس دربار پر تشریف لائے اور جمعرات کے روز رمضان شریف کی پہلی شب ۸۴ سال کی عمر میں ۱۳۵۴ھ ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ پر وصال فرمایا۔ جس طرح آپ نے اپنی زندگی میں ہر معاملہ میں سادگی کو اپنایا تھا اسی طرح آپ کی مزار مبارک بھی سادگی کی ایک بڑی مثال ہے۔ یہ کچی مٹی سے بنی ہوئی ہے۔ ان کے چاروں طرف دیواریں ہیں لیکن چھت کا مزار کے اوپر والا حصہ کھلا ہوا ہے۔ آپ کی مزار مبارک درگاہ مسکین پور شریف، ضلع مظفر گڑھ، پنجاب میں مرجعِ خاص و عام ہے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال ۲۱ تا ۲۵ مارچ کے درمیان بڑی عقیدت اور جوش سے منایا جاتا ہے۔

حضرت کی شاعری

حضرت قریشی کریم رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی شاعری میں بھی طبع آزمائی فرماتے تھے۔آپ کی شاعری بھی ناصحانہ ہوا کرتی تھی۔ بطور نمونہ چند اشعار پیش ہیں۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نصیحت

عزیزو! دوستو! یارو! یہ دنیا دارِ فانی ہے
دل اپنا مت لگا تم لحد میں جا بنانی ہے

تم آئے بندگی کرنے پھنسے لذاتِ دنیا میں
ہوئی اندھی عقل تری تیری کیسی جوانی ہے

گناہوں میں نہ کر برباد عمر اپنی تو کر توبہ
کہاں ہیں باپ دادا سب کہ تو جن کی نشانی ہے

نہ کر بل اپنی دولت پر نہ طاقت پر نہ حشمت پر
کہ اِس دنیا کی ہر اک چیز تجھ کو چھوڑ جانی ہے

تو کر نیکی نمازیں پڑھ خدا کو یاد کر ہر دم
کہ آخر میں تری ہر نیکی تیرے کام آنی ہے

نہ ہو شیطان کے تابع نہ بے فرمان رب کا ہو
نبی ﷺ کے در کا خادم بن مراد اچھی جو پانی ہے

شریعت کی غلامی کر گناہوں سے تو بچ یارا
بُری حالت ہو ظالم چور کی جو مرد زانی ہے

تو روزی کھا حلال اپنی سراپا نورِ تقویٰ بن
کہ تقویٰ میں ترقی ہے یہ نعمت جاوِدانی ہے

پکڑلے پیر کامل کو کہ بیعت بھی ضروری ہے
بجز مرشد کے اچھی بات کس جا تجھ کو پانی ہے

خدا یاد آئے جس کو دیکھ کر وہ پیر کامل ہے
سوا مرشد کے دنیا کی محبت کس مٹانی ہے

شریعت کا غلام ہووے عجب اخلاق ہوں اس میں
دل اس کا مثل آئینہ ہو یہ اس کی نشانی ہے

اگر تو طالب مولیٰ ہے اور اصلاح کا جویا
تو جلدی کر پکر مرشد نصیحت یہ ایمانی ہے

"قریشی" دست بستہ عرض کرتا ہے سنو بھائی
قسم رب کی نہ جھوٹ اس میں نہ لائق بدگمانی ہے

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نعت

حضرت پیر فضل علی قریشی

رحمۃ اللہ علیہ

یا محمد مصطفیٰ قربان تیرے نام پر | پاک سچا دین تیرا، ہوں فدا اسلام پر
بہت شیرین و لذیذ و پاک تیرا نام ہے | جو ادب سے نام لیوے لائقِ انعام ہے
کوئی پیدا نہ ہوا تجھ سا نہ ہووے گا کبھی | جو نبی پیدا ہوئے خادم ہوئے تیرے سبھی
تو ہے محبوب خدا رب چاہتا ہے تیری رضا | نفس و شیطان سے بچالو، ہے یہ میرا مدعا
بہت ہی مظلوم عاجز غرق ہے تقصیر میں | جاویگا ملکِ عرب میں، ہے اگر تقدیر میں
کشش اپنی دو زیادہ دمبدم پاوے کمال | پاس بلواؤ، دکھاؤ یا رسول اللہ جمال
کب ہووے مقبول دل کی اس جنابِ پاک میں | آرزو دیدار کی آگے نہ جاؤں خاک میں
عربی و مکی و مدنی نازنینِ کبریا | کشش ہووے تیز چہ حاجتِ مقناطیس و کہربا
وطن تیرا پاک دیکھوں خوب عیداں جا کروں | جب تلک روضہ نہ دیکھوں آگے ہرگز نہ مروں
یہ "قریشی" خاک تیرے قدموں کی ہی شوق مند | جاکے تیرے قدموں میں پاوے وہاں قدرِ بلند

شجرہ مبارکہ پنجابی منظوم

اول فضل تیرا میں منگاں یا رب سچا سائیں | برکت نال نبی صاحب دے منزل عشق پہنچائیں
برکت نال صدیق اکبر دے پہلا یار پیارا | بخش محبت اپنی مینوں بھُل و نجم جگ سارا
حضرت دا اصحاب پیارا حضرت سلمان نامی | خاطر اس دی کریں ہدایت بخش گناہ تمامی
برکت حضرت قاسم دے جو پوتا یار اول دا | راتِ دِہاں میں ہاں سوالی بخش نصیب فضل دا

برکت نال امام جعفر جو صادق سید سڈیوے — کریں عنایت تاکہ میرا غلبہ نفس نے تھیوے
حضرت بایزید اویسی بوالحسن خرقانی — طفیل انہاندے کریں عنایت چھٹن کم شیطانی
برکت نال ابوالقاسم گرگانی بو علی دے — مرشنوں قرضوں چا چھڑاویں برکت اوس ولی دے
برکت نال ابو یوسف اتے حضرت غجدوانی — کریں زبان میری توں ذاکر دل کریں نورانی
برکت نال محمد عارف بھی محمود پیارے — مطلب میرے دوجہانی حل کریں توں سارے
برکت علی عزیزاں صاحب بھی محمد سائیں — جو میں منگاں دیویں مینوں کریں قبول دعائیں
برکت سید امیر محمد بہاؤالدین بخاری — ہر دم نام مبارک تیرا دل وچ ہو دم جاری
برکت نال علاؤالدین یعقوب خدا دا پیارا — فضل کریں جو باجھوں فضلائیں ہاں بہوں بیکارا
برکت نال عبیداللہ دے بھی محمد زاہد — عشق محبت تیری مینوں دم دم ہووے زائد
بھی درویش محمد صاحب امکنگی دی خاطر — وچ عبادت اپنی دے توں مینوں رکھیں شاطر
برکت نال محمد باقی بھی مجدد صاحب — بخش ایمان مکمل رباہاں گناہوں تائب
بھی خواجہ معصوم طفیلوں سیف الدین حضوری — روا کریں حاجات مطالب جو جو ہیں ضروری
برکت حافظ محسن دے اتے نور محمد عالی — عشق محبت اپنی کولوں رکھ نہ مینوں خالی
برکت شمس الدین منور بھی غلام علی دے — وصفاں بخش حمیدہ مینوں جو اخلاق ولی دے
خاطر ابو سعید مبارک شاہ سعید قریشی — بخش رضا لقاء الٰہی ایہہ سوال ہمیشی
برکت حاجی دوست محمد حضرت عثمان نالے — تیرا فضل ہمیشہ ربا میرے غم سب ٹالے
برکت خواجہ حضرت صاحب لعل شاہ ہمدانی — غالب ہووے ذکر فکر بھی عشق سدا صمدانی
برکت نال سراج الدین محمد پیر ولایت — قطع محبت غیر خدا دی مینوں کریں عنایت
فضل علی مسکین قریشی شجرہ ایہہ بنایا — منگیاں جو دعائیں عاجز کر مقبول خدایا
فضل علی مسکین قریشی لکھیا شجرہء سارا — پڑھنے والا اس عاجز کو کرے نہ مول وِسارا
جو پڑھے ایہہ شجرہ پاکاں دیئے شام سحر دے — رواحاجات مطالب ہووے پیر توجہ کردے
برکت نیکاں توں چا بخشیں اس عاجز دے تائیں — توں ہیں لائق فضل کرم دے تیڈیاں ہوں رضائیں

آپ کے خلفاء کرام:

آپ کے فیوض و برکات نہ صرف پاکستان مگر پورے ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اطراف و اکنافِ عالم میں آج بھی آپ کے فیوضات کے بادل برس رہے ہیں۔ آپ کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کرہ ارض کو فضلی فیوضات سے جگمگا رہے ہیں۔ آپ کے خلفاء کی تعداد تو بہت ہے لیکن ان میں سے چند خلفاء کرام کے اسماء درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	اسماء گرامی	مسکن
1	قطبِ عالم حضرت خواجہ محمد عبد الغفار	لاڑکانہ، سندھ
2	حضرت مولانا شاہ سعید محمد قریشی	احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور
3	حضرت مولانا محمد عبد المالک صدیقی	احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور
4	حضرت مولانا عبد المالک قریشی	جنب، مظفر گڑھ، پنجاب
5	حضرت مولانا حافظ اللہ بچایا	عبد اللہ پور، ضلع بہاولپور، پنجاب
6	حضرت مولانا فیروز شاہ	جہلم، پنجاب
،	حضرت مولانا نور محمد	ناچک تحصیل جلالپور پیر والا ضلع ملتان
8	حضرت مولانا بشیر احمد	احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور
9	حضرت مولانا عبد الرحمٰن	حویلی تحصیل شجاع آباد، ضلع ملتان
10	حضرت مولانا نور بخش	پھلن، تحصیل علی پور، ضلع مظفر گڑھ
11	حضرت مولانا نور احمد	سٹھاری، تحصیل جتوئی، ضلع مظفر گڑھ
12	حضرت مولانا احمد دین	اوچ شریف، ضلع بہاولپور
13	حضرت مولانا حاجی کریم بخش	فضل پور
14	حضرت مولانا غلام محی الدین	رنگ پور، ضلع خوشاب

15	حضرت مولانا حاجی واحد بخش	ٹانوری، ضلع راجنپور
16	حضرت مولانا عبدالستار (برادر پیر مٹھاسائیں)	بستی لنگر، جلالپور پیروالا، ضلع ملتان
17	حضرت مولانا سید کرم حسین شاہ	لسوڑی، تحصیل شجاع آباد، ضلع ملتان
18	حضرت مولانا حافظ محمد موسیٰ	تحصیل جلالپور پیر والا، ضلع ملتان
19	حضرت مولانا اللہ ڈتہ	عمرپور، تحصیل جلالپور پیروالا، ضلع ملتان
20	حضرت مولانا عبدالخالق	جلالپور کھاکھی، تحصیل شجاع آباد
21	حضرت مولانا حافظ سید ممتاز علی شاہ	دہلی شریف، ہندوستان
22	حضرت مولوی محمد عبداللہ	قندھار
23	حضرت مولانا عبدالقیوم	چغرزئی
24	حضرت مولانا محمد عالم	پگلی متصل کشمیر
25	حضرت مولانا حافظ سید محمد امیر	شاہ پور
26	حضرت مولانا محمد عمر	ہوتی مردان، خیبر پختونخواہ
27	حضرت مولانا قاضی حاجی شریف	کوہستان سوات
28	حضرت مولانا عبدالغفور مدنی	مدینہ منورہ
29	حضرت مولانا محمد احمد	لکھنؤ، ہندوستان
30	حضرت مولانا محمد ابراہیم	بخاراہ واقع موجودہ ملک اُزبکستان
31	حضرت مولانا نذیر احمد	احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور
32	حضرت مولانا حافظ قاری کریم بخش	گھلوان بھاولپور
33	حضرت مولانا محمود علی شاہ	پشاور
34	حضرت مولانا محمد حیا گل	پشاور
35	حضرت مولانا محمد صادق شاہ قریشی	بنوں، خیبر پختون خواہ

36	حضرت مولانا شیر محمد	چھچھ ضلع اٹک، پنجاب
37	حضرت مولانا محمد عندلیب	پگلی متصل کشمیر
38	حضرت مولانا عبدالغفور	سوات
39	حضرت مولانا حافظ عبدالعزیز	حیدر واہن ضلع ڈیرہ غازی خان
40	حضرت مولانا علی مرتضیٰ	گدائی ضلع ڈیرہ غازی خان
41	حضرت مولانا حاجی نور محمد	خیر پور ڈاہا، تحصیل احمد پور شرقیہ
42	حضرت مولانا خدا بخش	بیٹ کیچ، تحصیل جلالپور پیر والا
43	حضرت مولانا حاجی محمد یوسف	چنی گوٹھ، تحصیل احمد پور شرقیہ
44	حضرت مولانا بشیر محمد	کلیانہ، ریاست جیند
45	حضرت مولانا حاجی خدا بخش	سندھ
46	حضرت مولانا سعد اللہ	قنبر ضلع قنبر شہداد کوٹ، سندھ
47	حضرت مولانا صالح محمد	گجرات
48	حضرت مولانا محمد یار	رانی واھن تحصیل لودھران
49	حضرت مولانا عتیق اللہ	بنیر قبائلی علاقاجات پاکستان
50	حضرت مولانا محمد منیر	احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور
51	حضرت مولانا غلام حسن	بمبلی ضلع ڈیرہ غازی خان
52	حضرت مولانا محمد رمضان	کوٹ چھٹہ، ضلع چکوال، پنجاب
53	حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم	پانی پت، موجودہ ریاست ہریانا، ہندوستان
54	حضرت مولانا حاجی محمد عطاء اللہ شاہ	ڈیرہ غازی خان
55	حضرت غلام نور	ہزارہ
56	حضرت مولانا حافظ غلام حیدر	احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور

57	حضرت مولانا عبد الوہاب	چکیسر، ضلع شنگھلا، خیبر پختونخواہ
58	حضرت مولانا حافظ غلام حبیب	کرڈھی شاہ پور
59	حضرت مولانا محمد معصوم	سوات
60	حضرت مولانا عبد الرزاق	شاہ منصور، صوابی،
61	حضرت مولانا میاں محمد	پشاور
62	حضرت مولانا محمد زمان	کشمیر
63	حضرت مولانا عبد الحمید	پشاور
64	حضرت مولانا علی محمد	پہاڑی
65	حضرت محمد یونس	مراد آباد
66	حضرت مولانا ظہیر الدین	ٹوبہ ٹیک سنگھ،
67	حضرت مولانا کمال محمد	جلالپور پیروالہ
68	حضرت مولانا لطف اللہ شاہ	ڈیرہ غازی خان
69	حضرت مولانا عبد الرحمٰن	مدیجی، سندھ
70	حضرت سید غلام دستگیر	ہالانی، سندھ
71	حضرت مولانا محمد اکرام الدین	دہلی شریف، ہندوستان
72	حضرت مولانا اختر محمد شاہ	مدیجی، سندھ
73	حضرت مولانا عبد الواحد	باگا بھٹا، سندھ
74	حضرت سید خان ملا	تورسک، نیر
75	حضرت مولانا سید حسن علی شاہ	مسکین پور شریف
76	حضرت مولانا غلام محمد شاہ	ترنڈہ، بہاولپور
77	حضرت مولانا احمد اللہ صاحب آخوندزادہ	لنگر سرائے، سرحد آزاد

78	حضرت مولانا فقیر محمد بخش	حاجی پور، ضلع ڈیرہ غازی خان
79	حضرت مولانا محمد عبداللہ	بھلی واقعہ جلال پور
80	حضرت مولانا عبدالحمید اخوندزادہ	کوئٹہ
81	حضرت مولانا نبی بخش	باگڑجی سکھر
82	حضرت مولانا علی محمد	نمرو، قلات
83	حضرت مولانا قاضی عبدالرشید	سورت، ہندوستان
84	حضرت مولانا محمد مسلم	سہارنپور
85	حضرت مولانا بخشن شاہ صاحب قریشی	خان بیلہ تحصیل اللہ آباد
86	حضرت مولانا عبدالرشید	خیل
87	حضرت مولانا محمد نبی	ملک مخوزی
88	حضرت مولانا سید محمد یوسف شاہ	چشمی، پشاور
89	حضرت مولانا اللہ بخش	نور پور، بہاولپور
90	حضرت مولانا اولاد علی شاہ	بادشاہ پور، ضلع جہلم
91	حضرت مولانا سید اصغر علی شاہ	ڈلوال، ضلع جہلم
92	حضرت مولانا نورالحسن صاحب	چنی گوٹھ، بہاولپور
93	حضرت مولانا مستجاب خاں	چترال، ایُون
94	حضرت مولانا حسن صاحب جھگی والے	ضلع مظفرگڑھ
95	حضرت مولانا محمد عبداللہ	جسپور، ضلع نینی تال
96	حضرت مولانا حافظ محمد یونس	
97	حضرت محمد یعقوب	ضلع ہزارہ
98	حضرت مولانا عبدالخالق	سوات

خلفاء کو مختلف علاقوں میں بھیجنا:

آپ نے پوری زندگی تبلیغ دین اور اشاعت سلسلہ میں گذار دی آپ نے باکمال خلفاء بنائے پھر ان کو دنیا کے مختلف گوشوں میں تبلیغ دین کے لئے بھیجا۔ ان مشہور خلفاء کرام میں سے اولین قطبِ عالم حضرت پیر مٹھار رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کو آپ نے سندھ میں بھیجا۔ (جو اس ملفوظات کے جامع ہیں) دوسرے حضرت مولانا عبد الغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کو مدنی تاجدار، غمگینوں کے غمخوار محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر آپ نے مدینہ منورہ بھیجا۔ مذکورہ خلیفہ صاحب کا وصال بھی مدینہ منورہ میں ۱۸ مئی ۱۹۶۹ء کو ہوا اور جنت البقیع میں حضرت عثمان غنیؓ کے مزار کے ساتھ مدفون ہیں۔

شادیاں اور اولاد :

حضرت قریشی کریم رحمۃ اللہ علیہ نے تین نکاح کئے تھے۔

پہلی زوجہ محترمہ : پہلا نکاح کالا باغ میں مسماۃ سلطان بی بی سے ہوا جو رشتہ میں آپ کی چچازاد بہن تھی، اِن سے تین صاحبزادے اور آٹھ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

دوسری زوجہ محترمہ : حرم اول کے انتقال کے چند دن بعد لڑکیوں کی تربیت اور مہمانوں کی خدمت گذاری کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شہر جتوئی کے قریب بستی مدوانی میں آباد اپنے ہم سفر کنبہ کے قریشیوں ہی میں دوسرا عقد بی بی صاحبہ ملک بانو سے کر لیا جو رشتہ میں آپ کے چچازاد بھائی کی لڑکی تھیں۔ اِن کے بطن سے پانچ صاحبزادے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

تیسری زوجہ محترمہ : تیسرا نکاح غوث الزماں قطب جہاں حضرت خواجہ محمد عبد الغفار پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی آسیہ بی بی سے کیا۔

اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت کے وصال کے بعد یہ بی بی صاحبہ اپنے والد گرامی کے ہاں قیام پذیر رہیں، لاڑکانہ قیام کے دوران اپنے والد گرامی کی موجودگی میں وصال فرما گئیں۔ ان کے مزار شریف پر پیر مٹھانے قبہ تعمیر فرمایا تھا جو آج بھی زیارت گاہ ہے۔

فضلی فیوضات: اس وقت بھی آپ کے دربار عالیہ مسکین پور شریف میں ماہانہ اور سالانہ محافل جاری وساری ہیں، آپ کے نواسے حضرت رفیق احمد شاہ مدظلہ العالی اور آپ کے نواسے جناب محترم کلیم اللہ شاہ کے فرزند حضرت محمد شاہ مدظلہ العالی سلسلہ شریف کی ترویج واشاعت وخدمتِ دین متین میں کوشاں ہیں۔ نیز دنیا کے مختلف خطوں میں قریشی کریم کے خلفاء کے خلفاء، ان کے خلفاء کے توسط سے فضلی فیوضات کا دریا موجزن ہے۔ آپ کے خلفاء کے خلفاء اور انکے خلفاء آج بھی فضلی فیوضات بانٹ رہے ہیں اور دنیا مستفید و مستفیض ہو رہی ہے۔

حضرت قریشی کریم کا مسلک:

حضرت پیر فضل علی شاہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء متقدمین کی عملی تصویر تھے۔ آپ مسلکِ حق اہل السنۃ کے عقائد و تعلیمات پر عمل پیرا تھے۔ آپ سچے محبِّ رسول ﷺ تھے۔ آپ اپنے دور کی ایسی منفرد، نرالی اور ایسی غیر متنازعہ شخصیت کے مالک تھے آپ کے خوانِ فیض سے ہر قسم کا آدمی مستفیض اور مستفید ہو رہا تھا۔ جس وقت برّ صغیر میں مسلک کی پہچان۔ کہ لئے نئے نام وضع کیے جا رہے تھے، آپ صوفیاء کرام کے محبت کے پیغام کو ہر ایک کے لئے عام کر رہے تھے۔ آپ امامِ اعظم سیدنا ابو حنیفہ کے فقہ حنفی کے مقلد تھے۔ یہاں تک کہ بعض مسائل میں صاحبین کے قول کے بجائے امامِ اعظم کے قول کو ہی اختیار فرماتے تھے۔ جیسے مسافت سفر کا مسئلہ وغیرہ۔

سوانح حیات

حضرت پیر مٹھاسائیں

رحمۃ اللہ علیہ

جامع ملفوظات

قطب العالم وحید العصر فرید الدہر صاحب الجمال والکمال حضرت خواجہ محمد عبدالغفار المعروف پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا شمار اللہ کے ان کاملین، واصلین اور مقبولین بندگانِ خدا میں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی زندگانی راہِ مولا میں وقف کر دی تھی۔ آپ اللہ عزوجل کے محب بھی تھے اور محبوب بندے بھی تھے، اور ماوانا وملجانا مولانا و مطلوبنا سیدِ عالم وسید نا رسول اللہ ﷺ کے عاشق بھی تھے اور ان کے دینِ متین کے عظیم مبلغ بھی تھے۔ آپ نے اپنے فیض وبرکت سے بے دین لوگوں کو دین کے راستے پر چلنا سکھایا۔ آپ کی ان تھک کاوشوں کے سبب لاکھوں لوگ دیندار اور متقی بن گئے۔ گنہگار لوگ نیک اور صالح بن گئے۔ آپ کا شمار اللہ کے ان کامل اکمل اولیاء میں ہوتا ہے جنہوں نے صرف اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی رضا کی خاطر شب و روز محنت مجاہدہ کر کے لوگوں کی اصلاح کی۔

آپ کا اٹھنا بیٹھنا محض اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی کیلئے تھا۔ حققیقت میں ایسی ہستیاں لوگوں کے دلوں پر راج کرتی ہیں۔ لوگ ان کو کبھی بھول نہیں پاتے۔ اُن کا نام ہمیشہ دلوں میں باقی رہ جاتا ہے۔ آپ واقفِ رموز حقیقت و معرفت تھے، آپ بقیۃ السلف اور قدوۃ الخلف تھے آپ کا اسم گرامی قطبِ عالم حضرت خواجہ **محمد عبدالغفار** المعروف **پیر مٹھا سائیں** رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

آپ کے آباء و اجداد :

قطبِ عالم حضرت پیر مٹھار حمۃ اللہ علیہ چنڑ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا نسب سولھویں پشت میں حضرت عماد الدین عرف "چنن پیر یا چنڑ پیر" کے بھائی سے ملتا ہے۔ وہ زمانہ کے قطب کامل اکمل ولی بلکہ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ ان کی مزار صوبہ پنجاب کے شہر بہاولپور کے جنوب مشرق میں چالیس کلومیٹر کے فاصلہ پر ریگستانی علاقہ میں ایک ریت کے ٹیلے پر واقع ہے۔ حضرت پیر مٹھار حمتہ اللہ علیہ کے اجداد میں سے کوئی وہاں سے منتقل ہو کر ضلع ملتان شریف، جلالپور پیر والا کے قریب "بستی لنگر" شریف میں آبسا۔

ولادت با سعادت اور بچپن :

آپ کی ولادت اسی گاؤں لنگر شریف میں ہوئی۔ آپ کی ولادت سے پورے گھر میں خوشی چھاگئ کیونکہ آپ کی نورانی صورت دیکھ کر اور پیشانی پر نور کی تجلیات دیکھ کر، ہر کسی کو یقین ہو گیا کہ یہ بچہ کوئی عام بچہ نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کا نوازا ہوا بندہ ہے۔

آپ کے والد گرامی حضرت مولانا یار محمد رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے بڑے عالم، واعظ، مصلح اور صالح انسان تھے۔ حضرت کی طبیعت مبارک بچپن سے ہی منفرد اور نرالی تھی۔ آپ اکثر بچوں سے الگ تھلگ رہتے۔ لکھنے پڑھنے سے آپ کو بہت پیار تھا۔ اپنے والد صاحب کے ساتھ ہر نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔

بچپن کی ایک کرامت :

ایک مرتبہ گاؤں کے بچے گولیوں سے کھیل رہے تھے، آپ بھی ان کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ گاؤں کے وڈیرہ نے اولاد ہونے کیلئے دعا کرنے کو کہا۔ آپ نے بچوں سے ایک گولی لیکر فرمایا کہ یہ پانی میں دھو کر وہ پانی اپنی بیوی کو پلادے۔ آپ کے کہنے پر وڈیرہ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ کی قدرت اس کی بیوی نے ایک بچہ جنا جس کا رنگ بالکل ویسا تھا جیسا کہ اس گولی کا تھا۔

عہد طفلی میں ہوئے ظاہر کرامت کے نشان، واہ خواجہ پیر میرے تیری شان۔

تعلیم و تربیت :

چونکہ آپ کے والد گرامی مولانا یار محمد رحمتہ اللہ علیہ۔ بڑے پایہ کے عالم تھے۔ لھذا آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ خوشخطی بھی والد گرامی سے سیکھی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھے والد صاحب تختی پر نصائح لکھواتے اور فرماتے کہ ان کو یاد کرو آپ کے اساتذہ کرام میں، مولانا امام الدین، مخدوم شمس الدین، آپ کے بھائی مولانا محمد اشرف اور مولانا نظام الدین جو بظاہر تو بڑے عالم تھا لیکن پیروں کے سخت خلاف تھے۔ پھر جب والد صاحب کو اس کے عقائد معلوم ہوئے تو آپ سے وہ مدرسہ ہی چھڑوادیا۔

حصولِ علم خاطر تکالیف برداشت کرنا:

حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ طالب علمی کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دورانِ تعلیم ہم نے بہت سختیاں برداشت کیں۔ فرمایا جب ہم پڑھتے تھے وہ بڑی غربت اور مسکینی کا دوَر تھا۔ مدارس میں روٹی کی بہت قلّت ہوا کرتی تھی۔ پھر جب کھانا ملتا تھا تو اس میں سے کچھ کھاتے اور کچھ دوسرے وقت کیلئے رکھ لیتے تھے۔ اگر روٹی سوکھ جاتی تو اسے پانی میں نرم کرکے کھاتے تھے۔ رات کے بچے ہوئے سوکھے روٹی کے ٹکڑے صبح کو انگاروں پر گرم کرکے کھاتے تھے۔ ان میں بہت لذت ہوا کرتی تھی۔ سالن بہت کم ہوتا تھا پھر میں اپنے سالن میں پانی ڈال کر کھاتا تھا۔

علم کے شوق میں سندھ کا سفر:

پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کو بازو میں ایک زخم کا نشان تھا۔ ایک دن اس کے بارے میں بتایا کہ مجھے علم کا اتنا شوق تھا کہ جہاں بھی اچھی پڑھائی کے بارے میں سنتا وہیں جاکر علم حاصل کرتا۔ ایک مرتبہ ملتان میں ایک طالبعلم نے سندھ کے ضلع سکھر کے ایک مدرسے کا بتایا کہ اس میں بہت اچھی پڑھائی ہے تو میں اس طالب کے ہمراہ سکھر کے قریب میرپور بھٹو گاؤں میں پہنچا۔ وہاں کے وڈیرہ صاحب نواب دودا خان سخاوت میں بہت مشہور تھے۔ مدرسہ کا سارا انتظام اس سخی مرد کے ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔ جو طالبعلم مجھے یہاں لے آیا تھا وہ رات ہی رات میرے کپڑے، پیسے اور دوسرا ضروری سامان چوری کرکے بھاگ گیا۔ صبح کو جب یہ خبر مدرسہ والوں کو ہوئی تو انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ اپنا مسئلہ وڈیرہ نواب دودا خان

کو بتائیں وہ آپ کی ضرور مدد کرے گا۔ لیکن مجھے سوال کرنے سے بڑی سخت نفرت تھی۔ صبح کو میں وڈیرہ کے پاس یوں ہی دیکھنے کیلئے گیا۔ دیکھا کہ ایک نوکر پیسوں کی بوری لیکر آیا اور زمین پر پیسے بچھا دیے اور وہ وڈیرہ غریب لوگوں میں بانٹ رہا تھا۔ میں صرف ان کا نمونہ دیکھنے کیلئے گیا تھا لیکن کوئی سوال نہیں کیا۔ بالآخر پیادل جیکب آباد سے کشمور اور پھر ریاست میں پہنچا۔ اس سفر کے دوران بازو پر دانا نکل آیا جس نے پورے بازو کو لپیٹ میں لے لیا۔ یہ اس دانے کا نشان ہے۔ پھر ریاست میں ایک رات چاچڑوں کے پاس ٹھہرا۔ وہاں ایک سید تھا انہوں نے زبردستی غسل کروایا۔ زخم کو صاف کرکے پٹی باندھی اور اسٹیشن چنی گوٹھ تک کا کرایہ سات آنے دیا۔ گاڑی پر سوار ہو کر گاوں پہنچا۔ کافی وقت پیدل چلنا پڑا لیکن کسی سے بھی سوال نہیں کیا۔

طالب علمی میں تصنیف :

حضرت پیر مٹھار حمتہ اللہ علیہ کو بچپن سے ہی لکھنے پڑھنے کا بہت شوق اور شغف تھا۔ مولانا عبدالرحمٰن غفاری کی لکھی ہوئی ملفوظات کے مطابق جب حضرت پیر مٹھا ڈیرہ نواب میں پڑھتے تھے، آپ کے استاد جتوئی شہر کے رہنے والے تھے۔ اس زمانہ میں آپ نے شیعوں کی تردید میں ایک کتاب لکھی تھی اور بے نمازیوں کی مذمت میں بھی ایک کتاب تحریر کی تھی۔ جب آپ وہ کتاب لکھ رہے تھے تو ریاست کا وزیر اور کپتان غلام محی الدین دونوں حضرت قریشی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے، مسجد میں آئے۔ آپ نے فرمایا وزیر بہت سادہ مزاج اور متواضع تھا۔ جب مسجد میں آیا تو استاد صاحب ان سے اٹھ کر نہیں ملے۔ نماز پڑھکر وہ خود آکر استاد صاحب کے قریب آبیٹھے اور پوچھا

کہاں کے رہنے والے ہو۔ استاد صاحب نے فرمایا جتوئی شہر کا۔ پھر طالبعلموں کے متعلق پوچھتا رہا۔ میں لکھ رہا تھا مجھے بلایا۔ استاد صاحب سے پوچھا کہ یہ لڑکا کیا لکھ رہا ہے۔ استاد نے کتاب کے بارے میں بتایا۔ پھر وزیر صاحب نے کہا کہ مجھے پڑھ کر سنایئے۔ میں نے پڑھ کر سنائی بہت خوش ہوا۔ کپتان کو کہا کہ اس عمر میں یہ بچہ ایسا خوبصورت مدلل لکھتا ہے آگے اس سے بہت امیدیں ہیں۔

تحصیلِ علم سے فراغت:

یوں مختلف مدارس میں تحصیلِ علم کرتے باالآخر آپ نے آخری کتب اور دورہءِ حدیث حضرت علامہ عاقل محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ جنہیں شیخ الاسلام اور مفتیءِ ہند کے القابات سے بھی پہچانا جاتا ھے۔ اِن کا سلسلہءِ نسب اکیسویں پشت میں حضرت غوث بہاؤالحق ملتانی سے ملتا ہے۔ علامہ موصوف شیخ احمد زینی دھلان کے شاگرد تھے، جو اعلحضرت علیہ الرحمۃ مولانا احمد رضا فاضل بریلوی اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہما کے بھی استاد تھے، آپ مسجد نبوی میں سات برس تک مدرس بھی رہے تھے۔ آپ کا مزار جلالپور پیر والا کے قبرستان چاہ خیری والا میں ہے۔

زبانوں پر عبور:

حضرت پیر مٹھار رحمتہ اللہ علیہ عربی، فارسی، اردو، سرائیکی اور سندھی زبانیں بولنا جانتے تھے، ان زبانوں میں لکھنا بھی جانتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ عربی، فارسی، اردو اور سرائیکی زبانوں کے بہترین شاعر بھی تھے۔ اگر کوئی عالم آتا تو آپ ان سے فارسی زبان میں گفتگو فرماتے۔

لیکن آپ کی گفتگو اتنی تو بے تکلف ہوا کرتی تھی کہ عام آدمی یوں سمجھتا تھا گویا ان کی زبان ہی فارسی ہے۔ اس طرح سے عربی زبان میں آپ کی شاعری پڑھنے سے آپ کی عربی دانی اور آپ کی فصاحت بلاعنت اور آپ کی انشاء پردازی کا پتہ چلتا ہے۔

استاد کے فرزند کا احترام: میرے والد اور مرشد کریم حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ رحمتپور شریف میں ادھیڑ عمر کا ایک شخص پنجاب سے آیا۔ ہمارے لئے وہ اجنبی تھا لیکن حضرت صاحب نے ان کی بڑی عزت کی بڑی مروت اور مہربانی سے پیش آئے۔ اس کیلئے کھانے پینے اور رہنے کا خاص انتظام فرمایا حالانکہ آپ کی دربار میں خوش آمد برآمد کا نشان تک نہیں ہوا کرتا تھا۔ بعد میں فرمایا یہ میرے استاد کا فرزند ہے۔ پھر جب نماز کا وقت ہوا تو وہ مہمان مصلے کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ اس کی داڑھی سنت کے مطابق نہیں تھی۔ آپ نے اس عاجز (حضرت محبوب الاھی) کو فرمایا:

شما امامت بکنید ایں ریش بر سنت نمے دارد

آپ امامت کرائیں اس کی داڑھی سنت کے مطابق نہیں ہے۔

آپ کے برادرانِ عزیز:

حضرت پیر مٹھا سائیں کے تین بھائی تھے ا۔ مولانا محمد اشرف ۲۔ مولانا عبدالرحمٰن ۳۔ مولانا عبدالستار۔ تینوں بھائی بھی بڑے عالم تھے۔ حضرت پیر مٹھا فرماتے تھے کہ ہم چاروں بھائی سردی کے موسم میں رات کو چولہے کی آگ کے گرد بیٹھتے اور علمی گفتگو کرتے تھے۔ کبھی کبھی کسی مسئلہ پر بحث کرتے کرتے رات ڈھل جاتی تھی۔ کبھی تو پوری رات گذر جاتی تھی۔

والد صاحب ہماری گفتگو کو سنتے رہتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔

حصولِ طریقت :

پیر مٹھا سائیں کو بچپن سے ہی اللہ والوں سے قلبی لگاؤ تھا۔ صوفیوں، سالکوں، مست اور مجذوبوں سے محبت اور الفت رکھتے تھے۔ اور یہ الفت آپ کو والد گرامی سے ورثہ میں ملی تھی۔ آپ کے والد گرامی صحیح العقیدہ سُنی عالم ہونے کے ساتھ روحانی مصلح بھی تھے، یہاں تک کہ آپ کی مزار کو پیر قریشی رحمتہ اللہ علیہ جیسے کامل ولی نے بھی پیٹھ دینا گوارا نہ کیا تھا۔ والد صاحب کی اُس صحبت اور تربیت میں آپ اللہ والوں کی صحبت کی اہمیت اور افادیت سے واقف تھے۔ اولیاءِ کرام کی صحبت کے آداب بھی والد کریم سے سیکھے تھے۔ پھر آپ کے شوق کا یہ عالم ہوا کہ طالب علمی کے زمانہ میں بھی اگر کوئی فرصت دن مل جاتا تو کسی ولی کی صحبت میں جا کر بیٹھ جاتے۔ فرمایا: جب اُچ شریف میں پڑھتا تھا تو معلوم ہوا کہ یہاں سے دو میل دور ایک درویش رہتا ہے۔ جمعہ کی شب تھی میں اُس بزرگ کے پاس گیا۔ بزرگ کا نام عبداللہ تھا۔ مجھے نصیحت کی کہ کسی سے بھی مانگنا نہیں۔ اللہ پر توکل کر کے بیٹھ جانا اللہ خود تیرے سارے کام سرانجام کردیگا۔ فرمایا میں اپنے مرشد کے فرمان کے مطابق یہاں جنگل میں آکر بیٹھ گیا ہوں۔ کسی سے سوال نہیں کرتا۔ یہاں لوگوں نے میرے لئے خود آکر گنبذ والی مسجد تعمیر کی ہے اور گھر بھی بنایا ہے۔ فرمایا میں ان کی صحبت میں ہی بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی باجرا لیکر آیا۔ میاں عبداللہ نے ان سے پوچھا کیا لایا ہے؟ کہا ہماری فصل کی کٹائی ہوئی ہے، والد نے کہا یہ باجرا فقیر عبداللہ کو دیکر آؤ۔ پھر مجھے بتانے کیلئے ان

سے پوچھا کہ میں نے آپ کی طرف کوئی پیغام تو نہیں بھیجا تھا یا کوئی سوال تو نہیں کیا تھا؟

کہا نہیں۔ ہم خود لیکر آئے ہیں۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا: "مولوی لوگ کہتے ہیں کہ چپل بھی اگر ٹوٹ جائے تو بھی اللہ سے مانگو پھر مولویوں کو کیا ہوا ہے کہ گھوڑوں پر سوار ہو کر در در مانگ رہے ہیں۔" فرمایا میں نے بچپن سے ہی توکل کا سبق اُس فقیر عبداللہ سے سیکھا تھا۔

سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت: پیر مٹھار رحمتہ اللہ علیہ کا گھرانہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت خواجہ حافظ فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلالپور والے کا مرید تھا۔ یہ بزرگ عالم با عمل تھے۔ صاحبِ تصانیف تھے۔ بچپن میں قرآن شریف حفظ کیا۔ درسِ نظامی کی تعلیم کیلئے سندھ کے مشہور دینی درسگاہ جامعہ عباسیہ رستم شکارپور میں بھی آئے تھے۔ اور یہاں سندھی عالم مولانا عبدالستار کے پاس زیرِ تعلیم رہے تھے۔ آپ متوکل، بے ریا اور مستجاب الدعوات تھے۔

ایک دعا کا حقیقی ظہور :

ایک دن پیر مٹھار رحمتہ اللہ علیہ کو خواجہ فتح محمد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "آپ اچھے شاعر ہیں، قصہ "معتمر اور ریا" کو اشعار میں لکھ کر لائیں اور جمعہ کے دن ہمیں پڑھ کر سنائیں" پھر آپ وہ قصہ سرائیکی زبان میں، زلیخا کی طرز پر بنا کر لے آئے۔ جب آپ نے بزرگ کو پڑھ کر سنایا تو وہ بہت روئے۔ اس وقت پیر مٹھا کے والد محترم اور دیگر قریبی رشتہ دار بھی موجود تھے۔ ابھی وہ قصہ آدھا ہی پڑھا تھا کہ بزرگ روتے روتے بے حال ہوگئے۔ فرمایا بس، باقی حصہ آنے والے

جمعہ پر سنانا۔ پھر اگلے جمعہ کو باقی حصہ پڑھ کر سنایا۔ بزرگ روتے رہے اور اُس وقت دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو پیر مٹھا نے آپ کے ہاتھوں کو پکڑ کر عرض کی کہ حضرت! اپنے خاص وقت میں جب آپ اللہ سے معیت میں ہو تو اس لمحہ میرے لئے دعا کرنا۔ بزرگ نے فرمایا انشاء اللہ میں اُس وقت بھی دعا کروں گا لیکن اب بھی میرے ہاتھ مت روکو۔ پھر آپ نے بہت موثر انداز میں دعا کی اور آپکو فرمایا: "میں نے آپ کیلئے ایسی دعا کی ہے جس کا اثر خود دیکھو گے۔"

پھر حضرت پیر مٹھار حمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے جو پیر قریشی کی صحبت نصیب ہوئی وہ اس بزرگ کی دعا کا اثر تھا۔

حضرت حافظ صاحب کا وصال:

حضرت پیر مٹھار حمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت حافظ صاحب کے وقت میں میری توجہ علم کی طرف زیادہ ہوا کرتی تھی۔ اچانک آپ کا وصال ہو گیا پھر تو بہت پریشانی سے دوچار ہونا پڑا۔ اس نعمت کو حاصل کرنے کیلئے بہت کوشش کی۔ پنجاب میں بہت گادیاں دیکھیں۔ ظاہر میں تو بہت رعب و تاب اور دبدبہ دیکھا لیکن جس چیز کی مجھے تلاش تھی وہ نظر نہ آئی۔ چاہتا تھا کہ ایسا پیر کامل مل جائے جس کے پاس شریعت اور طریقت دونوں ہوں۔ لیکن افسوس! ایسا پیر کہیں نظر نہ آیا۔ فرمایا حضرت حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مجھ پر ایک وقت ایسی ابتلا و آزمائش کا آگیا کہ آیہ شریف

یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ﴿۳۵﴾ (عبس)

کا نقشہ آنکھوں کے آگے پھر جاتا تھا۔ ماں باپ بڑے بیزار ہو گئے اور بھائی بند دشمن خونخوار ہو گئے۔ دوست سراپا مغز بے پوست، غیر و اغیار ہو گئے۔ خویش و اقربا کا لعقرب پئے آزار ہو گئے۔ یار غمگسار و یار تیمار و جار وفادار بجائے گل خار ہو گئے۔ لہٰذا استقلال طبیعت کا جاتا رہا اور بدوں ذات باری تعالیٰ جل و اعلیٰ شانہ کے کوئی مامن اور گریزگاہ نظر نہ آتی تھی۔

قریشی کی قربت میں :

فرمایا اُن دکھ بھرے دِنوں میں دریاءِ ستلج کے کنارہ پر علی گوہر لانگاہ کے پاس مسجد شریف میں رہتا تھا۔ ایک دن بہت غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک مولوی الاہی بخش صاحب بیٹ کیچ علاقہ جلالپور پیر والا ضلع ملتان والا آیا۔ باتیں کرتے کرتے مولوی صاحب کہنے لگا کہ مولوی الھڈتہ نانچ عمرپوری کا عجیب و غریب حال ہوگیا ہے۔ اس کے پاس ایک لمبی تسبیح جس کے منکے موٹے اور چوڑے ہیں اور وہ منکے تقریباً دو سو تک ہونگے۔ جب وہ تسبیح ہاتھ میں لیکر منکے ٹکراتا رہتا ہے تو اس وقت زبان پر بالکل خاموشی ہوتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ لوگوں سے باتیں کرتے ہوئی بھی تسبیح کے دانے ٹکراتا رہتا ہے۔ نماز پڑھتے پڑھتے بدن لرز جاتا ہے۔ لوگ انکی ہنسی اڑاتے اور اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب کسی کو کوئی جواب نہیں دیتے۔ میں نے پوچھا کہ مولوی صاحب نے یہ طریقہ کہاں سے حاصل کیا ہے؟ بتایا کہ ضلع مظفرگڑھ کے گاؤں "مستوئی" میں ایک بزرگ معلوم نہیں کہاں سے آئے ہوئے ہیں، اُس بزرگ سے یہ طریقہ سیکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں یہ طریقہ سچ مچ صحیح ہے یا صرف مصنوعی ہے؟ مولوی صاحب نے کہا: "نہیں،

نہیں، میں خود بھی اس بزرگ کی خدمت میں باتفاق شب باش ہوا ہوں۔ بڑے متقی سادہ روش بے ریا نظر آئے ہیں اور مولوی اللہ ڈتہ صاحب ہمارے دوست اور بڑے عالم محدث ہیں۔ تدریس کرتے کرتے بوڑھے ہوگئے ہیں اس پر فریب کا اتہام لگانا غلط فہمی ہوگی۔" فرمایا کہ مولوی اللہ ڈتہ صاحب کا پہلے والا حال بھی معلوم تھا۔ پہلے وہ مولوی صاحب غیر مقلدوں کی طرح اولیاء کرام کا منکر اور پیروں کی پیری کا بھی انکاری تھا۔ فرمایا الاہی بخش صاحب کی تقریر نے میرے رگ رگ میں تاثیر کے ساتھ ایک نیا شوق اور محبت کی نئی دھن پیدا کردی یہاں تک کہ دیدار کے شوق نے میرے صبر اور سکون کو چھین لیا۔ میرے سینے میں اس بزرگ کی زیارت کے ذوق کی آگ بھڑکنے لگی۔ پھر میں دریاء چناب سے ہوتا ہوا شہر سلطان اور کوٹلہ گاموں اور کانڈ والا سے سیدھا کوٹلا رحیم شاہ میں پہنچا۔ نماز عصر کا وقت تھا جیسے میں مسجد میں داخل ہوا تو رحم علی شاہ صاحب کے چھوٹے بھائی کرم علی شاہ نے مجھے دیکھ کر اپنے پاس بلایا۔

میں بالکل آزادانہ نمونہ سے اسلام علیکم کہہ کر بیٹھ گیا۔ شاہ صاحب نے بہت ہی نرم لہجہ میں حال احوال پوچھا۔ اُن کی میٹھی گفتگو سُن کر میری تمام پریشانیاں اور تھکاوٹیں ختم ہوگئیں۔ میں نے اول سے آخر تک سارا ماجرا سنایا۔

شاہ صاحب نے کہا کہ آپ بہت خوشنصیب انسان ہو۔ پھر بتایا کہ اس بزرگ کا اسم گرامی حضرت پیر فضل علی قریشی ہے۔ وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت خواجہ سراج الدین کے خلیفہ مجاز ہیں۔ بڑا کامل اکمل ولی اللہ ہیں۔ اس طرح انہوں نے پیر قریشی صاحب کے فیوض و برکات کی باتیں بتائیں۔ اس کے

علاوہ شاہ صاحب نے مجھے ایک سفارشی خط بھی دے دیا تاکہ پیر قریشی صاحب زیادہ توجہ فرمائیں۔ پھر صبح سویرے اٹھ کر، نماز فجر آرائیں گاؤں میں آکر پڑھی، وہاں کے امام صاحب سے راستہ معلوم کرکے، سیدھا حضرت صاحب کی مسجد شریف کی طرف روانہ ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ مسجد شریف میں مصلہ مبارک پر تشریف فرما ہیں اور میری طرف یوں دیکھ رہے تھے گویا کہ کوئی شخص کسی کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہو۔ یہ فقیر قدموسی کرکے آپ کی خدمت اقدس میں بیٹھ گیا۔ آپ میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ میں نے وہ سفارشی خط آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ پڑھتے اور مسکراتے رہے۔ خط پڑھ کر فرمانے لگے یہاں تو سفارش کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ اس کے بعد کچھ دیر تک گفتگو فرما کر حویلی شریف تشریف لے گئے۔

بیعت اور کیفیاتِ عشق و مستی:

جب آپ ظہر نماز پر تشریف فرما ہوئے اور نماز کے بعد مجھے بیعت سے سرفراز کرکے قلبی ذکر کی تلقین فرمائی۔ جب میں واپس گاؤں گیا تو ایسا حال ہو گیا کہ قلب کے جوش کی وجہ سے سلطان الاذکار بھی جاری ہو گیا اور جسم پر لرزش طاری ہو گئی۔ ذکر کرتے کرتے کچھ ہی دنوں میں یوں محسوس ہونے لگا گویا آگ کے گرم تنور میں بُھنا جا رہا ہوں۔ سر بھاری ہوتا گیا، یوں سمجھتا تھا جیسے دماغ پھٹنے والا ہے۔ اتنا تو استغراق طاری ہو جاتا تھا کہ مراقبہ کا ارادہ کرتے ہی گم ہو جاتا تھا۔ اپنے آپ کو گم دیکھ کر، خوف ہوتا تھا کہ کوئی مرض تو نہیں لگ گیا! پھر کبھی ایسے بھی محسوس ہوتا تھا کہ "میرا دل وجود کے پنجرہ کو چیر کر آسمان کی طرف اڑ رہا ہے۔" آنکھوں سے گویا آگ کی چنگاریاں

نکل رہی تھیں۔ کیفیت یہ ہوگئی کہ نہ کچھ کلام کر سکتا تھا اور نہ نینوں کو نیند ہی نصیب تھی۔ وہ سب کچھ ذکر کے غلبہ اور دل کے لگاتار جاری ہونے کی وجہ سے ہوتا تھا۔ اُس حالت سے گھبرا کر، میں واپس دربار شریف پر آیا۔

معلوم ہوا کہ آپ مداوانی کے گاؤں میں گئے ہوئے ہیں۔ وہاں حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچ کر، اپنی کیفیت عرض کی کہ حضرت! میرے سر میں درد رہتا ہے، سینے پر بھی بہت تنگی اور سختی ہے، اس حالت سے طبیعت بہت گھبرا گئی ہے۔

آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا فکر نہیں کرو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ (الاحزاب)

بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اٹھا لی بیشک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

وہ امانت اسم ذات کا ذکر ہے۔ "تجھے اس مہربانی کی مبارک ہو!" فرمایا کہ سر میں مکھن کی مالش کرتے رہو اور جس وقت تجھے گرمی کی شدت محسوس ہو تو ٹھنڈے پانی سے غسل کیا کرو۔ جب حضرت صاحب اپنی حویلی مبارک میں تشریف لے گئے تو میاں غلام صدیق مدوانی بلوچ جو حضرت صاحب کا پہلا مرید تھا، مجھے بلا کر کہنے لگا کہ تجھے بہت بہت مبارک ہو۔ مولویوں پر تو کوئی خاص مہربانی ہے۔ وہ تجھے جو تکلیف محسوس ہوتی ہے، درحقیقت ذکر کی برکت میں بھلائی ہے۔ الحمدللہ یہ عاجز بہت خوش ہوا، اس دن سے لے کر تمام خیالات اور خطرات دفع ہوگئے۔

مرشد سے محبت :

حضرت پیر مٹھا سائیں جیسے ہی بیعت کرکے لوٹے اپنا دل اپنے پیر کو دے کر لوٹے، پھر پوری عمر اس محبت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

آپ کو تاحیات مرشد قریشی کریم سے والہانہ محبت رہی۔ جب اُن کی تعریف کرتے تو گھنٹوں تک بیٹھے ہوتے تھے جس طرح کوئی عاشق اپنے معشوق کے اوصاف بیان کرتا ہے۔ اس محبت کی وجہ سے صدیقی سنت کے مطابق اپنی بیٹی کا نکاح عمر رسیدہ مرشد سے کرادیا۔ پھر جب بھی قریشی کریم کی دربار پر جاتے تو کبھی بھی رشتہ والی حجت نہ کرتے۔ اینٹ سرہانہ کرکے سوجاتے۔ مرشد کے دربار پر کبھی سکھ وچین کی خواہش نہیں کی۔ مرشد کے در کے سوکھے ٹکڑے کھاکر اینٹ سرہانہ کرکے سوتے ہوئے وقت گذار کر دل والی دولت حاصل کی۔ آپ کی ہمیشہ یہ عادت مبارکہ ہوا کرتی تھی کہ مرشد کے طریقے پر عمل کرتے۔ ہر معاملہ میں فرماتے کہ میرے مرشد نے یوں فرمایا ہے۔ فرماتے ہم اپنے پیر کے فتوے پر عمل کریں گے چاہے پوری دنیا اس کی مخالفت کرے۔ الغرض حضرت پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد سے والہانہ محبت اور الفت تھی۔ آپ اپنے پیر کے پروانہ اور عاشق صادق تھے۔ آپ کی صداقت اور سچائی بے مثال تھی۔ آپ کے اندر والا عشق، مشک کی طرح چھپنے والا نہیں تھا جس میں تڑپ اور چاہت، درد اور فراق کی کیفیات کا اظہار ہوتا تھا۔ ہر لمحہ آپ کے سینے میں عشق کی آگ اور محبت کی موج ہوا کرتی تھی۔ دل کے درد کا اثر زبان کے ذریعے اس طرح ظاہر ہوتا تھا جو سننے والا بھی اس گرمی کا اثر محسوس کرتا تھا اور بے اختیار اس سے چیخیں نکل جاتی تھیں۔

آپ کے اشعار میں چاہت، درد اور فراق سمایا ہوا ہے۔ ایک مقام پر اپنے پیر کی ثناء کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سگ آستان سڈایم در دا روز قدیم ازل دا

گل وچ پاتم طوق غلامی خواجہ پیر فضل دا

عشق عطا کر پیر دا نینوں تھی منصور پکاراں

ہن احسان تیڈے ہر ویلے ربا باہر کنوں شماراں

برکت پیر ضمیر منور حضرت فضل علی وڈ شانہ

مصدر فیض انیس الغرباء کاشف راز حقانہ

جب اپنے من کی الفت، چاہت اور محبت سے اپنے بنائے ہوئے اشعار پڑھتے تو جماعت پر جوش جذبہ طاری ہو جاتا۔ آپ نے اپنے پیر کی خانقاہ عالیہ پر کبھی بھی جوتے نہیں پہنے۔ پیشاب اور قضا حاجت کیلئے درگاہ شریف سے کافی دور روانہ ہو جاتے۔ جب سندھ سے آپ کی جماعت آپ کے ساتھ آتی تھی تو ان کو فرماتے کہ کوئی بھی میری طرف متوجہ نہ ہوں بلکہ میرے پیر کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھیں۔ آپ اپنے جوتے بھی خود اٹھاتے اور لوٹا بھی خود ہی بھرتے تھے۔ پیر کے آستانے پر بڑی انکساری اور نیاز مندی سے رہتے تھے، حالانکہ آپ کی بیٹی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح میں تھی۔

زمین مرشد کو دے دی:

پیر مٹھا سائیں کو اپنے والدِ گرامی کے ورثہ سے پندرہ جریب زمین ملی تھی وہ ساری زمین پیر قریشی کے لنگر میں دے دی۔ زمین کچہ کے علاقہ میں تھی۔

عجیب امتحان : ایک مرتبہ حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پیر مٹھا سائیں کو فرمایا کہ یہ بیلچہ اٹھاؤ اور کھڈا کھودو۔ فرمایا ایک تو گرمی کا موسم تھا دوسرا دوپہر کا وقت تیسرا سامنے مرشد دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں پسینہ سے بھیگ گیا۔ ریت والی زمین تھی جتنا کھودوں اتنا ریت پھر جاکر گرتی۔ فرمایا کھود کھود کر تھک گیا۔ عرض کی حضرت اب تو نفس چیخ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا "چیخنے دو۔" پھر کافی دیر کے بعد جب آپ واپس تشریف لے گئے تو میں بھی کھودنا بند کرلیا۔ پھر کافی عرصہ دیکھتا رہا کہ وہ کھڈا ویسے کا ویسا پڑا ہوا تھا۔ پھر میں سمجھا کہ یہ صرف میرے نفس سے امتحان لیا جارہا تھا۔

کسر نفسی: ایک مرتبہ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے کی کوئی چیز نگری کو دی کہ وہ جماعت میں جو علماء کرام ہیں ان میں تقسیم کریں۔ نانگری صاحب نے جماعت کو کہا کہ میں سب کو نہیں جانتا جو عالم ہے وہ ہاتھ اوپر کریں تاکہ تبرک دیا جاسکے۔ سب علماء نے ہاتھ اوپر کئے لیکن پیر مٹھا سائیں نے اپنا ہاتھ اوپر نہیں کیا۔ نانگری صاحب آپ کو جانتے تھے۔ جب چیز تقسیم کرتے کرتے قریب سے گذرا تو کہا آپ نے ہاتھ کیوں نہیں اوپر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں مولوی تھوڑی ہوں، یہاں درگاہ پر طالب بن کر سیکھنے آیا ہوں۔

خلافت و اجازت :پیر مٹھا نے فرمایا کہ ایک مرتبہ یہ عاجز اور مولوی عبدالمالک صاحب دونوں کسی کام سے دیرہ نواب صاحب شہر گئے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب پنجاب میں احمد پور شرقیہ میں قیام پذیر تھا۔ جب ہم وہاں سے واپس آرہے تھے تو احمد پور شرقیہ کے قریب ایک قبرستان میں ایک مجذوب ملا۔

ہمیں تھوڑی دیر تک دیکھ کر روانہ ہوگیا۔ یسا محسوس ہوا کہ وہ کچھ کہنا چاہ رہا تھا۔ میں نے مولوی صاحب کو کہا کہ چلو اس مجذوب سے ملتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا مجذوبوں میں کیا رکھا ہے؟ ان میں اس طرح چلنے، کھڑے ہونے اور دیکھنے کی عادت ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ ملاقات کرنے میں بھلا کیا حرج ہے! آخر مولوی صاحب کو زبردستی لیکر مجذوب کو آکر سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیکر کہا آپ کا مرشد حضرت قریشی صاحب، حضور ﷺ کا پیارا محبوب ہے۔ فلاں رات کو نبی کریم ﷺ نے آپ کے مرشد کو چار اشخاص کیلئے امانت عطا فرمائی ہے۔ ان میں سے دو آپ لوگ ہیں اور باقی دو فلانہ فلانہ ہیں۔ جب تم ان کی خدمت میں حاضر ہوگے تو وہ امانت آپ کے حوالے کریں گے۔ میں نے مولوی صاحب کو کہا کہ آپ مجذوب سے ملنے سے گریز کر رہے تھے لیکن دیکھا انہوں نے حضرت پیر قریشی صاحب کے بارے میں کیسی نہ خوشخبری سنائی۔ جب ہم اپنے مرشد کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو واقعی وہ حقیقت ہمارے سامنے آئی جو اُس مجذوب نے بتائی تھی۔ پیر قریشی صاحب نے انہی چاروں حضرات کو خلاف عطا فرمائی جس کے نام اُس مجذوب نے بتائے تھے۔ (ملفوظات غفاریہ ص: ۱۳۴)

پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب کے ساتھ مولوی عبدالمالک اور میں سفر میں ساتھ تھے۔ ایک دن ان کو فرمایا جاؤ نئے کپڑے اور نئے جوتے لے آؤ۔ میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہا اِس فقیر کو پہنائیں گے۔ جب مولوی صاحب کپڑے لیکر آیا تو مجھے پہنائے۔ کچھ دیر پہننے کے بعد میں نے ادباً اتار کر رکھ دیئے۔

فرمایا یہ کپڑے آپ کو خلافت کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ پھر آکر کشتی پر سوار ہوئے۔ لوگوں نے آپ کو عرض کی کہ اس مرتبہ سانون میں بھی نہ بارش ہوئی اور نہ ہی دریاء میں موج آئی ہے۔ لوگ اور جانور کچے میں مر رہے ہیں۔

دعا فرمائیں کہ بارش ہو۔ آپ نے دعا کے ہاتھ اٹھائے تھوڑی دیر کے بعد بارش برسنا شروع ہو گئی۔ جب آپ دوسری طرف پہنچے تو آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ گھٹنوں تک پانی ہو گیا۔ سارا دن چلتے رہے نماز عصر پر کچے سے باہر ایک گاؤں میں آئے۔ فرمایا یہاں پر آپ کا کوئی واقف ہے؟ ایسی ضرورت کے وقت سوال کرنا جائز ہے۔ عرض کی واقف نہیں ہے، البتہ یہ معلوم ہے کہ یہ ذات کے موچی ہیں۔ پھر ان کو آواز دی۔ ایک نوجوان باہر آیا، بڑے اخلاق سے ملا۔ حضرت صاحب کیلئے اپنا گھر خالی کروایا۔ مرغی ذبح کرکے کھانا کھلایا۔ آپ نے نہیں کھایا البتہ ہمیں کھانے کی اجازت دی۔ ہم تین تھے ایک یہ فقیر دوسرا مولانا عبدالمالک تیسرا حافظ کریم بخش۔ چارپایاں ساتھ رکھ دی گئیں۔ مجھے تو شروع سے ہی الگ سونے کی عادت تھی۔ حضرت قریشی صاحب نے فرمایا چارپائی میری چارپائی کے ساتھ ملا کر رکھو۔ میں تہبند باندھتا تھا دل میں خیال آیا کہ نیند میں کہیں کھل نہ

جائے اور بے ادبی نہ ہو جائے بہتر ہے کہ نیند نہ کروں۔ رات کا کافی حصہ جاگتا رہا آخر تھکن کے سبب نیند آگئی۔ جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ حضرت صاحب دعا مانگ رہے ہیں۔ پھر نیند آگئی پھر جاگا دیکھا کہ آپ دعا میں مشغول ہیں۔ آخر آپ ساری رات دعا میں مشغول رہے۔ اُس سفر سے واپس آئے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ اچانک آپ پر حال طاری ہوا۔ آپ کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

گھوڑے کا لغام ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ حضرت صاحب پر اس طرح کا حال کبھی کبھی ہوتا تھا۔ پھر حکم فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ تینوں کو خلافت دینے کا امر ہوا ہے۔ پھر ہم تینوں کو خلافت اجازت فرمائی۔

اندھیروں میں اُجالا:

وہ ایسا وقت تھا جب فتنے اندھیری رات کی طرح پھیل چکے تھے۔ حق کو ناحق اور ناحق کو حق سمجھنے میں کوئی عیب نہیں سمجھا جا رہا تھا۔ فسق اور فجور عام ہو گیا تھا۔ وارثانِ محراب و منبر تھکے ہوئے مسافر کی طرح لوگوں سے ناامید ہو چکے تھے۔

ایسے ابتر حالات میں قادر کریم نے بندوں پر اپنا رحم و کرم کرکے مٹھا سائیں محبوب کو مُصلح، مرشد اور مربی بنا کر بھیجا۔ آپ فضلی فیض کے شیرین ساغر سے جام بھر بھر کر پیاسوں کو پلانے لگے۔ آپ اس سرزمین پر حق اور سچ کا اُجالا بنکر آئے۔ آپ نے عقائدِ اہلسنت، حنفی مذھب اور مجددی مسلک پر لوگوں کو چلا کر دکھایا۔ آپ کی نظر فیض اثر تھی۔ آپ نہ صرف ولی اللہ تھے لیکن ولی گر تھے۔

قُربِ الاہی سے دور پڑے ہوئے ہزاروں کو ولی اللہ اور عارفِ باللہ بنا گئے۔ آپ سلف صالحین کی عملی تصویر تھے۔ خلف کیلئے محبت اور معرفت کی تنویر تھے۔

آپ کے اخلاق کریمانہ تھے اور تبلیغ حکیمانہ تھی۔ ہر فرقہ والا آپ کے پاس آکر مستفیض ہوتا تھا۔

پیر و مرشد سے اجازت ملنے کے بعد آپ نے خلقِ خدا کی تربیت و اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ بلکہ آپ نے زندگی کا مقصد ہی تبلیغِ دین بنادیا۔ دن رات اس کام میں مصروف عمل رہے۔گاؤں چاہے شہروں میں تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔

خدا کی مخلوق کو اللہ کے احکامات سناتے رہے اور فیضِ محمدی سے لوگوں کے دلوں کو منور کرتے رہے۔ دور دراز سفر کے علاوہ مختلف مقامات پر آپ نے لوگوں کی تربیت و تعلیم کیلئے سترہ روحانی مراکز اور اصلاحی خانقاہیں قائم کی۔ صحتِ عقائد، رجوع الی اللہ، عشقِ رسول، فکرِ آخرت اور حقوق العباد آپ کے تبلیغ کے بنیادی عناصر تھے۔آپ قافلہ عشاق کے حُدی خواں تھے۔ قادر کریم نے آپ کی آواز میں ایسا تو اثر رکھا تھا کہ جو سنتا وہ متاثر ہو جاتا۔آپ کی صورت میں صانعِ قدرت نے ایسا تو محبت کا رنگ بھرا تھا کہ جو دیکھتا وہ عاشق بن جاتا۔ آپ اپنے آبائی علاقہ سے دین کا درد لیکر روانہ ہوئے تھے، جہاں جہاں قدم رکھتے گئے، مشک کے من بہاتے گئے۔لوگ آپ کے پیچھے چلتے گئے۔ سینکڑوں سے ہزاروں اور ہزاروں سے لاکھوں کا قافلہ بن گیا۔

میں تنہا ہی چلا جانب منزل فقط   لوگ ملتے گئے کارواں بن گیا

مراکزِ غفاریہ :

۱۔ لنگر شریف: یہ وہی بستی ہے جہاں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ یہ ضلع ملتان، تحصیل جلالپور پیر والا سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر جنوب

مغرب میں واقع ہے۔ یہاں آپ کا بچپن گذرا اور تعلیم و تربیت کے مراحل طے ہوئے۔ حضرت خواجہ فتح محمد رحمتہ اللہ علیہ سے قادری فیوضات حاصل کئے۔ اِس بستی میں رہنے کے دوران حضرت پیر قریشی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ روحانی منازل طے کر کے یہیں سے جماعتیں لیکر پیر قریشی صاحب کے خدمت میں جاتے تھے۔

یہ بستی آپ کے جنم سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل آباد ہوئی تھی اور الحمدللہ آج بھی آباد ہے۔ آپ کے وقت کی مسجد ابھی تک موجود ہے۔ مسجد کے ساتھ جنوب میں آپ کے والد "اَبُ العُلَماء" حضرت خواجہ یار محمد رحمتہ اللہ علیہ کی مزار مبارک ہے۔ ان کے ساتھ آپ کے بھائی مولانا عبدالرحمٰن کی بھی مرقد ہے۔ اس گاؤں سے ایک کلومیٹر دور شیخ اولیاء کے قبرستان میں آپ کے بڑے بھائی و استاد مولانا محمد اشرف اور مولانا عبدالستار ابدی آرام فرما رہے ہیں اور اسی قبرستان میں آپ کے گھرانے کے کئی افراد کی مزاریں ہیں۔

۲۔بختیاری شریف: موضع بختیاری، نزد اُچ شریف، تحصیل احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور، پنجاب۔ اِس گاؤں میں آپ نے کچھ عرصہ قیام فرمایا تھا۔ آپ کے فرزند دلبند حضرت خواجہ محمد خلیل الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت بھی اِسی گاؤں میں ہوئی تھی۔

۳۔ ککسی شریف :اُچ شریف سے تین کلومیٹر کے فاصلہ پر گاؤں ککسی واقع ہے۔ تحصیل احمد پور شرقیہ اور ضلع بہاولپور ہے۔ آپ نے یہاں خلافت ملنے سے قبل سکونت اختیار کی تھی۔ تحصیل علم کی دستار فضیلت حاصل کرنے کے بعد

آپ نے اِس گاؤں میں کچھ عرصہ کیلئے قرآن شریف و حدیث کا درس بھی دیا تھا۔ یہاں سے جماعتیں لیکر قریشی صاحب کے پاس جاتے تھے اور اِس بستی میں ایک مرتبہ حضرت پیر قریشی صاحب کی بھی آمد ہوئی تھی۔

٤۔بوبک شریف : ضلع بہاولپور، تحصیل احمد پور شرقیہ، موضع بوبک۔ یہ بستی احمد پور شرقیہ شہر کے مشرق میں تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کچھ عرصہ یہاں ٹھہرے بھی تھے اور درس وتدریس بھی دیتے رہے۔

٥۔ محراب والا : یہ مرکز ضلع بہاولپور، تحصیل احمد پور شرقیہ کے مشرق میں چند کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں آپ کچھ عرصہ کیلئے درس وتدریس میں مصروف رہے۔ اِس دوران آپ کو حضرت پیر قریشی سے خلافت بھی عطا کی گئی تھی۔ پھر تو آپ ہمہ تن و گوش دین کی تبلیغ میں مصروف عمل ہوگئے۔ خلافت ملنے سے ہی آپ کی آواز اور انداز میں انقلاب برپا ہوگیا۔ آپ جہاں بھی گئے لوگوں میں ایک زبردست دینی، روحانی اور اخلاقی انقلاب لاتے گئے۔ آپ کی فیضانِ نظر اور فیضانِ صحبت سے ہزاروں دل آباد اور نورِ ہدایت سے منور ہونے لگے۔ فقراء پر وجدانی کیفیات طاری ہونے لگیں۔ کچھ ذکر الاہی اور عشقِ الاہی میں مجنوں اور مفتون ہوئے جارہے تھے تو کچھ ذکر الاھی پکارتے پکارتے مست و بیخود ہوئے جاتے تھے۔ فقیروں کے گھر گھر سے ذکر کی میٹھی آواز سننے میں آنے لگی۔ آپ غربت اور مسکینی کے باوجود کسی سے سوال نہیں کرتے تھے اور نہ ہی چندہ وصول کرتے تھے، بلکہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے مفت میں دین کی خدمت کرتے رہے۔

٦۔ جذبے والی بستی: یہ بستی شہر احمد پور شرقیہ کے مغرب میں تین کلومیٹر کے فاصلہ پر بہاول نہر کے قریب ہے۔ پہلے اس بستی کا نام "بستی آرائین" تھا لیکن آپ کے قدم لگنے کے بعد ہر جگہ جوش وجذبے ہونے لگے۔ لوگ کام کاج کرتے ہوئے، کھیتوں میں بھی اللہ اللہ کرتے کرتے وجدانی کیفیات میں آجاتے۔ یہاں کے تمام باشندے آپ کے مرید ہوگئے۔ کثرت جذبہ و جنون کے سبب یہ بستی "جذبے والی بستی" سے پہچانی جانے لگی۔

جو آج تک اُس ہی نام سے پہچانی جاتی ہے۔ اِس بستی میں آپ نے تقریباً سات سال قیام فرمایا۔ اِس کے بعد عاشق آباد تشریف لے گئے۔

۷۔ عاشق آباد شریف: جب جذبے والی بستی کے گھر گھر سے اللہ اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں گردونواح کے لوگ روحانیت کے راہی ہوگئے تو آپ نے محبت کا مشعل لیکر کسی اور علاقہ کو روشن کرنے کیلئے مناسب مقام کی تلاش شروع کردی۔ آپ کے مرشد پیر قریشی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ درگاہ اور دینی مرکز کیلئے ایسی جگہ منتخب کرنی چاہیے جس کی ایک طرف سے آبادی ہو تو دوسری طرف جھنگل ہو۔ لوگوں کو آنے جانے کیلئے سواری کی سہولت ہو۔ پانی میٹھا ہو۔ ایسے مقام کو تلاش کرتے کرتے آپ نے چنی گوٹھ سے چار کلومیٹر شمال کی طرف ایک جگہ کا انتخاب کیا جس میں مذکورہ تمام سہولیات تھیں۔ شہر کے شور سے بھی کچھ دور تھی اور آنے جانے کیلئے سواری کی بھی سہولت تھی۔ پھر جب یہاں مکان تیار ہوگئے تو قریشی صاحب تشریف فرما ہوئے۔ جماعت سے مشورہ کیا کہ اس کا نام کیا رکھا جائے۔ ہر کسی نے اپنی پسند کا نام بتایا لیکن ایک ھندستانی عالم نے عرض کی

کہ اس گاؤں کو آباد کرنے والا آپ کا عاشق ہے، اس لئے اس کا نام "عاشق آباد" رکھا جائے۔ پیر قریشی کو یہ نام بہت پسند آیا اور پھر اس بستی کا نام "عاشق آباد" رکھا گیا۔ بعد میں اس جنگل میں جہاں جہاں آپ نے قدم مبارک لگائے تھے، وہ تمام زمین شہر کی آبادی میں بدل گئی۔ اس دینی درسگاہ میں ھند سندھ اور پنجاب کے اکثر و بیشتر علاقوں کے لوگ آنے لگے۔

سندھ میں تبلیغ کا حکم:

حضرت پیر مٹھاسائیں فرماتے تھے سندھ کے لوگ بڑی محبت والے اور اللہ والوں کے بڑے قدر شناس ہیں، مجھے دل میں خیال آتا تھا کہ اگر حضرت صاحب مجھے سندھ میں تبلیغ کے لئے بھیجیں تو بہتر۔ پھر ایسے ہی ہوا حضرت صاحب نے مجھے سندھ میں تبلیغ کر۔ کا ارشاد فرمایا۔ سندھ پہلے ہی باب الاسلام تھی، یہاں علماء ،فضلاء، عابدین و عارفین کی کمی نہ تھی لیکن قطبِ عالم حضرت پیر مٹھاد آفتابِ ولایت اور ماھتابِ رشد وہدایت بن کر سندھ کے افق پر آچمکے اور ایسے چمکے کہ سندھ کے افق پر چھاگئے۔

۸۔ دین پورشریف : یہ سندھ میں حضرت پیر مٹھاسائیں کا پہلا مرکز تھا۔ جب آپ عاشق آباد میں مقیم تھے تو کافی مرتبہ اپنے مرشد کے ساتھ سندھ کے سفر کیئے۔ حضرت قریشی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سندھ کے جن شہروں اور بستیوں میں تبلیغ کی تھی ان میں ڈہرکی، روہڑی، سکھر، ہالانی، خانواہن، مڈ واہن، مڈکوندھر، حیدرآباد، کوٹری وغیرہ بھی شامل تھے۔ آپ جہاں جہاں تشریف لے جاتے وہاں خلقِ خدا آپ سے فیضیاب ہوتی تھی۔ جب قریشی کریم دریاء کے

قریب گوٹھ عباس کوندھر میں تشریف لائے تو سارا گاؤں فضلی فیض کے رنگ سے رنگین ہو گیا۔ آپ نے اس گاؤں کا نام "ثواب پور" رکھا۔ قریبی مڈ گاؤں کا نام "رحمتپور" رکھا۔ آخری سفر میں جب آپ جماعت سے مل رہے تھے تو لوگوں نے آپ کو مزید رہنے کیلئے عرض کی۔ آپ نے پیر مٹھا سائیں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ جوان یہاں فیض کی دکان کھولے گا۔ ظاہر میں بوتلیں دو ہیں لیکن عطر ایک ہی ہے۔"

جب حضرت قریشی کریم کا وصال پر ملال ہوا تو مٹھا سائیں کی جملہ تبلیغی مساعی کا محور سندھ ہو گیا۔ فقیر عبداللطیف عباسی دینپوری نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ پیر مٹھا سائیں تبلیغی سفر کرتے ہوئے لاڑکانہ سے ہوتے ہوئے جاڑے کے گاؤں میں آرہے تھے تو رادھن اسٹیشن پر اُترے۔ وہاں سے نئیں گاؤں ٹانگے پر آئے پھر آگے اونٹ پر سوار ہو کر جاڑے کے گاؤں میں تشریف فرما ہوئے۔ فقیر خان محمد وہاں کا پہلا دعوتی تھا۔ جاڑہ گاؤں کے مقیم اور ارد گرد کے علاقے کے لوگوں نے بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں شمولیت اختیار کی۔ آپ جہاں قدم رکھتے جاتے وہاں اللہ اللہ کی میٹھی بولی کی بہار ہو جاتی۔

پیر مٹھا کا لقب: آپکا اسم گرامی تو "عبد الغفار" تھا لیکن جب آپ سندھ میں تشریف لائے اور یہاں کے لوگوں کو محبت کے جام پلائے تو لوگوں نے آپ کو "پیر مٹھا"، "مٹھا سائیں" کہنا شروع کیا۔ اس کے علاوہ لوگ آپ کو "مٹھو پیر، مٹھل پیر، ذکر والا پیر، لنگر والا پیر، ذاکری پیر، گیارھویں والا پیر، پنجاب والا پیر، مٹھو پیر گھنڈ کھیر، پنجابی پیر" وغیرہ کے القاب سے بھی پکارتے تھے۔

فقیروں سے مخالفتیں :

جیسے سندھ میں آپ کی آمد سے ذکراور جذبوں کی کثرت ہوئی ویسے مخالفت کی بازار بھی گرم ہو گئی۔ بہت سارے لوگ آپ کے اور آپ کے فقراء کے مخالف ہو گئے۔ جاڑے کے گاؤں والے اصل جن پیروں کے مرید تھے۔ ایک دن ان پیروں میں سے کوئی، فقیروں سے مناظرہ کرنے کے لئے آیا۔

اس وقت پیر مٹھا سائیں کا خلیفہ غلام جعفر سہتہ بھی موجود تھا۔ گفت و شنید ہوئی۔ خلیفہ صاحب قرآن پاک سے دلائل دے رہے تھے اور وہ صاحب فرما رہے تھے میرے سینے کی کتاب یوں کہتی ہے۔ بہت بڑے فساد کا امکان ہو گیا۔ اچانک قریبی ایک مکان کو آگ لگ گئی۔ لوگ آگ بجھانے کیلئے بھاگے۔ فی الحال تو فساد ٹل گیا۔ کہنے لگے غفاری فقیر کے مکان کو آگ لگی ہے۔ پھر جب دیکھا گیا تو پتہ چلا کہ جس گھر کو آگ لگی تھی وہ تو فقیروں کا کٹر مخالف تھا۔

پیر مٹھا سائیں پنجاب سے یہاں سال میں دو مرتبہ تشریف لے آتے تھے۔ پھر مخالفت اور بھی بڑھ گئی۔ فقیروں سے لڑائی ہوتی رہی۔ حضرت صاحب پر کیس بھی کیا گیا۔ تو حضرت صاحب نے فقیروں کو یہاں سے کہیں پُر امن مقام پر ہجرت کرنے کا مشورہ دیا۔ وہاں کچے کے علاقہ میں ملاں مؤمن نامی ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ فقیروں نے وہاں ہجرت کی۔ آپ نے ان کا نام "**دین پور**" رکھا۔ پھر جب بھی آپ سندھ میں آتے تو دین پور میں ضرور آتے تھے۔

۹۔ نور پور شریف: ضلع دادو، تحصیل میہڑ، بالیشاہ اسٹیشن سے کچھ کلومیٹر مشرق کی طرف، دریاء سندھ کے کچے میں ایک چھوٹا سا گاؤں "ناری" نام سے مشہور تھا لیکن آپ نے اس کا نام بدل کر "نور پور" رکھا۔

نور پور کے سادات کی پرانی عقیدتمندی حضرت میاں محمود بوڑالا کھیر والے سے تھی۔ سن ۱۹۴۲ میں جب سیلاب آیا تو وہ سید میاں محمود کو اپنے گاؤں میں لیکر آئے۔ آپ وہاں کچھ عرصہ ٹھہرے۔ آپ جب وہاں پہنچے تو سیدوں نے ایک گھر آپ کے سپرد کیا۔

حضرت میاں محمود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عنقریب یہاں ایک جوان آئے گا جس کی جماعت میں بہت جذبہ ہوگا۔ آپ پانی پیتے جو بچتا وہ دیواروں پر بہا دیتے تھے۔ فرمایا یہ حویلی اُس بزرگ کی رہائش گاہ ہوگی۔ پھر جب پیر مٹھا سائیں تشریف فرما ہوئے تو بہت مکان آپ کیلئے خالی کرائے گئے لیکن آپ کہیں نہیں ٹھہرے بلکہ اُسی مکان میں قیام فرمایا جہاں حضرت میاں محمود رحمتہ اللہ علیہ ٹھہرے تھے۔ جب اُس مکان میں تشریف لائے تو ٹھنڈی سانس لیکر فرمایا: "اتھاں بہ کو جوان قدم گھما گیا ہے۔" یعنی یہاں پر بھی کوئی جوان اپنے قدم لگا کر گیا ہے۔

سچ کہتے ہیں کہ: "ولی را ولی می شناسد" ولی اللہ کو ولی اللہ ہی پہچانتا ہے۔

جب آپ کی آمد نور پور ہوئی تو یہاں آپ نے نقشبندی فیض کی ندیاں بہادیں یہاں تک کہ لوگ کہتے تھے کہ نور پور کے درخت پودے ہر چیز ذکر کرتی ہے۔ سچ مچ پتوں اور تنکوں سے بھی ذکر کی آواز سننے میں آتی تھی۔ ہر گھڑی جذبے اور جوش جاری ہوا کرتے تھے۔ مجنوں ملقب ایک فقیر وجدانی کیفیات میں

آکر لنگر کی دیگوں کے انگارے جھولی میں لیکر کہتا تھا یہ لعل موتی مجھے پیر نے دیئے ہیں۔نہ اس کا ہاتھ جلتا تھا نہ کپڑے جلتے تھے۔

نفاذِ شریعت : نور پور شریف میں آپ نے عملی طور پر شرعی نظام نافذ کیا۔ غافلوں کو ذاکر بنا دیا، بد اعمالوں کو شریعت کا تابعدار بنا دیا۔ پاکی اور ناپاکی کے مسائل سکھائے۔ فرمایا کنوؤں کا پانی پاک صاف رکھو۔ ڈول یا مٹکہ کنویں میں ڈالنے سے قبل خوب دھو کر صاف و پاک کرو۔ مردوں اور خواتین کو درست طریقے سے نماز ادا کرنے کیلئے مبلغ و مبلغات مصلح و مصلحات مقرر فرمائے۔ تعلیمِ بالغان شروع کی گئی۔ قانون بنایا گیا کہ اگر کوئی نماز نہیں پڑھے گا تو اُس کو سزا دی جائے گی۔ ایک دکاندار نماز سے ٹال مٹول کرتا تھا۔ تمام فقیروں نے اُن سے سامان خریدنا چھوڑ دیا۔ پھر وہ مجبور ہو کر نماز کا پابند بن گیا۔ دادن نامی ایک چرواہا تھا۔ اُس کی عمر بھیڑ بکریوں کو چراتے چراتے گذر گئی، کبھی نماز نہ پڑھی تھی۔ اُس کو کہا گیا اگر نماز نہیں پڑھو گے تو تجھ سے سلام کلام بند۔ پھر اس کی بیوی کھانا سامنے رکھتی لیکن کوئی بات نہیں کرتی۔

گھر سے باہر نکلتا تو نہ کوئی سلام کرتا نہ بات کرتا۔ بالآخر وہ بھی پکا نمازی بلکہ ایک مسجد کا مؤذن اور خدمتگار بن گیا۔

۱۰۔انڑ پور (فضل پور) : انڈس ہائے وے پر جامشورو سے سیوہن شریف جاتے ہوئے راستہ پر علی آباد اسٹاپ آتا ہے۔ اس کے مشرق میں چھ کلومیٹر کے فاصلہ پر دریاء سندھ کے کچے میں یہ بستی "انڑ پور" واقع ہے۔ اُس بستی

میں تبلیغ کیلئے پیر مٹھا کا پیارا خلیفہ مولانا بشیر احمد جاتا تھا۔ وہاں کچھ محبت والے مرید بھی موجود تھے۔

۱۹۴۹ء میں مٹھاسائیں نے نور پور شریف میں اپنے مرشد قریشی کریم کا سالانہ عرس منایا۔ رمضان المبارک کی آمد آمد تھی، سخت گرمیوں کا موسم تھا۔ ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ رمضان کے روزے انڑ پور میں رکھے جائیں کیوں کہ وہاں کی آب ہوا موزوں اور موافق ہے۔ تبلیغ کی بھی سخت ضرورت ہے۔ پھر آپ انڑ پور کی طرف روانہ ہوئے۔ اِس قافلہ میں خلفاء کرام اور فقراء کے علاوہ صاحبزادہ خلیل الرحمٰن صاحب اور آپ کے اہل و عیال بھی موجود تھے۔ آپ نے شعبان کے آخری دِنوں میں انڑ پور کو اپنے قدموں کا شرف بخشا۔ اللہ داد شاہ جیلانی سید والی مسجد کو مرکز بنایا اور آپ مسجد کے قریب حاجی فاروق علی انڑ کی بیٹھک میں سکونت پذیر ہوئے۔ آپ نے انڑ پور کا نام "فضل پور" رکھا۔ وہاں تقریباً چالیس دن ٹھہرے۔ رمضان کے روزے بھی وہاں رکھے اور عید بھی وہیں کی۔ فرمایا ہم بیج ڈال کر جا رہے ہیں امید ہے کہ یہاں کچھ دانے نکلیں گے۔

۱۱۔رادھن اسٹیشن: جب آپ انڑ پور سے واپس لوٹے تو دریاء بھرا ہوا تھا۔ دینپور اور نور پور شریف دونوں شہر دریائی سیلاب میں آچکے تھے۔ تب آپ نے رادھن اسٹیشن کے نزدیک ایک میدان میں پندرہ دن کیلئے عارضی قیام فرمایا تھا۔

۱۲:آبڑی (گاہا گوٹھ): جب پنجاب سے تشریف فرما ہوئے تھے تو پہلے آبڑی کے قریب گاھن کے گاؤں میں ڈھائی مہینے سکونت پذیر ہوئے۔ پھر حافظ محمد صدیق حب والے نے دعوت کی آپ حب میں پندرہ بیس دن ان کے پاس ٹھہرے۔

پھر رانیپور میں حاجی ما چھی، حاجی بانھو، عبداللطیف، حاجی عثمان کے پاس دو ماہ یا کچھ کم ٹھہرے تھے۔

۱۳۔ گیریلو : صوبہ سندھ کے ضلع لاڑکانہ میں یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، آپ نے یہاں پر چند ماہ قیام فرمایا تھا۔ کافی مقامی علماء کرام بھی آپ کی خدمت میں آکر مستفید ہوئے تھے۔ "خطبہ جتوئی" لکھنے والے شاعر مولانا غلام رسول جتوئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ پیر مٹھا سائیں رحمتہ اللہ علیہ کی بیٹی مخدومہ محترمہ بی بی امتہ الکریم جو حضرت سائیں محمد دیدہ دل مدظلہ کی والدہ ماجدہ ہیں، اُن کی ولادت بھی گیریلو گاؤں میں ہوئی تھی۔

۱٤۔ مَسُوحب: ضلع لاڑکانہ میں مَسُوحب نامی ایک گاؤں ہے۔ حضرت خلیفہ عبدالرحمٰن مجذوب نے بیان کیا کہ پہلے یہاں بہت مچھر ہوا کرتے تھے۔ لیکن جیسے ہی آپ نے اِس گاؤں میں مرکز قائم فرمایا، اُس دن سے مچھروں کا نام نشان ختم ہوگیا۔ پھر جب آپ یہاں دو ماہ رہنے کے بعد رخصت ہوئے تو پھر دوبارہ مچھروں کی بھرمار ہوگئی۔

۱۵۔ گاؤں خان محمد بوزدار : موجودہ تحصیل اور ضلع ٹنڈوالھیار میں چمبڑ اور ٹنڈوالھیار روڈ پر ایک چھوٹا گاؤں خان محمد بوزدار میں حضرت پیر مٹھا سائیں نے کچھ عرصہ قیام فرمایا تھا۔ فقیر حاجی ولی محمد بوزدار آپ کا میزبان تھا۔

١٦۔ رحمتپور شریف: الحمدللہ اب پوری سندھ میں جماعت غفاری کا غلغلہ ہوچکا تھا۔ مخالفوں خواہ موافقوں، اپنوں خواہ غیروں کی عوامی خواہ نجی محافل

میں پیر مٹھا کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ جتنی مخالفت ہو رہی تھی اتنی فقیروں میں محبت بڑھ رہی تھی۔

نئے لوگوں میں بھی آپ کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہو رہا تھا۔آپ جہاں بھی قیام فرماتے وہاں زمین اور پلاٹ کم پڑ جاتے۔آپ کی دلی تمنا تھی کہ ایسی جگہ پر مستقل مرکز بنایا جائے جہاں ریلوے خواہ روڈ کی سہولت ہو۔ زمیں کا پانی میٹھا ہو۔ لوگوں کو آزادانہ اٹھنے بیٹھنے کا سکھ ہو۔

ایسی جگہ کی تلاش میں صاحبزاہ حضرت خواجہ خلیل الرحمان اور خلیفہ حضرت سہنا سائیں پیش پیش تھے۔ایک دن عرض کیا کہ لاڑکانہ اسٹیشن کے قریب سرکاری زمین ہے جو کہ تمام سہولیات سے مالامال ہے۔ اگر وہ حاصل کی جائے تو درگاہ کیلئے بہت ہی مناسب ثابت ہوگی۔ پھر صاحبزادہ خلیل الرحمٰن اور سہنا سائیں رحمتہ اللہ علیہما مل کر وہ زمیں لیز کرائی۔

رام پور سے رحمتپور :

آپ کی عادت تھی کسی بھی کام کے آغاز سے پہلے یا تو خود استخارہ کرتے تھے یا کسی خلیفہ کو امر کرتے تھے۔ رحمتپور کی روحانی مرکز کے انتخاب کیلئے بھی اول استخارا کرایا جس میں بہت اچھا جواب ملا۔

حضرت خلیفہ حضرت حافظ محمد صالح حال والے کو فرمایا کہ اس مرکز کے بارے میں محبوب کریم ﷺ سے معلوم کریں۔ خلیفہ صاحب نے مراقبہ کیا۔ حضرت حبیب کریم ﷺ کی زیارت کا شرف ملا، عرض پیش کی۔آپ نے فرمایا"

جو جگہ آپ نے پسند کی ہے وہ ہمیں بھی پسند ہے۔ اس کا نام **رحمتپور** رکھنا"
اس جگہ کا اصل نام رامپور تھا۔ پھر آپ نے اس کا نام "رحمتپور" رکھا۔

یہاں کچھ ہندوؤں کے ویران اور اجڑے ہوئے مکان تھے۔ زمین ہموار بھی نہیں تھی لیکن کامل کے قدم لگنے سے زمین کے اِس خطے کا نصیب جاگ اٹھا۔ ہر طرف سے اللہ کے طالبوں، روحانیت کے مُتلاشیوں کے گروہ آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ بستی اللہ کے عارفوں سے آباد ہو گئی۔

آپ نے فقراء کو امر فرمایا کہ اپنے آبائی گاؤں کو چھوڑ کر رحمتپور میں سکونت اختیار کریں۔ محبت والے مرید مرشد کے پڑوس کو غنیمت جان کر رحمتپور میں آباد ہوگئے۔

تعلیمی و تربیتی مرکز

الحمد للہ اب یہ رحمتپور کی متبرک بستی اللہ کے عارفوں کا مرکز بن چکی تھی۔ آپ ہر وقت لوگوں کے قلب کی صفائی میں مصروف تھے۔ تعلیم وتربیت کا سلسلہ سحر و شام جاری تھا۔ آپ نے تبلیغ کیلئے خلفاء کرام تیار کیئے، جن کی شخصی تعمیر پر خصوصی توجہ دی۔ ان کو تزکیہ نفوس اور تصفیہ قلوب کراکے، تقویٰ اور توکل سکھا کر بلکہ اپنے روحانی رنگ میں رنگ کر تبلیغ کیلئے تیار کیا۔ اب اِس مرکز سے نہ صرف ملک کے مختلف حصوں میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی خلفاء کرام تبلیغ کیلئے بھیجے جارہے تھے۔ ہر مبلغ کو ایک علاقہ مقرر کرکے دیا۔ کوئی مبلغ (خلیفہ) مشرقی پاکستان جارہا تھا تو کوئی کوئٹہ اور قلات تو کوئی کیچ مکران جارہا تھا۔ کوئی کراچی اور حب میں ذکر کی ضربیں لگارہا تھا تو کوئی لسبیلہ، اتھل اور وندر میں مخلوقِ خدا کو اللہ

اللہ سکھا رہا تھا۔ کوئی ایران جا رہا تھا تو کوئی حجاز میں تبلیغ کر رہا تھا۔ کوئی مبلغ پنجاب میں تبلیغ کر رہا تھا تو کوئی صوبہ خیبر پختونخواہ کے پٹھانوں کو پیار کا پیغام پہنچا رہا تھا۔ آپ کا ایک خلیفہ سفر کرتے کرتے گجرات (انڈیا) جا پہنچا۔ آپ کی نورانی نگاہ سے گجراتی لوگ بھی غفاری طریقہ میں داخل ہو گئے۔ بنگالی آپ کی صحبت بابرکت میں پہنچ رہے تھے تو اس طرف کیچ اور قلات، خضدار، باغبان اور مکران سے جماعتیں آنے لگیں۔ ملک کے اکثر علاقوں سے سندھ کے ہر ضلع سے لوگ آکر آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے لگے۔ ایک مبلغ کو تھر کے علاقہ کی طرف تبلیغ کیلئے بھیجا۔ وہ تبلیغ کرتے کرتے کھوکھراپار جا پہنچا، تھر کے لوگوں میں بھی جذبہ جوش شروع ہو گیا۔ آپ کا فیض نہ صرف سندھ، پنجاب، بلوچستان اور سرحد تک محدود رہا بلکہ عرب عمارات، ہندوستان اور یورپ کی کئی ممالک میں ابھی تک لوگوں کے دلوں میں موجیں مار رہا ہے۔

ہر کجا چشمہء بود شیریں* مردم و مور مرغ گرد آیند

جس جگہ پر میٹھے پانی کا چشمہ ہوتا ہے وہاں لوگ، چیونٹیاں آکر جمع ہوتی ہیں۔ بھلا! اللہ کے ذکر سے زیادہ اور کون سی چیز میٹھی ہے!؟

آپ کی حسین صورت اور اعلیٰ سیرت، تقریر پُر تاثیر اور اوصاف حمیدہ کا کمال دیکھ کر، ہر ذی فہم انسان آپ کا شیدائی بن گیا۔ آپ ان دنوں کئی جسمانی عوارضات سے دوچار تھے مگر پھر بھی جب تبلیغ کے لئے بیٹھتے تو آپ کو اپنی جسمانی تکالیف کا احساس تک نہ رہتا۔ کہتے ہیں " بڑے دکھ اور غم آنے کے سبب چھوٹے غم درد یاد نہیں رہتے۔" حضرت پیر مٹھا سائیں کے دل میں بھی دین کا درد اور امت

کی فکر اس قدر تھی کہ تبلیغ میں بیٹھتے تو آپ کو اپنی بیماری اور تکلیف کا ذرہ برابر احساس نہیں رہتا تھا۔

۱۷۔ کوئٹہ: لاڑکانہ کی شدید گرمیوں کے سبب آپ رمضان شریف کے روزے رکھنے کیلئے کوئٹہ تشریف لے گئے۔ وہاں خدہ محلّہ کوئٹہ میں بزرگ میاں عبداللہ خدوی کی مسجد میں جمعہ نماز پڑھتے تھے۔ آپ کی روحانی محافل وہاں پر بھی رواں دواں تھیں۔ بہانہ تو گرمیوں کا تھا لیکن اصل مقصد کوئٹہ کے سخت دل لوگوں کو قلبی ذکر کی چاشنی چکھانا تھا۔ وہاں کثیر لوگ آپ کی صحبت سے مستفید ہوئے۔ مذکورہ مسجد میں صاحبزادہ خواجہ خلیل الرحمٰن جمعہ پر تقریر کی۔ ایک آیت کی تفسیر بیان فرمائی۔ ستائیسویں رمضان کو جب آپ واپس ہوئے تو خدوی بزرگ نے فرمایا کہ صاحبزادہ کو ہمارے پاس چھوڑیں تاکہ تفسیر مکمل کرلیں نہیں تو ہمیں عمر بھر یہ حسرت رہ جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ عید کے بعد آئے گا۔ پھر آپ عید کے بعد آئے۔ دیگر چار جمعہ وہاں رہ کر تفسیر مکمل کی۔

قطبِ عالم پیر مٹھا رحمۃ اللہ علیہ بطور مصلح

آپ کی نورانی شخصیت بے پناہ خوبیوں کی حامل تھی۔ آپ عاشقِ خدا اور صوفی باصفا تھے، جید عالمِ دین، مفسر، محدث اور فقیہ تھے۔ آپ رحمت الاہی کے بادل بن کر سندھ کی سرزمین پر برسے، اور ایسے برسے کہ دلوں کی ویران اور بنجر زمینیں آباد ہو گئیں۔ آپ نے نہ صرف روحانی اور وجدانی تقریروں سے مخلوق کی رھبری و رھنمائی فرمائی لیکن آپ نے قلم و قرطاس کے ذریعے بھی پیامِ حق کو عام کیا۔ آپ بہترین نثر نویس اور بے مثال شاعر بھی تھے۔

حضرت پیر مٹھا کی شخصیت حیرت انگیز خوبیوں کا مجموعہ تھی۔ آپ حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کا مرقع تھے۔ جب دنیادار آئے تو عقلی انداز میں، اھلِ دل اور اھلِ معرفت آئے تو انتہائی دلآویز جذباتی انداز میں ان کی ذھنی خلفشار کا علاج کیا۔ آپ زمانہ کے نقاد تھے۔ زمانہ کے رگ پر آپ کا ہاتھ تھا۔ لوگوں کے ضمیر اور مافی الضمیر سے پل میں واقف ہو جانے کی خداداد صلاحیت کے مالک تھے۔آپ نے نہ کبھی دوستوں سے فریب کیا نہ دشمنوں سے انتقام لیا۔ نہ کسی سے ذاتی عناد رکھا۔ نہ کسی سے دشمنی رکھی نہ کسی کو دشمن بننے کا موقعہ دیا۔ باقی جو حاسد تھے اور فی سبیل اللہ کے دشمن در پہء آزار تھے ان کو بھی محبتوں سے قریب کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

آپ کی پوری عمر آپ کے مخالفین کے طعن و تشنیع کی بازار گرم رہی۔ مگرآپ نے شب کوروں اور کوتاہ بینوں کی باتوں پر کبھی کان نہیں دھرا۔ فقرو استغنا کا عجیب عالم تھا۔ آپ شہروں، دیہاتوں، قصبوں، گاؤں اور بازاروں تک کے حالات سے واقف تھے۔ بولی ٹھولی اور محاورہ جانتے تھے۔ ہر ایک سے اس کی زبان میں مخاطب ہوتے تھے۔ علماء سے عربی اور فارسی میں گفتگو فرماتے۔ شہر والوں سے اردو میں بات کرتے۔

سرائیکی تو ان کی مادری زبان تھی۔ قرآن پڑھتے تو عرب ہونے کا شبہ لگتا۔ آخر عمر میں سندھی بولنا بھی شروع کردی اور بڑی میٹھی آواز میں سندھی بولتے تھے۔ حضرت پیر مٹھا سائیں رحمت اللہ علیہ کے مبارک کلام کو دیکھتے ہیں تو آپ کے کلام میں سوز و گداز نظر آتا ہے جو دلوں کو گرمانے والا ہے۔آپ کا ھر شعر

مفلسوں کی محفل کا چراغ ہے۔ عقائدِ اہلسنت کو دلنشین انداز میں بیان فرماتے ہیں، تصوف کی باریکیوں کو حسین انداز میں شعروں میں بیان فرماتے ہیں۔ آپ کا کلام روح کو تڑپانے قلب کو گرمانے والا ہے۔ عشاق کی دلوں کا ایندھن ہے۔ جس میں صوفیانہ رنگ ہے۔ عارفانہ ڈھنگ ہے اور عاشقانہ ترنگ ہے۔ توحید الاھی میں آپ وحدۃ الشھود کے قائل ہیں۔ فرماتے ہیں:

لائے دلبر دل وچ دیرے، تیڈے ڈیکھݨ دے وچ پھیرے

ست مسئلے علم مسائل، ست جتاں عقل دلائل

ست نحوی فعل تے فاعل، ست کوڑے جھگڑے جھیڑے

ہِیں دل وچ نور عیانے، ایہا دل مکتب قرآنے

ہِیں دل وچ جملہ جہانے، پر ہوون بخت بھلیرے

بِن خالق دے بیا کوڑے، سب خاک مٹی لَپ دھوڑے

ایہا دنیا سَپ سنگچوڑے، رہیں ہر دم یار پریرے

تھی کملی دل سِیائی، حق باجھوں غیر نہ جائیں

بیا ہَئ سب کوڑ کہانی، بس ہِک دی سِک ایہا ڈھیرے

آپ حضرت پیر قریشی کریم رحمۃ اللہ علیہ کے جس مدرسہء محبت سے فارغ ہو کر نکلے اس میں آپ کو عشق و محبت کے اسباق پڑھائے گئے، جن کو آپ پوری عمر گنگناتے رہے۔ اس لئے آپ کے کلام میں سوز و ساز رومی بھی ہے اور پیچ و تاب رازی بھی ہے۔ آپ عربی، فارسی، اردو اور سرائیکی کے نغز گو شاعر اور سخنور تھے۔ آپ کا

کلام حمد، نعت، مناجات، دوہڑے، نصیحت پر مشتمل ہے جس میں قرآن و حدیث کے ارشادات حسین انداز میں بیان فرماتے ہیں۔ تصوف کے اسرار و معارف عام فہم انداز میں بیان فرماتے۔ جس میں سلاست بھی ہے، غلبہء حال بھی ہے، وارداتِ غیبی اور انور لاریبی کا ایک تسلسل بھی ہے۔آپ لسان الوقت تھے۔ زمانہ کے حالات کی نبض پر ہاتھ تھا جو کچھ بیان فرمایا اس میں بے پناہ تاثیر ہے۔ کچھ اشعار کو تو ایسا قبولِ عام نصیب ہوا کہ عوام و خواص، علماء خطباء، مشائخ و اکابرینِ سلسلہ ان کو پڑھتے ہیں جس طرح آپ کا ایک مشہور شعر ہے۔

جیکر چاہیں اَحد کوں مِلنٹا ، احمدؐ نام پکیندی رَہ

جھتاں جو ڈیکھیں نامِ محمدؐ، چُم چُم اکھیاں تے لَیندی رَہ

ایک جگہ اپنی دلی کیفیت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

دیدہ گریاں سینہ بریاں بیقراری اضطراب،

عشق اپنے میں عطا کر دائما کے واسطے۔

اپنی عاجزی کا اقرار یوں کرتے ہیں:

ہِک نہ ڈوہ ہزاراں پلے پر توں بخشنڑ ہارا،

میں جیہاں کوئی بدتر نہ نظرے پھریم توں جگ سارا۔

سرورِ عالم ﷺ کی تعریف ان الفاظ میں کر رہے ہیں:

ذیشان ہے دلجان ہے جانان ہے محبوبِ رب

سوہݨے عرب دا ملک سُہایا ہووے

مطلوبِ رب مرغوبِ رب واہ واہ عرب دلبر عجب

عشقِ حبیب کا اظہار ان الفاظ میں کر رہے ہیں:

نبی سائیںؐ دے قدماں توں جند جان گھولاں

ایں سوہݨے محمدؐ توں ہر آن گھولاں

محمدؐ منور دے زیبائے رُخ توں، مصر کیا ہے بل سارا کنعان گھولاں

اوندی خاک قدماں دی سرمہ بݨاواں، میں کحل الجواہر تے مرجان گھولاں

ایہ پنجاب ہند سندھ تے ایہ ماڑ ساری، بلخ تے بخارا بدخشان گھولاں

عرب تے حبش شام بنگال پورپ، یمن ترک تاتار یونان گھولاں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شان ان الفاظ میں بیان کر رہے ہیں:

جو ملک اُڈدے فلک تے جو پرندے وچ ہوا،

برکتوں موئے محمدؐ کُل کوں طیرانی ملی۔

دردیں دا ہئیں دَرمان توں جانان توں، دل جان توں

ذیشان بل ایمان توں رَنج ڈِے وِنجا توں ٹے جھَٹ گھڑ

رسولِ اکرم نبیء محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان الفاظ میں استغاثہ کر رہے ہیں:

یا شفیع المذنبیں ہے اوکھا وقت اِمداد کر، لاج پالو مونجھ ٹالو اُجڑی کوں آباد کر

کمترینی مضطرینی وِچھڑی کوں سئیں یاد کر، ٹھِلدی داڈِیویں توں وارا یا محمدؐ یا رسولؐ

زِ عصیاں رُو سیاہ کردم اَغِثنی یا رسول اللہ

ہے تکیہ آپؐ کا ہردم اَغِثنی یا رسول اللہ

توئی شافی توئی کافی کرو میری خطا معافی

زِ کردہٗ خود پشیمانم اَغِثنی یا رسول اللہ

کوئی کہتا ہے بدخویم تجھے معلوم کیا گویم

رہائی دہ زِ آزارم اَغِثنی یا رسول اللہ

عذَابُ السّقرِ مُوصَدَۃٌ فَاِنَّ النّارَ مُوقَدَۃٌ

فَاِنَّکَ لاَ تذَر فرَدًا اَغِثنی یا رسول اللہ

جہاں سارے دے وِچ جانی نہیں کوئی تیرا ثانی

توئی افضل توئی اکرم اَغِثنی یا رسول اللہ

لکھاں ڈکھڑے کُھٹن دے نہیں، زخم اُلڑے چُھٹن دے نہیں

ڈِکھا یک بار دیدارم اَغِثنی یا رسول اللہ

ذرا روئے دکھا جانا، جنازے میں تو آجانا

قبر میں توں رکھیں پر تم اَغثنی یا رسول اللہ

(حضرت) عبدالغفارؒ گریانم بفرقت سینہ بریانم

ونجایو مونجھ تے ہر غم اَغثنی یا رسول اللہ

تیڈے دُرج دَہَن دُر دنداں توں دُر عدن کوں ہے زیبائی جیویں

آپ کا نثر بڑا دلربا ہے ملاحظہ فرمائیں:

پیارے دوستو افسوس ہے عقل جُہلا دا۔ جو منکرن قاطع البرہان دے، سوہنے نبیؐ دے فرمان دے۔ ضد کوں پلیونے، تے ایمان کوں ڈِتونے۔ سوہنے نبیؐ دے حکم دا انکار کیتونے۔ اللہ سائیں بچاوے اَجھی جہالت کنوں، تے اَجھیں ضلالت کنوں، تے آخرت دی خجالت کنوں۔

ایک جگہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا شان ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

میرا شافع قیامت میں علیؓ شیرِ خدا ہو گا،

حسنؓ والئے کوثر شہیدے کربلا ہو گا۔

مصیبت سر پر گر آوے نجف کی طرف منہ کرکے،

پکارو جان دل سے تم علیؓ مشکل کشا ہو گا۔

نَین نرگس کجلے بھریاں لُٹ نیتا دل ہائے ہا

روندی رڑدی داہیں کردی در دی بردی آ رہا

رخ منور نور بھریا ہے قمر بدرِ منیر

زلف زنجیر مسلسل گیسوئے مشکِ سیاہ

معمولات: قطبِ عالم حضرت پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں سے تھا کہ آپ روزانہ فجر نماز کے بعد جماعت کو مراقبہ کراتے تھے، پھر اکثر سردی کے موسم خواہ گرمیوں میں دوپہر گیارہ بارہ بجے تک وعظ و نصیحت کرتے رہتے تھے۔ عمر کے آخری ایام میں بھی اکثر وہی معمول ہوا کرتا تھا۔ کبھی تو آپ نماز فجر پڑھا کر نصیحت کرنے کیلئے بیٹھتے تو اُس فجر والے وضو سے نماز ظہر پڑھا کر پھر حویلی میں تشریف لے جاتے۔ شام کو پھر نماز عصر سے مغرب تک نصیحت کا سلسلہ جاری رہتا۔ رات کو نماز عشاء کیلئے باہر آتے تو اگر راستہ میں کسی آدمی نے کوئی دینی مسئلہ دریافت کیا تو آپ وہیں کھڑے کھڑے کئی گھنٹے تک نصیحت کرتے رہتے تھے۔ آپ کے داماد مولانا غلام فرید کرسی لیکر آتے لیکن کرسی یوں ہی خالی پڑی رہتی تھی۔ جماعت کو یوں دلداری دیکر فرماتے کہ دین کا ایک مسئلہ سیکھنا یا سکھانا ساری رات کی عبادت سے افضل ہے۔

آپ کی گفتار میں بہت درد اور اثر تھا۔ جو بھی آپ کی مجلس میں ایک دفعہ بیٹھتا اور آپ کی میٹھی دلفریب گفتگو سنتا تھا وہ پروانہ ہو جاتا اور جان قربان کرنے کیلئے تیار ہو جاتا تھا۔

تبلیغ کا حرص:

عمر کے آخری ایام میں آپ کی طبیعت ناساز رہنے لگی جب علاج کیلئے ڈاکٹروں کو بلایا جاتا تو آپ انہیں نصیحت کرنے شروع ہو جاتے۔ ایک جمعہ کا دن تھا آپ ہسپتال میں داخل تھے جسمانی تکلیف اور نقاہت کے باوجود آپ مسلسل چھ گھنٹے تک تبلیغ کرتے رہے۔ ان ایام میں بھی آپ نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔

سیرت غفاریہ : قطبِ عالم پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ اتباعِ سنت، خدمتِ خلق، سخاوت، تبلیغ، تقویٰ، تواضع اور توکل میں اپنی مثال آپ تھے۔ عمر اللہ کی عبادت، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں گذار دی۔

تعلیماتِ غفاریہ :

- فرمایا اعمالِ صالحہ سے قبل عقائد کی درستگی ضروری ہے۔ عمل اچھے ہوں لیکن عقیدے اچھے نہ ہوں تو اعمال کی کوئی قیمت نہیں ہے۔
- فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں وحدہ لاشریک ہے۔ کوئی بھی اس کا ثانی یا شریک نہیں۔
- فرمایا نبی کریم ﷺ آج بھی حیات ہیں۔ امت کے احوال کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالی نے آپ کو ایسی زندگی عطا کی ہے جو ہماری ہزاراں زندگیاں ان کے ذرہ سے بھی مل نہیں سکتیں۔ شہید کی زندگی کے متعلق قرآنی نص موجود ہے۔ انبیاء کرام کی شان اور مقام یقیناً شہداء سے بالاتر ہے۔ شہادت کا درجہ انبیاء کرام کے ہی طفیل ملتا ہے۔ ہراروں شہداء اکٹھے کئے جائیں تو نبیوں کی شان کے برابر ہو نہیں سکتے۔ اللہ کریم نے درجات بیان فرمائے ہیں۔

وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ﴿۶۹﴾ (النسآء)

پہلا درجہ نبیوں کا ہے پھر صدیقوں کا پھر شہیدوں کا پھر صالحین کا۔ اب شہید زندہ ہیں تو انبیاءِ کرام بھی لامحالہ زندہ ہیں۔

- فرمایا اس فقیر کو سید بہت پیارے ہیں۔ ان کی سخت محبت دل میں رکھتا ہوں۔ پھر جیسے بھی سید ہوں۔ باقی اھل تشیعت والوں سے میری صلح نہیں۔
- فرمایا علم اور معرفت اصل سیدوں کی میراث ہے۔ اگر وہ اس راہ پر آئیں تو جلدی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔
- فرمایا ہمارا عقیدہ ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ جو شخص یہ عقیدہ نہ رکھے تو وہ حنفی نہیں ہے۔
- فرمایا ولی اللہ وسیلہ ہیں۔ رب نے فرمایا:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ وَ جَاہِدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِہٖ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۵﴾ (المآئدۃ)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تو یقیناً آپ کامیاب ہو جاؤ گے۔

- فرمایا اولیاء کی توجہ میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔ توجہ سے جذبہ پیدا ہوتا ہے جیسے تیر نشان پر لگتا ہے۔ لیکن توجہ کی تاثیر صاحبِ توجہ کے حال اور مقام کے مطابق ہوتی ہے۔

• فرمایا اللہ کا ولی جب فناءِ نفس کھا کر واپس ہوتا ہے تو اُس کا جسم موہوب من اللہ ہوتا ہے۔ نفسانی رذائل سیئہ اور عادات شَنیئہ سے پاک ہو جاتا ہے۔

❖ فرمایا سوکھے کپڑے کو صابن نہیں لگتا۔ پہلے گیلا کیا جاتا ہے پھر صابن لگتاہے تو کپڑا صاف ہو جاتا ہے۔ ذکر اللہ صابن ہے لیکن پہلے درست عقیدہ اور الفت کا گیلا پن ضروری ہے۔

❖ فرمایا دنیا آخرت کے غموں کا علاج ذکر الاہی ہے۔ ذکر میں رب نے خاصیت رکھوادی ہے کہ وہ غم الم ختم کرکے دل کو اطمینان دیتا ہے۔ اس لئے اللہ کا ذکر زیادہ کرنا چاہیے۔ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

من شغله ذكري عن مسألتي أعطيته أفضل ما أعطي السائلين

جسے میرے ذکر نے ایسا مشغول کیا ہے مجھ سے سوال بھی نہیں کرتا تو اس کو مانگنے والوں سے بھی اچھا عطا کروں گا۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾ (البقرة)

تم مجھے یاد کرو تو میں تمہیں یاد کروں اور تم میرا شکر کرو اور میری نعمتوں کا انکار مت کرو

جب اللہ ہمیں یاد کرے تو پھر تشویش کیسی؟

❖ فرمایا مسجدیں عبادت کیلئے اور اللہ کے ذکر کیلئے ہیں باتیں کرنے کیلئے نہیں ہے۔ مساجد میں دنیاوی گفتگو مت کریں۔ نہ شور و غل کریں۔

❖ فرمایا اصل کام تو دین کا ہے باقی دنیا میں رہنا ہے تو بقدرِ ضرورت دنیاوی کام بھی کیا جائے گا۔ اللہ والے دنیا کا کام یوں کرتے ہیں جیسے دریاء میں سے گذرنے والا شخص مجبوری سے جوتے اتار کر سر پر رکھتا ہے۔

❖ فرمایا ہاتھ کار سے دل یار سے۔

❖ فرمایا: ولی وہ ہے جس کا دل دنیا سے فارغ ہو۔

❖ فرمایا ہمارا مرید وہ ہے جو سنت محمدی اور شریعت احمدی علیٰ صاحبھا الصلاۃ والسلام پر عمل کرے۔ جو عمل نہیں کرتا وہ نہ تو ہمارا مرید کہلوائے اور نہ ہی ہمارے پاس آئے۔ نہ ایسے مرید کی ہمیں ضرورت ہے۔

❖ فرمایا جنس جنس کے ساتھ اچھی لگتی ہے۔ فقراء فقیروں کے ساتھ اچھے لگتے ہیں، بے دین بے دینوں کے ساتھ جڑے رہتے ہیں۔ آپ لوگ فقیر ہو تو بے دینوں کے ساتھ دوستی ہرگز نہ رکھو۔

کند ھم جنس با ھم جنس پرواز ❊ کبوتر باکبوتر باز با باز

جنس جنس کے ساتھ اڑتی ہے کبوتر کبوتر کے ساتھ، باز باز کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔

❖ فرمایا ہم نے سندھ میں دیکھا ہے کہ اکثر لوگ بچیوں کو ورثہ کا حصہ نہیں دیتے۔ یہ حق تلفی ہے۔ اللہ کریم نے قرآن میں فرمایا ہے:

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (ألنسآء:)

تمہاری اولاد کے متعلق اللہ تمہیں وصیت کرتا ہے کہ بیٹوں کیلئے دو بیٹیوں جتنا حصہ ہے۔ خواہ ایک جریب زمین ہو، تو بھی بیٹی کو اس میں سے حصہ دو۔ فقیر بنے ہو تو بہنوں کو والد کی ملکیت میں سے حصہ دو۔

❖ فرمایا رشتہ دینداری دیکھ کر کریں۔ اپنے عزیز رشتیدار اگر بے دین ہیں تو ان سے ہرگز رشتہ نہ کرو۔ جس نے اپنی نیک بیٹی، بے دینوں میں دی اُس نے گویا اُن کے حقوق ختم کر دیئے۔

❖ فرمایا عورتوں کے فتنے سے بچو۔ شیر پنجہ مارے تو مار ڈالے، عورت پنجہ مارے تو ایمان لوٹ لے۔

❖ فرمایا شیر چلتا ہے تو گردن جھکا کر چلتا ہے۔ کتا اِدھر اُدھر دیکھتے دیکھتے چلتا ہے۔ آپ شیر بنو گردن جھکا کر چلو، غیر عورتوں کو نہ دیکھو۔ بد نظری سے بچو کیوں کہ وہ شیطان کا تیر ہے۔

اِنَّ النَّظْرَۃَ سَھْمٌ مِنْ سِھَامِ اِبْلِیسَ مَسْمُومٌ

.بری نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر آلودہ تیر ہے۔

❖ فرمایا وقت برباد مت کرو، زندگی کی قدر کرو، صالح اعمال کرو۔ ریلوے اسٹیشن پر مال کے ڈھیر پڑے ہوتے ہیں۔ ایک شخص کرسی پر بیٹھا ہوتا ہے دوسرے کام کرتے رہتے ہیں۔ کرسی والا کہتا ہے واہ واہ شاباش شاباش! تو اس کی شاباش پر مزدور مال کے ڈھیر اٹھا لیتے ہیں۔ یہ فقیر آپ کو بیٹھ کر شاباش کر رہا ہے۔ آپ پر اِس کا اثر کیوں نہیں ہوتا۔ ہمت کرو۔ بیماری آگئی،، بڑھاپا آگیا یا پھرؔ موت آگئی تو پھر ارمان کے ہاتھ ملتے رہو گے۔ اگر اعمال نہیں کئے ہیں تو ارمان تو کرو کہ کس طرح زندگی غفلت میں گذر گئی۔

ہرچہ از من گم شد گرز سلیمان گم شدے ھم سلیمان ھم پری ھم اھر من بگریستے

جو چیز مجھ سے کھو گئی ہے وہ اگر سلیمان (علیہ السلام) سے۔ گم ہو جاتی تو وہ جنوں اور دیووں کے لشکر کے ساتھ ملکر روتے۔

❖ فرمایا ہماری جماعت میں منافق بھی ہیں۔ ہم ان کو اچھی طرح جانتے ہیں لیکن ان کے عیب نہیں کھولتے۔ ان کی ہدایت کیلئے دعا کرتے ہیں۔

❖ فرمایا طالب المولیٰ وہ ہے جو اپنے ارادے کو مرشد کے ارادے کے تابع کرے۔ مرید کے معنے بھی یہی ہیں کہ اپنا ارادہ اصل نہ رکھے۔

❖ مرید کو اپنے پیر کے ساتھ صورتاً اور معناً مشابہت رکھنی چاہیے۔ اگر مشابہت نہیں تو وہ حقیقت اور باطن میں بعید در بعید ہے۔ وہ کس طرح فائدہ حاصل کر سکے گا۔

❖ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے آزمائشیں اور امتحان ضرور لیتا ہے۔ پھر جس کا جتنا مقام ہوتا ہے اس سے امتحان بھی اتنا ہی بڑا لیتا ہے۔

❖ فرمایا فقیرو! نعمتوں پر شاکر ہو۔ تکالیف پر صابر ہو۔ جس میں صبر شکر نہیں وہ فقیر ہی نہیں۔

❖ فرمایا اللہ والوں سے بیعت کرکے اُن سے فیض حاصل کرو۔ اللہ والوں کے قریب ہونا اللہ کے قریب ہونا ہے۔

❖ فرمایا سالک چاہے کتنی بھی عبادت کرے، نوافل پڑھے لیکن بغیر پیر کامل کے وصول الی اللہ نہیں ہوگا۔

گر تو سنگِ خارہ، مرمر شوی ❊ چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

اگر تم کڑوا پتھر ہو تو سنگ مرمر ہو جاؤ گے، جب کسی اللہ والے کے پاس جاؤ گے تو موتی بن جاؤ گے۔ لیکن اللہ والوں کے قدر شناس آج دنیا میں بہت کم رہ گئے ہیں۔

❖ فرمایا ایک ہوتی ہے صورتِ ایمان دوسری ہوتی ہے حقیقتِ ایمان۔ حقیقتِ ایمان بغیر مرشد کمال کے حاصل ہو نہیں سکتی چاہے کتنی کتابیں پڑھ لے۔

❖ فرمایا ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ اور ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی رضائی میں ساتھ نہ سوئیں۔ ماں اپنی بالغ بیٹی سے گلے مل کر نہ سوئے۔

❖ فرمایا اس طریقہ عالیہ کا دار ومدار محبت پیر اور فنائیت پیر پر موقوف ہے۔ بس فنائیت حاصل ہو گئی تو کام بن گیا۔

❖ فرمایا کتنے لوگ ہمارے پاس آکر رہتے ہیں لیکن انہیں فائدہ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ان کے اندر ادب نہیں ہے۔ ادب انسان کو منزل پر پہنچاتا ہے۔

❖ فرمایا ہمارا طریقہ عالیہ نقشبندیہ بہت نازک طریقہ ہے۔ زنا اور برا کام تو چھوڑو لیکن جو صرف بری نظر سے دیکھتا ہے اس کو بھی بالکل فائدہ نہیں ہوتا۔

❖ فرمایا جس طرح مرد کو غیر عورت دیکھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح کسی عورت کو بھی غیر مرد کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔ اول حکم عورتوں کو ہے پھر مردوں کو۔

❖ فرمایا ذکر کے جاری ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی عضو حرکت میں آجائے بلکہ دل دنیا کی محبت سے خالی ہو جائے۔ دل میں گناہوں سے نفرت اور نیکیوں کی محبت پیدا ہو۔ خوفِ خدا اندر سما جائے۔ بے فرمانی اور سرکشی سے باز آکر خوفِ خدا، شوقِ اطاعت نصیب ہو۔ خصائلِ قبیحہ، دل کی کدورت، ظلمت، قساوت اور شدت ختم ہو جائے اور دل میں نرمی پیدا ہو تو سمجھو کہ دل جاری ہو گیا ہے اور ذکر کے اثرات اور ثمرات مرتب ہو رہے ہیں۔

❖ فرمایا یہ میرے پیر کا دربار کھلا ہوا ہے جو آئے گا اس کا ہی فائدہ ہے اور جو منہ پھیر کے جائے گا تو ہمیں بھی اُس کی ذرہ بھر پروا نہیں ہے۔

دربار پر جو آوے جلدی برات پاوے، منہ پھیر کر جو جاوے رستہ دراز ہے۔

❖ فرمایا دوستی رکھو تو اللہ کی خاطر چاہے غیر ہو۔ دشمنی رکھو تو خدا خاطر چاہے آپ کا اپنا ہو۔

❖ فرمایا بہتر یہ ہے کہ فقیر مل کر اپنا ایسا گاؤں آباد کریں جس میں شریعت کی پابندی ہو۔ قانونِ الاہی بالادستی ہو۔ کوئی بھی کام شریعت پاک کے خلاف ہر گز نہ ہو۔

❖ فرمایا لڑائی کی صورت میں پولیس یا کورٹوں میں مت جاؤ بلکہ معاملہ شریعت کے مطابق حل کرو۔

❖ فرمایا دوسروں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھو۔

❖ فرمایا اپنے والدین کی مکمل طرح دیکھ بال کرو۔ اپنے حال کے مطابق انہیں اچھی خوراک کھلاؤ اور اچھا لباس پہناؤ۔

❖ رواج اور رسموں کے پابند مت بنو بلکہ شریعت پاک پر عمل کرو۔

❖ فرمایا شادی کے موقع پر ڈھولک، شہنائیاں مت بجاؤ، گانے، میوزک اور دوسری غیر شرعی رسومات کو چھوڑ دو۔

❖ فرمایا اٹھتے بیٹھتے، گھومتے پھرتے وضو ہو نہ ہو مگر خیال ہو کہ دل کہہ رہا ہے اللہ اللہ اللہ۔

❖ فرمایا دشمن سے نہ بدلہ لو اور نہ ہی اس کو بد دعا دو۔ اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو۔

❖ فرمایا مخالفین کی مخالفتوں سے نہ ڈرو۔ مخالفت فقیری کا جہیز ہے۔

❖ فرمایا اہلِ ذکر اللہ کے محبوب بندے ہیں۔

❖ فرمایا ہمارے طریقہ میں محنت اور ریاضت نہیں، صرف محبتِ شیخ اور تصورِ شیخ مطلوب ہے۔

❖ فرمایا میری وفات کے بعد یہ میرے پیر کا فیض مزید بڑھے گا۔

❖ فرمایا خبردار! بدعتی لوگوں کو پیسوں کی خیرات بھی مت دو۔

❖ فرمایا پیر کے مخالف کے منہ کو گھور کر بھی نہ دیکھو۔

❖ فرمایا سالک کیلئے فائدے والی دو چیزیں ہیں، ایک اللہ کا ذکر دوسرا مرشد سے رابطہ۔

❖ فرمایا ذکر زیادہ کرے لیکن مرشد سے محبت نہ ہو تو کم فائدہ ہوگا۔ ذکر کم کرتا ہے لیکن مرشد سے محبت زیادہ ہو تو فائدہ زیادہ ہوگا۔

❖ پیر کا کمال ان کے مریدوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔

❖ فرمایا خوشی کے موقع پر تالیاں مت بجاؤ۔ تالیاں بجانا جاہلوں کا کام ہے۔ [1]

❖ فرمایا دل میں شکستگی پیدا کرو۔ اللہ کی محبت شکستہ دلوں کو نصیب ہوتی ہے۔

---

[1] التصفيق وهو ضرب إحدى اليدين بالأخرى لإحداث صوت (صحيح ابن خزيمة ج 3/ص 382) ذهب أكثر المفسّرين إلى أن المُكَاء والتَّصْدية إنّما أحدثهما الكُفّار عند مبعث النبيّ ﷺ لِتَقْطَعَ عليه وعلى المؤمنين قراءَتَهم وصلاتَهم، وتخلطَ عليهم (الجواهر الحسان للثعالبي ج 2/ص 109) كما قال الله سبحانه وتعالىٰ عنهم: وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ وقد حرم بعض العلماء التصفيق لقوله ﷺ «إنما التصفيق للنساء» ولعن رسول الله ﷺ المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهين من الرجال بالنساء، ومن هاب الاله وأدرك شيئاً من تعظيمه لم يتصور منه رقص ولا تصفيق ولا يصدران إلا من جاهل (روح المعاني للألوسي ج 15/ص 417) وَيَحْرُمُ التَّصْفِيقُ خَارِجَ الصَّلَاةِ بِقَصْدِ اللَّعِبِ وَإِلَّا كُرِهَ حاشية البجيرمي على الخطيب (ج 4/ص 418) وقال الشامي التصفيق من زي الكفار: "وَالتَّصْفِيقِ وَضَرْبِ الْأَوْتَارِ مِنْ الطُّنْبُورِ وَالْبَرْبَطِ وَالرَّبَابِ وَالْقَانُونِ وَالْمِزْمَارِ وَالصَّنْجِ وَالْبُوقِ. فَإِنَّهَا كُلَّهَا مَكْرُوهَةٌ لِأَنَّهَا زِيُّ الْكُفَّارِ ردالمحتار (ج 26/ص 496)

❖ فرمایا افسوس ان دلوں پر جو محبت عشق الٰہی سے محروم اور لذتِ درد سے خالی اور غافل ہیں۔

❖ فرمایا دوسرے طریقوں کی انتہا، ہمارے طریقے کی ابتدا میں ہے۔

کرامات غفاریہ

گرم تیل سے وضو : شہر پھلجی کا ایک غفاری فقیر دکاندار تھا۔ ایک دن دکان پر تیل کی کڑھائی آگ پر تھی جس میں چیزیں پکا کر بیچتا تھا۔ دکان کا کام کرتے کرتے نمازِ عصر کا وقت بہت کم رہ گیا۔ جس وقت نماز یاد آئی اُس وقت اس پر جذبہ کی حالت پیدا ہو گئی اور اُس گرم تیل سے وضو کرنے لگا۔ یہاں تک کہ منہ دھو کر جس وقت بازو دھونے لگا تو قریبی دکاندار نے دیکھ لیا اور آکر ہاتھوں سے پکڑا۔ لیکن فقیر کو نہ گرم تیل نے جلایا اور نہ جسم پر کوئی نشان ظاہر ہوا۔

اور ہتھکڑی دور جا گِری : احمد فقیر جمالی سکنہ گاؤں قائم رودنانی تحصیل جوہی کو مخالفوں نے جھوٹے کیس میں پھنسایا۔ جب کیس کی حاضری پر جوہی کے مختیارکار عبدالکریم منگی کے پاس ہتھکڑی پہنے پیش ہوا۔ اسے داڑھی اور مسواک دیکھ کر مختیارکار نے پوچھا کس کے مرید ہو؟ کہا پیر مٹھا رحمت پور والے کا۔ مختیارکار نے کہا کہ پیر مٹھا کا مرید اور پھر ہاتھوں میں ہتھکڑیاں؟! یہ الفاظ سنتے ہی فقیر کو جذبہ آگیا اور زور سے اللہ کی ضرب لگائی، تو ہتھکڑی جا کر دور گری۔ یہ کرامت دیکھ کر مختیارکار پر اتنا اثر ہوا کہ آکر حضرت صاحب کا مرید ہوا۔

صورت و سیرت :

آپ درمیانہ قد والے تھے، جسم میں بھرے ہوئے۔ آپ کا چہرہ مبارک چودھویں چاند کی مانند گول چمکدار اور روشن تھا۔

آپ کی پیشانی پر ہر لمحہ چمک ہوا کرتی تھی جو پرانے خواہ نئے مرید محسوس کرتے تھے۔ آپ کا رنگ سفید مائل گندمی تھا۔ آپ کی داڑھی گھنی اور بالکل سفید مٹھی برابر اور قد و جسم کے لحاظ سے موزوں تھی۔ آپ کے بال چاندی کے ستاروں کی طرح چمکدار ہوا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ کی عمر اسی سال سے بھی تجاوز کر چکی تھی پھر بھی اگر آپ کے بالوں کی سفیدی چھپا کر چہرہ مبارک دیکھا جاتا تو بالکل نوجوانوں جیسا محسوس ہوتا تھا۔ دندان مبارک سفید چمکدار موتیوں کی مالا کی طرح تھے۔ ہاتھوں کی ہتھیلیاں چوڑی تھیں۔ بائیں کلائی پر زخم کا نشان تھا۔ پاؤں چوڑے اور سیدھے تھے۔ آپ کا سینہ چوڑا، شانے کھلے ہوئے اور گردن لمبا تھا۔ چلتے وقت گردن نیچے کر کے چلتے تھے۔

جسم مبارک پر ہمیشہ سفید کپڑے ہوا کرتے تھے۔ دستار شریف ہمیشہ کلاہ پر باندھتے تھے۔ اس کلاہ پر حسین زری لگی ہوتی تھی۔

آپ کالی، ہری، سفید، فیروزی یا لائٹ گرین رنگوں کی دستار باندھتے تھے۔ دستار پیچ در پیچ اس طرح باندھتے تھے کہ ہزاروں مریدوں نے کوششیں کیں لیکن ایسا کوئی پیچ بنا نہیں سکا۔ دستار کا طرہ بائیں طرف، سینہ پر قلب سے تھوڑا سا نیچے لٹکاتے تھے۔ ہمیشہ خوشبو استعمال کرتے تھے۔ موسمِ سرما میں سونہری زری والی چمکدار واسکوٹی یا سالیانہ عرس مبارک پر عجیب واسکوٹی زیبِ تن کرتے تھے۔ ہاتھ میں چھوٹا سا گلابی ریشمی رومال اور رنگین عصا مبارک ہوتا تھا۔ نماز فجر کے وقت ہرے رنگ کی شال زیب تن کر کے عطر ریحان کی خوشبوء سے مجلس کو بوستان کر دیتے تھے۔ عطر لگانا گویا آپ کے مزاج مبارک کا حصہ تھا۔

آپ کا چہرہ مبارک بہت ہی حسین تھا۔ لب مبارک باریک گلابی رنگ کے تھے۔ اکثر ہونٹوں پر تبسم ہوتا تھا۔ کبھی ہنستے تو جسم مبارک متحرک نظر آتا تھا۔ مسکراتے وقت لوگوں کے دل موہ لیتے تھے۔ ہنسنے وقت آپ کے اوپر والے دانت نظر آتے تھے اور نچلے نظر نہیں آتے تھے۔

آپ کی بیٹی مخدومہ محترمہ بیبی امتہ الکریم نے فرمایا کہ : "حضرت صاحب کے ہونٹ گلابی تھے۔ ہونٹوں کی ترتیب بہت حسین تھی، وہ باریک اور دلفریب تھے۔ آپ کے چلنے کی رفتار تیز ہوتی تھی۔ رات کے وقت ورزش بھی کرتے تھے۔ ہم دوڑتے تھے اور آپ کے جسم مبارک کو کوئی جھونکا تک نہیں آتا تھا۔ نوجوانوں کی طرح چلتے تھے۔ آپ کی خوراک سادہ اور مختصر ہوتی تھی۔" آپ

اَلَّذِینَ إِذَا رُؤُوا ذُکِرَ اللّٰہُ [1] (یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد آجاتا ہے۔)

کے مصداق بلکہ اس حدیث کی سچی تصویر تھے۔ جب حویلی مبارک سے نکلتے چہرہ مبارک ظاہر ہوتا تو جس کی بھی نظر پڑتی اس کی زبان سے بے اختیار اسم "اللہ" نکل جاتا تھا۔ یہاں تک کہ نئے لوگ جنہیں پہلی مرتبہ شرفِ زیارت ملتا تھا وہ بھی اپنی چیخ روک نہیں سکتے تھے۔ آج تک آپ کی یہ کرامت ہے کہ جب آپ کا اسم مبارک لیا جاتا ہے تو مریدوں کے تن من سے اسم "اللہ" کی ضرب نکل جاتی ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر للطبراني (ج 17 / ص 410) مصنف ابن أبي شيبة (ج 8 / ص 264)
الادب المفرد للبخاري (ج 1 / ص 484)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اوصافِ حمیدہ اور اخلاقِ محمودہ سے سجایا تھا۔ جس طرح ظاہری صورت میں بے مثال تھے اس طرح اخلاق میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ حلم اور بردباری، تواضع اور انکساری آپ کی نس نس میں سمائی ہوئی تھی۔ مروت اور شفقت کے آپ کے اندر انبار تھے۔ صبر اور برداشت میں عظیم مقام رکھتے تھے۔ احسان اور مدارات، انفاق اور ایثار کے نہ صرف داعی تھے بلکہ آپ ان پر کامل طرح سے عامل تھے۔ خدمتِ خلق آپ کا پیشہ تھا۔ اپنے پرائے سے الفت اور بشاشت آپ کی عادت تھی۔ کرم اور مردانگی آپ کا شیوہ تھا۔ خندہ پیشانی سے ملنا اور دیکھنا آپ کی خصلت تھی۔ سکون اور وقار، عِفت اور پاکیزگی، جود اور سخا، رضا بالقضا، صبر اور شکر جیسی اعلیٰ خصوصیات کے مالک تھے۔

آپ نے اس عظیم خُلق کے ذریعے لوگوں کی محبتیں خرید لیں تھیں۔ ہزاروں لوگ آپ کی محبت میں آپ کے بے زر بکے ہوئے غلام کی مانند ہو گئے تھے۔ پھر بھی آپ ان سے کوئی ذات مفاد یا ذاتی منفعت نہیں لیتے تھے، بلکہ ان محبتوں کے عیوض ان کو دینداری اور پرہیزگاری، اللہ کی محبت اور معرفت جیسی نعمتیں دیتے تھے۔

وصال پُر ملال :

عمر کے آخری دنوں میں آپ اکثر بیان فرماتے کہ پنجاب میں عورتیں پھولوں کی ٹوکری لیکر گلی گلی میں آواز دیتی ہیں کہ :

پھلاں دی کھاری سر تے ہے کوئی ونجڑ والا جو میں ہاں ونجڑ والی

اُس وقت عام فقراء نے یہ راز سمجھ نہ سکے لیکن آپ کے وصال کے بعد سمجھا کہ یہ آپ اپنی محبت الاہی کے پھولوں کی آواز دے رہے تھے۔

آپ کو جسمانی طرح چار بیماریاں تھیں۔ ان میں سے شگر اور گردوں کی تکلیف بھی شامل تھی۔ حکیم اللہ بخش کوٹ لالو والے آپ کا علاج کرتے تھے۔ وہ عالم بھی تھے اور آپ کے خلیفہ بھی۔ حضرت محبوب الاہی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا نماز عصر کے بعد جب آپ مسجد میں تشریف فرما ہوتے تھے تو مولانا غلام فرید آپ کی دوائیاں لیکر آتا تھا اور وزن کھلاتا تھا۔

ان دنوں آپ بہت ہی کم کھانا تناول کرتے تھے۔ فرماتے ہمیں بالکل بھوک نہیں لگتی چاہے کتنا بھی وقت گذر جائے۔ لیکن جیسا کہ حکیموں نے تاکید کی ہے کہ تھوڑی بہت غذا ضرور استعمال کیا کریں نہیں تو معدہ میں مزید بگاڑ پیدا ہو جائے گا، اس لئے دوسرے تیسرے دن بہت کم کھانا تناول فرماتے۔

وصال سے آٹھ دس دن پہلے رجب ۱۳۸۴ھ کی آخری تاریخوں میں عصر کے وقت جماعت کو بلا کر پوچھا کہ کیا ہم نے آپ کو شریعت اور طریقت کے موجب تبلیغ کا حق پہنچایا ہے یا نہیں؟ تمام جماعت نے اعتراف کیا کہ بیشک آپ کی طرف سے حق کی ادائگی ہو چکی ہے۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھ اوپر کر کے بارگاہ الاہی میں عرض کیا کہ یا اللہ! تم بھی گواہ رہنا کہ میں نے تیرے بندوں کو حق پہنچا دیا ہے۔ اس کے بعد جماعت سے مخاطب ہوتے فرمایا کہ اس کے بعد اگر کوئی شخص ہمارے کہنے پر نہیں چلا، طریقہ عالیہ کی خلاف ورزی کی تو قیامت کے دن ہم اس شخص سے دور اور بیزار ہونگے۔

کہتے ہیں کہ جب اولیاء کرام کے وصال کا وقت قریب ہوتا ہے تو ان پر استغراقی کیفیات طاری ہوتی ہیں۔ اس طرح سے پیر مٹھا پر بھی ایسی کیفیات طاری ہونے لگیں۔ آپ کے چہرہ پر سکون اور سکوت تھا۔ کوئی بھی گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ ہاں کبھی بارگاہ الاہی میں التجا اور مناجات کرتے۔ فارسی زبان میں پُرسوز ابیات اور اشعار پڑھتے تھے۔ لیکن ایسی حالت میں بھی نماز نہیں چھوڑی۔ کبھی یہ کیفیت ہٹ جاتی تو حاضرین کو نصیحت کرنے میں شروع ہو جاتے۔

ان ایام میں اپنے پیارے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد خلیل الرحمٰن اور ان کے بیٹے حضرت سائیں محمد مظہر جان جانان کو بلایا، جو کچھ وجوہاتِ روحانی کے سبب کچھ وقت کے لئے باہر گئے ہوئے تھے۔ جب پہلے جانان سائیں آپ کی حضور میں آئے تو آپ نے انہیں سینے سے لگا کر پیار کیا۔ پھر آپ نے اپنی دستار مبارک اپنے ہاتھوں سے انہیں پہنائی۔ پھر جس وقت صاحبزادہ صاحب پہنچے تو اس وقت آپ لیٹے ہوئے تھے اٹھ بیٹھے صاحبزادہ صاحب کو گلے لگایا۔

اُس وقت تمام اہل خانہ پر گریہ طاری ہوگیا، جب آپ نے بیماری کے اِس عالم میں اپنے شہزادہ کو گلے لگا کر اپنی گود میں یوں بٹھایا جیسے کسی چھوٹے بچے کو گود میں بٹھایا جاتا ہے۔ اُس وقت قیومِ جہاں پر پدری شفقت جوش میں تھی، آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور صاحبزادہ بھی ایسے رو رہے تھے جیسے چھوٹا بچہ سسکتا ہے۔ بیبی امتہ الکریم نے فرمایا کہ وصال سے قبل آپ بار بار یہ دعا مانگ رہے تھے:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

عمر مبارک کے آخری دنوں میں علاج کے لئے آپ کو لاڑکانہ کے ایک ہسپتال میں داخل کروایا گیا تھا۔ ان دنوں کا ایک واقعہ حضرت خلیفہ حافظ محمد صالح حال والے نے بیان کیا کہ حضرت پیر مٹھا سائیں کے وصال کے وقت کمرہ میں خویش اور خلفاء موجود تھے۔ آپ کی چارپائی کے قریب سائیں صاحبزادہ صاحب بھی پریشان حال کھڑے تھے۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک اوپر کرکے سائیں صاحبزادہ کی گردن مبارک پر رکھا اور آپ کے کانوں میں کوئی خفیہ بات کہی۔ یا کوئی امانت کا راز عنایت فرمایا۔ اس وقت تمام خلفاء کرام پیچھے ہٹ کر کمرہ کی درمیان والی دیوار کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ کسی کو مجال نہیں تھی کہ حضرت کے قریب کھڑے ہوکر کچھ بات کرسکے۔ رات کے ساڑے گیارہ ہوئے تھے۔ وہ اتوار ۸ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ کی شب تھی کہ آپ ہزاروں عاشقوں کو جدائی کا داغ دیکر اپنے پروردگار سے جاکر ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ

آپ کی عمر : وصال کے وقت آپ کی عمر اسی برس سے زیادہ تھی۔ مولانا بیخرچ نے لکھا ہے کہ:

۸۴ سال کی عمر پاکر راھی ملک بقا ہوئے۔ (ملفوظات غفاریہ : ص ۱۶)

تجہیز اور تکفین : تغسیل، تجہیز اور تکفین آپ کے صاحبزادہ کی نگرانی میں آپ کے خلفاء کرام و رشتیداروں نے سرانجام دی۔

قبر شریف: آپ کی قبر مبارک مسجد شریف کے جنوب میں بنائی گئی۔ وہ اتنی تھی جس میں آدمی کھڑا ہونا چاہے تو کھڑا ہو سکتا تھا۔ قبر شریف کے اطراف کو پکی اینٹوں سے بنایا گیا۔ پکی اینٹوں کو اندر سے گارہ لگایا گیا تھا۔

نمازِ جنازہ : آپ کی نمازِ جنازہ آپ کے فرزند دلبند حضرت خواجہ خلیل الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ نے رحمتپور شریف کی مسجد کے صحن میں پڑھائی۔

ازواج اور اولاد : وصال کے وقت چار ازواج اور ایک صاحبزادہ خواجہ محمد خلیل الرحمٰن، ایک بھائی مولانا عبدالستار اور دو صاحبزادیاں اور لاکھوں مرید اور محبت کیش روتے ہوئے چھوڑے۔

آپ نے اپنی زندگی میں تیرہ شادیاں کی تھیں۔ بیبی امتہ الکریم نے فرمایا کہ "سندھ میں آنے سے قبل آپ کو پنجاب میں ایک بیٹا اور سات بیٹیاں تھیں۔ بیٹیاں فوت ہوگئیں۔ باقی ایک فرزند حضرت خواجہ خلیل الرحمٰن اور ایک بیٹی بی بی آسیہ آپ کے ساتھ سندھ میں آئے تھے۔ سندھ میں ایک فرزند ہوا جس کا بچپن میں ہی وصال ہوگیا۔ باقی دو بیٹیاں وصال کے وقت زندہ تھیں۔ ا۔ بی بی غلام بتول ۲۔ بی بی امتہ الکریم

آپ کی روحانی اولاد:

قطبِ عالم حضرت پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیچھے لاکھوں مریدوں کے علاوہ ایک سو سے زائد خلفاء کرام کا تربیت یافتہ اثاثہ چھوڑا جو آپ کی روحانی اولاد اور آپ کے باطنی فیوضات کے امین تھے۔ جنہوں نے آپ کے تبلیغی مشن کو مزید آگے بڑھایا۔ ان خلفاء کرام کے سرخیل آپ کے اعظم اکبر اور اکرم خلیفہ حضرت خواجہ اللہ بخش عرف سہنا سائیں رحمۃ اللہ علیہ تھے، جن کی خدمات لکھنے کے لئے ایک مستقل کتاب درکار ہے۔

ان کے علاوہ قطبِ عالم کے اجل و اکرم اور اجمل و اعلم خلیفہ میرے والدِ گرامی قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ محمد الاہی بخش عرف "محبوب الاہی" رحمۃ اللہ علیہ تھے، جنہوں نے فیض غفاری کو خوب پھیلایا۔ مزید خلفاء کرام کے اسماء اور تعارف و خدمات پڑھنے کے لئے ملاحظہ کیجئے ہماری کتاب "تذکرۃ الخلفاء الغفاریۃ"



المجلس الاول

پہلی مجلس

سفر داجل

مکتوب بنام پیر مٹھا سائیں:

حضرت قبلہ عالم بعد عرس شریف موسم گرما میں حسبِ التماس عام و خاص استخارہ کرا کے سفر کا قصد فرمایا۔ علاقہ ڈیرہ غازی خان و جام پور کو سرفراز فرما کر حاجی پور تشریف افزا ہوئے اور بندہ کو اور لعل محمد مولودی کو بذریعہ مکتوب شریف میعاد مجوزہ پر بلوا بھیجا۔ کیونکہ بندہ بسبب شدت گرمی کے تکاسلی (سستی) کر کے متخلف (پیچھے) رہ گیا تھا۔

بخدمت جناب مولوی صاحب (یعنی حضرت پیر مٹھا سائیں) اسلام علیکم
از طرف مسکین لاشیء محمد فضل علی

اگر آپ بمع لعل خان حاجی پور میں آجاؤ تو بہتر ہے پتن مہرے والا، سیت پور، سلطان پور گریں آرائیں مہرے والا، پتی جمعہ آرائیں، حاجی پور، یہ راستہ ہے۔

(مکتوب شریف ملنے کے بعد پیر مٹھار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ)

بندہ یہاں سے بصحابت (ہمراہی) نام بردہ غلام حسین بلوچ و عبدالرحمٰن کُلھا و عبدالرحیم کُلھا حاجی پور میں پہنچا۔ لیکن حضرت قبلہ عالم (قریشی صاحب) بکھرپور میں جو کہ بفاصلہ چار میل حاجی پور سے دور ہے۔ جناب جند وڈا شاہ صاحب کے پاس رونق آرا ہوئے تھے اور مخدوم جند وڈا شاہ صاحب بڑا رئیس اور معزز آدمی ہے۔ اور حضرت غوث الزمان (قریشی صاحب) کا نہایت درجہ معتقد اور مخلص ہے۔ بندے نے اپنے رفیقوں سے سنا ہے کہ مخدوم صاحب حضرت سید الاولیاء (قریشی صاحب) کی نعتیں سن کر اشک ریزی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ روئے زمین پر اولیاء کا چہرہ آج میں نے دیکھا ہے۔ پھر تمام اپنے شہر والوں کو (حضرت قریشی کریم سے) بیعت کرادی ہے۔ ایسا ہی سنا گیا ہے کہ ایک شخص (باشندہ اس شہر کا) حضرت محبوب الٰہی (قریشی صاحب) حضرت قبلہ عالم کے حق میں کلمات استہزاء اور استخفاف [1] کے بکنے لگا تو مخدوم صاحب سنتے ہی سخت اشتعال میں آگئے اُسے فرمایا کہ بس ابھی میرے شہر سے نکل جا! اور کہا ارے! بے ادب تو میرے مرشد میرے آقا کو سب کرتا ہے! [2] خدا تیرا ستیاناس کرے پھر تو اس نے بڑی منت سماجت سے اپنی تقصیر (غلطی) معاف کرائی۔

---

[1] استہزاء: ہنسی اڑانا ٹھٹھول کرنا۔ استخفاف: حقیر سمجھنا (فیروز اللغات)

[2] گالیاں دیتا ہے۔

آخر دوسرے دن حضرت قبلہ عالم حاجی پور تشریف لے آئے۔ سب سے پہلے حضرت مولوی عبدالغفور کے ہاں قدم رنجہ فرمایا۔

داڑھی سنت نبوی ہے:

مولوی عبدالغفور صاحب نے ایک نابینا حافظ کے لئے عرض کیا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ حافظ داڑھی منڈوانا چھوڑ دے۔ پھر حضرت غوث الزماں نے داڑھی کے متعلق وعظ فرمایا کہ محبوب کریم ﷺ کی ایک سنت کا تارک اور منکر گویا تمام سنتوں کا تارک اور منکر متصور کیا جائے گا جیسا کہ ایک آیت کلام اللہ شریف کا منکر تمام قرآن کا منکر سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا اسی عقیدہ کے متعلق نص قطعی تنزیل من اللہ [1] پہنچ چکا ہے جیسا کہ:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (البقرۃ:)

بعد میں غلام سرور پٹواری ساہنوی قدم بوس ہو کر مرخص ہوا۔ [2] آپ نے فرمایا یہاں کے لوگ تو فرطِ محبت سے رخصت نہیں دیتے۔ لیکن پانی کی یہاں بڑی عُسرت (تنگی) ہے جو ہمارے لئے میٹھا پانی چار کوس کے فاصلہ سے لے آتے ہیں۔ اب تو میرا ارادہ اس جگہ سے جانے کا ہے۔

دین کے لئے سفر کرنا:

ایک مرید بکھر پور کے رہائشی نے ذکر کی کمی کی شکایت عرض کی۔

---

[1] اللہ سے نازل شدہ قرآنی آیت

[2] اجازت طلب کی

آپ نے زبانِ حق ترجمان سے فرمایا لوگ دنیاوی معاملات میں لاہور تک مقدمہ کو نہیں چھوڑتے اور دین کے لئے بکھر پور سے فقیر پور تک نہیں آسکتے۔

علماء کی دعوت:

ایک شخص اُس علاقہ کا باشندہ شرف بیعت سے سرفراز ہوا۔ مولوی عمروڈا صاحب نے بعد قدم بوسی کے عرض کیا کہ حضرت بهنگام (بوقت) تشریف آوری آنحضور میرا عالم خانگی (اهل خانہ) دروازہ پر منتظر تھا کہ آج آپ ہمارے اس کُلبہء احزان[1] میں مسرت افزائی فرمائیں گے جب کہ آپ نے دروازہ سرائے سے گذر کر آگے قدم بڑھایا تو آنکھوں سے آنسوں کی بارانی ہونے لگی۔ خود بے ساختہ ہو کر روئے اور تمام اہلخانہ بھی بہت رونے لگے۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا: "فراق میں شوق بڑھتا ہے"۔ پھر مولوی صاحب نے دعوت کے لئے بہت اصرار کیا کہ: حضرت میری دعوت کی تقدیم (اولیت) ہونی چاہیے۔ حضرت غوث الزماں نے فرمایا اب تو مولوی عبدالغفور کی دعوت ہے اور مولویوں کی دعوت کو کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ زیبا یہ ہے مولوی لوگ دعوت دینے کی عادت سیکھیں، کھانے کے تو عادی ہیں کچھ کھلانے کے بھی عادی بنیں۔ حاضرین مجلس اس بات پر خوب ہنسے۔

پٹھان کا قرآن خرید کرنا:

آپ نے فرمایا ایک دفعہ ایک پٹھان قرآن شریف خریدنے لگا تو دکاندار نے قیمت میں افزونی (زیادتی) کردی تو پٹھان نے کہا ارے میاں!

---

[1] کلبہء احزان: غم کدہ، غموں کا گھر (فیروز اللغات) دکھوں کا گھر۔

کیا تمہیں پتہ نہیں کہ میں پٹھان ہوں؟ ارے تم شکر نہیں کرتے کہ ہم پٹھان ہو کر بھی قرآن پڑھنے کے واسطے مول (خرید) لیتا ہے۔ ورنہ ہم خان پٹھان لوگوں کا قرآن سے کیا کام!

اب تو کچھ یہ چاشنی بھی چکھیں!

پھر فرمایا اب تو وہابی مولوی میرے رفیق بہت ہیں۔ الحمد للہ بڑے مؤدب ہیں۔ (ان کے دل) ذکر سے پُر ہیں۔ ادب بھی اتنا کہ فقیر پور میں میدان سرائے لنگر خانہ کے اندر جوتا اتار کر پاؤں ننگے چلتے پھرتے ہیں۔ اور مولوی نذیر احمد (احمد پور شرقیہ والے) ایک دن عین حالتِ جذبہ میں مولوی بشیر احمد کو کہہ رہے تھے ارے بھائی ادھر آ۔ آج تک تو وہابیت کا مزہ چکھتے رہے، اب تو کچھ یہ چاشنی بھی چکھیں۔

اذان اور اقامت میں فرق:

آپ نے فرمایا اِس عاجز نے ایک رفیق مولوی سے مسئلہ پوچھا کہ اذان اور اقامت میں کتنا فرق ہے؟ جواب دیا کہ مجھ کو معلوم نہیں آپ بیان فرمادیجئے۔ بندہ نے کہا مجھے تو اس طرح معلوم ہے کہ اقامت کو بہ نسبت اذان تھوڑا آہستہ کر کے ادا کرنا چاہیے۔ اس مولوی صاحب نے سن کر مسئلہ تسلیم کیا۔

جانوروں پر رحم اور عدل کی برکت

پھر فرمایا ایک ولی اللہ تھے جو جفت راس گاؤ (دو بیلوں) کو بوقت کلبہ رانی (ہل چلانے) مارتے نہ تھے اور گالیاں بھی ہرگز نہ دیتے تھے اور کہتے تھے ارے چلو۔ چلو تو سہی اِس سے تھوڑا تیز چلو۔ بس وہ دونوں بیل تھوڑا سا چل کر ٹھہر جاتے تھے۔ اِس طرح بیلوں کو چونکہ مار کوٹ کا ڈر نہ تھا بالکل کم چلتے تھے اِسی وجہ سے

زمین بھی تھوڑی کاشت کرتا تھا (وہ بزرگ) گھاس اور بھوسہ دونوں کو ترازو میں تول کر ڈالتا تھا بلحاظ اِس کے کہ زور آور (بیل) اپنے حصہ سے افزوں (زیادہ) کھا نہ لے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اِس کا غلہ دوسرے زمینداروں سے زیادہ ہوا کرتا تھا۔ یہ سراسر عدل کی برکت تھی۔ اِس لئے یہ عاجز اپنے رفیقوں (مریدوں) کو عدل کے بارے میں بہت تاکید کرتا ہے۔ اسی اثناء میں ایک شخص بیعت سے مشرف ہوا اور آپ نے فرمایا کہ:

سلسلہ نقشبندیہ پر عنایت الاہی:

مولوی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں کہ نقشبندیوں کے ماسوا (دوسرے سلاسل والے) سلوک نا تمام کر کے مرجائیں تو محروم رہ جاتے ہیں لیکن نقشبندی محروم نہیں رہ سکتے اِس لئے کہ قلب [1] تو انہیں ابتدا میں حاصل ہو جاتا ہے قلب دوسرے سلسلوں میں نہایت (آخر) میں ہے۔ اور اس سلسلے میں بدایت (ابتدا) میں ہے۔ اور ہمارے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وُضِعَ النہایۃ فی البدایۃ [2]

دوسرے سلاسل کی انتہا ہمارے سلسلہ کے ابتدا میں رکھائی گئی ہے۔

شطرنج باز پیر:

پھر فرمایا کہ جاہلوں کو تو کامل اور ناقص پیر کا امتیاز ہی نہیں رہا۔ ایک جاہل کہتا ہے کہ میرا پیر ایسا کامل ولی اللہ تھا کہ شطرنج کی بازی کسی کو نہ جیتنے دیتا تھا۔

---

[1] قلب سے آپ کی مراد قلبی ذکر اور دل کا اسم ذات سے زندہ ہو جانا ہے۔

[2] مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۲۱، ۲۷، ۵۸، ۶۶، ۹۰۔ وغیرہم

شب کوری کا علاج:

اسی اثناء میں کسی نے دفع شب کوری کیلئے تعویذ کے لئے عرض کی۔ مولوی عبدالغفور نے فرمایا گھی اور مسکہ (مکھن) اور دودھ استعمال کرنے سے یہ بیماری فوراً دفع ہو جاتی ہے۔

عالم کا حق ہے جاہل کو باخبر کرنا:

پھر تو حضرت غوثِ زمن نے کلمات عدیل اور آبحیات و نصیحت بدلائل و بینات آغاز فرماتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کہ دن ایک شخص ایک عالم کو پکڑے گا اور کہے گا اِدھر آ تیرے اوپر میرا دعویٰ ہے۔ وہ کہے گا کہ کس طرح؟ وہ بولے گا جب میں تیرے سامنے گناہ کیا کرتا تھا تو تم نے مجھے منع کیوں نہ کیا تھا اس لئے کہ میں بے علم اور بے خبر تھا اور تو عالم اور باخبر تھا۔ [1]

زیورات عورتوں کے لئے ہیں:

آپ نے فرمایا کہ مرکیاں اور چھلے اتارنے سے لوگ انکار کرتے ہیں۔ بلکہ جاہل تو یوں کہتے ہیں کہ زیورات اصل میں تو مردوں کیلئے ہیں۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ خود عورتیں مردوں کیلئے ہیں۔ اُن کے زیورات بھی مردوں کے ہوئے، کیونکہ زمین میں کھیتی مثمر ہو کر پکتی ہے یہ سب زارع (کاشتکار) کیلئے ہوتی ہے۔

---

[1] عالم پر حق ہے کہ وہ بے خبر لوگوں کو اللہ کے احکام پہنچائے، اگر وہ اس بات میں تساہل کرتا ہے تو روزِ محشر اس سے ضرور باز پرس ہوگی۔ (ویل للعالم من الجاهل) حیث لم یعلمه معالم الدین ویرشده الی طریقه المبین مع أنه مأمور به۔ التیسیر بشرح الجامع الصغیر۔للمناوی (2/934)

عن أنس بن مالك ، رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « إن الله عز وجل يعافي الأميين يوم القيامة مالا يعافي العلماء » المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي (1/464)

بیچاری عورتوں کو دیکھ لو کان اور ناک میں سوزن (سوئی) سے سوراخ کرتی ہیں یہ سب دکھ اور پاپ بارادہ استرضا مرد کے کرتی ہیں (یعنی مرد کی رضا حاصل کرنے کیلئے کرتی ہیں)۔ دراصل زیورات کا کانوں میں پہننا اور ناک میں لٹکانا یہ سب مرد کی خوشنودی کے سبب ہوتا ہے۔ اب جُہال لوگ کیوں کہتے ہیں کہ زیور مرد کیلئے ہیں اور مرکیاں اور چھلے اور کنگن تختیاں اتارنے سے بے وجہ انکار کرتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ عورتوں کا زیورات پہننا بھی ہمارے لئے ہے۔ ہاں اگر انہیں عورتوں کا لباس پہننا ہی ہے تو پھر گھرا، اور بوچھن (دوپٹہ) سرخ، زرد، اُن ہی کے طرز پر ان کے ملبوسات زیب تن فرمائیں تاکہ پوری طرح تشبہ اور تطابق ہو جائے۔ [1]

شطحیاتِ صوفیاء

اِس کے بعد مولوی عبدالغفور صاحب نے عرض کی کہ حضرت میرے سامنے اسی علاقہ کے باشندہ ایک مولوی نے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے سامنے آپ کی بڑی شد و مد سے شکایت شروع کی۔ تو مولانا مذکور نے تمام حالات سن کر فرمایا یہ دعوے جو کرتے ہیں "انا الحق اور انا محمد" کیا لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ تم ان حالات اور شطحیات پر یقین کرو اور ضرور مان لو؟ کہا جی نہیں۔ فرمایا پھر کیا ہوا صوفیاء کرام تو انا الحق کے دعوے پہلے دوَر میں بھی کرتے چلے آئے ہیں۔ پھر مولوی معترض بولا میری طبیعت ان صوفیوں کی یہ باتیں سنکر تنفر اور گریز کرتی ہے۔

---

[1] یہ آپ تنبیہًا فرمارہے ہیں، کیونکہ مردوں کے ساتھ تشبہ کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔ جیسے حدیث میں آیا ہے کہ: لَعَنَ اللهُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ. وَلَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. المعجم الكبير للطبراني (9/450) مسند أحمد (1/339)

مولانا صاحب نے فرمایا تو تمہیں کون کہتا ہے کہ تم ان کے پاس جاؤ۔ پھر میں نے آپ کے حالات سے بے کم و کاست مولانا (اشرف علی) صاحب کو مطلع کیا تو مولانا صاحب نے سن کر فرمایا "خیر" اگر وہ اپنے دعووں میں مدعی نہیں ہیں تو کیا باک ہے۔ مولوی عبدالغفور نے عرض کی کہ حضرت! آپ کی جماعت میں بنسبت جمیع حضرات گذشتہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے حالات اور واردات کھلے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی نسبت کا اثر جماعت میں ضرور منعکس ہوتا ہے۔

ایک دن فقیر پور شریف میں آپ کی حالت اس بندہ (پیر مٹھا) نے دیکھی تھی کہ آپ کچھ کلام بطور وعظ فرما رہے تھے تو آپ کا چہرہ مبارک مُتلَوِن نورانی چمکدار اور آنکھیں بالکل سرخ ہو گئیں اور اس وقت تقریر نہایت پُر تاثیر تھی اور سامعین کے دلوں میں بہت اثر کر رہی تھی۔ بہت عمدہ تر از شہد و شیر تھی۔ سبحان اللہ ہر دل میں دل پذیر تھی تو آپ کی زبان عَذبُ البیان [1] سے یہ الفاظ نکلے کہ:

مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ [2]

جب آپ کی طبع مبارک کچھ سرد ہوئی تو مجھے مخاطب کرکے آپ نے فرمایا مولوی صاحب مجھے معذور کہنا کہ یہ الفاظ مجھ سے بے اختیار نکلے ہیں۔ بندہ نے ہنس کر عرض کیا حضرت کیا ہوا یہ تو آپ نے حدیث شریف پڑھی ہے اور ظاہر کے اعتبار سے اس کی تاویل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

---

[1] عذب البیان: بہت ہی پسندیدہ

[2] عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَكَوَّنُنِي۔ صحيح البخاري (43/9) صحيح مسلم (54/7) مسند أحمد بن حنبل (261/2)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ ان دعووں کے مدعی نہیں ہیں اور آپ اتباع سنت کی بڑی احتیاط فرماتے ہیں باوجود کثرت حالات اور واردات کے لغزش سے بچنا یہ بڑی استقامت اور رستگاری (نجات) ہے۔

نجات اتباعِ شریعت میں ہی ہے:

علاقہ سناواں قھیرے والا میں ایک عالم اجل اور شیخ جید متبع سنت آدمی تھا، اس نے باغوائے شیطانی اپنے حالات کا دعویٰ شروع کر دیا۔ ایک کعبہ بنایا اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ بڑے بڑے عالم اس کے مرید تھے اکثر تو بھاگ گئے۔ لوگوں میں چرچہ ہو گیا۔ اور بندہ بھی بسبب معرفتِ سابقہ (پرانی جان پہچان کے سبب) اُس کے پاس جا کر مقابلہ شروع کیا۔ آخر نماز کا وقت آیا تو کہنے لگا آپ کو میرے پیچھے نماز پڑھنا منظور ہے تو پڑھو؟ میں تو اپنے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھوں گا۔ بندہ نے انکار کیا جس وقت جماعت برپا ہوئی تو میں نے نمازیوں کی گنتی شروع کی تو تقریباً تیس آدمی اس کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے اور وہ بھی بڑے عالم تھے۔ پھر میں نے اس سے علیحدہ ہو کر تفتیش کی کہ اس ضلالت (گمراہی) میں کیوں پھنسے ہوئے ہو؟ کہنے لگے واللہ جب ہم اس کعبہ کے اندر مراقبہ کرتے ہیں تو انبیاء علیہم السلام کو اسی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھتے ہیں۔ پھر ہم انبیاء علیہم السلام کا اتباع کیوں نہ کریں؟ میں نے سن کر کہا نعوذ باللہ من ذالک یہ تو شیطان متمثل بشکل انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں اور تمہیں گمراہ کرتے ہیں۔ تو حضرات! اب وہ مولوی صاحب بعَون (مدد) الٰہی اِس حرکت ناشائستہ سے تائب ہو گیا ہے۔ اب وہی سابقہ پیری مریدی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اگر اپنے دعووں کا مدعی نہ بنے کوئی خطرہ اور ضرر نہیں ہے لیکن اپنے دعووں کا لوگوں سے اجباراً منوانا تلبیس ابلیسی ہے۔ [1]

علماء کو علم پر عمل کرنا چاہیے:

پھر حضرت غوث الزماں نے فرمایا آجکل کے بستیوں کے ملا نماز بھی تیز اور مختصر پڑھتے ہیں کہ قومہ اور جلسہ تو بجائے خود ماند (رہا) لیکن قیام اور قعدہ، رکوع اور سجود کا پتہ نہیں لگتا اور رمضان شریف میں تو تراویح کے اندر پڑھتے ہیں۔ مُدھآمَّتَان اللہ اکبر اور دوسری رکعت میں ھَل مِنْ مُّدَّکِرْ اللہ اکبر۔ بوڑھے آدمی تو بالکل ان کے پیچھے پڑھ ہی نہیں سکتے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں خوش لہجہ سے سادہ اور صحیح پڑھنے والا افضل ہے۔ اور آج کل کے علماء کریما اور پند نامہ پر بھی عمل نہیں کرتے۔ کیا ہوا اگر شرح چغمینی تک پڑھ کر عالم ہو گئے کیا طوطا و مینا قرآن پڑھے ہوئے نہیں ہیں؟ پھر تو انہیں بھی عالم کہا جائے۔ دیکھو (بعض) علماء میں بجائے علم و حیاء اور خشیت کے غرور اور غضب و تعصب پایا جاتا ہے۔ کتاب کریما کا ایک بیت ہے:

تواضع کند ہوشمند گزیں ❋ نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمیں

عقل والا آدمی تواضع اختیار کرتا ہے۔ میووں سے بھری ہوئی شاخ زمین پر سر رکھتی ہے۔ اِس بیت پر (ہی) عمل نہ کیا تو کریما کتاب پر عمل کس طرح ہوا۔

---

[1] لیکن اپنے دعووں کا لوگوں سے زبردستی منوانا یہ شیطان لعین کا دھوکہ ہے۔
جاننا چاہیے کہ: اولیاء کرام سے کبھی بحالتِ سکر یا غلبہ، حال میں کچھ الفاظ نکل جاتے ہیں جو بظاہر مخالفِ شریعت ہوتے ہیں، اس کو شطحیاتِ صوفیاء کہتے ہیں۔ ایسے حالات میں وہ معذور اور مرفوع القلم ہوتے ہیں، اور ان کے وہ الفاظ دوسرے لوگوں کے لئے حجت بھی نہیں ہوتے۔ حجت تو قرآن و حدیث ہے۔ اور کوئی کتنا بھی بڑا صاحب مقام ہو مگر اطاعتِ الاہی اور اتباعِ سنت اس پر لازم ہے۔

المجلس الثانی

دوسری مجلس

سفر داجل

علی الصباح میاں خدا بخش زرگر حضرت غوث الزمان کو اپنے گھر لے گیا۔ اتنے میں مولوی عبدالغفور صاحب اور مولوی غلام صدیق معلم مدرسہ اسلامیہ دین پور شریف اور مولوی محمد مراد اور مخدوم جندوڈاشاہ صاحب بکھرپوری آگئے تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب واپس تشریف لائے۔ بعد از قدم بوسی (مولوی صاحب نے) عرض کیا حضرت عرصہ کثیر منقضی ہوا (گذرا) ہے کہ بعارضہ (مرض) تپ واسہال مبتلا رہا ہوں حتیٰ کہ آثار مایوسی کے برملا ہویدہ (ظاہر) تھے کہ ناگاہ آپ کی تشریف آوری کی نوید (خوشخبری) اِس عاجز کے سمع (کانوں) تک پہنچی۔ بس اِس خبر کے اثر نے گویا مجھ کو حیات از سر نو عطا فرمائی۔

اب آپ کی خدمت میں جو حاضر ہوا ہوں تو گویا میں کبھی بیمار ہی نہیں ہوا۔ حضرت خلیفہ کریم بخش چنڑ نے فرمایا اگر تم بمجز دعائد ہونے بیماری کے حضرت قبلہ عالم کی قدم بوسی کا عزم بالجزم کرتے تو دیکھتے فی الفوریکدم بیماری کھباء منثورا ہو جاتی۔

کسر نفسی:

حضرت صاحب کے لب لعل، گلبرگ کے تمثال پر خشکی کی وجہ سے زوال اور اثر ملال نمودار ہوا اور لسان عذب البیان سے فرمایا کہ اس جگہ کا پانی جتنا پیو خشکی کو بڑھاتا ہے۔ یہ لوگ ہمارے لئے پانی بھر لاتے ہیں پھر تو یہ شعر زبانِ حق ترجمان سے چند بار مترنم فرمایا:

خدا تعالیٰ دے کم نظر پے آندے ❊ آگے کو جھاندے پئے سوہنے کماندے

خدا تعالیٰ کے عجب کام نظر آرہے ہیں۔ بدصورت کے آگے خوبصورت کما رہے ہیں۔ [1]

فرمایا رنجیت سنگھ شکل کا بڑا قبیح بلکہ اقبح (بہت ہی بدصورت) تھا۔ ایک دن لوگوں نے اُسے کہا ارے سردارے آ۔ جس دن قسامِ ازل نے حُسن تقسیم فرمایا تھا تو کہاں تھا؟ رنجیت سنگھ نے کہا، میں اُس وقت رتی بخت کو ڈھونڈھنے گیا تھا۔ (رتی بخت یعنی زر دولت اور بھاگ)۔

جِن کا انسان میں داخل ہوجانا:

بعد نمازِ ظہر مولوی عبدالغفور صاحب نے عرض کی کہ حضرت! اگر ارشاد ہو تو مولود شریف پڑھے جائیں؟ آپ نے اجازت فرمائی۔

---

[1] ایک طرف قطبِ عالم پیر مٹھا سائیں کی محبتیں ہیں، قریشی کریم کے حسن و جمال کے لئے کیا کیا تشبیہات اور تمثیلات پیش کر رہے ہیں، دوسری طرف قریشی کریم کی کسر نفسی ہے کہ اپنے آپ کو کتنا کمتر بنا کر پیش کر رہے ہیں!

شہر کی مخلوق بالکثرت جمع ہو گئی۔ اور جماعتِ صوفیاء میں جذبہ کی دھوم مچ گئی۔

ایک شخص جو پندرہ سولہ سال سے آسیب جن کی عارضہ میں مبتلا تھا، اس مجلس میں موجود تھا۔ ناگاہ عین حالتِ جذبہ میں مسمّٰی نبی بخش شاہ جمالی اور حضرت خلیفہ خدا بخش صاحب لیل اور حضرت خلیفہ کریم بخش صاحب چنڑ اس مجنون کے جنون (جن) کو پہنچان کر حملہ آور ہوئے۔ اس جن نے بھی طیش میں اور غضب میں آکر اُن پر حملہ کیا۔ حتیٰ کہ دونوں حضرات کے پیراہن پھاڑ ڈالے۔ پھر تو میاں عبدالرحمان صاحب آرائیں جذبہ کی حالت میں مجنون کے بالوں سے پکڑ کر خوب رگڑا اور اِدھر اُدھر کشاکش اور کھینچاتانی کرتا رہا۔ حضرت قبلہ عالم نے بسبب عدم تعارف لوگوں کے اِس زدوکوب یعنی جن آسیب کی مار کوٹ سے روک دیا۔

عصر کی نماز کے بعد وہ جن چلا گیا پھر اس شخص نے باہوش و حواس نماز جماعت سے پڑھی۔ حضرت غوث الزمان نے فرمایا جالندھر میں بھی اس کے موافق بڑا سرکش جن تھا۔

نماز کے مسائل سیکھنے چاہییں:

پھر آپ شہریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک شخص کو بطور امتحان نماز سنانے کا حکم فرمایا۔ اس نے کہا: یا حضرت! ہم جاہل لوگ ہیں اور سکھانے والا کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا اس شہر میں تو تین بڑے عالم ہیں اور چھوٹے ملاؤں کی تو امید ہے کثرت ہو گی۔ یہ تمہاری معذرت قابل اعتبار نہیں ہے۔

قریشی کریم کی کتنی مخالفت ہوئی؟

پھر آپ نے مولوی غلام صدیق سے اس بارے میں بازپرس فرمائی

تو اُس نے عرض کی حضرت اگر ہم کسی کو نماز کی تعلیم دیتے ہیں تو لوگ ہمیں فوراً وہابیت کا الزام لگاتے ہیں اور وہابی وہابی کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب! کیا لوگ آپ کو پیغمبر یا نبی کہیں؟ انبیاء کو تو لوگ جادو گر اور کاہن و کذاب کہتے تھے۔ کیا انہوں نے تبلیغ کو چھوڑ دیا تھا؟

مہ فشاند نور و سگ عَو عَو کند

چاند روشنی پھیلاتا ہے اور کُتا عَو عَو کرتا ہے۔

تمہیں تو کیا کہا۔ مولوی صاحب! لوگ مجھے جو ملامت کرتے ہیں۔ دَجال، کافر اور ساحر کہہ چکے ہیں کیا اب میں بھی اللہ اللہ بتانا اور تبلیغ کرنا چھوڑ دوں؟

اللہ والوں کے کلام کی تاثیر:

اس کے بعد مولوی عبد الغفور صاحب نے عرض کی حضرت! سچ یہ ہے کہ ہم ملا لوگوں کے وعظ کا اثر بالکل نہیں رہا۔ گویا ہم وعظ کرنا بے سود سمجھتے ہیں۔ ہاں! اولیاء اللہ کا وعظ اگرچہ بقدر دانہ سپند کے ہو، تاہم بڑا اثر رکھتا ہے اور لوگوں کے دلوں کو ہدایت کی طرف کھینچتا ہے۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب بیشک یہ بات صحیح ہے۔ ایک شخص جو کہ شرابی، چرسی، زانی، بے نمازی، شرط لگانے والا، حقہ اور بھنگ پینے والا نیز تمام بدترین خصلتوں والا تھا اُس نے سکھر اسٹیشن پر مجھ سے ذکر پوچھا تھا۔ اب سننے میں آیا ہے کہ وہی شخص اسم ذات کی برکت کے سبب تمام بُری خصلتوں سے تائب ہو کر بڑا مخلص اور ارادت مند ہو گیا ہے۔ وَلَذِكْرُ اللهِ اَكْبَرُ اور دیکھو حق سبحانہ تعالیٰ کے ذکر کا رتبہ کیسا بلند ہے، ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَذِكْرُ اللهِ اَكْبَرُ ط (العنکبوت:۴۵) اور البتہ اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

جوابِ جاہلاں باشد خموشی:

مولوی عبدالغفور کا چھوٹا بھائی مولوی غلام قادر جو ابھی دیوبند سے پڑھ کر آئے تھے اسی مجلس میں موجود تھے۔ تعجب افزا بات یہ تھی کہ اُس کی مونچھیں بہت بڑھی ہوئی تھیں اور داڑھی بالکل چٹ تھی۔ جنٹل مین بنے ہوئے تھے۔

آپ نے مذکورہ مولوی صاحب سے اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ باوجودیکہ مولوی ہونے کے اس نے جاہلوں والا جواب دیا کہ جی یہ تو حجام کی غلطی ہے۔ حضرت غوث الزماں نے اس کا جواب سن کر سکوت فرمایا۔

جوابِ جاہلاں باشد خاموشی

سادات اور علماء کو نصیحت:

مغرب کی نماز کے بعد آپ نے جمیع حاضرین اور مولویوں کو، سادات کو خوب تنبیہ فرمائی اور لبِ شیرین سے یوں فرمایا کہ سادات عظام کو تہبند کا کنارا ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نہیں چلنا چاہیے اس طرح ارذل آدمی چلتے ہیں۔ حضرات مولوی صاحبان تو علم پڑھ کر علم کو بیچتے ہیں۔ چرب اور لقمہ شیریں کیلئے حلال اور حرام کا امتیاز ہی نہیں کرتے بس جو چیز آئے هَنِيئًا مَّرِيئًا (رچتا پچتا ہو جاتے ہیں)۔

اے گروہِ علماء! تم تو اپنے آپ کو وارثِ انبیاء علیہم السلام کہلاتے ہو اور حدیث شریف " وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ "[1] لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہو۔

---

[1] وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔ سنن أبي داود (3/354) سنن الترمذي (5/48)

کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے خانہ اطہر میں چالیس دن آگ نہ جلتی تھی اور طعام کی خوشبو تک بھی نہ سونگھتے تھے۔[1] ابو لہب اور ابو جہل اگرچہ ایذا رسانی میں کوشاں رہتے تھے مگر آپ تبلیغ کا کام روز بروز بڑھاتے جاتے تھے بلکہ ہر آن و آوان، آں سلطانِ زمان شہنشاہِ کون و مکان، والئی دوران ﷺ امر بالمعروف میں مصروف رہتے تھے۔ دیکھو! آج کل بعض مولوی صاحبان اگر ممبر پر بیٹھ کر خوش الحانی سے وعظ فرماتے ہیں مگر آخر میں اپنی احتیاج بیان کرکے چندہ کی بابت سلسلہ جنبانی ضرور کرتے ہیں۔ اور جب لوگ متاثر نہیں ہوتے اور روتے نہیں تو پھر مولوی صاحبان تھوڑا سا قصہ کربلا چھیڑ دیتے ہیں تاکہ کسی طرح پیسہ وصول ہو، اور حضرات سادات کی نماز کا کیا پوچھتے ہو! یہ تو نماز کا نام تک بھی نہیں لیتے۔ آباء واجداد تو غزوات میں شرکت کرتے کرتے شہید ہوگئے جیسا کہ سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما نے دم آخر تک نماز نہ چھوڑی۔ دوسری بات یہ ہے کہ انگریز نامراد نے پارچات بالکل نفیس اور سستے کردیئے ہیں۔ اعلیٰ ادنیٰ سب بڑے آدمی بن گئے ہیں۔

قرآن تجوید و ترتیل سے پڑھو:

حافظوں اور مولویوں کا حال یہ ہے کہ دعوتِ چالیسواں اور جمعرات کی تلاش میں رہتے ہیں اور پیٹ کیلئے طرح طرح کے حیلے اور مکائد کرتے ہیں اور قرآن پڑھتے وقت نہ مخارج کا خیال رکھتے ہیں اور نہ حروف کی صحیح ادائیگی کا اور نہ ترتیل کا

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: "كَانَ يَمُرُّ بِنَا هِلَالٌ وَهِلَالٌ وَهِلَالٌ مَا يُوقَدُ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَارٍ" شعب الإيمان (52/13) مسند أحمد بن حنبل (86/6)

اور نہ تجوید کا خیال رکھتے ہیں یکایک ریل گاڑی چلا دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ایک حافظ صاحب قرآن بڑا تیز پڑھتا تھا ناک میں غن غن اور زبان پر مِن مِن کرتا جاتا تھا اور "و اذ قال ربک" زور سے پڑھ کر پھر مِن مِن شروع کر دیتا تھا۔ اور پھر کہہ دیتا کہ چلو جی اب تو دو پارے تمام ہو گئے اور ہے کوئی جو اس سے بھی جلدی جلدی پڑھ دے؟ تو کئی بولا ہاں جی! آدھا پارہ میرا ہے پھر تو وہ اُسی طرح ہی مِن مِن کو شروع ہو جاتا تھا اور "یا ایھا الذین "زور سے پڑھ کر پھر وہی دُھن جو لگی ہوئی تھی غن غن اور من من کر کے کہتا چلو جی ختم ہو گیا۔

آپ نے فرمایا اللہ پاک فرماتے ہیں:

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ (الزمر: ۲۲)

ہلاکت ہے اُن دلوں کو جو اللہ کے ذکر سے سخت ہو گئے ہیں۔

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ (البقرة: ۲۸۳)

اور جو اس کو چھپائے گا تو بیشک وہ ہے جس کا دل گنہگار ہے۔

دیکھو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے قلبِ سیاہ کی مذمت فرمائی ہے۔ اس آیت شریف سے مضمون یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذکر نہ کرنے سے دل کالا ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةً , وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللّٰهِ [1]

---

[1] عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ : إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةً , وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ الدعوات الكبير للبيهقي (80/1) مشكاة المصابيح مع شرحه مرعاة المفاتيح (841/7) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال (418/1) مشكاة المصابيح (15/2)

ہر چیز کی صفائی کیلئے کوئی آلہ ہے اور دل کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہوتی ہے۔
اِس سے بالبداہت معلوم ہوا کہ دلوں کو مصفی اور مصقل کرنے والا اللہ کا ذکر ہے۔

سادات اور علماء کو نصیحت:

افسوس یہ ہے کہ دو گروہ بر گزیدہ ہیں۔ حضرات سادات اور علماء کرام۔ لیکن یہ دونوں اللہ کے ذکر سے کیوں پہلو تہی کرتے ہیں اور دانستہ اللہ کے ذکر سے غفلت کرتے ہیں۔ (ان میں کچھ ایسے ہیں کہ) غرور اور استکبار ان کا وطیرہ ہو گیا ہے اور سینہ میں کینہ، خودی کا خزینہ ان حضرات کا کام چوہے کی طرح اسلام کی بیخ کنی (ہو گیا ہے)۔ دین سے بیزار بچھو کی طرح نیش زن مردم آزار، نازو نعیم، صولت و عزت کے طلبگار، کسی نے ہندی میں کیا خوب شعر کہا ہے:

خودی تکبر تَرے گھر مُٹھے سید مُلا مِصر
وڈا وڈا آپ کہاوِن وڈا گیونے وِسِر

خودی تکبر میں تین گھر تباہ ہوئے سید، مُلا مِصر، بڑا بڑا خود کہلائیں لیکن بڑا انہیں یاد نہ رہا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ (الفرقان)

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے بندے جاہلوں کے ہزیانات (بیہودہ باتیں) کان لگا کر نہیں سنتے اور ان کے آگے ٹھہرتے نہیں ہیں۔ سلام کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔
خشیت اور خضوع کے سبب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہیں۔ دیکھو! قرآن مجید ہر قسم کی تعلیم دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو دین اور شریعت کے تمام آداب سکھلاتا ہے۔

اے علماء! اے سادات! تم قرآن سے کیوں بیگانہ ہو گئے یہ تم نہیں جانتے کہ قرآن کا پڑھنا تو سنت ہے اور عمل کرنا اس پر فرض ہے۔

گانا بجانا

مخدوم جندوڈا شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ہمارے ہاں علاقہ بکھر پور میں تو گھر گھر یکتارا رکھا ہوا ہے اور بے دین جاہل لوگ ماں، بہنوں اور بیٹیوں میں بیٹھ کر اس مضمون کے ابیات پڑھتے ہیں جو اشتیاق شیطانیت پر برانگیختہ کرتے ہیں اور فتنہ کی آگ کو مشتعل کرتے ہیں۔[1]

جب ایسے نغمے عورتیں سنیں گی پھر تو وہ بے حیائی پر آمادہ کیوں نہ ہوں گی اور ان کے خاوند خود بخود بے حیائی پر دلال بنتے ہیں اور دل جوئی کرتے ہیں کہ شاباش! اگر سر پر تلوار چلے تو یار کے دیدار سے بَری اور بیزار نہ ہونا۔

تعویذ باز دھوکہ ساز:

مولوی عبدالغفور صاحب نے کہا کہ حضرت میرا یہ چشم دید واقعہ ہے ایک شخص ناجائز دوستی میں مبتلا تھا۔ اس کی زوجہ متلاشی تھی کہ کسی طرح میرا خاوند اُس حرکتِ ناروا سے باز آجائے۔ اُس بستی کے مُلا نے اُس عورت سے کہا کہ تم مجھے آدھا من گیہوں (گندم) کا دے دو تو میں اپنے مجرب تعویذوں سے ایک ایسا تعویذ سریع الاثر لکھ دوں گا کہ تیرا خاوند تیرا شیدا ہو جائے اور اپنی محبوبہ سے دور ہو جائے گا۔ عورت نے اُس کی باتوں میں آکر اُسے حسب الطلب گیہوں (گندم) میاں جی کے

---

[1] مخدوم جندوڈا صاحب نے پھر ایک دو شعر سنائے جو بہت ہی قبیح اور شنیع تھے، ہم نے ان کو حذف کر دیا ہے۔

گھر بجھوادی اور تعویذ لے لیا۔ اتفاق سے اس کا خاوند سخت بیمار ہوگیا اور میاں جی صاحب عیادت کیلئے آئے اور ان کے شوہر کے کان میں خفیہ کہہ دیا کہ میں نے کتاب میں حساب کیا ہے کہ تیری زوجہ نے تیرے مارنے کیلئے کسی سے تعویذ لے کر فلاں جگہ دفن کر رکھا ہے اگر اس کو فوراً نہ نکالا گیا تو تیری ہلاکت کا سخت اندیشہ ہے۔ اور مزید اس کو کہا کہ تو صرف ایک من گیہوں کا میرے گھر بجھوادے تو میں اُس تعویذ کو ابھی جا کر نکال سکتا ہوں۔ اس بیچارے نے میاں جی کے گھر گیہوں کا ایک من بجھوادیا اور تعویذ جو میاں جی نے اس کی بیوی سے اپنے ہاتھ سے دفن کرایا تھا، باہر نکال لایا۔ وہ تھوڑے عرصہ بعد اسی بیماری سے صحتیاب ہوگیا۔ پھر یہ ہوا کہ میاں بیوی میں پہلے سے بھی زیادہ مناقشہ اور تناقص پیدا ہوگیا، اور بعد انقضائے ایام (کچھ دن گذرنے کے بعد) اور مرور اوقات وزمان (کچھ زمانہ اور وقت گذرنے کے بعد) دونوں میں مصالحت ہوگئی۔ تو دونوں نے ایک دوسرے کو مُلا کی روباہ بازی (چالبازی) سنائی۔ اور ہر ایک نے اپنا اپنا ماجرا سنایا، اس آدمی نے ملا کی بہت بے عزتی کی اور عوام الناس کے سامنے اسے بہت دبایا۔ آخر کچھ نہ کچھ گندم مُلا سے واپس لے لی۔

آپ نے فرمایا کہ ایک شخص کا نوجوان بیٹا فوت ہوگیا۔ ملا نے اس سے ساٹھ روپے لیے کہ تجھے پندرہ دن بعد تیرے بیٹے کی قبر پر تجھ سے بات کراؤں گا۔ اِسی طرح کئی پندرہ دن گذر گئے۔ میاں جی نے کہا میں تو کلام پر بڑا زور لگاتا ہوں میں کیا کروں۔ اب پڑھنے میں مجھ سے ذرا غلطی ہوگئی ہے اور پندرہ دن میعاد اور بڑھادو۔ پھر اس طرح کے بہانے کرتے کرتے اور بھی کئی پندرہ دن گذر گئے مگر کام نہ ہوا۔

اس آدمی نے یہ رقم ہندو سے سود پر لیکر ملا کو دی تھی۔ اس لئے ہندو نے اس سے ساٹھ روپے بمعہ سُود کا مطالبہ کیا۔ جب بھائی نے پوچھا تو اس نے ملا کی افسون بازی کا تمام واقعہ کہہ سنایا۔ پھر تو بھائی بندوں نے ملا کو پکڑ کر خوب دبایا اور ساٹھ روپیہ یکمشت وصول کیئے۔ یہ حال ہے آجکل کے ملاؤں کا۔ بتاؤ دنیا کی غداری کہاں اور دین پروری اور دین کی تابعداری کہاں ؟؟!!

بہ بین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

نماز عشاء کے بعد مولوی عبدالغفور صاحب اور مولوی غلام صدیق اور مولوی غلام قادر صاحب کی تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا، مولود خوانی بھی ہوتی رہی۔ "ردِ روافض" کے موضوع پر بڑے زور کی تقریریں ہوتی رہیں حتیٰ کہ صبح کاذب ہو گئی اور حضرت غوث الزماں تمام رات اسی مجلس میں رونق افروز رہے۔

المجلس الثالث

تیسری مجلس

ولی کے الفاظ کی تاثیر:

صبح سویرے حضرت خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف پر تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بزرگ اپنے پیر خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک دن جا رہے تھے کہ ایک بڑھیا عورت اپنے مرے ہوئے چھوٹے بیٹے کو مُنہ ڈھانپ کر خدمت میں لائی کہ آپ اس کو عمر درازی کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا جا مائی اللہ تعالیٰ اس کی زندگی دراز کرے گا تو فوراً وہ مرا ہوا بچہ چادر کے اندر چونک پڑا اور چادر اُتار کر دیکھیں تو واقعی وہ بچہ زندہ ہو گیا۔ پھر وہ بڑا ہوا اور بوڑھا ہو کر آخر اس دنیا سے انتقال کر گیا۔

آپ نے فرمایا اِسی حضرت کے سامنے راستہ میں جیتے جاگتے آدمی کو جنازہ کی طرح اٹھا کر لائے اور وہ عرض کرنے لگے کہ آپ اس کا جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے تین مرتبہ اُن سے جنازہ کیلئے اِذن طلب کیا۔ انہوں نے کہا جی ہاں پڑھا دو۔ جب جنازہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو لوگ ہنسنے لگے تو ان بزرگوں نے فرمایا کیوں ہنستے ہو؟ بولے یہ تو زندہ آدمی ہے، ہم نے آپ کا امتحان لینے کیلئے یہ ساری کاروائی کی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا اب اِس کو دیکھو تو سہی! دیکھا تو وہ مرا ہوا تھا۔

نگاہِ پیر کی تاثیر:

آپ نے فرمایا یہی حضرت نور محمد ناروں والے اپنے استاذ کے گھوڑے کے آگے دوڑتے ہوئے اپنے پیر حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جارہے تھے۔ لباس آپ کا بالکل کہنہ (پُرانہ) اور پھٹا ہوا تھا اور رقعہ برقعہ دوختہ (چھینتڑے لگا کر سیاہ ہوا تھا) نیز آپ کا چہرہ مبارک بہت سادہ اور غربت زدہ تھا اور آپ کا جوتا اتنا پرانا تھا کہ اُسے پہن کر چل نہ سکتے تھے۔ اِس لئے آپ اُسے ہاتھ میں یا بغل میں لیکر پا برہنہ چلتے تھے۔ آپ کا استاذ آپ کی فہمائش کی خاطر بہت تنگ اور ترش رو ہوا اور بولا نور محمد! میں نے تیرے جیسا خفیف العقل نہیں دیکھا۔ اگرچہ تیرے ساتھ ریاضت بہت کی جاتی ہے مگر اس کا نتیجہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ سارے طالب علموں میں تو پہلے درجہ کا غبی (کُند ذہن) ہے اور بدنصیب ہے لیکن جب پیر کی خدمتِ اقدس میں پہنچے تو جاتے ہی مرشد نے خلافت عطا فرمائی اور حضرت نور محمد کے سینہ کو نور سے معمور کر دیا۔ پھر تو واپسی کے وقت استاذ بلحاظِ ادب پیدل گھوڑے کے آگے چل رہے تھے اور حضرت نور محمد صاحب

گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ استاذ نے کہا! ہائے افسوس میں تو آپ کو ناقص العقل سمجھتا تھا اور بد قسمت کہہ رہا تھا اور میں یہ تو جانتا ہی نہ تھا کہ اصل میں ناقص میں ہی ہوں۔

حضرت غوث الزمان محبوب (قریشی صاحب) اس بزرگ (خواجہ نور محمد) کی خانقاہ شریف میں ختم پڑھ کر واپس تشریف لائے اور تھوڑی مسافت طئے کرنے کے بعد شہر کے لوگوں سے مرخص (رخصت) ہوئے اور مولوی حضرات کو تبلیغ کی بہت تحریص دلائی اور تاکید فرمائی۔

شادی خانہ آبادی:

راستے میں فقیر کمال الدین نے عرض کی کہ یا حضرت! آپ کوئی تعویذ عطا فرمائیں تاکہ شادی ہو جائے۔ آپ نے فرمایا ایک نوجوان پٹھان تھا اپنی شبابت (جوانی) کا عنفوان تھا۔ وہ اپنے باپ کو شادی کے متعلق بہت تنگ کرتا رہتا تھا۔ بالآخر اس کی شادی ہو گئی۔ پھر تھوڑا عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ اس کے باپ نے کہا بتا بیٹا اب کیا حال ہے؟ اگر تیرا جی چاہے تو دوسری عورت تیرے واسطے تلاش کر کے لائوں! تو فوراً کہنے لگا بس باباجی بس یہی ایک عورت تجھے اور مجھے اور سارے جہاں کو کافی ہے۔

راہ چلتے تلقینِ ذکر:

راستہ میں دھند ہی نالہ کے کنارے پر بہت سے چھوٹے چھوٹے متواتر گاؤں آباد ہیں اور وہ متعاقب (ایک دوسرے کے آگے پیچھے) بنے ہوئے ہیں۔ حضور جب وہاں سے گذرے تو لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے سب کو ذکر اللہ کی تلقین فرمائی۔

کیفیاتِ ذکر:

دن کا کچھ حصہ ہی گذرا ہوگا کہ حضرت غوث الزماں سید الاولیاء بمعہ جماعت مہرشاہ صاحب کی رہائش گاہ پر تشریف افزا ہوئے اور یہ مہرشاہ صاحب جنڈ وڈا شاہ صاحب بکھر والے کے بھتیجے ہیں۔ ان کے قلب کی حالت یہ تھی کہ قلبی ذکر کا جوش زوروں پر تھا، جس کی وجہ سے ان کا بایاں ہاتھ کندھے تک لرزتا رہتا تھا اور کانپتا تھا۔ دل کی حرکت کی وجہ سے ہاتھ لرزتا تھا مگر ناواقف لوگ شاہ صاحب سے کہتے تھے جناب آپ رعشہ کی بیماری میں مبتلا ہیں! آپ اس مرض کا علاج کیوں نہیں کراتے۔ عجب بات تو یہ ہے کہ خود شاہ صاحب اس نعمتِ غیر مترقبہ سے متنفر ہوگئے تھے اور حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی جناب مہربانی فرما کر میرے اس حال کو رفع فرمائیں کیونکہ لوگ مجھ پر ہنستے ہیں۔

نماز ظہر کے بعد جماعت کثیر جمع ہوئی۔ آپ نے سب کو ذکر کی تلقین فرمائی اور ان کے کانوں سے مرکیاں، ہاتھوں سے دستانے اور چھلے اُتارے گئے۔

آپ نے اس طرح تقریر فرمائی یہ دل کا ذکر ہے۔ دل سے اللہ اللہ کرو ہاتھ کار کی طرف اور دل یار کی طرف۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھے ہر وقت اللہ اللہ کرو۔

دل سے صرف ایک دفعہ اللہ کا نام لیا جائے تو دل کا ذکر زبان سے ستر مرتبہ زیادہ ہے۔ اللہ وہ اللہ ہے جو لطیف اور خبیر ہے وہ زمین پر کیڑے کے پاؤں کی آہٹ عرش معلیٰ پر سنتا ہے۔ زبان کا ذکر تو مرنے سے بند ہو جاتا ہے اور دل کا تو ذکر مرنے کے بعد قبر میں اور حشر میں جاری رہے گا۔ جب آدمی کی دل زندہ ہو جاتی ہے تو پھر اسے موت بھی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ (بیت)

چوں دلِ زندہ شود ہرگز نہ میرد، چوں زندہ گشت خواہش ہم نہ گیرد۔

پھر آپ نے ذکر کا حلقہ بنا کر مراقبہ کرایا تو لوگوں میں جذب و وجد طاری ہو گیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اب تم جاؤ اور ذکر کا نیز خیال رکھے رہنا اور عشاء کی نماز کے بعد لوٹ کر آنا۔

بیماریوں کے علاج

میاں عبدالرحمٰن آرائیں کو شدتِ گرمی کی وجہ سے پیشاب سرخ آتا تھا۔ آپ نے فرمایا دودھ کی لسی بنا کر پیا کرو۔ کچھ دن بعد آپ نے ان کی طبع پرسی فرمائی۔ تو میاں صاحب نے عرض کیا کہ حضرت دودھ کی لسی کے استعمال کرنے سے بالکل آرام ہو گیا ہے۔ خلیفہ محمد بخش صاحب پتی والے نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ مرضِ اسہال ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا چاولوں کا بہت استعمال کیا کرو۔ آپ نے پانی طلب فرمایا کیونکہ دُھندی نالہ کے سوا پانی کہیں نہیں مل سکتا تھا۔ اس لئے نالہ کا پانی پیش کیا گیا، آپ نے پانی نوش فرما کر ارشاد فرمایا دریائی پانی جتنا پیو یہ خشکی کو اور بڑھاتا ہے کیونکہ دریا کا پانی اصل میں برف کا پانی ہے۔ دیکھتے نہیں سردی کے موسم میں دریا سوکھ جاتے ہیں مگر موسمِ گرما میں تو سبحان اللہ موجیں مار کر لہراتے ہیں۔

مونچھیں کتروانا چاہییں:

مہر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ یا حضرت! فلاں مولوی مخلوق کو گمراہ کر رہا ہے وہ کہتا ہے خوبصورت عورتوں پر عشق پکاؤ، یہی راستہ خدا سے ملنے کا ہے۔ مونچھیں منڈانے اور کترانے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ پتن (قصبہ یا شہر) بنانا اچھا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا پتن بنانا اچھا ہے کیونکہ ایسی صاف جگہ آباد ہو سکتی ہے لیکن وہ (مونچھیں) جنگل کس طرح آباد ہو سکتا ہے جس میں خنزیر اور گیدڑ اور بلے اور ریچھ اور بندر رہتے ہیں۔

ذکر نفی اثبات: آپ نے ایک شخص کو نفی اثبات کا ذکر سمجھایا اور فرمایا آجکل گرمی کا موسم ہے، اس لئے تھوڑا ذکر کیا کرو۔ (کیونکہ نفی اثبات کے ذکر میں حرارتِ خون بڑھ جاتی ہے)۔

ناپسند نام بدل دینا سنت ہے:

ایک نیا مرید جس کا نام میوہ تھا۔ اسکو آپ نے فرمایا میوہ مَل تو ہندوؤں کا نام ہوتا ہے، تیرا نام اللہ بخش ہونا چاہیے۔ بعد نمازِ مغرب مولود خوانی شروع ہوئی اور حضرت خلیفہ عبدالمالک صاحب کھلو کو وعظ کرنے کا اذن صادر ہوا۔ حضرت مولانا ممدوح [1] نے اس آیت شریف کا مضمون پیش کیا۔

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ (البقرة)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کی تابعداری نہ کرو وہ تو تمہارا ظاہر دشمن ہے۔ خلیفہ صاحب نے اس آیت کا تفسیر بڑی وضاحت اور فصاحت سے بیان فرمایا جس سے لوگ بہت محظوظ ہوئے، عالم ہو یا جاہل سب کو پسند آیا۔ نماز عصر کے بعد اسکول کا ایک ماسٹر جو داڑھی منڈا تھا جماعت سے استہزاء اور یاوہ گوئی (بے ہودہ باتیں) کرنے لگا تو مہر شاہ صاحب نے اسے خوب ڈانٹا اور وہاں سے اُسے نکال باہر کیا تو اُس مُلحد نے لوگوں کو ورغلایا اور کہا کہ یہ پیر صاحب جادوگر ہے اُس سے خبردار رہنا۔ یہی وجہ تھی کہ پہلے کے بنسبت اب لوگ کم تھے۔

---

[1] قطبِ عالم حضرت پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی اداؤں کو بھی دیکھتے جائیں، اپنے پیر بھائیوں سے کس طرح محبت رکھتے ہیں، اور ان کے نام کس ادب اور شان سے لکھتے ہیں!

المجلس الرابع

چوتھی مجلس

علی الصباح مہر شاہ صاحب کی رہائش گاہ سے روانہ ہو کر پتی جمعہ آرائیں میں حضرت خلیفہ محمد بخش صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ حضرت صاحب نے ایک سرکاری بنگلہ میں قیام فرمایا اور حسب عادت مبارک ہر ایک بیمار صوفی کی طبع پرسی فرمائی اور فرمایا صوفیوں کو حاجی پور شریف کے پانی نے بڑی تکلیف پہنچائی ہے۔

بے ادبی کی سزا:

مولوی عمر وڈہ صاحب نے عرض کی کہ حضرت کل بندہ پاؤں کے درد کے سبب جو کہ چلنے سے متعذر ہو گیا تھا آپ کی اونٹنی پر سوار ہو گیا اب میری اسی بے ادبی کی وجہ سے میری یہ حالت ہے کہ سارا کام بگڑ گیا ہے۔

پاؤں سُوج کر اونٹنی کی گردن کی طرح بن گیا ہے اور درد اتنا ہے کہ مجھ کو بیٹھنے اور سونے نہیں دیتا۔ اور باطن کی قساوت تو اللہ تعالیٰ دانا تر ہے کہ ذکر سے خالی ہو گیا ہے۔ اب برائے کرم میری گستاخی معاف فرمائیں۔

دربارِ غوثیہ کی بے ادبی کی سزا:

آپ نے فرمایا مولوی صاحب! حضرت محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ کی دربار پر ایک لنگڑے آدمی کو پڑے ہوئے ایک سال گذر گیا۔ اتفاقیہ ایک ولی اللہ زیارت کیلئے دربار میں حاضر ہوا، اس نے لنگڑے کے متعلق پوچھا، حضرت اس لنگڑے کو معافی کیوں نہیں ملتی۔ ارشاد ہوا یہ لنگڑا ابدالوں میں سے ہے۔ ایک دن یہ ابدالوں کی جماعت کے ساتھ یہاں سے گذرا۔ دوسرے ابدال تو بلحاظِ ادب میری دربار سے ایک طرف ہو کر گذرے لیکن یہ دربار کے اوپر سے گذرا۔ جس کی وجہ سے یہ گر گیا اور بے ادبی کی سزا بھگت رہا ہے۔ [1]

فرمایا بے ادبی کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ آپ نے فرمایا کسی شیخِ کامل کو کسی احمق نے گالیاں دیں اور ناسزا الفاظ بکے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے اس شیخ کامل کو الہام فرمایا کہ میں اِس بے ادب آدمی سے ابھی مواخذہ کرتا ہوں۔ شیخ نے ایک مرید کو ارشاد کیا کہ دوڑ کر جا اور اُس آدمی کو دھکا مار کر زمین پر لٹا دے اور اُس بیہودہ گوئی کی سخت سزا دے لیکن مرید بوجہ عدم رسائی اصل حقیقت کے عذر کرنے لگا کہ حضور اس کو معافی دے دیں۔

---

[1] فوائد الفواد ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی مرتبہ حضرت امیر حسن علاء سنجری اردو ترجمہ شمس بریلوی مطبوعہ منظور بکڈپو دہلی ص ۵۹

مگر نتیجہ یہ ہوا کہ اتنی دیر میں وہ بدسگال شخص پھڑکتا ہوا زمین پر گر گیا اور وائے ویلہ اور ہائے ہائے کرتا ہوا جانِ شیریں قابض الارواح (روح قبض کرنے والے) کے سپرد کردی تو شیخ نے مرید کو فرمایا دیکھا تو نے؟ اگر تو میرے حکم پر عمل کرتا تو اس کی اُس بے ادبی کا قصاص ادا ہو جاتا اور اِس نکال (عذاب) موت سے بچ جاتا اور میں باری تعالیٰ کی جناب میں یوں عرض کرتا "یاالہ العٰلمین اس کی برائی کا بدلہ اب میں نے لے لیا ہے" تو یہ بچارا مرنے سے بچ جاتا اور عذاب آتا ہوا رک جاتا۔ اور پھر مولوی عمر وڈا سے فرمایا مولوی صاحب! میں نے بھی آپ کو معافی دے دی ہے۔ لیکن بنظر انصاف دیکھو! یہ طریقہ کیسا نازک ہے اور اِس میں کتنی لطافت رکھی ہوئی ہے۔ فرمان ہے: **الطریق کله ادب**[1]: یہ راستہ سارے کا سارا ادب سے تعلق رکھتا ہے۔ اِس میں تھوڑی سی بے ادبی کرنے سے گرفت ہو جاتی ہے۔

آپ نے فرمایا رات جس جگہ ہمارا قیام تھا وہاں کے لوگ بالکل جاہل ہیں یا تو ان میں کوئی عالم نہیں ہے یا پھر ہے تو انہیں تعلیم نہیں دیتا۔ آپ نے فرمایا خلیفہ حافظ اللہ بچایا صاحب بھٹی پہلے دعائیں مانگتا تھا کہ خداوندا بطفیل اس کلام اللہ شریف کے اِس نقشبندی پیر کے قرب سے مجھے بچانا اور مجھے نہ پھنسانا۔ لیکن اب وہی حافظ صاحب فرماتے ہیں کاش! میں نے گذشتہ عمر کیوں رائیگاں برباد کردی۔

ہر صدی میں مجدد: آپ نے فرمایا رب العالمین (ہر صدی کے آغاز پر) ایک مجدد پیدا کرتا ہے۔

---

[1] حضرت رویم کا قول ہے: التصوف كله أدب۔ البرہان المؤید - (1 / 28) کتاب عوارف المعارف للسہروردی - (1 / 380)

جو دین کی تجدید کرتا ہے،[1] وہ نبیوں والے کام کرتا ہے مگر نبوت ختم ہو چکی ہے اور ولایت بِمِنَّۃِ تعالیٰ باقی ہے۔

ہر نبی اور ہر ولی کے مخالفین و معترضین ہوتے ہیں:

آپ نے فرمایا جس جگہ بھی ہم گئے ہمیں کوئی نہ کوئی مخالف ضرور ملتا رہا اور پھر یہ آیت ترتیل سے پڑھ کر سنائی:

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّ نَصِیْرًا ﴿۳۱﴾ (الفرقان)

اور اسی طرح بنایا ہم نے ہر نبی کیلئے دشمن مجرمین میں سے اور تیرا رب کافی ہے ہدایت دینے اور مدد کرنے والا

اور فرمایا: لکل فرعون موسیٰ ولکل موسیٰ فرعون

ہر فرعون کی (ہدایت) کیلئے موسیٰ ہوتا ہے اور ہر موسیٰ کیلئے فرعون (دشمن) ہوتا ہے۔

فرمایا کوئی فقیر جب بھیک مانگنے کیلئے کسی گاؤں میں جاتا ہے تو وہاں کے کتے اُسے کاٹنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ بے چارہ ہاتھ میں لاٹھی لے کر انہیں مارتا اور ہٹاتا رہتا ہے اور اپنا مطلب پورا کرلیتا ہے۔ وہ کتوں کی وجہ سے اپنا کام چھوڑ تو نہیں دیتا۔ اسی طرح چاہیے بھی یہی کہ منکرین اور مخلین[2] کی باتوں پر توجہ نہ دو۔

---

[1] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ «إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا». سنن أبي داود (4/178) المستدرك على الصحيحين للحاكم (4/567) المعجم الكبير للطبراني (19/467)

[2] خلل ڈالنے والوں۔

مقابلہ اور مکابرہ اُن سے نہ کرو نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک دن وہ خود شرمندہ اور نادم ہوں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم استقلال اور استقامت میں رہو۔

تہجد سے قلبی ذکر افضل ہے:

مولوی عمر وڈہ صاحب نے عرض کی کہ میں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن والے کا مرید تھا۔ اب آپ کی بیعت سے سرفراز اور شرف یاب ہوا ہوں تو قلب کا اتنا جوش پیدا ہوگیا ہے کہ نماز تہجد بھی نہیں ادا کر سکتا۔ حتیٰ کہ نماز تہجد متروک ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب! تہجد پڑھنے سے قلبی ذکر افضل ہے۔ اور مولوی نے عرض کی حضرت! اب تو گذشتہ عمر کا سخت افسوس ہوتا ہے کہ بے سود اور بے فائدہ زندگی گذر گئی۔ ریاضت کرنے سے دل تو رہا اپنی جگہ ایک بال بھی نہ ہلا۔ حضرت غوث الزمان نے فرمایا مولوی صاحب! مشہور بات ہے کہ اپنا جُھگا (گھر) وَسے (بستا رہے) بیا کوئی روے بھاویں ہسے۔ (دوسرا کوئی روتا رہے یا ہنستا رہے ہمیں کیا؟)

معیت الاہی:

مولوی صاحب! بدوں ذات باری تعالیٰ کے کسی کی رفاقت کام نہیں آتی۔ جب معراج شریف کی رات روح الامین علیہ السلام نے حضرت رسولِ کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلواۃ والسلام کو سدرۃُالمنتہیٰ پر اکیلا چھوڑ دیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی:

اگر یک قدر موئے برتر پرم ٭ فروغِ تجلی بسوزد پرم

توبس سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے سب یار ناپائیدار ہیں۔

اللہ جسے چاہے نواز دے:

آپ نے فرمایا ایک صوفی راستہ میں جذب کی حالت میں زمین پر گر گیا اور میری گھوڑی کا پاؤں اس کے سینے پر آ لگا۔ اس سے پوچھا گیا کہ گھوڑی کے پاؤں سے چوٹ تو نہیں آئی وہ بولا چوٹ تو کہاں بلکہ میرا ایک لطیفہ بند تھا جو گھوڑی کے پاؤں لگنے سے کھل گیا ہے۔ فرمایا کہ مولوی صاحب! یہ تو قسمت کی بات ہے جس پر حق سبحانہ تعالیٰ کی عنایت اور رحمت ہو جائے: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (المائدۃ: ۵۴) یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتے ہیں اپنے فضل سے سرفراز فرماتے اور ممتاز کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کراچی میں ایک انگریز ملازم مسلمان ہو گیا اور نوکری سے استعفیٰ دے دیا بارہ سو روپے مشاہرہ تھا جو چھوڑ دیا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اُسی دن ایک مسلمان پانچ سو روپے لیکر کرانی (عیسائی) ہو گیا۔

عمرِ رفتہ کا ارمان:

اسی اثناء میں ایک بوڑھا آدمی شرفِ قدم بوسی حاصل کرنے کے بعد اپنی عمرِ ماتقدم کے حسرت آیات اور حکایات بڑے افسوس کے ساتھ بیان کرنے لگا اور ہندی میں دو ابیات پڑھے تو حضرت غوث الزماں نے بہت پسند فرمائے۔ اِس کمترین کو فرمایا یہ دو بیت لکھنے کے قابل ہیں۔ وہ یہ تھے:

چولی ہوئی لیراں لیراں، بوچھن دھیاں دھیاں،
مِلن سیالیں کرن مقالیں اوگاھیں کتھ گیاں،
سانوݨ گیا لنگھ خواب وچالے، پوہ وچ خبراں پیاں،
پوہ پوھیلا ڈکھ ڈوھیلا، رلمل کھیڈن سیاں۔

ترجمہ : کُرتا پرزے پرزے ہو گیا دوپٹہ دھجیاں ہو گیا۔ سیال عورتیں ملتی ہیں تو یہ کہتی ہیں کہ وہ باتیں کہاں گئیں۔ ساون کا مہینہ گذر گیا خواب غفلت میں۔ حتیٰ کہ پوہ سردی والا مہینہ آگیا تو خبر لگی۔ پوہ کا مہینہ درد والا ہے، دکھوں بھرا ہے سہیلیاں مل جل کر کھیلتی ہیں۔

پیرِ کامل کی مدد:

آپ نے فرمایا علامہ فخر الدین رازی مصنف تفسیر کبیر ایک دن اپنے پیر حضرت خواجہ ابو النجیب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ دہریہ مذہب کا ایک شخص اللہ تعالیٰ کی عدم وحدانیت پر بحث کرنے لگا اور دو سو دلیل پیش کر کے حاضرین مجلس کو مغلوب کرنے لگا تو علامہ صاحب نے یکایک سمندِ بلاعنت (بلاعنت کا گھوڑا) میدانِ فصاحت میں دوڑایا اور بُراہین قاطعہ اور حجتِ بالغہ سے اُس ملحد کے دلائل کی تردید کر دی اور اسے لاجواب کر کے مقامِ حیرت میں بٹھا دیا اور اس کے لوحِ قلب سے تمام خطرات مٹا دیئے تو اس دہریہ کو سکوت اور تسلیم کے سوا چارا نہ رہا۔ پھر علامہ صاحب نے فرمایا اب اسلام لانے میں تجھے کیا رکاوٹ ہے؟ بس اس دہریہ نے بڑے شوق سے کلمہء شہادت پڑھا اور مشرف باسلام ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا آج اگر علامہ صاحب نہ ہوتے تو یہ فوزِ عظیم نصیب نہ ہوتی۔ آپ نے فرمایا علامہ صاحب کا جب وقت دمِ آخرین پہنچا تو شیطان نے آکر عدم وحدانیت کے بارے میں مکابرہ (جھگڑا) شروع کر دیا حتیٰ کہ شیطان لعین نے علامہ صاحب کو لاجواب کر دیا تو علامہ صاحب روتے ہوئے اپنے پیرو کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی کہ:

یا حضرت! اس وقت ابلیس میرا ایمان سلب کرنا چاہتا ہے۔ اب تو للہ میری مدد فرمائیں۔ بس علامہ کا یہ کہنا تھا اُدھر خواجہ صاحب اپنے مقام پر وضو فرمارہے تھے۔ علامہ رازی کی یہ آواز سنتے ہی وضو والے لوٹے کو زمین پر پھینک دیا اور زبان مبارک سے بھی کچھ ارشاد فرمایا۔ اس پر مریدین نے پوچھا حضرت! آج خلافِ عادت آپ سے یہ افعال صادر ہوئے کیا وجہ تھی؟

آپ نے علامہ رازی کا سارا ماجرا کہہ سُنایا اور فرمایا کہ یہ لوٹا میں نے شیطان کے سر پر دے مارا اور علامہ صاحب کو میں نے سمجھایا کہ تو کہہ دے کہ میں اللہ تعالیٰ کو بِلا دلیل وحدہ لاشریک سمجھتا ہوں جا دفع ہو میرے سامنے سے۔ اِن کا یہ کہنا تھا کہ شیطان بھاگ گیا۔[1]

---

[1] قوله صلى الله عليه وسلم بي يسمع وبي يبصر وبي ينطق. نوادر الأصول في أحاديث الرسول (2/236)

جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو بقوۃ اللہ و بحول اللہ وبقوۃ اللہ دور و نزدیک کے آواز سن بھی لیتا ہے اور اپنی آواز کہاں تک بھی پہنچا سکتا ہے، جس طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ آپ نے مسجد نبوی میں خطبہ دیتے محاذِ جنگ پر نہ صرف ساریہ سپہ سالار کو دیکھا تھا بلکہ اس لشکر کی رہبری اور رہنمائی بھی فرمائی تھی۔

عن ابن عمر ان عمر رضي الله عنه خطب يوما بالمدينة فقال يا سارية الجبل من استرعى الذئب فقد ظلمه فقيل يذكر السارية السارية بالعراق فقال الناس لعلي رضي الله عنه ما سمعت عمن يقول يا سارية وهو يخطب على المنبر فقال ويحكم دعوا عمر فانه ما دخل في شيء الا خرج منه فلم يلبث الا يسيرا حتى قدم سارية فقال سمعت صوت عمر فصعدت الجبل. جامع الأحاديث (26/99) الأربعين في التصوف (1/6) شرح صحيح البخاري لشمس الدين السفيري (4/16)

المجلس الخامس

پانچویں مجلس

کیفیاتِ عشق و مستی:

صبح سویرے حضرت غوث الزماں پتی سے روانہ ہوگئے۔ یہاں سے سات کوس طئے مراحِل کر کے بوقت تقریباً نیم پاس (دوپہر) کے راجن پور پہنچے اور محمد کبیر کمپوڈر ہسپتال جو حضرت خلیفہ محمد بخش صاحب کا مرید ہے وہ قطب نالہ کی پُل پر حضرت قبلہ عالم کے قدوم میمنت لزوم کا منتظر تھا۔ آگے بڑھکر پھولوں کے ہار آپ کے گلے مبارک میں ڈال دیئے اور دستار مبارک پر بھی۔

اس کے ساتھ ایک مولودی آیا ہوا تھا جس نے بڑے ہی خوش لہجہ اور ترنم تان سے ہندی زبان (سرائیکی) میں غزل پڑھنا شروع کی جس کا پہلا بیت یہ تھا:

رانجھا جوگی اماں ویس وٹا کے آیا ٭ بیر نگ رنگ پور اندر دھوم مچا کے آیا

ترجمہ: اماں جان! رانجھا جوگی (محبوب) لباس تبدیل کر کے آیا ہے۔ بیرنگ (بے مثل) جو ہے وہ رگ پور (صورت والوں) کے اندر دھوم دھام سے آیا ہے۔

سبحان اللہ اس احقر کمترین پر ایک ایسی حالت طاری ہو گئی کہ:

نہ یارائے گفتن، نہ یارائے گریز ٭ بور طہ محبت دلم اشک ریز

تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کے چہرہ منور پر تجلیات اللہیہ متجلّی اور منجلی ہونے لگے ہیں۔ (یہ نظارا دیکھ کر) بندہ (پیر مٹھا سائیں) بے خود ہو کر مست ہو گیا۔ اور بادہء محبت سے مدہوش ہو گیا اور اسی کیف و مستی میں بے خود ہو گیا۔ اور پھر خلیفہ محمد بخش صاحب کو بالجبر گھوڑے سے اتار دیا اور زبان سے یوں نکل رہا تھا کہ اب سجدہ نہ کریں تو کیا کریں۔ ادھر خلیفہ صاحب جس نے تمام عمر اس کیف و مستی میں گذار دی تھی۔ اب وہ سکون سے جا رہے تھے اور مجھے کہہ رہے تھے کہ شریعت پاک بڑی نازک ہے اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

کلامِ کاملاں جان می دارد:

راجن پور کے بازار میں اللہ اللہ کے نعرے لگاتے ہوئے محمد کبیر کے مکان میں جو بالا خانہ تھا قیام اور آرام پذیر ہوئے۔ سبحان اللہ مخلوق کا اتنا اژدھام (انبوہ) تھا کہ بازار اور گلیاں اور کوچے بند ہو گئے تھے اور زائرین لوگ سیڑھیوں اور مکانات کی چھت پر چڑھ کر زیارت سے مستفیض ہو رہے تھے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں اور دوسرے انبوہ کثیر اور جم غفیر کو بالاخانہ سے نیچے والے مکان میں رہنے کا حکم نافذ فرمایا اور حسب عادت مبارک وعظ با تاثیر اور نصائح دلپذیر بندگانِ خدا کی اصلاح

کے بارے میں ارشاد فرمائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ آبدیدہ ہو گئے اور گناہوں سے تائب ہونے لگے۔ بہت سے لوگوں کے کانوں سے مرکیاں اور ہاتھوں سے چھلے اتارے گئے اور بہت سے آدمیوں کی مونچھیں بھی کاٹی گئیں۔

عشقِ مجازی:

آپ نے فرمایا ایک فقیر گداگر ایک دن شاہی محل کے سایہء دیوار میں جارہا تھا تو اتفاقیہ شہزادی نے دریچہء محل سے کسی خیال میں اپنا سر باہر نکال کر جھانکا تو فقیر پر نظر پڑی اور فقیر نے بھی اس کو دیکھا اور اس کی محبت میں مفتون اور مجنون ہو کر بامید دیدار بے اختیار اور بیقرار بیٹھ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کو خبر ملی کہ ایک فقیر شہزادی کے عشق میں بیٹھا ہوا ہے تو اُس نے اپنے مشیروں اور وزیروں سے مشورہ کے بعد فیصلہ یہ کیا کہ صبح اُس فقیر کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے تاکہ میرا وقار اور عزت بحال ہو جائے اور عوام کو اس واقعہ سے عبرت حاصِل ہو اور آئندہ کسی کو ایسی جرائت نہ ہو۔ یہ بات افواہ میں اڑتی ہوئی شہزادی کے کانوں تک پہنچی۔ سُن کر دردِ مفارقت میں افتاں خیزاں[1] رات کو میاں فقیر کے پاس آگئی اور اُسے اس سرگذشت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تو انتفاء آگ فتنہ کیلئے[2] یہاں سے فوراً چلا جا۔ فقیر نے رو کر کہا کہ تیری محبت کے الزام میں میرا پھانسی پہ لٹکایا جانا قیامت کے دن باعثِ افتخار ہو گا یہ تو ایک جان ہے تجھ پہ سو جان بھی قربان کر سکتا ہوں۔

---

[1] گرتے پڑتے، بدحواسی کے عالم میں۔
[2] فتنہ کہ آگ بجھانے کے لئے۔

یہی باتیں کرتے اور ایک دوسرے کو گلے لگاتے ہوئے کھڑے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ اِدھر اُدھر سے لوگ آکر جمع ہوتے گئے حتیٰ کہ مجمع کثیر ہو گیا جب ان دونوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان کی روحیں پرواز کر گئی ہیں۔

فرمایا ایک طاؤس (مور) کسی جمیلہ عورت پر عاشق تھا۔ سارا دن اُسی معشوقہ کی طرف تکتا اور ناچتا رہتا تھا اور ان کے پڑوس میں سے کسی عورت نے طعنہ مارا کہ ہائے تیرا عاشق آج تک آدمی تو کوئی نہ ہوا یہ ایک پرندہ تو ہے۔ یہ سنکر اسے غصہ آگیا اور طاؤس کو پکڑ کر اس کی دونوں آنکھیں باہر نکال دیں وہ بیچارہ اسی وقت اس کے سامنے تڑپتا ہوا مر گیا۔ یہ حالت دیکھ کر عورت کو بہت رنج ہوا وہ اس کے غم میں تڑپ کر مر گئی۔ [1]

داڑھی کٹے امام کے پیچھے نماز:

حضرت تقریر فرماتے رہے، لوگ محظوظ ہوتے رہے جمعہ کا دن تھا آپ نے غسل فرمایا اور جامع مسجد جمعہ پڑھنے تشریف لے گئے۔ نماز کے بعد مولود خوانی ہوئی جس سے صوفیاء کرام پر جذبہ وَوجد طاری ہو گیا۔

آپ نے فرمایا جس امام کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی ہے اس نے قرآن شریف غلط پڑھا ہے اور اس کی داڑھی بھی حدِ شرع سے کم ہے۔ میں تو انشاء اللہ تعالیٰ نماز کا اعادہ کرونگا۔ فرمایا جس کی داڑھی قبضہ سے کم ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

---

[1] مقامات مظہری حضرت شاہ غلام علی دہلوی مطبوعہ اردو سائنس بورڈ ص ۲۴۹
ان حکایات بیان کرنے کا مقصد لوگوں کو بتانا تھا کہ اگر عشق مجازی میں عشاق جانیں تک قربان کر دیتے ہیں تو عشق حقیقی کا کیا کہنا! اس میں تو تن من دھن سب کچھ قربان کر دینا چاہیے۔

متکبرین کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے:

جب آپ محمد کبیر کے ہاں تشریف لائے تو راجن پور کا بڑا تحصیلدار جو خلیفہ محمد بخش صاحب سے سلوک مراقبہ احدیت تک طے کر چکا تھا، وہ حضرت غوث الزماں کی زیارت کیلئے حاضر ہوا، مگر افسوس کہ اس کی داڑھی پر مشین پھری ہوئی تھی تو آپ نے اسے دیکھ کر جو فرمایا امید ہے کہ وہ دمِ زیست تک یاد رکھے گا۔ چنانچہ حضرت غوث الزماں نے فرمایا ہم بڑے پیٹ والوں ملازموں اور حاکموں سے ہرگز نہیں ڈرتے بلکہ میں تو انہیں چیونٹیوں سے بھی کمزور سمجھتا ہوں۔ یہ لوگ اہل حکومت غرور اور کبر میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اَلکِبرُ مَعَ الکِبرِ عَدل [1] متکبر کے ساتھ تکبر کرنا انصاف ہے۔

ہم تو اِس پر عمل کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ایک نقال نے اپنے ساتھی نقال سے کہا ارے بھائی ملا لوگ جنت کی بہت تعریف کرتے ہیں آؤ ذرا بہشت کا پتہ کریں، چنانچہ اس نے مراقبہ میں سر جھکالیا اور پھر سر اٹھا کر کہا: یار بہشت میں جاتے ہی میرا دل بہت گھبرایا کیونکہ اس میں یا تو اندھے تھے یا کانے اور لنگڑے یا بہرے اور زیادہ تر ملا لوگ تھے، سائل نے کہا کیا وہاں سید بھی تھے؟ بولا جی ہاں کوئی کوئی نظر آتا تھا۔

---

[1] سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں، تکبر کرنے والوں کے ساتھ تکبر کرنا یہ بھی صدقہ ہے۔ تَكَبَّرُوا مَعَ الْمُتَكَبِّرِينَ، فَإِنَّ التَّكَبُّرَ مَعَ الْمُتَكَبِّرِينَ صَدَقَةٌ تنقيح القول الحثيث في شرح لباب الحديث (1/144)

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ مالدار لوگوں کے ساتھ تکبر کرنا بھی تواضع ہے۔ سُئِلَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، فَقِيلَ لَهُ: مَا التَّوَاضُعُ؟ قَالَ: التَّكَبُّرُ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ. المجالسة وجواهر العلم (2/306)

سائل نے کہا اب دوزخ کے متعلق کچھ احوال بتائیں وہاں کیا دیکھا لہٰذا نقال بصورت سابقہ مراقبہ کر کے سر اٹھایا اور کہا واہ واہ سبحان اللہ ! دوزخ میں تو بہت رونقیں لگی ہوئی تھیں۔ سائل نے کہا وہ کس طرح؟ بولا میں نے جو دوزخ کو دیکھا تو اس میں وہ لوگ تھے جن کا نام کے ساتھ "دار" لگا ہوا ہوتا ہے۔ سائل نے کہا اِس معمہ کو حل کر دیجئے۔ اس نے کہا چوکیدار، نمبردار، ذیلدار، جمعدار اور صوبیدار، تھانیدار، سر رشتہ دار، تحصیلدار اور حوالدار یہ سب "دار" والے دارِ دوزخ میں رونق لگائے ہوئے تھے۔ آپ کی تقریر پُر تنویر جہاں دوسرے لوگ توجہ سے سُن رہے تھے وہاں تحصیلدار صاحب بھی بڑے خشوع کے ساتھ سنتا رہا۔ جب تقریر ختم ہوئی تو تحصیلدار صاحب نے دو روپے نذرانہ پیش کر کے منظور کرائے اور دعاء کرا کر اجازت لیکر چلا گیا۔

آپ نے اِسی مسجد میں بہت سے لوگوں سے بیعت لی رات وہیں بسر فرما کر صبح کے وقت دولت خانہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ الحمد للہ رب العالمین تمام شد سفر داجل بتاریخ ۱۵ شمال ۱۳۵۰ھ بمقام میاں اللہ وسایا آرائیں موضع پتی گھنیا۔

المجلس السادس

چھٹی مجلس

سفر سندھ

بُرے نام بدل دینا:

مورخہ ۲۸ ماہ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ میں حضرت غوث الزماں محبوب رحمان سکھر شہر میں تشریف افزا ہوئے اور یہ کمترین چند روز سے روھڑی شریف میں قیام پذیر تھا تو بندہ سکھر میں جاکر شرف قدم بوسی سے مستفیض ہوا۔ آپ نے بعد نماز فجر پہلے مولوی سلیم اللہ صاحب ہندستانی کی طبع پرسی فرمائی اور بدھو خان کلیانوی کو فرمایا تیرا نام بدھو اچھا نہیں ہے، یہ تو عموماً ہندوں کا نام ہوا کرتا ہے۔ بولا جی میرا اصلی نام تو راحت یار خان ہے۔ آپ نے فرمایا راحت یار خان نیز اچھا نہیں ہے اب تو رحیم یار خان ہونا چاہیے اور ظہور محمد خان کنسٹبل کو فرمایا:

تم اور دوسری ہماری جماعت والے سب اس کو رحیم یار خان کے نام سے بلایا کرو۔ [1]

خواب اور اس کی تعبیر:

فرمایا رات کو خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں ایک سرخ گھوڑے پر سوار ہوں اور جماعت حسب دستور میرے پیچھے آرہی ہے اور گھوڑے کو میں نہایت تیزی سے چلاتا ہوں اور ایک رفیع مکان جس میں چند عورتیں موجود تھیں، اندر چلا گیا تو ان عورتوں نے شور اور غل مچادیا کہ یہ بیگانہ آدمی بغیر اجازت کیوں اندر چلا آیا ہے۔ تو میں نے کہا یہ گھوڑا خود زبردستی اندر چلا آیا ہے۔ مت گھبراؤ بس میں ابھی باہر چلا جاتا ہوں۔ اور پانی تو خواب میں بالکثرت دیکھتا ہوں۔

مذکورہ مولوی صاحب نے عرض کی کہ اس کی تعبیر تو یوں معلوم ہوتی ہے کہ آپ ہر ملک میں فیض پہنچاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا مولوی صاحب میرے دل میں تو یہ خیال ہے کہ گھوڑے سے مراد دنیا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ میں اس پر سوار ہوں اور سرخ رنگ سے مراد اخلاص ہے اور عورتوں سے مراد گناہ ہیں اس لئے کہ یہ ناقصات العقل ہوتی ہیں۔ الحمدللہ دنیا سے میری محبت نہیں ہے اور گناہوں سے میں مُحترِز ہو چکا ہوں۔ اور پانی سے مراد ذکر اور فیض ہے۔

---

[1] رسولِ اکرم ﷺ کی یہی عادتِ مبارکہ تھی کہ ناپسندیدہ ناموں کو اچھے ناموں سے بدل دیتے تھے۔ جس طرح آپ نے عاصیہ نام کو جمیلہ نام سے بدل دیا تھا۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ أَنْتِ جَمِيلَةُ۔ مسلم (172/6)

پیر کامل کی ملفوظات میں تاثیر ہوتی ہے:

پھر کمترین نے ملفوظات شریف لکھنے کیلئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ریا اور تحسین کا مقصد دل میں نہ ہو بلکہ مخلوق کو فائدہ دینے کی غرض ہو تو ٹھیک ہے۔ پھر کمترین نے عرض کی کہ حضور! سفر داجل والی ملفوظات شریف جو اس احقر نے لکھی تھی، اب ان کو پڑھتے وقت اتنا ذوق اور وجد پیدا ہوتا ہے کہ کسی ملفوظات میں ایسا تلذّذ اور حظوظ نہیں پائے جاتے۔[1] فرمایا میں تو ایک جاہل آدمی ہوں۔ میرے الفاظ کوئی ایسے برگزیدہ اور قابل تحریر نہیں ہیں لیکن آپ کو اچھے اس لئے معلوم ہوتے ہیں جو آپ کے اپنے دل میں اچھائی ہے۔

مادِحِ خورشید مداح خداست

و اذا جاءت المحبۃ ذهب الاعتراض

(سورج کی مدح کرنے والا خود خدا کی تعریف کرتا ہے اور جب محبت آجاتی ہے تو اعتراض چلے جاتے ہیں)۔ فرمایا یہ عبارت بالاتفاقیہ آگئی کسی کتاب کی نہیں ہے۔

نظر نظر کا فرق ہے:

فرمایا جس نے حضرت محبوب کبریا رسول کریم ﷺ کو حسنِ عقیدت سے دیکھا جیسا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ تو مُصَدق اور متبع ہو گئے۔ اور جس نے بدعقیدگی سے دیکھا جیسے ابو جہل نے دیکھا وہ مرُدود ہو گئے۔

---

[1] بیشک اولیاءِ کرام کا کلام عام لوگوں کے کلام کی طرح نہیں ہوتا، اس میں محبت کی چاشنی اور معرفت کی خوشبو ہوتی ہے۔

اپنے اور پرائے کا فرق:

فرمایا اگر چھوٹا بیٹا باپ کی داڑھی کو پکڑ کر کھینچے تو باپ کے دل پر کوئی گراں اور دشوار نہیں گذرتا بلکہ اس کھیل پر خوش ہوتا ہے اور معاذ اللہ دوسرے کا لڑکا اگر اس طرح پکڑ کر کھینچے تو بتاؤ وہ کیا کہے گا۔ بالفرض بڑا وسیع حوصلہ آدمی کیوں نہ ہو لیکن پھر بھی ایک تھپڑ اس کو ضرور ماردیگا اور اس لڑکے کو اور اس کے والدین کو، بد تہذیبی سے منسوب کرے گا۔ لیکن فرق اس میں یہ ہے کہ وہ تو اپنا ہے اور یہ غیر کا بیٹا ہے۔ آپ نے اس کمترین کو ارشاد فرمایا کہ دہلی والے خطوط کا میری طرف سے جواب لکھ دے اور لکھ کر مجھ کو دکھادینا۔

اس کے بعد میاں محمد عمر بیگ کے لئے ناف کا تعویذ لکھا۔

بامقصد کلام

آپ مسجد شریف سے ظہور محمد کے کواٹر میں تشریف لائے تو یہ بندہ حسب الارشاد خطوں کا جواب لکھ کر آپ کی خدمت اقدس میں لایا۔ آپ نے پڑھ کر ایک لفظ کی تصحیح فرمائی اور وہ اصلی عبارت یہ تھی (کہ ایک لحظہ مالکِ حقیقی سائیں کے ذکر سے غافل نہ ہونا) آپ نے فرمایا "سائیں" کا لفظ یہاں بے ضرورت ہے جب مالک حقیقی ہوگیا تو اس کے لکھنے کا مقصد کیا ہے۔ اور آئندہ اسی طرح الفاظ عبارت کا خیال رکھا کرو۔ [1]

---

[1] اللہ والوں کا کلام بامقصد اور خیر الکلام ہوتا ہے۔ اور خیر الکلام ما قل ودل کا مظہر ہوتا ہے، وہ اپنی گفتار میں ایک لفظ بھی بے مقصد گوارا نہیں کرتے۔

اللہ کی عنایتیں:

آپ اس وقت ایک کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے فرمایا اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ ایک شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں میری طرف سے کہہ دینا کہ تیرے خدا ہونے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے اور تیرے رزق دینے کی نیز ضرورت نہیں ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ میں یہ بات عرض کی تو رب العالمین کا ارشاد ہوا کہ اے کلیم میری طرف سے کہہ دینا کہ مجھ کو تیرے لئے خدا ہونے کی ضرورت ہے اور تیرے لئے رزق پہنچانے کی نیز ضرورت ہے۔

فکرِ ہر کس بقدر ہمت اوست:

آپ نے فرمایا تین بزرگوں کے آگے کسی نے شہد سے بھرا ہوا طشت رکھ دیا۔ کھانے کے وقت ایک بال اُس شہد سے نکلا، تو ایک بزرگ بولا شریعت اس طبق سے روشن اور طریقت اس شہد سے شیرین اور اس پر چلنے کا طریقہ اس بال سے باریک ہے۔ دوسرے نے کہا جنت الماویٰ اس طبق سے روشن اور اس کے میوے اُس شہد سے مُلذِذ اور بہشت کا راستہ اس بال سے باریک ہے۔ تیسرے نے کہا مسلمانی اس طشت سے روشن اور اسلام کے کام کرنا اس شہد سے شیرین تر اور اسی مسلمانی پر چلنا اسی بال سے باریک تر ہے۔ چوتھا لڑکا جو شہد کا طشت بھر لایا تھا، کہا مہمانوازی کرنا اسی طشت سے خوب تر اور کھانا کھِلانا اس شہد سے خوش تر اور مہمانوں کے آداب بجالانا اس بال سے باریک تر ہے۔

اپنا محاسبہ:

فرمایا ایک بزرگ جو کلام دن میں بولتا تھا، تو اس کو لکھ لیتا تھا اور شام کو اسی فہرست کا مطالعہ کرتا تھا۔ جو بات نیک ہوتی تھی اس پر خوش ہوتا تھا اور جو بات فحش ہوتی تھی اُس سے توبہ کرتا تھا۔

فراستِ مؤمنانہ : آپ نے فرمایا:

اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ [1]

مومن کی فراست سے چوکنّا رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

آپ نے فرمایا: اولیاء اللہ کو دوست رکھو جو تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

میخیں زمین میں ہوں دل میں نہ ہوں:

فرمایا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے سونے کی میخوں سے گھوڑے باندھ رکھتے تھے تو کسی نے عرض کیا یا حضرت اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میخیں تو زمین میں گاڑ رکھی ہیں نہ کہ دل میں۔

اول خود عمل کرنا:

فرمایا ایک عورت اپنے بچے کو ایک بزرگ کی خدمت میں لائی کہ اس کو دعا فرماؤ کہ گڑ بہت کھاتا ہے۔ بزرگ نے فرمایا آج تو میں نے خود گڑ کھایا ہے آج کے دن میں اس کو ترک کروں گا اور آپ کل لڑکے کو لے آنا۔ [2]

---

[1] سنن الترمذي ، بَابٌ وَمِنْ سُورَةِ الْحِجْرِ (ج 10 / ص 399۔ الرقم: 3052)

المعجم الكبير للطبراني، عن أبي أمامة الباهلي (ج 7/ ص 109۔ الرقم: 7369)

[2] اولیاء اللہ کا وطیرہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کو کہنے سے پہلے اول خود عمل کرتے ہیں۔

موت محبوب سے ملاقات کا دن ہے:

فرمایا عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کیلئے آیا تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے فرمایا جا میری طرف سے (اللہ کی بارگاہ میں) عرض کر کہ کوئی دوست اپنے دوست کو مارنا چاہتا ہے؟ پھر رب کی طرف سے یہ جواب لایا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے بتا کوئی دوست اپنے دوست کی ملاقات سے انکار کرتا ہے؟ تو فرمایا نہیں۔ پھر روح قبض کرنے کی اجازت دے دی۔

عجز و نیاز: فرمایا ایک بزرگ کہتا تھا جو بات میرے اندر ہے وہ خدا تعالیٰ کے اندر نہیں ہے تو کسی نے دریافت کیا حضرت وہ کون سی بات ہے؟ فرمایا میرے اندر نیاز اور عجز ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے مُنزہ ہے۔

قصہ ایک نقال اور بادشاہ کا:

فرمایا ایک نقال غار میں جا کر کنج نشین اور گوشہ گزیں ہوا اور اپنے آپ کو مستجاب الدعوات کہلانا شروع کیا۔ یہ بات بادشاہ کے کانوں تک پہنچی۔ بادشاہ سنتے ہی دعا کیلئے اُس مکار کی خدمت میں پہنچا۔ بادشاہ نے جاتے ہی ہزار روپیہ کی ایک ہمسانی آگے رکھ دی تو اس غدار نے لینے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے بہت اصرار کیا کہ حضور یہ ہدیہ ضرور قبول فرمائیں مگر اس مکار نے نہ مانا تو بادشاہ مایوس ہو کر اپنے دار السلطنت کو چلا۔ تو وہ نقال دوڑتا ہوا بادشاہ کو راستے میں جا کر ملا اور کہا کہ حضور وہ ہزار روپیہ واپس مجھے عطا فرمائیں۔ بادشاہ نے کہا تو کون ہے؟ بولا جی میں فلانہ نقال ہوں۔ بادشاہ نے کہا اُس وقت نہ لینے کی کیا وجہ تھی؟ کہنے لگا میں اُس وقت میں جس کی نقل کر رہا تھا اس کی عادت تھی کہ وہ بادشاہوں سے دنیا لینے سے انکار

کر دیتے تھے اس لئے اگر میں لے لیتا تو نقل پوری نہ رہتی۔

فرمایا دیکھو اُس نقال نے کیا عجیب نکتہ بیان کیا ہے۔ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

اگر تو مراتب کا فرق نہ کرے تو گمراہ ہوگا۔

پیر کامل اور ناقص کا فرق:

فرمایا آج کل پیر عورتوں سے ٹانگیں دبواتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھی کو منڈاتے ہیں۔ لوگوں کو ضلالت کی طرف کھینچتے ہیں اور لوگوں کو کامل اور ناکامل کی تمیز بالکل نہیں رہی۔ بس گِل کو دیکھتے ہیں دل کو نہیں دیکھتے۔ پیر کا معنی بال سفید ہونے کا نہیں ہے بلکہ دل سفید ہونا چاہیے اور پیر کامل وہ ہے:

من له المولیٰ فله الکل (جس کا رب اس کا سب کا مصداق ہو)

اور مولیٰ کے در کا دربان ہو۔

اولیاء اللہ کی محبت اللہ کی محبت ہے:

سایہءیزداں بود بندہ خدا۔ (بندہء خدا اللہ کی رحمت کا سائبان ہوتا ہے)

چوں شوی دور از حضور اولیا، در حقیقت دور گشتی از خدا۔

(جب تو اللہ والوں سے دور ہوگا تو در حقیقت اللہ سے دور ہوگا)

حضرت محبوب کبریا علیہ افضل الصلوات نے امت کو یہ داؤدی دعا سکھائی ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ [1]

---

[1] سنن الترمذي (ج 11/ص 395)

فرمایا حضرت پیر پیراں غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولی اللہ ایک دن میں ستر جگہ پر دعوت کھا سکتا ہے۔

فرمایا پیر کامل وہ ہے کہ متبع سنت کا ہو اور ایک ہاتھ میں شریعت کا جزدان اور دوسرے ہاتھ میں عشق کا سندان ہو۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ دَرَجَةً رَفَعَهُ اللّٰهُ دَرَجَةً [1] (جس نے اللہ کی خاطر تواضع اختیار کی اللہ اس کا درجہ بلند کرتا ہے)

حضرت ابو حفص کا تقوی:

فرمایا ابو حفص بڑے عالم تھے لیکن وعظ کرنے سے محترز تھے تو لوگوں کے اصرار کرنے پر بولے کہ میں نے سہواً یہودی کا ایک پیاز کا پتا کھایا تھا اس لئے وعظ کرنے سے متعذر ہوں۔ لوگ مل کر اُس یہودی سے معافی کی التماس کرنے لگے۔ یہودی نے کہا جب تک لاکھ روپیہ نہ لونگا مجھ سے معافی کی امید مت رکھو۔ آخر الخیل لاکھ روپیہ اس کو دے دیا۔ یہودی نے جاکر اپنی بیوی سے مشورہ طلب کیا تو اس عورت نے کہا جب ایک پیاز کے پتے کے عیوض لاکھ روپیہ دیتے ہیں اور دل میں اتنا قدر خشیت اور ڈر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی گرفت اور آخرت کے عذاب اور عقوبت عاقبت سے کانپتے ہیں تو مان لے کہ بیشک یہی دین سچا اور برگزیدہ ہے۔ تو اس کا حاصل کیا نکلا کہ وہ یہودی بمع اپنے اہل اور عیال کے اور تمام عزیز اور اقارب کے مسلمان ہو گیا۔

---

[1] مسند أحمد، مُسْنَدُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ (ج 23 / ص 344۔ الرقم: 11299)
شعب الإيمان للبيهقي فصل في التواضع، وترك الزهو (ج 17 / ص 182۔ الرقم: 7917)
مصنف ابن أبي شيبة (ج 8 / ص 179) الإبانة الكبرى لابن بطة (ج 1 / ص 460)

پھر تو ابو حفص صاحب تبلیغ کے کام میں سر گرم ہو گئے اور بہت بے دین لوگ ان کے وعظ میں متاثر ہو کر مسلمان ہو جاتے تھے۔

تارک ماسوی اللہ بادشاہ

ایک بزرگ منش بادشاہ کو خازن نے عرض کی کہ حضور آپ کے خزانہ میں ایک لعل ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ ہو گی۔ بادشاہ بولا الحمد للہ اور دو دن کے بعد پھر عرض کی کہ حضور وہ لعل تو اب گم ہو گیا ہے تو بادشاہ بولا الحمد للہ۔ پھر خزانچی نے اِستفسار کیا کہ حضور دونوں باتوں پر آپ نے الحمد للہ پڑھا اس کی کیا وجہ ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ لعل موجود اور عدم موجود ہونے پر میں نے الحمد للہ نہیں پڑھا بلکہ دل لعل کی محبت سے خالی ہونے پر الحمد للہ پڑھی۔ الحمد للہ بہر حال لعل کا ہونا اور نہ ہونا میرے لئے یکساں ہی تھا۔

محبت کی ادائیں:

فرمایا مجنوں ایک دن لیلیٰ کی ضیافت پر گیا تو لیلیٰ نے مجنوں کا پیالا توڑ ڈالا اور مجنوں بیچارا مسرور ہو کر رقص کرنے لگا۔ تو کسی نے مجنوں کو کہا یہ کیا موقعہ خوشی کا ہے؟ تو مجنوں بولا دیکھ لو کچھ علاقہ تو لیلیٰ کو میرے ساتھ ہی تھا کہ اوروں کے پیالے پُر کر دیئے اور میرا پیالا آگے رکھتے ہوئے توڑ ڈالا۔

بارِ امانت :

آپ جس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے تو اس کتاب میں لکھا تھا کہ چیونٹی پہاڑ کو نہیں اٹھا سکتی۔ آپ نے فرمایا ایک شخص نے مجھ سے خواب کی تعبیر پوچھی کہ چیونٹی سر پر اونٹ کو اٹھا کر دریا پر تیرتی ہے۔ بندہ باوجودیکہ اتنا فہم اور فراست نہیں رکھتا، دل میں یہ خیال آیا کہ چیونٹی سے مراد ولی اللہ ہے،

اور اونٹ سے مراد وہ بارِ امانت ہے جو رب نے قرآن شریف میں بیان فرمایا ہے:

کما قال اللہ: إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (الاحزاب:72)

ہم نے آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش فرمائی انھوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا کیوں کہ وہ اِس معاملہ میں ڈر گئے لیکن انسان نے اُسے اٹھالیا بیشک انسان نے (خود پر) ظلم کیا اور انجام کو بھول گیا۔

اور دریا سے مراد دریاءِ معرفت ہے اور ولی اللہ اسی دریاء میں تیرتا ہوا پار نکل جاتا ہے۔

چیز وقتِ مقررہ پر ملتی ہے:

فرمایا حضرت خضر علیہ السلام نے کسی بزرگ کو فرمایا تم کو کوئی ضرورت پڑے تو مجھ کو یاد کرنا۔ وہ بزرگ بولا تیری مجھے ہرگز کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے بار بار اصرار کرنے پر بزرگ نے کہا اچھا اگر آپ کی مرضی ہے تو جو چیز مجھ کو اوقات مقررہ پر ملتی ہے جیسا کہ فرمان ہے:

کل امر مرھون باوقاتھا۔ [1] تو مجھ کو وقت مقررہ سے پہلے وہ چیز دِلا دے اور جو میرے حق میں تقدیر نے تحریر کی ہے جیسا کہ حکم ہے:

وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا [الأحزاب:62]

تو اس میرے نوشتہ مقدر کو تبدیل کردے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا دونوں امر ناممکن ہیں۔ پھر اس بزرگ نے عرض کی یہیں فیصلہ ہوگیا۔

---

[1] أن الأمور مرهونة بأوقاتها، وأسبابها. السيرة النبوية عرض وقائع وتحليل أحداث (1/227)

بس جب وقت آئے گا مل جائے گا اور جو مقدر میں ہوگا وہ ملے گا۔

عاشقِ خام ہے وہ جو بجائے محبوب طالبِ دنیا ہوتا ہے:

فرمایا ہارون رشید کی زوجہ زبیدہ خاتون پر ایک شخص عاشق ہوگیا اور یہ بات اڑتی ہوئی معشوقہ تک پہنچی تو وزیر کو بلا کر حکم دیا کہ چھ ہزار روپیہ اس کو دیکر یہ کہنا کہ زبیدہ کہتی ہے میرے سودا سے باز آجانا اور میری اس دار الصدر (گھر کے در) کو چھوڑ کر کسی اور طرف چلا جا۔ وزیر نے اُسے بلا کر حسب الحکم چھ ہزار روپیہ دیدیے اور پیغام بھی پہنچا دیا۔ وہ عاشق روپیہ لیتے ہی اور پیغام سنتے ہی اس شہر کو چھوڑ کر چل دیا۔ جب کافی عرصہ کے بعد زبیدہ تمام واقعہ سے مطلع ہوئی تو وزیر کو بلا کر حکم دیا کہ اس عاشق خام و دنیا پرور کو تلاش کر کے پھانسی پر لٹکا دے کیوں کہ اس خام نے میرے نام کو بدنام کیا اور کیوں چھ ہزار روپیہ لیکر یہاں سے چلدیا۔

نعمتوں کی قدر شناسی کرنی چاہیے:

فرمایا ایک سائل نے کسی بزرگ سے دنیا کا سوال کیا۔ بزرگ نے فرمایا پہلے اپنے دو کان کاٹ کر مجھے دیدے تو میں دس ہزار روپیہ تجھے دونگا۔ سائل بولا نہیں جناب معافی دیجئے۔ بزرگ نے فرمایا اچھا ناک ہی سہی۔ بولا نا جی۔ تو بزرگ نے فرمایا اچھا آنکھ ہی سہی بولا نا جی۔ بزرگ نے فرمایا اچھا ہاتھ ہی سہی۔ کہا بالکل نہیں۔ بزرگ نے فرمایا اچھا ایک ٹانگ ہی سہی کاٹ کر دیدے ابھی دس ہزار روپیہ ملیں گے۔ بولا نا جی۔ بزرگ نے فرمایا جب تُو اتنی بڑی قیمت کا آدمی ہے تم خود کو غریب کیوں کہلاتا ہے اور در بدر سوال اور دریوزہ گری کیوں کرتا ہے؟! اب جا اپنے ہاتھوں سے کما کر کھا۔

اولیاء اللہ کو پکارنا:

حضرت غوث الزماں نے فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کا ایک مرید کاروانِ تجارت میں جا رہا تھا تو ناگاہ رہزنوں نے آکر قافلہ کو لوٹنا شروع کر دیا اور قافلہ والوں نے کمال تضرع اور زاری سے اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیا لیکن پکارنا کچھ ضرر سے متمتع نہ ہوا۔ اُس مرید نے اپنے پیر کو پکارا تو اُس قافلہ میں وہی ایک چوروں کی لوٹ مار سے سالم رہ گیا اور اہل کارواں اس واقعہ پر بڑے متحیر اور متفکر رہ گئے کہ خدا کا پکارنا مفید نہ ہوا اور پیر کا پکارنا اتنا فائدہ رساں ہوا!! اس لئے آکر حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اسی شبہ کے ازالہ کے لئے سوال کیا تو آپ نے فرمایا اُس نے مجھے پکارا اور میں نے اپنے اللہ کو پکارا اور میرا چونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا تعلق تھا تو اس لئے میری دعا اور ندا جلد تر منظور ہو گئی اور آپ لوگوں کا تو اللہ کیساتھ محبت کا تعلق نہ تھا اس لئے کامیاب نہ ہوئے۔[1]

جذبہ نعمت ہے: فرمایا:

جذبة من جذبات الحق مُتَفَوق من عبادة الثقلين

جذبِ محبتِ حق کی ایک گھڑی دونوں جہاں کی عبادت پر فوقیت رکھتی ہے۔

اتنے میں (صاحبِ دعوت) میاں غوث محمد آئے عرض کی کہ حضرت کھانا تیار ہے۔

---

[1] اولیاء اللہ کو مدد کے لئے پکارنا اس عقیدے کے ساتھ کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے قوۃ اور حمت عطا کی ہے اور وہ باعلام اللہ، باذن اللہ اور بحول اللہ وبقوۃ اللہ سنتے بھی ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں، بلکل جائز اور مشروع ہے جیسے کہ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے: أخرج الطبراني عن عتبة بن غزوان مرفوعا إذا أضل أحدكم شيئا أو أراد عونا وهو بأرض ليس بها أنيس فليقل يا عباد الله أعينوني ثلاثا. فإن لله عبادا لا يراهم. وقد جرب ذلک۔ فيض القدير شرح الجامع الصغير (395/1)

آپ نے فرمایا میں پہلے سے تیار ہوں۔ فرمایا یہاں سے دعوت کی جگہ کتنی دور ہے؟ تو عرض کی گئی کہ میاں علی محمد کی جگہ کے نزدیک ہے، آپ نے تشریف لیجا کر خانۂ غوث محمد کو رشکِ ارم بنایا اور کھانا تناول فرماکے واپس تشریف افزا ہوئے۔

حاذق حکیم:

راستہ میں مولوی سلیم اللہ کو فرمایا: ایک طبیب کو بادشاہ نے کہا کہ شہزادی کی بغیر نبض دیکھنے کے بیماری کی تشخیص کرے۔ طبیب نے کہا کہ ایک دھاگہ نبض پر باندھ کر میرے ہاتھ میں دیدو تو انہوں نے بادشاہ کے حکم سے بلی کے گلے میں باندھ کر طبیب کے ہاتھ میں وہ دھاگہ پکڑوا دیا اور طبیب نے دھاگہ لیتے ہی فوراً کہہ دیا کہ بی بی صاحبہ نے چوہوں کا گوشت کھایا ہے۔ تو بادشاہ کو طبیب کی حذاقت اور تشخیص کا پکا یقین ہو گیا اور اذن دیدیا کہ اب شہزادی کی نبض پر باندھ کر دھاگہ دیدو تو طبیب نے دھاگہ ہاتھ میں لیتے ہوئے فرمایا اس کی تو فصد کرانی چاہیے (مطلب یہ ہے کہ خون نکلوانا پڑے گا) اس کا طریقہ یہ نکالا کہ پکی مٹی کی زمین پر بچھا کر اس میں نشتر کو چھپا دیا اور حکم دیا کہ اب شہزادی اس پر ننگے پاؤں چلے جب وہ بے دھڑک پا برہنہ اس نرم زمین پر چلی تو نشتر کانٹے کی طرح کفِ پاؤں میں موثر ہو گئی اور طبیب کو جتنا خون نکالنے کی ضرورت تھی نکال دیا اور شہزادی بے خبری میں کانٹا تصور کرکے پریشان نہیں ہوئی۔[1]

---

[1] اسی طرح کامل مرشد بھی مرید کے باطن کی بیماریوں کی تشخیص کرتا ہے اور علاج بھی کرتا ہے کہ مرید کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس کے باطن سے فساد اور عناد نکال دیتا ہے۔

تقوی کیا ہے؟

آپ نے امام بخش کی دعوت منظور فرما کر مغرب کی نماز روہڑی شریف میں ان کے ہاں ادا فرمائی اور زائرین کا مجمع کثیر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا داڑھی مت منڈواؤ یہ تو ہندوؤں کی رسم ہے اور ہندوؤں کی مصنوعی اشیاء مت کھاؤ۔

چیست تقویٰ ترک شبہات و حرام۔ تقویٰ کیا ہے؟ شبہات اور حرام سے بچنا۔

فانی اشیاء کے ساتھ محبت مت لگاؤ:

فرمایا زندگی بڑی گراں قیمت چیز ہے، اس کو برباد نہ کرو اور فانی اشیاء کے ساتھ محبت مت لگاؤ۔ جو باقی اور پائندہ اعمال صالحہ ہیں ان سے دل کو لگانا چاہیے۔ سوچو اور سمجھو تو سہی تم بھلا کس کا نام لیتے ہو اور یہ اُس کا نام ہے جو حی القیوم ہے اور اس نام نامی کی لذت کامل شیخ کی صحبت کے سوا حاصل اور میسر ہو نہیں سکتی۔ اور تم نے دنیاداروں کی قبروں کو دیکھا ہو گا کہ کوئی اُن پر فاتحہ کیلئے جاتا ہی نہیں اور ویسے مٹی کے ٹیلے پڑے ہوئے نظر آتے ہیں اور جو اہل اللہ، اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے تھے ان کی مزاروں کو بھی تم نے دیکھا ہو گا کہ زائرین کا کتنا ہجوم ان کی قبروں پر ہوتا ہے۔ دوسری طرف دنیا کے بادشاہ اور امیر لوگ سب خانقاہوں پر محتاج ہو کر صفِ گدایاں میں بیٹھ جایا کرتے ہیں۔

کاریگر کے ہاتھ:

آپ نے اپنی جیب سے گھڑی نکالتے ہوئے فرمایا اچھا یہ بتاؤ سولہ ۱۶ روپے میں کتنا لوہا مل سکتا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا جناب سولہ روپے میں بہت لوہا آسکتا ہے۔

فرمایا دیکھو یہ گھڑی لوہے کی ہے مگر اس کا وزن کتنا تھوڑا ہے پھر سولہ روپے میں مل رہی ہے۔ آخر کیوں؟ کبھی سوچا تم نے اگر اس کے وزن کا لوہا لیا جائے تو بالکل تھوڑے پیسے خرچ ہونگے۔ اِس تھوڑے سے لوہے کی اتنی زیادہ قیمت کیوں ہے؟ وجہ یہ ہے کہ اِس کو کسی کاریگر ذی فنون کا ہاتھ لگا ہے جس کی وجہ سے یہ اتنی قیمت میں بک رہا ہے۔ ٹھیک اسی طرح انسان کے بیکار دلوں کو بنانے والے کاریگر بھی ہوتے ہیں۔ جب ایسے استاذ کامل کا ہاتھ لگ جاتا ہے تو انسان کوئی اعلیٰ چیز بن جاتا ہے۔ پھر فرمایا اللہ کے حبیب ﷺ کی بتائی ہوئی شریعت پر عمل کرو۔ ہندوؤں کی رسومات پر تو بے دھڑک عمل کرتے ہو مگر ہادیٔ برحق رہبر کامل شافع روزِ جزا کے حکموں کی پرواہ نہیں کرتے۔ آخر تم کس کے نام لیوا ہو کس کا کلمہ پڑھتے ہو۔ اپنے پروردگار کے حضور تمہیں پیش ہونا ہے اس کا کچھ تو خوف تمہارے دلوں میں ہونا چاہیے۔ شرم کرو کوشش کرو۔ اِس طرح آپ نے لوگوں کو بہت تنبہ اور تحذیر فرمائی۔

المجلس السابع

ساتویں مجلس

روہڑی سندھ

رسومات کو چھوڑو شریعت پر عمل کرو:

صبح کی نماز سے قبل آپ نے اِس کمترین سے فرمایا، فضل الدین دکاندار کو اطلاع کردو کہ پروگرام کے مطابق آج کی دعوت کا بندوبست ان کے ذمہ ہے۔ اِس لئے وہ انتظام کرے نمازِ فجر سے فارغ ہوئے تو ایک شخص سے ارشاد فرمایا تیرا نام کیا ہے اور کام کیا کرتا ہے؟ اس نے عرض کیا جناب مراد علی میرا نام ہے اور میں جانوروں کی ڈھک کا منشی ہوں۔ فرمایا تیری شکل ہندوؤں سے مشابہت رکھتی ہے اِس لئے میں نے یہی سمجھا کہ شاید ہندو ہے۔ فرمایا ارے مسلمان! کیوں کفار سے مشابہت رکھتے ہو؟ وہ بولا جناب سچ ہے مگر کیا کریں رسم پڑ گئی ہے۔

آپ نے فرمایا شریعت تو رسومات کی بیخ کنی کرنے والی ہے۔ کہاں تک رسومات پر کاربند ہوگے؟ میں دیکھ رہا ہوں اور دیکھتا رہتا ہوں جس شہر میں جاؤ جس گاؤں میں جاؤ دیکھو ہر جگہ نئی نئی رسم موجود ہے۔

ارے مسلمانو! رسومات کو بالکل چھوڑ دو۔ آؤ اللہ اللہ کرو اور کثرت سے (ذکر) کرو۔ آپ منشی تو بن گئے مگر کسی سے علم انشاء اور املاء بھی تو سیکھا ہوگا گھر بیٹھے تو منشی نہیں بن گئے۔ منشی بولا! جی ہاں بالکل درست فرمایا آپ نے، واقعی سیکھ کر منشی بنا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا، اسی طرح اللہ اللہ سکھانے والے بھی ہوتے ہیں۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ جس کے پاس ٹکٹ ہوتی ہے اُسے بلا لیتے ہیں اور کہتے ہیں جلدی آؤ۔ مگر جس کے پاس ٹکٹ نہیں ہوتی اُسے دھکے مار کر نکال دیتے ہیں اور خوب پٹائی بھی کرتے ہیں۔ اگر تاوان جرمانہ ادا کرسکتا ہے تو وصول کرتے ہیں ورنہ اُسے ملزم بنا کر چالان کر دیتے ہیں۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا آج کل کے زمانہ میں کوئی نواب ٹرین کے فرسٹ کلاس کے ڈبے میں اکیلا سفر کر رہا تھا۔ چلتی گاڑی میں اس کا پیغامِ اجل آ پہنچا۔ مر تو گیا مگر اُسے بڑے غور و فکر سے پہچاننے کی کوشش کی گئی لیکن پہچانا نہیں گیا۔ کسی نے کہا ہندو ہے کسی نے کہا معلوم نہیں کون ہے، اس کی شکل و صورت ہندوؤں کی سی تھی اِس لئے اُسے جلا دیا گیا۔

پھر فرمایا ایک دن گاڑی میں کیا دیکھا کہ ایک عالی نسل مسلمان دوسرا زمیندار مسلمان تیسرا ہندو سفر کر رہے تھے میں نے اپنے رفیق سے کہا دیکھو ان تینوں میں کوئی امتیاز نظر آتا ہے، کیا معلوم ہو سکتا ہے کون ہندو ہے کون عالی نسل مسلمان

اور کون عام مسلمان ہے؟ افسوس ہے کہ مسلمان کو اسلام کا تو پتہ ہی نہیں رہا۔ نہ فرائض کا علم ہے نہ واجبات کا اور نہ سنت کا نہ مستحب کا۔ بھلا بتاؤ تو سہی تم تو شہر کے باشندہ ہو فرائض کیا ہیں۔ منشی بولا جی مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا اگر اس شہر میں تمہارا دشمن رہتا ہو تو اُسے قتل کر دو گے؟ اس نے کہا جی نہیں۔ فرمایا کیوں قصاص کی وجہ سے ڈرتے ہوں گے۔ بولا جی ہاں۔ فرمایا ارے حاکموں سے تو ڈرتے ہو مگر احکم الحاکمین سے نہیں ڈرتے تم۔ تمام عمر گناہوں میں اور اِرتکاب جرائم میں بسر کر ڈالی اور شریعت کی حدود کو توڑ ڈالا۔

دل کا پتہ کیوں نہ پوچھا؟

آپ نے مراد علی کو فرمایا ادھر آ! تجھے ذکر بتادوں اللہ تعالیٰ غنی الاغنیا ہے تم اِس سے مانگتے کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تو بتا بندہ کا دل کہاں ہوتا ہے؟ تو اُس نے اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا تیرا کان کہاں ہے؟ اس نے کان پر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر پوچھا تیری ناک کہاں ہے؟ اس نے ناک پر ہاتھ رکھا۔ فرمایا سارے اعضاء سے تو واقف ہے مگر آج تک دل کا پتہ کیوں نہ پوچھا؟ کیا تو دل کو بیکار سمجھتا ہے، اس سے کام کیوں نہیں لیا جب کہ سارے اعضاء سے تو کام لیتا رہا۔ پھر آپ نے اس کے قلب پر انگلی مبارک رکھ کر ذکر اللہ اللہ سمجھایا اور فرمایا جب دل ذکر اللہ سے زندہ ہو جاتا ہے تو قبر میں بھی زندہ رہتا ہے۔

فرمایا اولیاء کرام وہ بھی ہم جیسے انسان تھے، کھاتے پیتے تھے اور چلتے پھرتے تھے۔ لیکن اُن کا دل زندہ تھا اِس لئے اب وہ قبر میں بھی زندہ ہیں دنیا کے لوگ اِس لئے ان کے محتاج ہیں۔

پھر فرمایا اولیاء اللہ مرنے کے بعد اس طرح ہوتے ہیں جس طرح میں نے چادر اوڑھ رکھی ہے اگر میں اِسے اتار دوں تو جسم ننگا ہو جائے گا۔ اولیاء کرام سے بھی زندگی والی چادر دور ہو جاتی ہے تو اُن کا دل بدستور زندہ رہ جاتا ہے۔

داڑھی سنتِ انبیاء ہے:

فرمایا جیسا ناک کٹا ہوا آدمی بہت برا لگتا ہے ویسا داڑھی منڈا آدمی بھی بدنما معلوم ہوتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء (کم و بیش) ہوئے ہیں ان سب کو داڑھی مبارک تھی امت محمدیہ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام میں اصحابہ کرام ہوں یا اولیاء کرام سب کی داڑھیاں تھیں۔ اس کے بعد آپ نے مراقبہ فرمایا۔

بعد فراغت مراقبہ کے میاں فضل الدین کے مکان پر تشریف لے گئے وہاں سکھر والی جماعت بھی موجود تھی۔ سب اہل الذکر تھے۔ میاں فضل الدین کی داڑھی کچھ قبضہ سے کم تھی تو آپ نے ان کو بڑے جوش سے فرمایا یہ چوہا کب تک لگا رہے گا۔ فرمایا کسی کی عمر تو ساٹھ برس ہوتی ہے اور کسی کی عمر اسی تک اور کسی کی نوے تک اور زیادہ سے زیادہ سو برس تک ہو جائے گی۔ آخرت کی عمر کی گنتی ہو نہیں سکتی، اور اسکی غایت اور نہایت ہرگز نہیں ہے تو اب حساب کرلو یہ زندگی ان کے مقابلہ میں کتنی ہوگی، بتاؤ منٹ یا کہ سیکنڈ ہوگی۔

عبدالغفار خان کنسٹبل بولا حضور کچھ ہی نہیں پھر فرمایا تو کیوں اس لاشیء زندگی کی ترقی اور ترفع چاہتے ہو اور گناہوں کے کام دلیری سے کرتے ہو۔ داڑھی کے بارے میں بہت تنبیہ فرمائی اور نام بردہ کو آئندہ کیلئے توبہ کرائی۔ (کہ وہ داڑھی نہیں منڈھائے گا)

بے مقصد درخت کا پتہ بھی مت توڑو:

فرمایا ایک بزرگ کے سامنے ایک مرید نے سبز درخت کا پتہ توڑ کر اور ہاتھ میں مَل کر زمین پر پھینک دیا۔ شیخ نے فرمایا تم نے میرے سامنے پانچ گناہ کئے ہیں۔

ایک تو سبز چیز جو ذکر کرتی ہے، بے ضرورت توڑا۔

دوسرا پیر کے سامنے گستاخی کی۔

تیسرا ہاتھوں سے کھیل کا کام کیا۔

چوتھا اس فعل کے کرنے سے دوسروں کا پیشوا بنا۔

پانچواں آوارہ پھینک دیا۔

فرمایا آج تو لوگ بڑے گناہوں پر دلیری کرتے ہیں۔ ترک نماز، زنا اور چوری پر بہت حریص اور راغب ہیں۔

عقل کی قسمیں:

فرمایا عقل دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو معاد کا اور دوسرا معاش کا۔ معاش کا عقل تو چماروں اور ہندوؤں کو بھی ہوتا ہے اور معاد کا عقل تو کسی کسی کے نصیب میں ہوتا ہے۔ ولیوں کو تو عقلِ معاد کا کامل حصہ ملتا ہے۔

پھر میاں نور محمد روہڑی شریف والے کو فرمایا جو بیچارہ لقوہ کی مرض میں عرصہ کثیر سے مبتلا تھا، رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ ایک آدمی کو مارنا چاہتے ہیں۔ میں آگے بڑھا تو مجھے کہا آپ اِس معاملے میں مداخلت نہ کریں۔ میرا خیال ہے کہ وہ شخص میاں نور محمد ہے۔

خواجہ باقی باللہ کا خواب اور اسکی تعبیر:

پھر کتاب "اصول الاربعة فی تردید الوهابیة تالیف شدہ مولانا حسن جان صاحب نقشبندی ساکن ٹنڈہ سائیں داد کے مطالعہ میں مصروف ہوئے۔

پھر فرمایا کسی کتاب میں ہے کہ حضرت محمد باقی باللہ قدس سرہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک خوش نما طوطی ایک سبز جھاڑ کی شاخ پر بیٹھی ہے تو دیکھتے ہی دل میں یہ خیال گذرا کہ کسی طرح میرے ہاتھ میں آجائے تو بہتر ہے۔ بس یہی خیال کرتا رہا کہ وہ طوطی اڑ کر میرے ہاتھ میں آگئی تو میں نے شکر لیکر ان کے مونہہ میں ڈال دی اور یہ خواب حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اس خواب کو سنتے ہی بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے: "جائے طوطیاں مرکز ہندستان است" اور ہندستان کے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں گے اور اسی وقت ہندستان کو فیض یاب کرنے کیلئے کی اجازت عنایت فرمائی [1]

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سادگی:

فرمایا سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ باوجود کمال جود اور سخا کے ایک سوا روپیہ کی پوشاک زیب تن فرماتے تھے۔

دنیا سانپ ہے اسکو وہ رکھے جو منتر بھی جانتا ہو:

فرمایا حضرت بھاؤالحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام حضرت صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔

---

[1] حضرات القدس جلد دوم ص ۳۹ مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور۔

حضرت بہاؤالحق رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد دونوں بھائیوں کو چودہ چودہ لاکھ روپیہ وراثت میں ملا۔ حضرت صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا کہ تین دن ہی نہ گذرے تھے کہ پورے چودہ لاکھ مساکین پر بانٹ دیا۔ کسی نے عرض کی حضرت آپ کے والد ماجد نے تو جمع کیا اور آپ نے اتنی تھوڑی مدت میں خیرات کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا یہ دنیا ایک کالا سانپ ہے اور اِن کا افسوں اور منتر میرے والد صاحب کو آتا تھا اور مجھ کو تو نہیں آتا۔ دوسرے بھائی سے چودہ لاکھ روپیہ اسی زمانہ کے بادشاہ نے جبراً چھین لیا اور بادشاہ نے یوں کہلوا کر بھیجا کہ دنیا اور خزانہ بادشاہوں کا کام ہے اور فقراء کا اس سے کیا تعلق؟

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی دریا دلی:

فرمایا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اکیس کروڑ روپیہ ایک دن میں خرچ کر دیا۔ جب آپ گھر تشریف لے گئے تو پوچھا کہ کوئی چیز کھانے کی ہے تو لاؤ؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ اگر کھانے کے لئے چار آنہ بھیج دیتے تو اب کھانا تیار ہوتا۔

ہسو اور رموں کا قصہ:

آپ نے فرمایا دو آدمی تھے ایک کا نام ہَسُو تھا وہ تو بہت ہنستا تھا اور دوسرے کا نام رمُوں تھا وہ بہت روتا تھا۔ رمو نے کہا:

ہَسُو ہنسا چھوڑ دے رونے تے دھر جیت
جنھاں رونا سکھیا او گئے بازی جیت

یعنی ہَسُو کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ ہَسُو خان زیادہ ہنسنا چھوڑ دے جنہوں نے رونے کی عادت سیکھ لی وہ بازی جیت گئے، تو ہَسُو نے رموں سے کہا:

رونا ہسنا ایک ہے مت سمجھو دو
کسی نے پایا ہنس کے اور کسی نے پایا رو کے

ایسے کو تیسا:

فرمایا ایران کے بادشاہ کا دستور تھا کہ عشرہ محرم میں ایک شخص کو یزید بنا کر اس کا منہ کالا کر دیتے تھے اور ان سے پوچھتے تھے کہ تم کون ہو وہ بولتا تھا میں یزید ہوں تو تمام شیعہ باری باری آتے ہی لات اور تھپڑ مارتے جاتے تھے اور بعد انقضائے عشرہ محرم (عشرہ محرم گذر جانے کے بعد) اس مصنوعی یزید کو بہت سا روپیہ دیتے تھے۔ وہ جو ہمیشہ مقرر یزید بنتا تھا ایک دن فوت ہو گیا۔ شیعہ اس تلاش میں تھے کہ اِس مرتبہ کس کو یزید بنائیں گے تو اسی شہر کا ایک غریب عیالدار آدمی دنیا کی لالچ میں کہنے لگا کہ یزید میں بنوں گا، لیکن روپیہ پہلے وصول کر لونگا۔ شیعوں نے بوجہ لاچاری آپس میں چندہ کر کے اس کو پہلے ہی رقم ادا کر دی۔ جب اس کو پکڑ کر میدان میں لائے اور اس کا مونہہ کالا کرنے کا ارادہ کیا تو حسب دستور ان سے پوچھا تُو کون ہے؟ تو وہ بولا میں امام حسین ہوں۔ پھر تو سارے شیعہ نادم ہوئے اور دنیا اس کو ہضم ہو گئی۔ مولوی مراد علی صاحب روہڑی شریف والے نے عرض کیا کہ نواب ریاست خیرپور والے کا نیز یہی دستور تھا۔ ایک واقعہ ان میں بھی ایسا گذر چکا ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ اُس کا نام عمر رکھتے تھے جب کہ وہ شخص پیسہ لیکر موقعہ پر آیا تو اس سے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا حضرت علی ہے۔ پھر سب شیعہ شرمسار ہوئے۔

مذہبی غیرت: مولوی سلیم اللہ نے عرض کیا کہ جہانگیر بادشاہ اہلسنت کا تھا اور انکی بیگم بڑی متعصبہ شیعہ تھی۔

بادشاہ کو ہمیشہ شیعہ ہونے پر اصرار اور اجبار کرتی تھی۔ بالآخر یہ بات طے ہوئی کہ سنی اور شیعوں کا مقابلہ ہونا چاہیے تو ان دونوں میں جس کو غلبہ ہوگا اس طرف کو رجوع کرنا چاہیے۔ پھر تو اہلسنت کے علماء، شیعوں کے علماء پر غالب آگئے تو بیگم نے بسبب تعصب کے بادشاہ کو کہا کہ ان علماء اہلسنت کو پھانسی پہ لٹکا دے۔ جہانگیر بولا:

اے جاناں! جان ترا دادم، ایمان ترا نہ دادم

اے میری جان! میں نے تمہیں اپنی جان دی ہے اپنا ایمان نہیں دیا۔

مولوی سلیم اللہ نے عرض کیا کہ اکبر بادشاہ بڑا سرکش اور متکبر تھا اگر مُلا دو پیادہ اُس کی صحبت میں نہ ہوتا تو اکبر ضرور مرتد ہو جاتا اور بیربل نے اپنی تدوین شدہ کتاب زمین میں دفن کر رکھی تھی۔ اُس کا مقصد یہ تھا کہ کسی دن اکبر کو کہوں کہ یہ کتاب تجھ پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ اب تم نبوت کا دعویٰ کر دے اور اس کی عبارت کا مضمون یہی تھا:

یا ایہا الاکبر لا تذبح البقر ولا تشرب الخمر

اے اکبر گائے ذبح نہ کی جائے اور شراب نہ پی۔

آپ نے فرمایا ایک بدبخت نے حرم محترم میں جاکر بیت اللہ شریف کو نجاست سے ملوث کر ڈالا جب وہ ملعون باہر نکلا تو ایک بدوی نے اس کو مار ڈالا۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی شان:

فرمایا مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ یہ دونوں شہر اسلام کی بنیاد ہیں۔ دکھاؤ کہیں ان دونوں شہروں میں کوئی شیعہ (تسلط رکھنے والا) رہتا ہو؟

چار مصلے تو آپ نے دیکھے ہونگے تو کوئی پانچواں مصلا ان شیعوں نے وہاں دیکھا ہے؟!

خنزیر کو قتل کیا ہے:

قاضی غلام حسین صاحب روہڑی شریف والے نے عرض کیا کہ اس شہر میں ایک بزرگ نقشبندی جس کی خانقاہ شریف اسی شہر کے کنارہ پر واقع ہے تو اس بزرگ نے ایک امیر شیعہ کے جوتے پر اصحابہ کبار کے نام لکھے ہوئے دیکھے۔ آپ کے حکم سے آپ کے ایک مخلص نے ان کو قتل کر ڈالا۔ جب پولیس نے زور دیا تو آپ نے فرمایا کیا اگر خنزیر کا سر کوئی کاٹ ڈالے تو ان کا قصاص ہو سکتا ہے؟ وہ بولے نہیں۔ تو آپ نے فرمایا اب جا کر دیکھو اس کو۔ جب اس کے قریب گئے اور جا کر دیکھا تو اس کا سر خنزیر کی شکل جیسا بنا ہوا تھا اور باقی بدن آدمی جیسا تھا۔ پھر تو نزاع مرتفع ہو گیا (یعنی جھگڑا ختم ہو گیا)۔ پھر وہی سر ایک پہاڑ کی چوٹی پر دفن کیا گیا اور اس پر ایک قبہ بنایا گیا تو اب تک وہ "سور کی قبی" کے نام سے مشہور ہے۔

آپ نے فرمایا ایک بھنگی چرسی آدمی ہانڈی کو پکار ہا تھا تو جس وقت ہانڈی اُبھرنے لگی تو اُس بھنگی کو کفچہ یاد آیا اور کفچہ اندر سے لیکر جلد دوڑا کہ کہیں ہانڈی جل نہ جائے تو راستہ میں پیشاب کرنے کو بیٹھ گیا اور پیشاب کی جھاگ پر چمچہ مارنا اور پھونکنا شروع کر دیا اور کہنے لگا دیکھو جی ہانڈی کتنا جوش مار رہی ہے۔ تو کسی نے کہا ارے بیوقوف یہ ہانڈی ہے کہ پیشاب ہے ذرا دیکھ تو سہی؟! بڑا شرمندہ ہوا۔

المجلس الثامن

آٹھویں مجلس

دادو سندھ

جنڈ وڈا شاہ صاحب دادو والے کی آپ کو دعوت تھی۔ اُس نے چار آدمیوں کا کرایہ بھیج دیا تھا۔ آپ فجر کی نماز کے بعد روہڑی اسٹیشن سے ریل گاڑی پر سوار ہوئے اور چلتی ہوئی ریل میں آپ نے فرمایا:

کشف الصدور:

ایک رات حضرت جلال الدین رومی مثنوی شریف والے کی بی بی کے دل میں یہ خیال گذرا کہ میں نو عمر ہوں اور آپ تو بالکل بوڑھے ہو گئے ہیں اور مولانا صاحب کو اپنی بی بی صاحبہ کے خیال کا کشف ہو گیا۔ اُسی رات میں ستر دفعہ مجامعت فرمائی

قوتِ جبریل از مطبخ نہ بود۔ (جبریل کی قوۃ کھانے سے نہ تھی)

مؤمنین کا نور :

آپ نے فرمایا حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ ایک دن نور کا ایک فرشتہ دیکھ کر حیران ہوگیا اور تھوڑی دیر کے بعد حضرت روح الامین کا نور دیکھا تو سبحان اللہ عجب درخشندہ وتاباں تھا۔ دل مبارک میں خیال فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نور کا حصہ تو فرشتوں کو دیدیا اور اسی اثناء میں اپنے قلب کی طرف توجہ فرمائی تو ایک نور کی شعاع ایسی نکلی کہ تمام ملکوت کے انوار اسی ایک ہی شعلہ میں مفقود ہوگئے۔ فرمایا جس وقت پلصراط سے مؤمن کا گذر ہوگا تو دوزخ یوں کہے گا:

جز یا مؤمن فإن نورك أطفأ لهبي [1]

فرمایا حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس پتھر سے آگ نکلتی ہے اگر وہی پتھر سو برس پانی میں پڑا رہے تو ان کو نکال کر گھسنا یا جائے تاہم اُس میں سے ویسے ہی آگ نکلے گی۔ فرمایا مؤمن قبروں میں مٹی بھی ہوجائیں لیکن قیامت کے دن ویسے ہی پُر نور اور چمکدار ہونگے۔ [2]

قریشی کریم کی دادو آمد:

آپ تقریباً گیارہ بجے دادو شہر میں پہنچے اور جاتے ہی میاں نور محمد مسبوق الذکر کو مخاطب کرکے فرمایا ایک عورت مجھے اپنی سرد مزاجی کی شکایت کرنے لگی

---

[1] إحياء علوم الدين. بيان معنى سوء الخاتمة (ج 3/ ص 273)

[2] أن المؤمنين يبعثون من قبورهم بنور الإيمان كلٌّ على حسب عمله. منهم من يكون معه النور كالجبل. ومنهم من يكون كالنخلة. ومنهم من يكون كالشمعة. ومنهم من يكون النور في إبهام قدمه ينطفئ تارةً ويضيء تارة. فإذا أضاء مشى وإذا انطفأ قام. شرح الأربعين النووية (4/10)

(کہ وہ نیکی کے کاموں میں سستی کرتی ہے) تو میں نے اس کو ذکر (اسم ذات) بتا دیا۔ ذکر کے جوش اور حرارت نے ان کی سردی اور برُوت کو ختم کر ڈالا اور ٹھنڈک کا تو نشان ہی نہ رہا اور اللہ کے فضل سے وہ عورت پکی نمازی اور ذاکرہ بن گئی۔ ذکر کی برکت سے اور اُس عورت کے صالحہ بن جانے کے بعد اس کا شوہر بھی صاحبِ ذکر ہو گیا ہے۔

ہمارے نبی ﷺ رحیم اور خلیق ہیں:

نماز ظہر کے بعد لوگوں کا بڑا اجتماع ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر علیہ وآلہ افضل الصلوات کیسے رحیم اور خلیق تھے اور بڑے شفیق اور مسکین پرور تھے، مساکین کے ہم جلیس اور انیس تھے۔ آپ اکثر اوقات غریبوں اور فقیروں کے درمیان بیٹھ جاتے تھے اور امراء اور مترفین (مالدار) لوگ کہتے تھے کہ یارسول اللہ ہم تو آپ کی صحبت میں اس لئے نہیں بیٹھ سکتے کہ آپ کے گرد غریب اور فقیر لوگ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور ان غریب اور مسکین فقیر لوگوں کی دلق پوشوں سے ہمیں تعفن اور بدبوء آتی ہے۔[1]

---

[1] عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ : مَرَّ الْمَلأُ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ صُهَيْبٌ ، وَبِلَالٌ ، وَعَمَّارٌ ، وَخَبَّابٌ وَنَحْوُهُمْ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُسْلِمِينَ . فَقَالُوا : يَا مُحَمَّدُ ، اطْرُدْهُمْ ، أَرَضِيتَ هَؤُلَاءِ مِنْ قَوْمِكَ ، أَفَنَحْنُ نَكُونُ تَبَعًا لِهَؤُلَاءِ الَّذِينَ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا ، فَلَعَلَّ إِنْ طَرَدْتَهُمْ أَنْ تَأْتِيَكَ ، قَالَ : فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ : {وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ۔ مسند البزار (409/5)

عقلِ مصطفی ﷺ

فرمایا قسامِ ازل نے عقل کو سو حصوں میں بانٹا۔ ان میں سے ایک حصہ نکال کر باقی ننانوے حصے حضرت سید الکونین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات کو دیا گیا۔[1]

پھر اُسی ایک حصہ کو سو حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ان میں سے ایک کو نکال کر باقی ننانوے حصے تمام اولیاء کرام کو دیا گیا پھر اُس ایک حصہ کو تمام خلائق پر تقسیم کیا گیا۔ آج کوئی بشر حضرت محبوب کبریا علیہ وآلہ افضل الصلوات کے اخلاق سے ایک خُلق پر عمل کرے تو تمام مخلوقات کو اپنا مطیع اور گرویدہ بنادے۔

مسکینی سے اور مسکینوں سے محبت رکھنا:

حضرت رسول کریم علیہ وآلہ افضل الصلوات کی عادت مبارک تھی ہمیشہ یہی دعا فرماتے تھے کہ : اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[2]

---

[1] ونقل عن العوارف عن بعض الأكابر قال: اللب. والعقل مائة جزء: تسعة وتسعون في النبي صلى الله عليه وسلم، وجزء في سائر الناس. وقال وهب بن منبه رحمه الله تعالى: قرأت في واحد وسبعين كتابا. فوجدت في جميعها: (أن الله تبارك وتعالى لم يعط جميع الناس من بدء الدنيا إلى انقضائها من العقل في جنب عقل محمد صلى الله عليه وسلم إلا حبة رمل من بين جميع رمال الدنيا. وأن محمدا صلى الله عليه وسلم أرجح الناس عقلا). سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد (3/7)

عَنِ ابن عباس رَضِيَ الله عَنهما رفعه : "كان نبينا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . أَفْضَلُ النَّاسِ أَعْقَلُ النَّاسِ". المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية (13/717)

[2] سنن الترمذي، بَاب مَا جَاءَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ (ج 8/ص 354. الرقم: 2275) سنن ابن ماجه، بَاب مُجَالَسَةِ الْفُقَرَاءِ (ج 12 / ص 154. الرقم: 4116) شعب الإيمان للبيهقي (ج 21 / ص 437) إحياء علوم الدين (ج 2/ ص 52)

(اے اللہ مجھے مسکین بنا کر رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے لیجا اور قیامت میں مسکینوں کے ساتھ میرا حشر فرما)

دیکھو تو سہی کہ ننانوے حصے (عقل رکھنے) والا تو مسکینی کو اختیار کرے اور آپ لوگ خانگی اور بڑائی کو اختیار کریں۔ جب تم بڑے آدمی بنو گے پھر تو جفاکاری اور غریبوں کی دل آزاری تمہارا کام بن جائے گا۔

فرمایا ایک کتاب میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن غرور کرنے والے چیونٹی کی طرح پاؤں تلے پامال کیے جائیں گے۔[1]

آپ لوگ تو مسکین اور مسکینوں کی صحبت سے دور بھاگتے ہو اور انگریزوں کے ساتھ محبت اور ان کی شکل اور لباس میں شباہت پیدا کرتے ہو اور انگریزوں کیساتھ کرسیوں پر بیٹھنے کیلئے ہزاروں روپیہ خرچ کردیتے ہو اور بڑے عہدہ دار بننے کی بڑی کوشش اور تدارک کرتے ہو۔ فرمایا اب تم سب لوگ شریعت کے چور ہو۔ بتاؤ تم نے یہ مونچھیں کیوں بڑھائی ہیں اور داڑھی کیوں منڈوائی ہے؟

گرمی اور سردی کیوں آتی ہیں:

فرمایا دوزخ اپنی حرارت سے اور سختی برودت سے تنگ آکر باری تعالیٰ میں استغاثہ کیا تو حکم ہوا کہ طبقات حرارت سے ایک سانس نکال دیا کر اور طبقات ٹھنڈے سے ایک سانس نکال دیا کر۔

---

[1] عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "الْمُتَكَبِّرُونَ يُحْشَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَشْبَاهَ الذَّرِّ فِي صُوَرِ النَّاسِ، يَعْلُوهُمْ كُلُّ صَغَارٍ، ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِمْ إِلَى قَصْرٍ فِي جَهَنَّمَ يُقَالُ لَهُ: بُولَسَ، فَيُسْحَبُونَ فِيهِ وَيُسْقَوْنَ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ، مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ" شعب الإيمان (10/ 481)

اس لئے سانس گرم سے موسم گرما ہو جاتا ہے اور ٹھنڈی سانس سے موسم سرد ہو جاتا ہے۔[1]

اور مؤمن جو پلصراط سے گذرے گا تو دوزخ زاری سے پکارے گا:

جز يا مؤمن فإن نورك أطفأ لهبي[2]

مفت کی چیز کی قدر نہیں ہوتی:

فرمایا ایک شخص کو یکبارگی توجہ دیدی تو وہ کہنے لگا کہ میرے اب تو بال بال میں ذکر جاری ہو گیا ہے جب وہ واپس گھر گیا تو پھر آج تک نہیں آیا۔ یک بارگی ذکر بتانے کی یہ حالت ہے کہ اُس نے قدر نہیں کی۔ ایسے بہت سارے لوگ ہیں اگر ان کو یک بارگی نعمت دے دی جائے تو پھر قدر نہیں کرینگے اور اس نعمت کو رفتہ رفتہ حاصل کرنے میں بڑی قدر ہوتی ہے۔

فرمایا ایک عورت کو شدید انتظار اور کافی عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا تو اُس بڑھیا نے پیار اور مامتا کے سبب حلوا پکا کر بیٹے کو بہت زیادہ کھلا دیا۔ اُس لڑکے کا پیٹ پھول گیا اور فوراً مر گیا۔ گھروں میں ہر قسم کے کھانے پکائے جاتے ہیں لیکن چھوٹے بچہ شیر خوار کو دودھ کے سوا اور کچھ نہیں دیا جاتا۔ ایک آدمی جسے پیاس ہی نہ لگی ہو تو ان کو پانی بھر کر لادو اور کہو کہ یہ پانی پی لے تو وہ ضرور رنج ہو گا۔

---

[1] عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ « قَالَتِ النَّارُ رَبِّ أَكَلَ بَعْضِى بَعْضًا فَأْذَنْ لِى أَتَنَفَّسْ. فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِى الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِى الصَّيْفِ فَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ بَرْدٍ أَوْ زَمْهَرِيرٍ فَمِنْ نَفَسِ جَهَنَّمَ وَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ حَرٍّ أَوْ حَرُورٍ فَمِنْ نَفَسِ جَهَنَّمَ ». صحيح مسلم (2/108)

[2] إحياء علوم الدين. بيان معنى سوء الخاتمة (ج 3/ص 273)

اگر بالفرض پی لے تو ضرور نا شاکر ہوگا۔ ایک آدمی جو پیاس سے مر رہا ہے، اور ان کو ٹھنڈا پانی پلایا جائے تو وہ امید ہے کہ مرتے دم تک اُس خوبی کو فراموش نہ کریگا۔

طبیب بیمار اور پرہیز:

فرمایا طبیب کے پاس جو بیمار جاتا ہے تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا گوشت کھانے کو جی چاہتا ہے میں ضرور کھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا بتاؤ بھلا بیمار عقلمند ہوتا ہے یا کہ طبیب؟

اچھا ہاتھ:

ایک شخص نے آنکھ پھڑکنے کی تعبیر پوچھی۔ آپ نے فرمایا میری بائیں ہتھیلی پھڑکتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز ملے گی اور دائیں ہتھیلی پھڑکتی معلوم ہوتی ہے تو یہ جانے کہ کوئی چیز دونگا اور بائیں ہتھیلی پھڑکتی معلوم ہوتی ہے تو یہ جانے کہ کوئی چیز لونگا۔ فرمایا اگر دینا پڑے تو دائیں ہاتھ سے دیا جائے اور لینا پڑے تو بھی دائیں ہاتھ سے لیا جائے، لینے کا مرتبہ دینے سے کم ہے۔

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلَی۔ [1]

اوپر والا (دینے والا ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے اچھا ہے۔

فرمایا اِس نعمت کے دینے پر میں بڑا حریص ہوں۔

داڑھی رکھنا اور مونچھیں کٹوانا:

آپ نے اللہ داد خان گرد اور (سپروائزر) کو فرمایا اعتقاد تو تیرا اچھا ہے اور مونچھیں تیری بڑھی ہوئی ہیں اب ان کو کٹوادو۔

---

[1] صحیح البخاري (2/139) صحیح مسلم (3/94)

پھر آپ نے اس کمترین کو ارشاد فرمایا کہ پہلے اس بروہی بلوچ کی مونچھیں درست کردے پھر اس خان کی سنت ٹھیک کردے۔ تو بندہ نے بحسب ارشاد بروہی کی مونچھیں کاٹ ڈالیں پھر اللہ داد خان کی مونچھوں کو جو ہونٹوں پر بچھو کی دُم کی طرح دونوں طرف سے پیچ و تاب لگا ہوا تھا، کاٹ کر درست کردیا۔ پہلے تو اس نے بہت ہی بہانہ کیا کہ حضرت آج تو معافی دیجیئے اور جس وقت میں پینشن لونگا تو اس وقت ضرور شریعت کے موافق کٹادونگا۔ آپ نے فرمایا نہیں شریعت اجازت نہیں دیتی اور بتا کہ تم پینشن لینے سے پہلے مرجاؤگے تو پھر کیا ہوسکے گا؟؟

فرمایا بڑی مونچھوں والی ایک جماعت حضرت رسول کریم علیہ و آلہ افضل الصلوات کی خدمت میں آئی تو آپ نے ان پر اعراض [1] فرمایا تھا۔ [2]

فرمایا ایک جماعت فرشتوں کی ہے اور ان کا یہی ورد ہے:

سبحان من زین الرجال باللحی و سبحان من زین النساء بالذوائب۔ [3]

---

[1] اعراض منہ پھیرنا۔

[2] آپ کا اشارہ شاید اس روایت کی طرف ہے کہ آقا کائنات ﷺ کی خدمت میں ایک مجوسی آیا جس کی داڑھی منڈھی ہوئی تھی اور مونچھیں رکھی ہوئی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ تمہیں ایسی صورت بنانے کا کس نے حکم دیا ہے اس نے کہا کسری نے آپ ﷺ نے فرمایا میرے پروردگار عزوجل نے تو مجھے داڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹانے کا حکم دیا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن أبي هريرة . قال: « دخل على رسول الله ﷺ مجوسي قد حلق لحيته وأعفى شاربه . فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : » ويحك . من أمرك بهذا؟ « . قال: أمرني به كسرى . فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : » لكني أمرني ربي عز وجل أن أعفي لحيتي . وأن أحفي شاربي « أمالي ابن بشران (136/1)

[3] أخرجه الحاكم في تاريخه عن عائشة رضي الله عنها

فرمایا عورتیں باوجود ناقصات العقل ہونے کے نہ کبھی بال منڈواتی ہیں اور نہ تو کتراتی ہیں اور تم مرد عقل والے ہوکے داڑھی کو بالکل صفا اور چٹ کراتے ہو!!! فرمایا اگر داڑھی زینت نہ ہوتی تو ہمارے پیارے نبی کریم علیہ وآلہ افضل الصلوات کی داڑھی مبارک نہ ہوتی۔

(داڑھی کا) یہ شان اور شرف مردوں کو دیا گیا ہے۔ فرمایا عورت اگرچہ بڑی نازنین اور مہہ جبین ہی کیوں نہ ہو لیکن ان کو داڑھی یا مونچھیں جمی ہوئی ہوں خواہ تھوڑے بال ہی سہی تو کتنی قبیح نظر آئے گی۔

فرمایا لوگو! تم زندگی کا کیا بھروسہ کرتے ہو۔ شداد نے کتنے سو میل میں ایک جنت بنوائی اور مستری اور نقشہ نما انجنیئر شیطان لعین تھا اور وہ بناتے بناتے سو برس میں مکمل ہوئی تو ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی، اسی طرح مکانات کی تعمیر کرائی گئی اور جواہرات اور مرجان اور زمرد کے فرش بچھائے گئے اور دودھ اور شہد کی نہریں اس کے اندر جاری ہوگئیں۔ تین سو برس کے بعد تیاری کرکے دیکھنے کیلئے گیا تو ایک پاؤں دروازہ کے اندر رکھا اور دوسرا قدم باہر تھا تو موت کا فرشتہ پہنچ گیا اور اس کا نام صفحہء ہستی سے مٹادیا اس لئے کہ کافروں کو بہشت میں جانے کا حکم نہیں ہے۔ [1]

---

[1] وروي أنه كان لعاد ابنان: شداد وشديد، فملكا وقهرا، ثم مات شديد، وخلص الامر لشداد فملك الدنيا، ودانت له ملوكها، فسمع بذكر الجنة، فقال: أبنى مثلها. فبنى إرم في بعض صحاري عدن. في ثلاثمائة سنة، وكان عمره تسعمائة سنة. وهي مدينة عظيمة. قصورها من الذهب والفضة. وأساطينها من الزبرجد والياقوت، وفيها أصناف الأشجار والأنهار المطردة ولما تم بناؤها سار إليها بأهل مملكته. فلما كان منها على مسيرة يوم وليلة. بعث الله عليهم صيحة من السماء فهلكوا. تفسير القرطبي (47/20)

قصہ ایک طبیب کا:

میاں نور محمد روہڑی شریف والے نے اپنی بیماری کے بارے میں عرض کیا۔آپ نے فرمایا ہمارے علاقہ میں ایک طبیب تھا۔جب کوئی ان کو بلاتا تھا تو بڑی منت کے بعد بیمار کے پاس آتا تھا لیکن عزرائیل علیہ السلام تو جلد آجاتا ہے، کسی سے منت نہیں کراتا لیکن یہ طبیب صاحب تو جب تک منت نہ کراتے تھے تب تک بالکل ضد اور انکار کو نہ چھوڑتے تھے۔ نبض پر ہاتھ رکھتے ہی کہتا تھا ہاہاہا توبہ توبہ۔ ارے طبیب صاحب کیا ہوگیا؟ تو وہ تحیر میں آکر یوں کہتا ہاہا توبہ توبہ اور کہتا تم لوگوں کو کیا پتہ اس بیماری کا۔ میں بتادوں کہ بیماری کے تین درجات ہوتے ہیں۔جب تین سے گذر کر آگے بڑھے تو بس بیمار کے بچنے کی امید مقطوع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس کا مرض تو تیسرے درجہ کے قریب آگیا ہے اور میرے پاس تو ایک دوائی ہے جس کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ ہوگی اور میں امید رکھتا ہوں کہ بیمار کو کانوں سے پکڑ کر اُٹھادے گی تو پھر اس نے پانچ روپیہ ایک تولہ کا لے لیا اور دو روپیہ فیس کے علاوہ لیکر جیب میں ڈال دیئے۔ بالفرض بیمار مر جاتا تو کہتا تھا ارے میں نے پہلے ہی نہ کہدیا تھا کہ یہ بیماری تیسرے درجہ سے متعدی ہونے والی ہے اور مرنے سے بچ گیا تو یوں کہتا تھا کہ اب دیکھ لی میری دوا کی مسیحائی! یہ دوا گویا مُردوں کے جِلانے والی ہے۔

فرمایا ایک مُلا اور دوسرا شخص شکار پر نکلے۔ ایک بٹیر اور دوسرا پدّی جال میں پھنس گئے۔ ملا صاحب نے کہا ارے بھائی تم حصہ کرلو اگر بٹیر مجھے دیدو اور پدی تم لے لو۔ اگر پدی تم لے لو تو بٹیر مجھے دیدو۔ دیکھو اس میں کیسی چال بازی کر رہا تھا یعنی بھر حال پدی تم ہی لے لو اس لئے کہ بٹیر تو حلال ہے اور پدی حرام ہے۔

المجلس التاسع

نویں مجلس

مخدوم بلال کی دربار میں

مخدوم بلال کی دربار میں:

صبح سویرے حضرت غوث الزمان اور جیون شاہ صاحب موٹر پر سوار ہو کر حضرت مخدوم بلال رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف میں پہنچے اور اس دن خانقاہ شریف پر میلا تھا اس لئے لوگ بہت آئے ہوئے تھے، شاہ صاحب نے اجلاس عام میں چونکہ یہی موقعہ مناسب تھا ایک تقریر فرمائی اور فرمایا تم لوگوں کو میں تین مبارکیں دیتا ہوں۔ اول تو اِس ہمارے علاقہ میں اتنی پانی کی طغیانی تھی کہ فصل تو بالکل ماری گئی لیکن جانوں کے جانے کا خطرہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسی مصیبت کو ٹال دیا اور دوسرا ہمارے اِس علاقہ میں دورہ مرض اسہال کا تھا جسے بہت جانیں تلف ہو گئیں۔ اِس ملال کو اللہ تعالیٰ نے دفع فرمایا اور تیسرا اِن تمام تکالیف کے عیوض ہم لوگوں کے پاس یہ بزرگ ولی اللہ کامل نیک پنجاب سے اللہ تعالیٰ نے بھیج دیا۔

تقریر سنتے ہی حضرت صاحب کے اوپر لوگ پروانہ کی طرح ہجوم کرنے لگے۔

حضرت مخدوم صاحب کی تین نصیحتیں:

پھر آپ خانقاہ شریف کے اندر مراقبہ کرکے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ مخدوم صاحب نے فرمایا ہے کہ جیون شاہ کو شادی کرنے کا بڑا اشتیاق ہے۔ فلاں بوڑھا جو اکثر اوقات تیرے پاس بیٹھا رہا کرتا ہے تو ان کو میری طرف سے کہدو کہ اپنی لڑکی کا نکاح اسی شاہ صاحب کے ساتھ کردے۔ اور دوسرا مولویوں کو کہدو کہ وعظ محض للّٰہیت کے ارادہ سے کرتے رہیں اور دل میں دنیا کی طمع اور رِیا کا مقصد نہ ہو۔ اور تیسرا کہدو کہ میری خانقاہ میں عورتیں مت آیا کریں۔

مخدوم بلال کی فیاضی:

آپ کی خدمت میں ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ جُلاہوں کا کام کرتے تھے تو آپ نے ایک دن مستی میں آکر پکا ہوا دیگچہ اپنے سر پر ڈال دیا اور فرمایا کہ جو شخص اسی آش کو میرے بدن سے چاٹ لے تو وہ ولی اللہ بن جائیگا۔ بہت لوگ نیک نصیب والوں نے چاٹ کر صفا کر دیا۔ اور ایک شخص آخر میں آکر ملتمس ہوا کہ میں بھی اس نعمت سے کچھ حصہ حاصل کرلوں تو آپ نے فرمایا بدن میرا تو چاٹنے سے صاف ہو گیا ہے اب کچھ ناخنوں کے اندر رہ گیا ہو تو بیشک چاٹ لے تو وہ شخص ناخنوں کو چاٹنے سے کامل ولی بن گیا۔ آپ کی ایک مرید عورت نے کسی ظالم بادشاہ کے پیر کو کچھ مضرت پہنچائی تو اُس ظالم نے اپنے پیر کے انتقام میں حضرت مخدوم بلال رحمۃ اللہ علیہ صاحب کو کولھو میں پسوا دیا۔ واللہ اعلم بالصواب [1]

---

[1] حضرت مخدوم بلال رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے متعلق بہت روایات مشہور ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

المجلس العاشر

دسویں مجلس

پھلجی اسٹیشن نزد دادو سندھ

مخدوم بلال نے خوشی منائی:

بعد نماز فجر حضرت غوث الزماں یہاں سے روانہ ہو کر پھلجی اسٹیشن سے شکار پور کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں مولوی سلیم اللہ کو فرمایا کہ کل مراقبہ میں مخدوم صاحب نے مجھے فرمایا:

ازآمدنِ شما ماعید می کنیم وما برائے استقبالِ شما در دادو آمدہ بودیم لیکن بسبب اشتغالِ ذکر بسوئے ما توجہ نکردید۔"

(آپ کی آمد پر ہم عید جیسی خوشی کر رہے ہیں، اور ہم آپ کے استقبال کے لئے دادو آئے تھے مگر ذکر کی مشغولی کی وجہ سے آپ نے ہماری طرف توجہ نہ فرمائی)

آپ شکار پور میں نیاز محمد خان جمعدار کی جگہ پر تشریف لے گئے۔

المجلس الحادی عشر

گیارھویں مجلس

شکارپور سندھ

فجر کے وقت مولوی سلیم اللہ نے اِس کمترین کو کہا کہ حضرت غوث الزمان نے جو یہ شعر پڑھا تھا لکھ لینا چاہیے۔

چار بودم سہ شدم اکنوں دوم، از دوئی چوں بگزرم بس واصلم

(میں چار تھا پھر تین ہوا اب دو ہوں جب اس دوئی سے نکل جائوں گا تو واصل باللہ ہو جائوں گا)

آپ نے فرمایا چار سے مراد چار عناصر ہیں جب ان چاروں کی نفی ہو گئی تو "لا" ہو گیا جب نفی مطلق ہوئی پھر تو واصل ہو گیا۔

ایک مرید کا خواب:

میاں کمال الدین فقیر نے اپنا خواب بیان کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت غوث الزماں کو کھانا وہ کھلائے جو پکائے اور داڑھی منڈا ہاتھ نہ لگائے اور رات کو خدمت میں وہ لوگ سویا کریں جو کہ پرانے ارادتمند ہوں اور نئے آدمیوں کو بالکل دُور سُلایا جائے۔ اور بعض لوگ اکیلا حضرت غوث الزماں کو گھر لیجاتے تو ساتھ جماعت ہونی چاہیے اور جنگل کی طرف ضرورت مٹانے کو جو اکیلا چلے جاتے ہیں تو ساتھ جماعت ہونی چاہیے۔

درجۂ محبوبیت:

آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں نماز میں تھا کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تمہیں میں نے محبوبیت کا درجہ عطا کیا ہے اور ایک درجہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو اور دوسرا درجہ شیخ نظام الدین اولیاء کو اور تیسرا درجہ تم کو۔

لعابِ دہن:

فرمایا ایک دفعہ حضرت نظام الدین کی مزار شریف پر میں نے مراقبہ کیا اور نبی کریم ﷺ کا لعاب دھن مبارک جو بطور امانت حضرت نظام الدین قدس سرہ کے پاس تھا، مجھے دیدیا تو بندہ مونہہ میں لیتے ہی مست ہو گیا۔

پیر کا پس خوردہ سعادتمند کو ملتا ہے:

جب حضرت عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مزار شریف پر پہنچا تو ایک آدمی نے آم لیکر ہدیہ مجھے پیش کیا اور میں وہ آم کھا کر چھلکے رکھتا گیا اور دل میں خیال کیا کہ یہ چھلکے کس کے نصیب ہوتے ہیں۔

کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ کرم حسین شاہ صاحب نے سارے چھلکے چن کر کھا لئے۔ آپ نے فرمایا مجھے موسیٰ زئی شریف اپنے پیر کی خدمت میں جانے کا خیال آیا کہ آپ سے اجازت لیکر سکھر چلا جاؤں اور وہاں رہ کر مزدوری کروں تو آپ نے رخصت ہونے کے وقت مجھ کو فرمایا ریشی جی:

مکن عمر ضائع بتحصیل مال، کہ ہم نرخ گوہر نباشد سفال

(مال کی تلاش میں عمر کو برباد مت کر کیونکہ ٹھیکریاں موتیوں کے بھاؤ نہیں ہوتیں)

کوئی بھی سنت معمولی نہیں:

فرمایا جو شخص مونچھیں بڑھائے اور داڑھی منڈائے تو حضرت رسول کریم علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوات فرماتے ہیں؛

میں ان کی شفاعت نہیں کرونگا۔[1] ایک غزنی کا پٹھان موجود تھا، کہا جب لوگ فرائض کی پرواہ نہیں کرتے تو سنت تو معمولی سمجھی جائیگی۔ آپ نے فرمایا:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (النسآء:)

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو۔

جب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے پھر سنت کو معمولی کس طرح کہا جائیگا نہیں نہیں یہ ہر گز نہیں۔

---

[1] أخرج ابن أبي شيبة وأحمد والترمذي وصححه والنسائي عن زيد بن أرقم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من لم يأخذ من شاربه فليس منا۔ الدر المنثور في التفسير بالمأثور للسيوطي (1/584)

قضا نماز کا مسئلہ:

کسی نے قضا نماز فجر کا مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا زوال سے پہلے فرض بمع سنت ادا کرسکتا ہے اور بعد زوال کے فقط فرض ادا کرسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا باقی نمازوں کی قضا بعد نمازِ عصر تا مغرب تک جائز نہیں ہے۔ [1]

نمازِ سفر کا مسئلہ:

کسی نے نماز سفر کے بابت مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا آدمی کی ایک دن کی سیر نو کوس ہے تو تین دنوں کا حساب چھتیس میل ہوگیا تو بس چھتیس (۳۶) میل میں سفر ہوگا۔ [2]

حقیقی بادشاہی:

آپ نے فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اڑتا تھا۔

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ [سبأ: 12]

(اور سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کردیا صبح کو ایک ماہ کا اور شام کو ایک ماہ کا سفر کرتے تھے) اِس قصہ کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا۔

فرمایا حضرت خاقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی

کہ یکدم باخدا بودن بہ از مُلکِ سلیمانی

---

[1] ماسوئ قضا، عمری اور صاحبِ الترتیب کے۔

[2] حضرت قریشی کریم رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم کے قول کے مطابق مسافتِ سفر گنتے تھے اور اس کے مطابق نمازِ سفر ادا فرماتے تھے۔ جبکہ احناف کا فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔

(تیس سال کے بعد خاقانی پر یہ مطلب کھلا کہ ایک گھڑی اللہ کی یاد میں رہنا حضرت سلیمان علیہ السلام کی (دنیاوی) بادشاہی سے بہتر ہے)

سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کیا شان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ذیشان شاہی سے بھی مرتبہ میں بڑھ گیا کیونکہ وہ دنیاوی شاہی تو فانی تھی اور یہ شاہی باقی رہے گی۔

اللہ بہت قریب ہے:

فرمایا دنیا کے جو بادشاہ ہیں ان کا تو دستور ہے کہ اردلی اور چوبدار رکھتے ہیں۔ اور اُس بادشاہ حقیقی کا کوئی چوبدار نہیں ہے۔

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ (البقرة:)

جب میرے متعلق میرے بندے سوال کریں تو انہیں بتادیں کہ میں بیشک قریب ہوں۔

وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ (قٓ)

ہم اُس کی رگِ جاں سے بھی اُس کے زیادہ قریب ہیں۔

فرمایا اور بادشاہ تو سوجاتے ہیں اور دربار ہی بند ہو جاتی ہے۔ اور یہ بادشاہ تو فرماتا ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ (البقرة)

سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔

نیازمندی:

آپ نے فرمایا میں غنی کے سامنے عجز نہیں کیا کرتا۔ حدیث شریف کو پڑھا:

من تواضع لغني لأجل غناه ذهب ثلثا دينه۔[1]

(جس نے دنیا کی خاطر کسی دنیادار کے آگے نیاز مندی کی اس نے اپنے دین کے تین حصے برباد کردیے) فرمایا:

ازاں بر ملائک شرف داشتند، کہ خود رابہ از سگ نہ پنداشتند

(اللہ والے شرف میں ملائکہ سے بھی بڑھ جاتے ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو کتّے سے بھی بدتر سمجھتے ہیں)

اصحابِ کہف کا قصہ:

پھر آپ نے اصحابِ کہف کا قصہ بالتفصیل بیان فرمایا۔ دقیانوس کا خدائی کا دعویٰ کرنا اور چوہا بلی کے ڈر سے دوڑتا ہوا اس کے سینہ پر چڑھنا اور دقیانوس کا کانپ جانا اور یملیخا کا اُس کی خدائی سے بے اعتقاد ہونا اور چرواہا اور اس کے کتے کا ساتھ جانا اور غار میں تین سو برس کے بعد جاگنا اور بادشاہ جو قیامت اور حشر و نشر کا منکر تھا اُس کا ایمان لانا۔ (سب بیان فرمایا)

تقویٰ اور پرہیزگاری:

فرمایا بزرگان ماسلف پاکیزہ کھانا کھانے کی تلاش کرتے تھے کیونکہ یہاں ایھا ازکیٰ طعاماً موجود ہے اور اتقاء کے ہمیشہ پابند تھے۔

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ (الحجرات:13)

---

[1] الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي (1/628) دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين (5/53) المقاصد الحسنة للسخاوي (1/639)

بیشک تم میں سے زیادہ پرہیز گار اللہ کے ہاں معزز ہیں۔
اور آج کے مسلمان تو بالکل پرواہ ہی نہیں کرتے اور ہندوؤں کے ہاتھوں کی چیز ہضم کر جاتے ہیں اور ہندوؤں کے نزدیک تو کتا اور گائے کا پیشاب اور گائے کا گوبر یہ سب پاک ہیں اور قیامت کے دن اصحابِ کہف کے کتے کی کھال بلعم کو پہنائیں گے اور بلعم کی کھال کتے کو پہنا کر بہشت میں داخل کرینگے۔

سگ اصحاب کہف روزے چند، پئے نیکاں گرفت مردم شد

دیکھو اولیاء کرام کی صحبت کے شرف کے سبب کتا بندہ بن کر جنت میں داخل ہوگا اور معلوم نہیں کہ لوگ صحبت اولیاؤں اور بزرگوں سے کیوں بھاگتے ہیں۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء، بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

بندوں پر اللہ کی عنایتیں:

فرمایا کسی بزرگ کے پاس ایک ملازم آیا تو بزرگ نے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو؟ وہ بولا اپنے افسر کو کھانا کھلاتا ہوں اور پانی پلاتا ہوں اور سو جاتا ہے تو پنکھا لگاتا ہوں اور جاگتا ہے تو چوکیداری کرتا ہوں۔ بزرگ نے فرمایا بھلا تجھ سے کوئی قصور ہو جائے۔ تو وہ بولا خفا ہوتا ہے اور مجھ پر جرمانہ لگاتا ہے۔ بزرگ نے فرمایا میرا حاکم تو تیرے حاکم سے بہت اچھا ہے۔ دیکھ میں سو جاتا ہوں تو وہ ہوا لگاتا ہے اور بھوک لگے تو کھانا کھلاتا ہے اور پیاس لگے تو پانی پلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا مجھ کو کھلاتا ہے اور میں سو جاتا ہوں تو وہ جاگتا ہے اور مجھ سے قصور ہو جائے تو معافی دے دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ:

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اللّٰهُ (ال عمران:)

کون ہے جو اللہ کے سوا گناہ معاف کرتا ہے۔

أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرة:186)

میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ ، كَمَنْ لاَ ذَنْبَ لَهُ.[1]

جس نے توبہ کی گناہوں سے وہ اُس شخص کے مثل ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

جاہلانہ نام:

نیاز محمد خان کے تین بھائی تھے ایک کا نام کرڑ اور دوسرے کا نام کنڈا اور تیسرے کا نام کانڈیرا تھا اور اِن ناموں کے سنتے ہی بہت لوگ ہنسے اور آپ نے اس کمترین کو فرمایا کہ ان ناموں کو لکھ لے۔

آپ نے فرمایا یہاں تو علم کا بڑا زور ہے۔ دیکھو اذان میں جو ایک طرف حی علی الصلاۃ دو بار کہا جاتا ہے تو یہاں کے مُلا ایک بار کہتے ہیں اور حی علی الفلاح الفلاح اور قد قامت الصلاۃ کا بھی یہی حال ہے۔

رزاق اللہ ہے:

فرمایا ایک بزرگ کسی بادشاہ کی دعوت پر بمعہ جماعت تشریف لے گیا تو کسی نے استہزاءً کہا کہ آج تو کنولے پیٹ بھر کر خوب کھائیں گے۔ بزگ نے سن کر ایک صوفی کو توجہ دیدی پھر تو بادشاہ کے دسترخوان پر جو بھی کھانا موجود تھا وہ اکیلا کھا گیا۔

---

[1] سنن ابن ماجة (5/320) السنن الكبرى للبيهقي وفي ذيله الجوهر النقي (10/154) المعجم الكبير للطبراني (16/169)

جب بادشاہ کو اس بات کا پتہ لگا تو دوڑتا ہوا بزرگ کی خدمت میں جا کر معافی طلب ہوا تو اس بزرگ نے فرمایا رزق رسانی اللہ تعالیٰ کا کام ہے یہ بادشاہ تو ہمارے صرف ایک صوفی کو پیٹ بھر کے نہ کِھلا سکا۔

احمقانہ نام:

فرمایا ایک شخص کا نام گیسٹہ تھا تو اُس نے مہر پر اپنا نام لکھوانا چاہا۔ اس مُہر بنانے والے نے مہر پر اِس طرح کندہ کر دیا: پکڑ کر تیرے بالوں کنوں گسیٹہ۔

فرمایا سکھوں کے نام تو بہت بُرے ہوتے ہیں۔ کسی کا نام گھنٹہ سنگھ اور کسی کا نام بدبخت سنگھ اور ہندوؤں کے نام تو مرلی مل اور کھوتا مل۔

المجلس الثانی عشر

بارھویں مجلس

دلِ سیاہ کا علاج:

ایک شخص نے عرض کیا کہ میرا دل کالا ہو گیا ہے، کچھ مصفیٰ ہو جائے تو پھر کچھ اثر ہی ہو جائے۔ فرمایا دل کو کوئی پانی سے تو نہیں نِھلایا جاتا۔ یہی اسم ذات کا ذکر ہے اور دل کے پاک اور صاف کرنے کا یہی علاج ہے۔

ایک شخص مراقبہ میں تسبیح پڑھ رہا تھا۔

فرمایا معالج دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو ظاہر کے اور دوسرے باطن کے۔ اور ظاہر والے تو بدنی علاج کرتے ہیں اور باطن والے باطنی علاج کیا کرتے ہیں۔ معالج باطنی یہ فرماتے ہیں کہ مبتدی کیلئے اللہ اللہ کرنا ہر ورد پڑھنے سے زیادہ مفید ہے۔

سانس بڑی نعمت ہیں:

فرمایا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت یہ سانس ہے۔ رات دن میں چوبیس ہزار سانس نکلتے ہیں تو قیامت کے دن اس چوبیس ہزار سانس کا حساب ہوگا اور باقی نعمتوں کے بارے میں توالگ پوچھ گچھ ہوگی۔

فرمایا یہ ملازم لوگ جو اپنے افسروں کے حکم کے پابند ہو کر رات دن کاروبار میں مصروف رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو صحت نہ دیتا تو کس طرح ملازمت کا کام کرسکتے۔ بالفرض ان کی بصارت سلب کردے تو پھر کیا کریں گے۔

تونہ بزر خریدی جاں راقدر نمیدانی

(تونے جان پیسے سے نہیں خریدی اور قدر بھی نہیں جانتا)۔

آپ نے اس کمترین کو فرمایا اس مصرع کو لکھ لے:

برائے دوجہاں شد گل محمد

فرمایا اُس کو مہر پر کندہ کرالے تو بہت عمدہ ہے۔

نظر کی کمزوری کا علاج:

ایک شخص کو کمی بصارت کیلئے فرمایا کہ اول وآخر ایک دفعہ درود شریف پھر نو مرتبہ

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ

پڑھ کر ہر نماز کے بعد دونوں ناخنوں پر دم کرکے دونوں آنکھوں پر پھیر لیا کرے۔

فرمایا گیہوں کا آٹا بھون کر، ناریل، مغز بادام، چلغوزہ، کشمش، پستہ، یہ سب ہموزن کوٹ کر ملالے صبح سویرے کھالیا کرے۔ تقویت بصارت ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

آپ نے فرمایا گل محمد والا مصرعہ لکھ لیا تھا؟ کمترین نے عرض کیا، جی ہاں۔

تو پھر فرمایا ایک مولوی کا نام گل محمد تھا۔ کسی نے اُسے کہا مولوی صاحب ذرا یہاں سے اُٹھ کر وہاں بیٹھ جاؤ۔ تو وہ بولا:

برائے دو جہاں شد گل محمد، زمین جنبد نہ جنبد گل محمد

حقہ دل کو سیاہ کرتا ہے:

آپ نے فرمایا حقہ کا بہت رواج ہوگیا۔ اگر حقہ کی نڑی پر کپڑا رکھ کر حقہ کا دھواں اوپر کھینچا جائے تو کپڑا فوراً سیاہ ہو جاتا ہے۔ اِس طرح حقہ پیتے پیتے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

پردہ ضروری ہے: فرمایا لوگ اپنی عورتیں بازار کو سودا لینے کیلئے بھیج دیتے ہیں، وہ سارا دن ہندوؤں کی دکانوں پر بیٹھی رہتی ہیں اور پستان چاک گلے سے نکال کر بچوں کو دودھ پلاتی رہتی ہیں۔ یہ کتنی بُری بات ہے۔

الاہی بخش:

حضرت خلیفہ نور بخش صاحب کے مرید کا گہنہ نام تھا۔ آپ نے فرمایا تیرا نام تو الٰہی بخش ہونا چاہیے۔ فرمایا دیکھو ہر کسی کی یہ ہی تمنا ہوتی ہے کہ الٰہی بخش! یعنی اے میرے اللہ بخش دے، آمین۔

نفس کُشی کا بہترین علاج:

فرمایا ایک بزرگ نے فرمایا تھا:

سی سال مجاہدہ کردم نفس من نہ نالید ❊ چوں بر شریعت نفس را جبار کردم بنالید

(تیس سال تک میں نے ریاضت کی میرا نفس نہیں رویا جب میں نے اِسے شریعت پر عمل کیلئے مجبور کیا تو رونے لگا۔)

نصیحت کرنا ضروری ہے:

حضرت خلیفہ مولوی عبدالمالک صاحب کا ایک مرید موجود تھا جس نے داڑھی منڈا رکھی تھی۔ اُسے دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ بدن میں بعض بال منڈانے کیلئے ہوتے ہیں اور بعض بال رکھنے کیلئے، اُن کا رکھنا ثواب ہے اِن کا منڈانا ثواب ہے۔ افسوس زیر ناف بال منڈاتے ہیں تو اس کے ساتھ داڑھی کے بال بھی منڈا دیتے ہیں۔ اِن کے نزدیک دونوں کا ایک درجہ ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران: ۰)

تم بہتر امت ہو لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہو حکم کرتے ہو نیکی کا اور بُرائی سے روکتے ہو۔ اور لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارا کیا نقصان ہے۔ عیسیٰ بدیں خود اور موسیٰ بدیں خود۔ یہ دیکھو کیسا جواب ہے۔ یہ جواب باثواب نہیں ہے۔ لیکن اے فقیرو! تم حق بات ضرور کہہ دیا کرو۔ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا امر بالمعروف کا ثواب ضایع نہ ہوگا۔

نسوار اور تمباکو چھوڑنے کا نسخہ:

ایک شخص نسوار ناک میں دیتا تھا۔ آپ نے اُس کو کوزہ مصری اور سنڈہ پر کچھ پڑھ کر دم کر دیا اور فرمایا اِن کو پیس کر سونگھتا رہے۔ دوسرے تمباکو والے کو جو منہ میں رکھتا تھا فرمایا نمک اور مرچ سیاہ دم کرا کر منہ میں رکھتے رہو اور تمباکو کو چھوڑ دو۔ فضول خرچی میں شامل ہے۔

ایک شخص نے فقراء اہل ذکر کیلئے چاول پکائے اور اُن میں گڑ ڈالا تھا۔ آپ نے فقراء کو منع فرمایا کہ نہ کھاؤ۔ اور صاحبِ دعوت کو فرمایا گھبرانا نہیں دوسرے مسکینوں کو کھلادو۔

آخرت کا سبق کچّا:

فرمایا ایک لڑکے سے باپ نے پوچھا تو کیوں روتا ہے؟ وہ بولا سبق کچا ہے اور استاد مارے گا۔ تو وہ بوڑھا یہ سن کر رو دیا اور کسی نے پوچھا تو وہ بوڑھا بولا کہ میرا تو ساری عمر کا سبق کچا ہے اور قیامت کے دن کیا جواب دونگا۔

قریشی کریم کی مُہر کندہ :

آپ شکار پور سے باگڑ جی تشریف لائے تو مولوی سلیم اللہ کو فرمایا کہ میرے نام کا مہر کندہ یہی مصرعہ بہت عمدہ ہے:

بفضلِ ذوالفضل شد نام فضلم

آپ نے فرمایا حضرت دین پور شریف والے بزرگ کے نام کا مہر کندہ یہ ہے:

بنازم بخت خود کہ غلامِ محمدم (ﷺ)

غلامِ محمد:

فرمایا اب اور ایک شعر دل میں آگیا ہے:

غلامِ محمد شرف یافتہ، کہ مہر محمد بدل تافتہ
(اللھم صل وسلم علیہ)

مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ شعر ابھی بن گیا ہے، فرمایا جی ہاں۔

اور کمترین نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں لعل خان اور شیر خان دونوں زمیندار تھے تو لعل خان کا مہر کندہ یہ تھا: چوں لعلم کردہء آبم نگاہ دار۔

شیر خان کا مہر کندہ تھا: چوں شیرم کردہء شرم نگہدار۔

فرمایا پیر پگارا حضرت حزب اللہ شاہ صاحب کا مہر کندہ یہ تھا:

ہست وردِ زبان حزب اللہ، کلمہء لاالٰہ الا اللہ

فرمایا ایک طالب العلم جس کا نام عبداللہ تھا اور وہ آنکھ سے کانا تھا تو مولوی صاحب اس کو بلاتے وقت عَبداللہ پکارتا تھا۔ اور وہ اس کی تاویل اس طرح کرتے کہ عربی میں عین کا معنی آنکھ کا ہے۔ تو جو آنکھ میں نکتہ ہے تو عین پر بھی ضرور ہونا چاہیے کیوں کہ اِس نام میں دلالت مطابق پائی جاتی ہے۔ لہٰذا غبداللہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ایک کانے آدمی کو دیکھ کر بہت شعر دل میں آتے گئے اور ان میں سے ایک تو یہ ہے:

یک چشم تو حُسن ست دگر چشم حسین، یک فتحِ خیبر دگر فتحِ حُنین

میاں نور الدین تماچانی والے:

اس اثنا میں میاں نور الدین تماچانی والا خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اُسے دیکھ کر فرمایا مولوی صاحب! اس کا عجیب واقعہ ہے یہ شخص سات برس بیعت ہونے سے پہلے خواب میں اِس عاجز سے بیعت ہوا اور سکھر میں مولوی نور بخش خلیفہ صاحب سے اِس عاجز کا پتہ پوچھ کر فوراً فقیر پور شریف میں پہنچ گیا اور آتے ہی اِس عاجز سے بیعت ہوا۔

المجلس الثالث عشر

تیرھویں مجلس

تماچانی شریف سندھ

پیر کامل سے محبت:

بعد نماز فجر کے فرمایا حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک شخص ذکر اور حالات اور جذبات اور واردات سے از سرتاپا مملو ہے لیکن شیخ کی محبت سے بالکل مُعَرا (خالی) ہے تو اُس کے گر جانے کا احتمال ہے۔

اور فرمایا ایک شخص جس کو نہ تو غلبہء ذکر ہے اور نہ تو جذبہ اور نہ ذوق ہے اور نہ شوق ہے لیکن شیخ کی محبت میں مستغرق ہے تو وہ شخص لغزش سے بالضرور محفوظ رہے گا۔

سایہ رہبر بہ است از ذکرِ حق

خطرات و وساوس:

آپ نے فرمایا مولوی عبدالغفور خلیفہ صاحب صاد بُنیر والے نے اس عاجز کو کہا کہ اب تو مجھ کو پہلے سے زیادہ خطرات پڑتے ہیں۔ تو بندہ نے کہا مولوی صاحب آپ کو مبارک اور دیکھ لو اگر ایک قطرہ گھی کا یہاں زمین پر ڈالا جائے تو پھر کتنی چیونٹیاں جمع ہو جائیں گیں اور چھوٹے لڑکے کے ہاتھ میں اگر روٹی کا ٹکڑا ہوتا ہے تو دیکھا ہوگا کتنے کوے جمع ہو جاتے ہیں تو بس یہی مثال ہے کہ شیطان جس کے پاس نعمت دیکھتا ہے تو اس کو خطرات میں ڈالتا ہے اور اس ملعون کا مطلب یہ ہے کہ اس حظِ عظیم سے خالی ہو جائے۔[1]

کشف و کرامات سے استقامت کا درجہ بڑا ہے:

فرمایا کسی نے حضرت شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت ہونے کی التماس کی تو آپ نے فرمایا:

طریقہء ماسنگ بے نمک لیسیدن است [2]

(ہمارا طریقہ بغیر نمک کے پتھر کو چاٹتے رہنا ہے)

تُو اور کسی بزرگ کے پاس جا، جو کہ لذت اور وجدان دلانے والا ہو۔

---

[1] صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن صحابہ کرام نے حضور انور غریب پرور سیدنا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ یارسول اللہ ہم اپنے اندر ایسے وساوس پاتے ہیں جن کا زبان پر لانا ہمیں بہت گراں گذرتا ہے تو آپ نے فرمایا کیا واقعی تم ایسے وسوسے پاتے ہو؟ عرض کی ہاں یارسول اللہ تو آپ نے فرمایا: ذَاكَ صَرِيحُ الإِيمَانِ یہ صریح ایمان کی علامت ہے۔ صحیح مسلم- (1 / 83)

[2] درالمعارف ملفوظات شاہ غلام علی دہلوی مؤلف رؤوف احمد نقشبندی مطبوعہ استنبول ص۹ پر یہ الفاظ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں۔

تو اُس سائل نے عرض کیا حضرت!

مابرائے استقامت آمدیدم نے برائے کشف و کرامت آمدیم۔

ہم استقامت کیلئے آئے ہیں نہ اس لئے کہ کشف و کرامت حاصل ہو۔

توآپ کو سنکر اس کی بات بہت پسند آئی اور بیعت کرلیا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۝ (حٰمٓ السجدۃ:30)

بیشک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر انہوں نے اِس بات پر استقامت کی تو ان پر ملائکہ نازل ہو کر کہتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کرو اور ہم خوشخبری دیتے ہیں اُس جنت کی جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔

فرمایا حضرت معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ بیس برس اپنے پیر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ٹکے رہے اور خواجہ صاحب نے اتنا تک نہ پوچھا کہ تو کون ہے۔ ایسے طالبِ مولا صاحبِ استقامت کے تھے اور ولی اللہ بزرگ ماسلف نیز ایسے مستغنی تھے۔

کراماتُ الاولیاء حقٌّ:

فرمایا ایک بڑھیا عورت جو کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی مریدنی تھی، آپ کی خدمت میں ایک بیٹے کے عطا ہونے کیلئے دعا منگوائی۔ جب خواجہ صاحب نے دعا کی تو جواب ملا اس کیلئے لوحِ محفوظ میں اولاد نہیں ہے۔ یہ سنکر خواجہ صاحب بت خانہ کی طرف جانے لگے (یہ انداز محبوبیت تھا) ابھی بت خانہ کے عازم تھے کہ اذن ہوگیا کہ اپنے ہاتھوں سے لوحِ محفوظ پر لکھ لے۔

آپ نے ان کے سات بیٹے لکھ لیئے۔ اور آپ کی جماعت جس میں ساٹھ آدمی قابل اجازت تھے جو اسی امر سے بے اعتقاد ہو کر بھاگ گئے اور حضرت معین الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ ہی رہ گئے تو اُن ساٹھ کی امانت آپ نے نیز اِسی حضرت کو عطا کرلی۔ خواجہ حافظ فرماتے ہیں:

بمئے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید،
کہ سالک بے خبر نہ بود زراہ درسم منزلہا

(مصلی شراب سے رنگین کر اگر تجھے مرشد حکم کرے، کیونکہ مرشد راہِ سلوک کے منازل سے بے خبر نہیں۔)

خدمتِ شیخ:

فرمایا حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر کی خدمت تین برس کرتے رہے تو ایک برس کے بعد پوچھا تو کہاں سے آئے ہو؟ بولے جی بغداد سے۔ دوسرے برس کے بعد پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ عرض کیا جنید۔ پھر تیسرے برس کے بعد پوچھا تو کہاں جارہا ہے؟ تو بولے جی آپ حضور کی خدمت میں رہوں گا۔ پھر تو یک بار فیض سے مالامال کردیا۔

گیسو دراز:

فرمایا ایک بزرگ بارہ سال مراقبہ میں بیٹھا رہا تو ان کے سر کے بال دراز ہو گئے اور ان کا نام "بزرگ گیسو دراز" مشہور ہو گیا۔
فرمایا ایک بزرگ تکبیر تحریمہ کہہ کر بیس برس کھڑا رہا۔

دل کا ذکر:

فرمایا بعض بزرگ نقش اسم اللہ کا تصور کراتے ہیں اور ہمارے حضرات تو دل سے اللہ اللہ کراتے ہیں کیوں کہ دراصل مقصود دل سے ذکر کرانا ہے نہ کہ نقش کو دیکھنا۔

تصورِ شیخ:

مولوی بلال صاحب نے عرض کیا کہ نماز میں اپنے شیخ کا تصور آجائے تو نماز میں تو خلل نہیں آتا؟ تو آپ نے فرمایا: خاشاک برسر دریا گذر گنند (تنکے دریا کی سطح پر گذرتے ہیں) تو دریا ویسا ہی بہتا رہتا ہے۔

فرمایا حضرت امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نماز میں جنگ کی صفیں سیدھی کرتا رہتا ہوں اور نماز میں بھی خلل نہیں آتا۔

خزانہء معرفت:

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار ورموز کے لائق صرف حضرت آدم علیہ السلام کو سمجھا اور خزانہ معرفت اس کے سینہ میں رکھدیا تو وہی معرفت کا خزانہ تقسیم ہو کر تمام انبیاء اور اولیاء کے دلوں میں ابتک چلا آتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ (الذاریات:56)

میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔

جاننے اور پہچاننے میں فرق ہے:

فرمایا پہچاننے اور جاننے میں بہت فرق ہے۔ ایک وہ لوگ ہیں کہ اللہ کے نام سنتے ہی مر گئے۔

تماچانی شریف میں مولویوں سے خطاب:

آپ تماچانی تشریف لے گئے تو بعد نماز مغرب کے فرمایا مولویوں کی مثال انجن کی سی ہے اگر انجن سست ہو جائے تو پوری ریل گاڑی سست ہو جاتی ہے۔ مولوی اگر مستحب کو ترک کریں تو لوگ سنت کو ترک کردیتے ہیں اور مولوی سنت کو چھوڑ دیں تو لوگ واجب چھوڑ دیتے ہیں اور مولوی واجب کو ترک کریں تو لوگ فرض کو ترک کردیتے ہیں اور مولوی صاحبان تو یوں کہتے ہیں کہ ہمارے سچ کہنے سے لوگ بگڑ جاتے ہیں اور ہمیں ملامت اور گالیاں دیتے ہیں۔ ارے مولویو! خدا سے ڈرو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مُردوں کے زندہ کرنے میں میں ہر گز عاجز نہیں ہوا جتنا کہ احمقوں کو تربیت دینے میں۔ فرمایا ایک مسخرہ کہتا تھا ہندو تو جلدی مسلمان ہو سکتا ہے اور مُلا مشکل سے مؤمن ہوتا ہے۔

تقویٰ ضروری ہے:

فرمایا مُلا تقویٰ کا تو نام ہی نہیں لیتے صرف یَجُوزُ (یہ جائز ہے) پر زور بھر رکھا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؕ (الحجرات)

بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز وہ ہیں جو تم میں زیادہ تقویٰ رکھتے ہیں۔

اور ہندوؤں کی مصنوعی چیزیں بھی کھا جاتے ہیں اور ہندو ایسے نجس ہیں کہ ان کے نزدیک کتے پاک ہیں اور جس برتن کو کتا چاٹ لے تو ان کو پلید نہیں سمجھتے اور گائے کا پیشاب برتنوں میں اور کھانے میں ڈالتے ہیں اور گائے کی سرگیں (گوبر) کا گلمالہ کرتے ہیں اور چلو پانی سے استنجا کر لیتے ہیں اور جنابت میں تو وہ ہمیشہ رہتے ہیں۔ کوئی نہ مانے تو ان کو نہانے کے وقت دیکھ لے۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبة:28) یقیناً مشرک پلید ہیں۔
اور ہندو کو مسلمان کا ہاتھ لگ جائے تو خور کو پلید سمجھتے ہیں۔

فرمایا ارے مسلمانو! تم بڑے بیوقوف ہو۔ نہ تو دین ہے تمہارے پاس اور نہ تو عقل ہے۔ دیکھو مسلمان زنا کریں اور چوری بھی کریں اور ہر وقت حقہ سامنے رکھ کر گُڑ گُڑ کرتے رہیں اور کنویں میں سارے گاؤں کے کپڑے ڈالے جائیں تو مولوی صاحب فرماتے ہیں:

یجوز لعموم البلوٰی

ارے مولوی! خدا سے ڈرو یہ تو اخر الحیل ہے جہاں پانی میل کی مسافت دور ہو اور آج تو قریب ارد گرد کنویں موجود ہیں۔

فرمایا اگر گائے کا گوبر مٹکے کے تلے کو لگا ہوا کنویں میں جا پڑے تو کیا وہ کنواں پلید نہیں ہوتا اور کیا گوبر غلیظ نہیں ہے؟؟ اور آپ کا فتویٰ ہے کہ کنواں پلید نہیں ہوتا!!

فرمایا ایک مسجد کی چٹائیاں مرغیوں کے بیٹوں سے بھری ہوئی تھیں۔ میں نے کہا مولوی صاحب یہ چٹائیاں تو پلید ہیں تو ملاجی صاحب بولا پلید کون کہتا ہے۔ پھر وہ کتاب لے آئے تو اُس میں لکھا تھا:

خرء الطیور نجاسة خفیفة سوی الدجاجة۔[1]

(سب پرندوں کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے سوا مرغی کے۔)

---

[1] أَنَّ خُرْءَ الدَّجَاجَةِ وَالْبَطِّ وَنَحْوَ ذَلِكَ مِنَ الطُّيُورِ الْكِبَارِ الَّتِي لِخُرْئِهِ رَائِحَةٌ خَبِيثَةٌ نَجَسٌ نَجَاسَةً غَلِيظَةً بِالِاتِّفَاقِ۔ مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (153/1)

المجلس الرابع عشر

چودھویں مجلس

انگریز نے ملائوں کو خریدا:

بعد نمازِ فجر آپ نے فرمایا کہ کسی نے فرعون کو مشورہ دیا کہ پہلے ملاؤں کو اپنا تابع کر لے پھر دعویٰ خدائی بڑی خوشی سے بے خوف ہو کر کرلینا کیونکہ یہ ملا تیرے ساتھ ہو کر لوگوں کو برغلائیں گے۔ پھر فرعون نے ایسا ہی کیا۔

فرمایا آجکل جو سندھ میں انگریزوں نے ملاؤں کیلئے گرانٹ (Grant) مقرر کئے ہیں تو ان کی منشاء یہ ہے کہ ملا ہمارے تابع ہو جائے اور گرانٹ کی تعریف یہ ہے کہ مولوی صاحبان مدارس اسلامیہ اور اردو اسکول وغیرہ کو انگریزی تعلیم کے لئے مفت میں کتابیں دی جائیں اور پھر سال میں ایک افسر ممتحن آیا کرے گا، مولویوں

کی معقول تنخواہیں مقرر کی جائیں گی اور بڑا عجب تو یہ ہے کہ مولوی صاحبان کو اب تک سمجھ نہیں سکے اوران کو خیر خواہ سمجھتے ہیں !!!

فرمایا ایک پہلوان جس کا نام غلام تھااور بڑازورآور تھاتوانگریزوں نے اس غلام کواپنے ایک بہت بڑے پہلوان کے ساتھ کشتی کامقابلہ کیلئے لندن لے گئے۔ غلام نے اس انگریز پہلوان کو جان لندن کامزہ چکھا کر بڑی رسوائی سے زیر کردیا تو انگریزوں نے واپسی کے وقت اُس غلام کو زہر دے کر جہاز میں مار ڈالا۔

تقویٰ کی برکت:

فرمایامیں کراچی شہر جارہاتھاتو راستہ میں ایک بٹواپڑاہوا نظرآیاجب میں نزدیک ہواتوایک آدمی دوڑتا ہواآگیااور مجھے کہنے لگااِس کو اٹھاؤ۔ میں نے انکار کیاتواس نے اٹھالیاجب تھوڑاساآگے چلاتوایک آدمی آنکھیں سرخ نکال کر مجھے کہنے لگا میری سونے کی انگوٹھی یہاں گر گئی تھی، تم نے اٹھالی ہے۔ آخر وہ میری تلاشی لیکے چپ ہوگیا۔ جب میں نے اپنے رفیقوں کو یہ بات بتائی تووہ کہنے لگے کہ اگرآپ بٹوااٹھالیتے تو بڑا شور مچ جاتااورآپ کاہمدرد بن کرآدھی رقم آپ سے باٹ لیتااور وہ جومدعی انگوٹھی والاآپ کو مِلا تھاوہ رو کرخداکاواسطہ آپ کو دیتاکہ میرابٹواپندرہ روپیہ کاگر گیاہے، خداکے واسطے مجھے دے دوتووہ آپ کاحصہ وار رفیق یوں کہتاکہ چلوجی یہ غریب روتاہے اور اللہ کانام لیتاہے رقم اور بٹواواپس دے دو۔ جب آپ ان کو دے دیتے تووہ لیکر پھر یہ دعویٰ کرتاکہ میرے توچالیس روپیہ تھے اور بہت دھمکیاں آپ کو دیتاپھر تو یہ رفیق یوں کہتاکہ چلوجی بیس میں نکالتاہوں اور بیس تم نکالوورنہ پولیس میں ہماری بہت رسوائی ہوجائے گی۔

پھر آپ سے اِسی بہانہ سے بیس روپیہ مزید چھین لیتے۔ فرمایا دیکھو یہ سب تقویٰ کی برکت تھی کہ میں نے اُس کے کہنے پر عمل نہ کیا۔

دھوکہ بازوں سے ہوشیار رہو:

فرمایا ایک شخص نے کہا کہ میں بمبئی میں ایک جگہ گیا تو ایک آدمی مٹھائی لے آیا اور کہا کہ اس پر ختم شریف پڑھ دو۔ جب میں نے اس میں سے کچھ تھوڑا سا کھایا تو فوراً بے ہوش ہو گیا اور میرے پاس پندرہ روپیہ موجود تھے تو وہ مٹھائی والا نکال کر چلدیا۔

فرمایا ملتان میں ہاتھی دیکھنے کیلئے مخلوق کا بڑا ہجوم تھا اور میں بھی اسی ہجوم میں تھا تو ایک لڑکے نے چھپکے میری جیب میں ہاتھ ڈالا اور دل میں خیال آیا کہ اس کو تھپڑ لگاؤں پھر خیال آیا شاید کوئی یتیم ہو یا طالب علم ہو۔

فرمایا ایک آدمی لڑکے کو مار رہا تھا تو ایک بُرا آدمی جس کے پاس روپیوں کی تھیلی کمر میں باندھی ہوئی تھی اوپر آ گیا تو لڑکا اس کے گلے کو لگ گیا اور خوب گھونٹ لیا جیسا کہ اس کی مار سے ڈرا ہوا ہو اور مارنے والا اپنی چالبازی سے ظاہراً تو اس لڑکے کو پکڑ کر کھینچتا رہا اور ویسے تو تھیلی کو نکالنے میں لگا ہوا تھا آخر تھیلی کو چُرا کر لے گیا۔

فرمایا ایک جاٹ آدمی گوبر سے بڑا مٹکا بھر کر اور اوپر تھوڑا سا مکھن رکھ کر ہندو کے پاس لے آیا اور کہا کہ فی الحال پندرہ روپیہ دیدو کہ ابھی فلانہ سودا بازار سے لیکر آ جاتا ہوں اور کم و بیش حساب وزن کرنے کے بعد کریں گے۔ اس طرح سے ہندو سے چالبازی کر کے پندرہ روپے لیکر چلتا بنا۔

فرمایا ایک ٹھگ آدمی نے پہلے اشتہار دیا کہ میں دن کو لُوٹ لونگا۔ پھر ایک ٹانگہ کرایہ پر لیا اور اُس پر پردہ لٹکا دیا خود اندر چھپ کر بیٹھ گیا۔ اِسی حالت میں ایک صراف

کے پاس آیا اور کہا کہ یہ سید کی بی بی سونا خریدنا چاہتی ہے ذرا دکھادو۔ صراف نے اس کو سونا دیا تو ٹھگ نے لیکر پردہ کے اندر منہ اور ہاتھ اس طرح چھپایا اور چھپ چھپ کر باتیں کرتا رہا گویا سونا بی بی کو دکھا رہا ہے۔ پھر کہنے لگا کہ بی بی صاحبہ فرماتی ہیں یہ سونا پہلے سیٹھ صاحب کو دکھالاؤ تو تانگہ کو وہیں چھوڑ کر چھ ہزار کا سونا لیکر چلدیا۔

فرمایا انگریز کیسے بے وقوف ہیں خزانہ پر چوکیدار رات کو تین دفعہ ہلٹ بولتا ہے یعنی تو کون ہے اور تیسرے دفعہ جواب نہ ملے تو فوراً گولی چلادیتا ہے۔ چنانچہ ایک سپاہی کا باپ جٹ آدمی تھا اور بیٹے سے ملنے کیلئے آیا تو ایک گلی میں پیشاب کرنے کو بیٹھ گیا اور خزانہ یہاں سے قریب تھا اور اُسی سپاہی کی چوکیداری کی ڈیوٹی تھی جو اس کا اپنا بیٹا تھا تو تین دفعہ ہلٹ بولا جواب نہ ملا تو بندوق چلادی۔

اسٹیشن باگڑجی سے سکھر میں پانچ بجے کے قریب تشریف لائے۔

مرزائیوں سے ہوشیار:

فرمایا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا ریچھ اور چار پانچ کتے اس کے ارد گرد پھرتے ہیں اور سونگھتے اور ناز کر رہے تھے۔ وہ مشرق کی طرف سے آرہے تھے۔ جب صبح ہوئی تو دس بجے کے قریب مرزائی مذہب کا ایک تحصیلدار اور چند خوشامدی نمبرداران کے ساتھ آگئے۔ نمبردار نے کہا تحصیلدار کیلئے چارپائی لاؤ۔ میں نے کہا کہاں سے لاؤں۔ میں تو زمین پر بیٹھا ہوں یہ بھی زمین پر بیٹھ جائے۔ تحصیلدار نے کہا کہ مرزا صاحب کی کتابیں اپنے پاس رکھا کرو۔ میں نے کہا کیوں؟ وہ بولا یہ مجدد ہیں تو میں نے کہا ہر گز اس کے مجدد ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہیں، وہ جھوٹا ہے۔ تحصیلدار غصے میں بھر گیا اور جو زمین غیر آباد تھی اس کو آباد لکھ کر چلا گیا تا کہ آبیانہ وغیرہ زیادہ وصول کر سکے۔

المجلس الخامس عشر

پندرھویں مجلس

سکھر سندھ

قریشی کریم رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کی عنایت:

فجر نماز کے بعد مراقبہ کیا، فرمایا مجھے رب العالمین کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ نور محمد کے دل میں خطرات بہت پڑتے ہیں ان کو کہدو کہ خطرہ نہ کرے اور تیرے کہنے پر عمل کرے اور جو چیز تم دم کردو اس پر اعتقاد رکھے اور بے دینوں کی رفاقت سے محترز رہے اور تقویٰ بہت کرے۔ رہی بیماری تو اب تھوڑی سی کسر باقی رہ گئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ فوراً آرام ہو جائیگا اور اس کی بیوی بھی اِسی عارضہ میں مبتلا ہے اور اُس پر اِس کا اثر پڑتا ہے۔ فرمایا نور محمد بتاؤ بزرگوں کا بتلانا اچھا ہے یا کہ خود ذات باری تعالیٰ کا جس کے تمام انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام سائل اور محتاج ہیں۔

فرمایا تمام اولیاءِ کرام میرے ساتھ بڑی محبت اور پیار رکھتے ہیں اب کوئی صاحبِ کشف ہو تو ان سے دریافت کرلے کہ میں نے جھوٹ بولا یا کہ سچ کہا۔

کشف القبور :

فرمایا ایک بزرگ کی مزار پر میں ختم دے رہا تھا تو مجھ سے کسی اور بزرگ کا نام نکل گیا تو اس صاحبِ مزار نے فرمایا کہ پڑھ تو میرے لئے رہے ہو اور بخش دوسرے کو دیا۔ میں نے کہا مجھ سے بے اختیار اس کا نام زبان پر آگیا۔

فرمایا حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر مراقبہ کیا تو آپ نے مرشدانہ بہت نصیحت فرمائی۔ جب لاہور میں حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر مراقبہ کیا تو آپ نے فرمایا میں وُہی نصیحت کرتا ہوں جو آپ کو حضرت مجدد صاحب نے کی تھی۔

فرمایا ایک بزرگ کی مزار پر مراقبہ کیا تو بزرگ کے سامنے ایک بڑا ریچھ ناچتا ہوا نظر آیا اور بزرگ نے فرمایا یہ بدمذہب میری اولاد سے ہے۔ ایک گھوڑا اور ایک تلوار مجھے عطا فرمائی اور تاکید سے فرمایا کہ ابھی اس بدبخت کا سر کاٹ ڈال۔ بزرگ کی یہ بات مجھ سے بھول گئی اور کافی عرصہ کے بعد ایک اور بزرگ کی مزار پر جو اِس عاجز نے مراقبہ کیا تو اس بزرگ نے فرمایا وہ گھوڑا اور تلوار جو آپ نے دیکھی تھی تو اس کے کام کو کیوں بھلا دیا؟ فرمایا باطن کا معاملہ بڑا عجیب ہے۔

جانوروں پر رحم :

آپ نے اِس کمترین کو فرمایا اِس رات کو کتی کا نوزادہ بچہ جو بہت سردی کی وجہ سے چونکتا اور چِلاتا رہا۔ ساری رات نیند نہیں آئی اور دل دُکھتا رہا ہے اور یہی خیال آتا

رہا کہ اِس کو اٹھا کر یہاں اپنے پاس اندر لاؤں لیکن اس لحاظ سے رُکا رہا کہ شیطان لوگوں کو خطرات میں نہ ڈال دیں۔

فرمایا میں نے سُنا ہے کہ خلیفہ مولوی اللہ ڈتہ صاحب ایک دن ایک بیمار کتے کو اُٹھا کر پانی پلا رہا تھا اور مولوی صاحب پہلے کیسے سخت مزاج آدمی تھا یہ سب ذکر اور صحبت بزرگوں کا اثر ہے کہ قلب نرم ہو جاتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی اور چور کا قصہ:

فرمایا چور رات کو حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے گھر لُوٹنے جا رہا تھا تو راستہ میں آپ اس چور کو مل گئے اور چور نے پوچھا تو کون ہے؟ آپ نے فرمایا میں چور ہوں۔ تو اُس نے بتایا کہ جنید کے گھر کو لوٹنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور آپ نے اس کے ہمراہ آکر جو چیز ظاہر اور مخفی تھی تمام اٹھا کر اس کے حوالہ کر دی تو فجر کو چور بازار میں جو آپ کا پیراہن بیچ رہا تھا، کسی مرید نے پہنچان کر پکڑ لیا۔ آپ وہاں جا کر مرید کو فرمایا چھوڑ و یہ پیراہن اِس کا ہے۔

شہر بمبئی کا ایک سخی:

فرمایا بمبئی شہر میں ایک شخص تھا جس کا نام زکریا تھا اور بڑا سخی تھا۔ ایک دن کھجور کے دانے بانٹ رہا تھا اور ایک خراسانی کو دینے لگا تو دوسرے نے ہاتھ سے چھین لیا اُس پر خراسانی نے غصہ میں آکر اس کو قتل کر ڈالا تو زکریا نے مرتے وقت یوں کہا کہ میں نے اُس خراسانی کو معاف کیا تم ان سے میرا قصاص مت لینا۔

شیندم کہ مردان راہ خدا، دلِ دشمناں ہم نکردند تنگ
تو بادشمناں دوستی کئے کنی، کہ بادوستاں ات خلاف است و جنگ

(میں نے سنا ہے کہ اللہ کے بندے دشمنوں کا دل بھی نہیں دکھاتے ہیں، تو دشمن کے ساتھ بھلائی کب کرسکتا ہے جبکہ دوستوں سے تیری لڑائی اور مخالفت ہے)

جو کچھ کیا اپنوں نے کیا:

فرمایا ایک کتے نے دوسرے کتے سے جو احوال مزاج پوچھا تو وہ بولا نہ کسی گدھے سے اور نہ تو کسی گھوڑے سے رنج پہنچا بس جو کچھ کیا اپنی برادری نے کیا۔

ہرچہ کرد با من آشنا کرد۔

شیطان لوگوں کو کیسے لڑاتا ہے؟

فرمایا حضرت خضر علیہ السلام نے شیطان کو توبیخ فرمائی ارے بدبخت تو کیسے لوگوں کو آپس میں لڑادیتا ہے؟ بولا ادہر آؤ میں ابھی دکھاتا ہوں۔ تھوڑا سا گڑ لیکر دیوار کو لگادیا اور چھپکلی چھت سے اتر کر گڑ کھانے کو جو دوڑی تو بلی نے ان کو پکڑ لیا ادھر کتا دیکھ رہا تھا تو دوڑ کر اس بلی کو مار ڈالا اور بلی جو دکاندار کے گھر کی پلی ہوئی تھی تو اس نے لاٹھی سے اس کتے کو مار ڈالا اور کتے کا مالک دیکھ رہا تھا تو اس نے غصہ میں بلی کے مالک کو مار ڈالا۔

فرمایا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کا کچھ آپس میں معمولی سا نزاع واقع ہوگیا۔ جب حضرت رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات نے پوچھا تو دونوں حضرات نے یہی ایک بات کی کہ یارسول اللہ مجھ سے قصور ہوا ہے۔

فرمایا ایک غلام سے گرم پانی کا ایک قطرہ بادشاہ کے سر پر گرا تو اس کو پھانسی کا حکم دے دیا تو اس غلام نے سنتے ہی سارا لوٹا بادشاہ کے سر پر انڈیل دیا۔ غلام سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ ایک قطرہ سے پھانسی پر لٹکا دینے کا گناہ بادشاہ

کے سر ہو رہا تھا۔ اس لئے میں نے سارا لوٹا سر پر گرا دیا تاکہ میرا گناہ بھی تو کچھ اتنا ہونا چاہیے جس کا بدلا لیا جائے۔

فرمایا مدینہ طیبہ میں دو قبیلے اوس اور خزرج مدت سے آپس میں لڑتے رہے۔ آخر دونوں فریق حضرت رسول کریم علیہ وعلیٰ اٰلہ افضل الصلوات کے برکت سے مسلمان ہو کر ایک دوسرے کے بھائی بن گئے۔

المجلس السادس عشر

سولھویں مجلس

مکاشفاتِ قریشی رحمۃ اللہ علیہ

بعد نمازِ فجر مراقبہ کیا گیا اور میاں ظہور محمد کو فرمایا کہ حضرت رب العالمین جل شانہ فرماتا ہے کہ ظہور محمد کے چھٹی نا منظور ہونے کی علت یہ ہے کہ اس نے درخواست دے کر یوں کہا تھا کہ ضرور منظور ہو جائے گی اور "انشاء اللہ تعالیٰ" کا لفظ اس نے نہیں کہا۔

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ (الکہف:24،23)

اور کسی شئے کیلئے یوں نہ کہو کہ میں کل یہ ضرور کردونگا مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

فرمایا سبحان اللہ جتنا قرب بڑھتا جاتا ہے تو اتنا امتحان ہی بڑھتا جاتا ہے اور مولوی سلیم اللہ کو فرمایا تیرے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ خطرہ مت کرے،

اور کوئی ایسا وقت آئیگا کہ اس پر کشف اسرار نمودار ہو جائیں گے اور ہمیشہ استقامت میں رہا کرے۔ فرمایا حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

طالب ذوق و شوق طالب خدا نیست۔[1]

فرمایا کوئی کتابوں کا مطالعہ کرے اور مختلف اقوال دیکھے تو یہی حجاب ہوتا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی میری رضا کا خواہشمند ہو تو وہ تین کام کرے۔ ایک ذکر بہت کرے اور دوسرا تقویٰ بہت کرے اور تیسرا تیرے (قریشی) ساتھ اور میرے ساتھ اور میرے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت رکھے۔ فرمایا:

وقال لی قائل انی کتبتک من الصدیقین الحمد للہ علیٰ ذالک

اور مجھ سے کہنے والے نے کہا کہ بیشک میں نے تجھے صدیقین مین سے لکھ دیا ہے

فرمایا ایک صوفی نے اپنے ذکر کے کم ہو جانے کی وجہ پوچھی تو میں نے کہا اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ تم نے چُرائی ہوئی بھینس کا گوشت کھایا ہے۔ تو اُس نے کہا جی ہاں واقعی کھایا ہے۔

تقریر پر تاثیر:

فرمایا بتاؤ! تم لوگ جو اپنا وطن چھوڑ کر سفر کرتے ہو اور نوکری اور مزدوری کر کے گذران کرتے ہو، بتاؤ ہندوؤں کے پاس بیشمار دنیا پڑی ہوئی دیکھتے ہو، اُسے چوری کر کے کیوں نہیں اٹھالیتے؟ ایک ملا جو مسجد شریف کا امام تھا، نے کہا حکومت کے ڈر سے۔

---

[1] در المعارف ملفوظات شاہ غلام علی دہلوی ص ۹

آپ نے فرمایا ارے لو گو حکومت مجازی سے ڈرتے ہو، اور احکم الحاکمین جو حی القیوم ہے اس سے کیوں نہیں ڈرتے ؟ اور گناہوں میں رات دن کیوں گستاخیاں کرتے ہو؟ فرمایا بتاؤ ہمارے نبی رسول کریم علیہ وعلیٰ الہ افضل الصلوات کے حکم پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ بتاؤ داڑھی کیوں منڈواتے ہو اور حضرت محبوب کبریا علیہ وعلیٰ الہ افضل الصلوات فرماتے ہیں: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ [1]

(جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت رکھے گا وہ اُسی قوم سے ہوگا۔)

دیکھو! آجکل ہندو اور مسلمان کا اُسی تشبیہ سے تو امتیاز نہیں ہو سکتا۔

ارے مسلمانو! تمہاری عقل ماری گئی ہے اور تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ دیکھو جو کتابیں منزل من اللہ ہیں کیا توریت اور کیا انجیل اور کیا زبور سب اِسی قرآن کے نزول ہونے سے منسوخ ہو گئی ہیں اور ان کے احکام اجزاء اور متفرق ہو گئے ہیں اور قرآن شریف ویسا ہے کہ جیسا اول سے تھا اور اِس میں تغیر اور تبدّل کوئی نہیں کر سکتا۔ فرمایا صحابہ کرام کے دلوں میں اتنی خشیت تھی کہ ایک صحابی اس آیت شریف:

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (المطففين) کو سنتے ہی بیہوش ہو گیا۔

قرآن صحیح پڑھو! فرمایا آج تو لوگ قرآن سے اتنے بیگانے ہو گئے ہیں کہ طوطے کی طرح زبان پر ہے لیکن دل میں نہیں ہے اور امتحان لیا جائے تو سو سے ایک صحیح پڑھے گا۔ **فرمایا** یہاں ایک بوڑھی عورت میرے پاس تعویذ لینے کو آئی تھی۔

---

[1] سنن أبي داود بَاب فِي لُبْسِ الشُّهْرَةِ (ج 11 / ص 248) المعجم الأوسط للطبراني، باب العين (ج 18 / ص 140) مصنف ابن أبي شيبة (ج 7 / ص 639) مسند الشهاب القضاعي (ج 2 / ص 141. الرقم: 372)

میں نے کہا بوڑھی نماز پڑھتی رہا کر۔ تو وہ بولی کہ نماز تو مجھ کو نہیں آتی۔

ارے مسلمانو! رات دن نبوی علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات کے برخلاف فرمان کرتے ہو اور شفاعت کی اُمید بھی رکھتے ہو!

فرمایا اگر میں تم سے ایک پیسہ بھی مانگوں تو مجھے ہر گز نہ دینا اور جو تم سب کو دیتا ہے کیا میں اُن سے نہ مانگوں اور اُس خالق سے تم لوگوں کو زیادہ جانوں۔

زنا سے بچو:

فرمایا زنا بہت ہوگیا ہے اور غیرت اُڑ گئی ہے۔ ارے مسلمانو پردہ چار دیواری بنواؤ اور اپنی بیویوں کو حجاب میں رکھو۔ آٹھ دن معتبر بنتے ہو اور چار برس انگریز کی قید میں گذارتے ہو۔ جب ہندوؤں سے قرضہ اٹھایا اور سود دن بدن بڑھتا گیا نتیجہ یہ نکلا کہ قید نصیب ہوئی۔

چائے حظِ نفس ہے:

فرمایا دہلی میں میرے لئے ایک مولوی صاحب چائے لے آیا۔ تو میں نے کہا یہ حظِ نفس ہے اگرچہ حلال ہے اس کی بھلا کیا ضرورت۔

غیر شرعی رسوم کو چھوڑدو:

فرمایا ایک شخص کو میں نے کہا تو نے مونچھیں کیوں بڑھائی ہیں اور داڑھی کیوں منڈوائی ہے؟ تو بولا جی اسی طرح رواج ہے۔ پھر میں نے کہا تم نے رواج پر ایمان لایا ہے یا کہ شریعت پر؟ **من تشبه بقوم فهو منهم** بتاؤ اگر ایک شخص انگریزی ٹوپی سر پر رکھے تو وہ انگریز سمجھا جائے گا یا نہ؟ اور اس طرح تشبیہ کرنے والا اسی فرقہ میں گِنا جاتا ہے۔

آہ رات کیسے گذر گئی!

آپ نے فرمایا حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ ساری رات مراقبہ کرتے تھے اور صبح کو فرماتے: شب چہ کوتاہی کرد (رات کیوں چھوٹی ہو گئی ہے۔) اور اللہ والے بڑے حریص ہوتے ہیں۔

لذتِ ذکر فرمایا ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ اللہ کے ذکر کی لذت سوباکرہ عورتوں کی لذتِ صحبت سے بھی برتر ہے۔ فرخ بادشاہ حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے آباء اجداد میں سے ہے، جب ذکر کی لذت سے مالامال ہوا تو بادشاہی کو چھوڑ کر ایک غار میں بیٹھ گیا اب تک اس پہاڑ کا نام " فرخ " مشہور ہے۔

صحبتِ اولیا:

من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اولیائہ

(جو اللہ کی صحبت میں بیٹھنا چاہتا ہو وہ اللہ کے دوستوں کی محفل میں جا بیٹھے)

اور مجنوں کو بغیر صحبت لیلا کے ہر گز قرار نہ آتا تھا۔

تا بجاروب لا نروبی راہ، کئے رسی در مقام الا اللہ

(جب تک لا کے جھاڑو سے راستہ صاف نہ کریگا مقامِ الا اللہ تک کیسے پہنچے گا۔

فرمایا حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر کا نام حضرت نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا تو آپ فرماتے ہیں:

سگ کہ شد منظور نجم الدین سگانرا سرور است

(وہ کتا جو نجم الدین کا منظورِ نظر ہو گیا وہ تمام کتوں کا سردار ہو گیا۔)

دل کا علاج ضروری ہے:

فرمایا جسمانی صحت کی کتنی ضرورت ہے اور تھوڑا سا مرض عائد ہونے سے مداوات میں تمام ترسعی اور کوشش کی جاتی ہے لیکن دل کے مرض کی دوا بالکل نہیں کرتے۔

کلمہ کا قلندری ترجمہ:

فرمایا شرف الدین لاہوری پر حضرت شہباز قلندر کا نزول ارواح ہوا تو فرمایا کہ مُلا لوگ کلمہ شریف کا معنی نہیں کر سکتے اور یوں معنی کرتے ہیں کہ نہیں معبود بدوں اللہ کے۔ بتوں کی تو نفی کرتے ہیں اور اپنی اور باقی ہر چیز کا اثبات کرتے ہیں یعنی اپنے وجود کی نفی نہیں کرتے۔

ایک بزرگ کی توجہ کی تاثیر:

فرمایا ایک بزرگ نے ممولہ پرندہ پر باز کو حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو ممولے کو توجہ دیدی چنانچہ ممولہ باز پر غالب آ گیا۔

لسانِ اولیا: فرمایا ایک بزرگ پانی میں سے گذر رہے تھے تو پاؤں میں کوئی چیز اٹک گئی۔ فرمایا لوہا ہے؟ لکڑی ہے؟ پتھر ہے نہ جانے کیا ہے۔ اب لوگ وہاں جاتے ہیں وہ چیز موجود ہے مگر پتہ نہیں لگتا۔ (کہ ان تین چیزوں مین سے کیا ہے)

توجہ سے کشتی کو روک دیا:

فرمایا ایک بزرگ نے دریا پر چلتی ہوئی کشتی کو توجہ دے کر ٹھہرا دیا۔ تو اس کشتی میں ایک بزرگ تھا، اِس نے اُس بزرگ کو وہاں چلنے سے کھڑا کر دیا۔ آخر ایک دوسرے سے معافی مانگی۔ مولوی سلیم اللہ نے عرض کیا ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں ایسا چل پڑا جیسا کہ یہ دیوار چل پڑے تو بس اُس بزرگ کا یہی کہنا تھا اور وہ دیوار چل پڑی۔

توبزرگ نے فرمایا بس یہیں ٹھر جامیں تو ویسے ہی بات کر رہا تھا۔

توجہ کو آزمالیا:

آپ نے فرمایا جس وقت حضرت شاہ سعید احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت فرمائی تو حضرت حاجی صاحب قدس سرہ توجہ دے کر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گرادیا تو آپ نے فرمایا یہ تم نے کیوں کیا؟ تو یہ جواب دیا کہ حضرت توجہ کو آزمانے کا خیال آگیا تھا۔

انگوٹھی اتارنے کا حکم:

آپ نے ایک شخص کو فرمایا یہ انگوٹھی انگلی سے اتار ڈال تو اس نے عرض کیا کہ علماء فرماتے ہیں کہ سفر میں انگوٹھی جائز ہے، اس لئے کہ احتمال ہے شاید کوئی جرمانہ یا تاوان دینا پڑ جائے۔ تو آپ نے فرمایا: ایک شخص دعا مانگ رہا تھا کہ الٰہی پہاڑ کو سونے کا بنادے تو دوسرے نے سن کر کہا اگر اس پہاڑ سے بھی دوہرا تاوان پڑ جائے تو یہ ایک پہاڑ کیا کرے گا؟ فرمایا تو نو مہینے ماں کے پیٹ میں رہا وہاں کونسی انگوٹھی پاس رکھی تھی۔ ارے اللہ کا بھروسہ کرو اور اس کو رزاق ذوالقوۃ المتین سمجھو۔ ہاں ویسے ہی سونے کی انگوٹھی جیب میں رکھی جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن اس کا پہننا بالکل حرام ہے۔ البتہ چاندی کی انگوٹھی جائز ہے اور وہ بھی قاضی یا نمبردار یا چوکیدار کیلئے۔

بینک کا پیسہ: اُس شخص نے عرض کی کہ حضرت بینک کا پیسہ لینا مباح ہے یا حرام ہے؟ آپ نے فرمایا یہ حرام ہے کیونکہ یہ سودی روپیہ ہے اور سود پر لینا حرام ہے۔ اُس نے کہا فلاں مولوی نے جائز لکھا ہے۔

آپ نے فرمایا کسی اور مولوی کو چار آنا دے دو تو وہ بھی اس مسئلہ میں تمہارا ہو جائے گا۔ اُس نے دریافت کیا حضرت سُرود جائز ہے یا نہ؟ آپ نے فرمایا حرام ہے۔ وہ کہنے لگا فلاں مولوی کے گھر تو ہر دن بجتے رہتے تھے۔ فرمایا:

اعلنوا النكاح بالدف [1] دف سے نکاح کا اعلان کرو، تو آیا ہے مگر اس دف کی وضع تو اس ملک میں موجود ہی نہیں، اور دف بالکل چھوٹا اور کم آواز ہوتا ہے اور مولوی صاحبان کو دیکھو تو یہ جواز پر بضد ہیں۔

فرمایا حضرت رسول کریم علیہ و علیٰ اٰلہ افضل الصلوات کے زمانہ اقدس میں عورتیں مسجد میں نماز پڑھا کرتی تھیں۔ [2] اور اِس وقت بالغرض ایک عورت مسجد میں آکر نماز پڑھے تو تمام بے نماز نمازی بن جائیں۔

فرمایا: زندہ دل و مردہ در زیر گل، بہتر از عالم زندہ مردہ دل

---

[1] أخبار أصبهان، باب الف، باب من اسمه إبراهيم (ج 2/ ص 425۔ الرقم: 601)

البحر الزخار۔ مسند البزار: عامر بن عبد الله بن الزبير، عن أبيه (ج 6/ ص 195۔ الرقم: 1957)

[2] سنن الدارقطني باب صَلاَةِ النِّسَاءِ جَمَاعَةً وَمَوْقِفِ إِمَامِهِنَّ (ج 4/ ص 181۔ الرقم: 1525)

المجلس السابع عشر

سترھویں مجلس

فقیروں اور امیروں کا فرق:

نماز فجر کے بعد فرمایا غنی لوگ دراصل زیادہ تر محتاج ہوتے ہیں اگر پیاسے ہوتے ہیں تو جب تک دوسرا آدمی پانی نہ بھر لائے تو یہ ویسے ہی بیٹھے رہتے ہیں اور پیشاب کریں تو جب تک نوکر ڈھیلا نہ لائے بیٹھے رہتے ہیں اور جب انہیں بھوک لگے تو پکانے والے کے محتاج ہوتے ہیں اور خود کھانے کو پکانا عیب سمجھتے ہیں۔ اور خادم جب تک گھوڑے پر زین رکھ کر نہ لے آئے تو ویسے ہی بیٹھے رہتے ہیں۔ اور کھانا ڈر ڈر کے کھاتے ہیں کہ شاید کسی نے زہر نہ ملا دیا ہو۔ تو بتاؤ فقیر کو کون سا ڈر ہے۔

فرمایا ایک فقیر نے بادشاہ کے ارد گرد فوج کو ننگی تلواریں کر کے کھڑا ہوا دیکھا تو فقیر بولا الٰہی امان یہ بیچارہ بڑی قید میں ہے۔

قُوتِ ایمانی:

فرمایا حضرت سیدنا امیر عمر رضی اللہ عنہ نے تین لاکھ (کفار) کے مقابلہ میں تین آدمی بھیجے اور تین مسلمان لاکھوں کے مقابلہ میں بڑی دلیری سے لڑتے تھے اور کفار دیکھ کر کانپ جاتے تھے۔

قریشی کریم کو الہام :فرمایا:

جلست فی المراقبۃ و قال لی قائل :

لولا فضل اللہ علیک ما کان اسمک فضل اللہ

(میں مراقبہ میں بیٹھا تو کسی کہنے والے نے مجھ سے کہا کہ : اگر آپ پر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو آپ کا نام فضل اللہ نہ ہوتا)

قوالی کا سننا کیسا ہے؟

کسی نے دربار میں حلت و حرمت سُرودوں کا مسئلہ فریافت کیا (کہ گانا بجانا حلال ہے یا حرام؟) تو آپ نے فرمایا: حضرت محکم دین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن مریدوں کو فرمایا آج قاتل آرہے ہیں اور دیکھیں تو کیا قوال آگئے ہیں اور حسب ارشاد گانا اور بجانا شروع ہو گیا تو آپ کا بدن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور قوال اور اکثر لوگ تو ڈر کر بھاگ گئے اور بعض مخلص مرید رونے لگے تو کسی اور باخبر بزرگ نے کہا کہ ویسے ہی بند بند ملا کے (آپ کے جسم کو ٹکڑوں کو ملا کر) اور اوپر چادر تان کر پھر قوال سرود بجانا شروع کر دیں اور حسب فرمان ویسے ہی کیا گیا

توآپ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

زندہ دلانرا شیندن رواست ❊ ہر کہ چنین نیست شنیدن خطاست

(قوالی زندہ دل لوگوں کو سننا جائز ہے، جو اس حال کو نہیں پہنچا اس کو سننا گناہ ہے)

مرنے سے پہلے مرنا: فرمایا:

مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا [1] (مرنے سے پہلے مر جاؤ)

مرنے سے پہلے مرنا خواہشاتِ نفسانی کو ختم کرنا ہے۔

با وضو رہنا:

فرمایا ایک بزرگ کو شہر اور گاؤں کے لڑکے ڈھیلے مارتے تھے اور وہ بزرگ بولتا تھا چھوٹے کنکرے مارو تاکہ میرا وضو نہ ٹوٹ جائے۔[2]

دل کا سُدھر جانا:

فرمایا جس وقت دل مصفّٰی ہو جاتا ہے تو تمام وجود مصفّٰی ہو جاتا ہے۔

إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ [3]

(جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ سدھر جاتا ہے تو پورا جسم سدھر جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، خبردار رہنا وہ دل ہے)

---

[1] بريقة محمودية في شرح طريقة محمدية وشريعة نبوية (ج 3/ ص 37)

[2] یہ واقعہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے (تذکرۃ الاولیاء)

[3] مستخرج أبي عوانة (ج 11/ ص 3143) الزهد الكبير للبيهقي. (ج 2/ ص 378)
بريقة محمودية في شرح طريقة محمدية وشريعة نبوية (ج 2/ ص 399)

فرمایا جس وقت یہ دل نیک ہو جائے تو پھر قاضی بن کر مسئلے سناتا ہے۔

فرمایا میری جماعت کے ایک صوفی نے بتایا کہ ایک دن پانی پینے کیلئے چلو بھر کر مونہہ میں ڈالا تو دل نے کہا مت پیو تو میں نے اُس چلو کو مونہہ سے گرادیا اور پیاس بھی بہت تھی تو دوسری دفعہ چلو مونہہ میں لیا پھر دل نے یوں کہا کہ مت پیو اور تیسری دفعہ ویسے ہی منع کیا گیا تو میں نے جاکر کنویں میں نظر ڈالی تو کیا دیکھا کہ ایک سُوجاہُوا بڑا چوہا پانی میں پڑا ہے۔

طمعِ دنیا: فرمایا آج کل دنیا کی طمع نے ایسا رواج پکڑا ہے کہ خانقاہوں میں تو بغیر پیسہ کے جانے ہی نہیں دیتے اور یہی رسم بڑھتے بڑھتے حرم محترم بیت اللہ اور مدینہ طیبہ میں بھی پھیل گئ ہے۔ دیکھو وہاں بھی معلم مقرر ہو گئے ہیں جو بغیر پیسوں کے جانے کی اجازت نہیں دیتے۔

المجلس الثامن عشر

اٹھارھویں مجلس

داڑھی منڈھانے والا رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتا ہے:

فجر نماز کے بعد مراقبہ کرکے فرمایا مرزا بیدل صاحب دہلوی شاعر، ایک دن وہ داڑھی منڈارہا تھا تو اس کا ایک رفیق بڑا شفیق بولا ارے داڑھی کیوں منڈاتا ہے؟

تو بیدل صاحب بولا: ریش می تراشم و دل کسے رانمے خراشم

(اپنی داڑھی منڈاتا ہوں دل تو کسی کا نہیں دُکھاتا) اور اُس رفیق نے کہا:

ریش تراشی و دل حضرت رسول کریم علیہ وعلیٰ الہ افضل الصلوات میخراشی

(تو داڑھی اپنی منڈاتا ہے لیکن حضرت رسول کریم ﷺ کی دکھاتا ہے)

تو بیدل صاحب نے کہا: جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی، مرحبا جان جان ہمراز کردی

(اللہ آپ کو جزائے خیر دے تونے میری آنکھیں کھولدیں مبارک ہو تو پیارے تو مجھے ایک راز سمجھادیا) اور وہ اُسی وقت تائب ہو گیا۔

ہر امتی کی صورت رسول اللہ ﷺ پر پیش کی جاتی ہے:

فرمایا تفسیر زاہدی میں لکھا ہوا ہے کہ عالم مثال میں ہر ایک شخص کی شکل حضرت رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات کے پیش ہوا کرتی ہے۔

دل کا گھر صاف کرو:

فرمایا مہمان، عزیز اور پیارے کو گھر لیجاتے ہیں تو پہلے اس گھر کو جھاڑو سے صاف کرتے ہیں اور تم پہلے "لا" کے جھاڑو سے دل کا میدان غیر سے صاف کرو پھر مہمان عشق اللہ کو بلاؤ۔

تا بجاروب لا نروبی راہ، کے رسی در مقام الا اللہ

جو چیز تدریجاً حاصل ہو اس کی قدر ہوتی ہے:

فرمایا نعمت کا قدر وہ جانتا ہے جو تدریجاً حاصل کرے اور دیکھو کہ ماں کو بیٹے کیلئے کتنی قدر شفقت ہے لیکن وہ ایک دن میں چھوٹے بچے کو جوان نہیں کر سکتی اور اسی طرح استاد طالب العلم کو ایک دن میں علم نہیں پڑھا سکتا۔ پہلے الف پڑھائے گا پھر "ب" پھر "ت" اور علیٰ ہذا الحمد شریف اور قرآن شریف اور بالتدریج پڑھتا جائیگا اور عقل بڑھتی جائے گی۔ آخر ایک دن تحصیل کرکے عالم ہو جائیگا۔

اولیاء اللہ سب اللہ کی رضا کے طلبگار ہوتے ہیں

فرمایا ولی اللہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور اس کی رضا کے طلبگار ہیں۔ اور اپنے اختیار میں ہوتا تو حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو ڈوبنے سے بچالیتے۔

ہاں البتہ ہیں تو سہی لیکن القلیل کالمعدوم۔

ایں سعادت بزور بازو نیست، تاں بخشند خدائے بخشندہ

(یہ سعادت بازو کے زور پر نہیں جب تک عطا کرنے والا خود عطا نہ کرے)

فرمایا ایک شخص پیر کامل کی تلاش میں پورا ملک پھرتا رہا تو کہیں (کوئی کامل پیر اسے) نہ مِل سکا اور پھر مایوس ہو کر گھر بیٹھ گیا۔ ایک دن حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے گھر جا کر اس کو بیعت کرلیا اور فیض دے دیا اور جاتے وقت فرمایا جس وقت بھی کوئی ضرورت ہو تو چل کر میرے پاس آجانا۔ اس مرید نے عرض کیا کہ جیسا اِس طرح گھر بیٹھے سرفراز فرمایا ہے تو ویسا ہی آئندہ مہربانی فرمایا کریں۔

توجہ کی تاثیر:

فرمایا حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ کے لنگر میں کوئی چیز موجود نہ تھی اور مہمان بھوکے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کا ایک ہمسایہ نان بھائی تھا جو کہ بڑا متمول تھا، اس نے حضرت کے مہمانوں کا پورا بندوبست کر دیا۔ حضرت خواجہ صاحب اُس نانوائی پر بہت راضی ہوئے۔ فرمایا مانگ جو مانگنا چاہو۔ اُس نے کہا حضرت بس اپنے جیسا بنالو۔ آپ نے فرمایا یک بار کی نعمت کا تُو بار نہ اٹھا سکے گا۔ نانوائی نے کہا حضرت مجھے موت منظور ہے۔ پھر آپ نے یکبار کی توجہ دے دی اور وہ بیچارہ تین دن تو بیہوش رہا آخر مر گیا۔

نگویم کہ برآب قادر نیم، نہ برآب من ہمچوں مستقیم

جذبہ بڑی نعمت ہے

فرمایا جذبہ ایک بڑی نعمت ہے۔

دیکھو لوہا جس وقت آگ میں لعل ہو جاتا ہے تو اُس وقت یہ کہتا ہے کہ خبردار! میں لوہا نہیں ہوں اب آگ ہو گیا ہوں اور مجھ کو ہاتھ مت لگانا۔

اللہ اللہ کرنے والے غنی ہوجاتے ہیں:

فرمایا اللہ اللہ کرنے والے غنی ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ (آل عمران:97)

(پس بیشک اللہ سب جہانوں سے غنی ہے)

دیکھو یہاں "اللہ" کا لفظ ہے تو اللہ اللہ کرنے والے بھلا کیوں غنی نہ ہوں۔

اللہ والوں کا صدقہ : فرمایا:

لولا الصالحون لهلك الطالحون۔[1]

(اللہ پاک نے حضرت موسیٰ سے فرمایا اگر صالحین نہ ہوتے تو میں بدکاروں کو ہلاک کر دیتا)

ذکر والوں کی شان:

فرمایا ذکر کرنے والے کی اتنی شان کہ:

زَارَتهُمُ المَلَائِكَة[2] (فرشتے ان کی زیارت کو آتے ہیں)

---

[1] تفسیر روح البیان (163/2)

فقیہ ابواللیث سمرقندی نے بحر العلوم - (1 / 207) میں یہ حسن بصری کا قول بایں الفاظ لکھا ہے کہ: لولا الصالحون لهلك الطالحون.

[2] یہ بات بہت احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے جس طرح امام بغوی شرح السنة (1 / 277) میں روایت لاتے ہیں: إن الملائكة يطوفون في الطرق يلتمسون أهل الذكر.

مردہ زندہ ہوگیا:

فرمایا ایک شخص میرے رفیقوں میں سے وفات پاگیا اور مجھے وہاں لے گئے تو ان کی بیوی نے اپنے شوہر کی میت سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اُٹھتا نہیں تیرا پیر تیرے گھر آگیا ہے اور تُو مجھ کو نہ کہتا تھا کہ میں جب اپنے پیر کی خدمت میں جاؤں گا تو تم کو ساتھ لیجاؤں گا اور بیعت کرالوں گا۔ بس وہ الفاظ سنتے ہی میرے دل میں رقت پیدا ہوگئی اور یہ الہام ہوا: اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿٤٠﴾ (القیامۃ) تو وہ مُردہ زندہ ہوگیا۔

حقیقی بادشاہی: فرمایا شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی
کہ سلطانی گدائی ہست گدائی ہست سلطانی

(ایک گھڑی اللہ کے ذکر میں رہنا سلیمان علیہ السلام کی (دنیاوی) بادشاہی سے بہتر ہے، دنیا کی بادشاہی گدائی ہے اور اللہ کے در کی گدائی حقیقی بادشاہی ہے)

اللہ کی محبت کیوں نہیں اختیار کرتے؟

فرمایا ایک سادہ سفید موتی اور دوسرا العل بدخشانی آپ کے سامنے رکھے جائیں تو ان دونوں میں سے آپ کس کو اختیار فرمائیں گے۔ تو کسی نے عرض کی لعل بدخشانی کو۔ آپ نے فرمایا جب اتنی بڑی عقل ہے کہ ادنیٰ اور اعلیٰ کی تمیز کر سکتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا عشق کیوں نہیں اختیار کرتے اور دنیا کو کیوں اختیار کرتے ہو کہ جس (دنیا) کی محبت میں آخرت کو بھلا دیا۔

داڑھی قبضہ پر پوری ہونی چاہیے:

فرمایاایک صوفی نے ایک مولوی کو کہاکہ تیری داڑھی قبضہ سے کیوں چھوٹی ہے تو مولوی نے کہا تھوڑی چھوٹی ہے تو سہی لیکن اس میں کوئی باک نہیں ہے۔ صوفی نے کہا جس کنویں میں بیس ہاتھ ڈور پہنچ سکتی ہے تو دو ہاتھ کم کیئے جائیں پھر اُس کنویں سے پانی بھر سکیں گے؟

شاہی خزانہ مسکینوں کے لئے ہے:

فرمایا عالمگیر بادشاہ دہلی کی بی بی بوڑھی ہو گئی تو ایک دن اس نے کہا اب مجھے ایک خادمہ کی ضرورت ہے۔ عالمگیر نے فرمایا خزانہ مسکینوں کیلیئے ہے، تیرے لئے نہیں۔

عبد الرحمان بن عوف اور عثمان غنی کی سخاوت:

فرمایا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک سو گھوڑے بمع زین اور ایک لاکھ روپیہ اللہ کی راہ میں دیدیا۔[1]

فرمایا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سات سو اونٹ بمع پالان اور اسباب کے لادے ہوئے اللہ کی راہ میں دیدیا۔[2]

---

[1] یہ غزوۃ تبوک کا واقعہ ہے بعض روایات میں اس طرح بھی آیا ہے کہ: وأمّا عبد الرحمن بن عوفٍ, فإنّه جاء بأربعة آلاف درهم صدقة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم تفسير اللباب لابن عادل (884/1)
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ الله عَنه أَنَّهُ شَهِدَ ذَلِكَ حِينَ أَعْطَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ الله عَنه رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَهَّزَ بِهِ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَجَاءَ رَضِيَ الله عَنه بِسَبْعِمِائَةِ أُوقِيَةٍ ذَهَبٍ. المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية (51/16)

[2] عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَبَّابٍ. قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ يَحُثُّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ. فَقَامَ عُثْمَانُ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ. عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيرٍ بِأَحْلاسِهَا وَأَقْتَابِهَا. ثُمَّ حَثَّ. فَقَامَ عُثْمَانُ. فَقَالَ: عَلَيَّ ثَلاثُمِائَةِ بَعِيرٍ بِأَحْلاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللهِ. فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ. وَيَقُولُ: مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذَا مَرَّتَيْنِ۔ معجم الصحابة (144/2)

قطبِ وقت کے اثرات:

فرمایا ایک بزرگ دہلی میں تھا تو اُس سے مرید نے پوچھا کہ اب دین میں سستی کیوں ہو گئی ہے؟ تو بزرگ نے فرمایا کہ اِس وقت کا قطب سست ہے اور فلاں جگہ پر خربوزوں کی کھیتی کی نگہبانی کر رہا ہے اور سارا دن ایک جھونپڑے میں بیٹھا رہتا ہے۔ اب تو ان سے جا کر خربوزہ خرید کر لے جب خربوزہ توڑ کر تیرے پاس لائے تو لیکر اسے دو ٹکڑے کر کے زمین پر پھینک دینا اور یوں کہنا کہ یہ اچھا نہیں ہے دوسرا لاؤ۔ اسی طرح چھ سات خربوزے توڑنا پھر آخر میں ایک لے لینا۔ جب گیا تو پیر کے فرمان کے مطابق ویسا ہی کیا مگر اُس کی کیا بات ہے کہ وہ ذرہ بھر بھی رنج نہ ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر اُسی مرید نے اپنے مرشد سے عرض کیا کہ اب تو دین میں بڑی چستی کے اثر پائے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اب اِس جگہ کا قطب چست آگیا ہے اور بازاروں میں مٹکا بھر کر لوگوں کو پانی پلاتا ہے۔ وہ مرید حسب حکم ، موجبِ دستورِ سابقہ اس کے پاس جا کر پانی مانگا جب اس نے دیا تو ان سے لیکر زمین پر گِرا دیا اور یوں بولا کہ مجھے پیالا اور بھر کے دو۔ بس یہی ان کا کہنا تھا کہ اس نے جوڑ کر ایک تھپڑ لگا دیا اور فرمایا خربوزوں والا تو اب یہاں سے چلا گیا ہے۔

چاہتِ نفس:

فرمایا (انسان کا) نفس کہتا ہے مجھے پیٹ بھر کر کھلا جب بھر جاتا ہے تو کہتا ہے جا مجھے خالی کر جب خالی ہوا تو کہتا ہے ہانڈی میرے سامنے رکھ دو۔

سیدنا سلیمان اور یوسف علیہما السلام کی شان:

فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر اُڑتا تھا۔

غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ (سبا:12)

ایک تازہ گھوڑا ایک مہینے تک دوڑتا ہے تو وہ تخت صبح کو اس گھوڑے کی دوڑ تک مہینے کا سفر طے کرجاتا تھا اور دیگر کو نیز مہینے کا سفر۔ تو باوجود اتنی جاہ وجلال کے آپ جو کی روٹی کھاتے تھے اور سارادن عدالت کرتے تھے اور رات کو پرانے کپڑے پہن کر قبرستان میں پرانی قبروں پر جاتے تھے اور یوں کہتے تھے ارے نفس تیرے سونے کی جگہ یہاں ہے۔ فرمایا: حضرت یوسف علیہ السلام پیٹ بھر کر روٹی نہیں کھاتے تھے۔

دنیا داروں کے پیٹ بھرتے نہیں:

فرمایا ایک امیر کسی امیر کا مہمان ہوا۔ کھانا کھانے کے بعد امیر میزبان نے جوار کا گوندا ہوا آٹا غلام کے ہاتھ بھیج دیا۔ غلام سے آٹا لیکر اُس نے کھالیا تو غلام بولا یہ آٹا تو ہاتھوں کی چکنائی اتارنے کیلئے لے آیا تھا۔ امیر نے کہا کیا ہاتھوں کی غل و غش اتاریں اور مونہہ کی نہ اتاریں!

دنیا کا حرص ختم نہیں ہوتا:

فرمایا ایک دن ہارون رشید جنگل میں ایک غزال (ہرن) کے پیچھے گھوڑا دوڑاتا رہا۔ تو ایک سائل نے آکر یوں کہا یہ غزال مجھے عطا فرمائیں۔ ہارون نے کہا جا پکڑ لے۔ پھر سائل نے کہا بغیر گھوڑے کے کس طرح پکڑ سکوں گا؟ تو ہارون نے وہی اپنا گھوڑا دے دیا۔ پھر سائل نے کہا گھوڑا تو دیا گیا اس کو کون پکڑے گا؟ اُس نے ایک غلام دیدیا۔ پھر سائل نے کہا بغیر گھوڑے کے کس طرح غلام میرے پاس پہنچے گا؟ تو اس نے اس کے غلام کو گھوڑا دے دیا۔

پھر سائل نے کہا عورت کے سوا شکار کا گوشت کون پکائے گا؟ تو اُس نے ایک لونڈی ان کو بخش دی۔ پھر سائل نے کہا غلام تو چھڑا ہے یہ میری بیوی کی طرف تکتا رہے گا۔ تو اُس نے غلام کیلئے بھی ایک لونڈی دے دی۔ پھر سائل نے کہا جب دونوں عیالدار ہو گئے تو پوشاک کہاں سے لائیں گے؟ تو اُس نے سب کو پوشاکیں بھی دے دی۔ پھر سائل نے کہا میرا تو ایک جھونپڑا ہی نہیں اب ہم اتنے آدمی کہاں جا کر بیٹھیں گے؟ تو اُس نے مکانات دیدئے۔ پھر سائل نے کہا ہم معاش کا کس طرح انتظام کریں؟ تو اُس نے آباد زمین دیدی۔

داڑھی منڈھانے سے حذر کرو:

فرمایا جاہل لوگ کہتے ہیں اِس داڑھی منڈانے میں کیا ہے، دل آدمی کا سیدھا ہونا چاہیے۔ ارے بے عقل کمبخت داڑھی منڈانے والوں کا دل سیدھا ہوتا ہے؟؟!! تم آج کل داڑھی منڈانے لگے اور ہندو تو آباء اجداد سے داڑھی منڈاتے چلے آئے ہیں پھر وہ تو غوث اور قطب بن گئے ہونگے!!

فرمایا سکھ، گرو نانک کا حکم مان کر داڑھی بڑھاتے ہیں اور تم محبوب کبریا علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات کا حکم نہیں مانتے۔

سرمہ لگانے کی دعا:

آپ سونے کے وقت سرمہ آنکھوں میں لگاتے تو یہ پڑھ کر سلائی پر دم کرتے تھے:

لا الہ الا اللہ نور العین محمد رسول اللہ سید الکونین

المجلس التاسع عشر

انیسویں مجلس

دیدار الاہی:

فرمایا ایک بادشاہ نے اتنا اونچا محل بنوایا کہ چھ مہینے تک اینٹیں اوپر والے حصے میں لگتی رہیں۔ میاں امام الدین پنجابی نے عرض کیا کہ اُس رات میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگ حساب دے رہے ہیں اور میری حالت یہ ہے کہ میں بڑے جوش سے رو رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے فرما رہا ہے: "امام الدین تُو کیوں روتا ہے؟" میں یوں عرض کر رہا ہوں کہ "الٰہی دنیا میں تو تیرا دیدار نہ کر سکے اب کس لئے دیر ہے؟" تو فرمان ہوا: "صبر کرو تھوڑی دیر ہے۔"

صاحبِ جذبہ کے مقالات:

آپ نے فرمایا سبحان اللہ سب لوگ جنت میں چلے جائیں گے اور ایک شخص دُور کھڑا رہے گا تو فرشتے اُن سے بہت محبت سے پوچھیں گے تم یہاں اکیلے کس لئے کھڑے ہو؟ وہ بے پرواہی سے کوئی جواب نہ دیگا۔ فرشتے کہیں گے الٰہی یہ تیرا بندہ بولتا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا چھوڑ دو اِن کو میں جانوں اور یہ جانے۔ بس یہاں تک بات ہوئی تو حافظ صاحب پنجابی جذبہ میں اچھل پڑا اور مستی میں آکر یوں کہہ رہا تھا توبہ توبہ ارے توبہ توبہ۔ ادھر میاں امام الدین پنجابی جذبہ اور مستی میں آکر یوں کہہ رہا تھا توبہ توبہ، کیسی ہے بھلا توبہ سے ہمارا کیا کام ہے۔ اگر توبہ سے ہمیں معافی ملی تو اس کا ہمارے اوپر کیا احسان رہا۔

ہم تو اپنے منشاء سے ویسے ہی گناہ کرتے رہیں گے اگر وہ بخشے تو بس اسی حالت میں بخش دے تاکہ اس کا احسان سمجھا جائیگا۔ آپ میاں امام الدین کی باتیں سن کر بہت دیر تک ہنستے رہے اور اس شعر کو بار بار پڑھتے رہے۔

گفتگوئے عاشقان در کار رب، جوششِ عشق ست نے ترکِ ادب

(اللہ کے کاموں میں عشاق کی گفتگو عشق کے سبب ہوتی نہ کہ ترکِ ادب کے سبب)

رَحم اور رِحم:

ایک پنجابی شخص نے عرض کی کہ دعا فرماؤ اللہ رِحم کرے۔ میں بڑا مقروض ہوں۔ اُس نے لفظ "رِحِم" کہا تو آپ نے ہنس کر فرمایا رِحم تو عورتوں کی ہوتی ہے اور لفظ تو دراصل "رَحم" ہے بفتح الرا اور اس پنجابی نے تھوڑی دیر کے بعد ویسے ہی کہا کہ حضرت میں بڑا غریب آدمی ہوں اللہ رِحم کرے۔ تو جماعت سن کر بہت ہنستی رہی۔

اولیاء اللہ کی آپس میں ملاقاتیں:

ظہور محمد خان نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ تخت پر بیٹھے ہیں اور آپ کے آس پاس کرسیوں پر بزرگ آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ حضرت یہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے اشارہ کرکے فرمایا یہ تو شہباز قلندر صاحب ہیں اور یہ سید جلال صاحب ہے اور یہ عالمگیر بادشاہ ہے اور یہ سلطان محمود غزنوی ہے اور یہ اورنگ زیب بادشاہ ہے۔ میں سن کر عرض کرنے لگا کہ حضرت دعا فرماؤ اللہ تعالیٰ اسلام کو ترقی عطا فرمائے تو آپ نے دعا کے ہاتھ اٹھائے اور آپکے ساتھ سب نے ہاتھ اٹھائے۔

ظاہر کی تقویٰ کا اثر باطن پر پڑتا ہے:

آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک جگہ عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں تو میں ان عورتوں سے ایک طرف کنارہ پر چلا گیا ہوں اور یہ سب تقویٰ کی برکت ہے۔

خدمتِ خلق:

آپ قیلولہ فرمارہے تھے اور جماعت کمرہ میں تھی وہ بھی سو گئی اور یہ بندہ ایک کونے میں جاگ رہا تھا تو آپ نیند سے اٹھ کر تمام جماعت کے ایک ایک آدمی کو پنکھا لگانے لگے اور یہ کمترین دوڑ کر پنکھا لینے کیلئے قریب گیا تو آپ نے چپ رہنے کا اشارہ فرمایا اور آدھا گھنٹہ تک پنکھا لگاتے رہے۔ پھر ایک شخص کے جاگنے سے سب کی نیند ختم ہوگئی۔ پھر آپ نے حلقہ کا حکم دیا اور آپ بھی حلقہ میں بیٹھ گئے پھر ہاتھوں کے زور سے ایک صوفی کو جو آپ کے پہلو میں بیٹھا تھا دبانے لگے۔

اور ایک دوسرے کو اس طرح دبانے کا حکم دیا تو سبحان اللہ اس وقت عجیب رنگ تھا۔[1] اور فرمایا آئندہ ایک دوسرے کو اسی طرح زور دیا کرو اور اصحاب کرام نیز اسی طرح کیا کرتے تھے۔

اہلِ ذکر کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں لوٹتا:

فرمایا جس وقت اہل ذکر ذکر کرتے ہیں تو آسمانوں سے فرشتے نازل ہونے لگ جاتے ہیں اور اس حدیث شریف کا مضمون سنایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا۔

قَالَ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي قَالُوا يَقُولُونَ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ قَالَ فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي قَالَ فَيَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُولُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي قَالَ يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَتَحْمِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ يَقُولُ فَمَا يَسْأَلُونِي قَالَ يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُولُ وَهَلْ

---

[1] صاحبزادہ حضرت خواجہ خلیل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ، اجل مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ خلیل الرحمٰن خود فرماتے تھے کہ اس حلقہ میں یہ عاجز بھی موجود تھا۔ میری ایک طرف حضرت قریشی کریم تھے اور دوسری طرف حضرت پیر مٹھا۔ آپ نے جب حلقہ میں جسم دبانے کا حکم دیا تو چونکہ میں ان دونوں شخصیتوں کے بیچ میں تھا تو کبھی میں پیر مٹھا سائیں کا جسم دباتا تو قریشی کریم میرا جسم دباتے اور کبھی میں حضرت قریشی کا جسم دباتا تو پیر مٹھا سائیں میرا جسم دباتے۔

رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ قَالَ يَقُولُونَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُولُ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ (رواه البخاري) [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو ذکر والوں کی تلاش میں گلیوں میں گھومتے رہتے ہیں جب وہ کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ آؤ جن لوگوں کی تلاش میں ھم تھے وہ یہاں ہیں، پھر اس محفل کو اپنے پروں کے ساتھ دنیا والے آسمان تک گھیر لیتے ہیں، پھر اللہ ان سے پوچھتا ہے کہ حالانکہ وہ ان سے بہتر واقف ہے، میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ کہتے ہیں اے اللہ وہ تو تیرے تسبیح تکبیر تیری حمد و ثنا بیان کر رہے تھے۔

---

[1] صحيح البخاري. بَاب فَضْلِ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (ج 20/ص 24۔الرقم: 5929)
صحيح ابن حبان باب الأذكار (ج 4/ص 206۔الرقم: 858)
قطب عالم نے اپنے ہاتھوں سے یہ پوری حدیث لکھی ہے، تو ہم نے اس کو بمعہ ترجمہ و تخریج لکھ دیا ہے۔

تو اللہ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں، اللہ کی قسم انہوں نے تجھے دیکھا نہیں۔ پھر اللہ فرماتے ہیں اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ اور بھی زیادہ تیری عبادت کریں اور زیادہ تیری ثنا اور حمد بیان کریں اور زیادہ تیری تسبیح بیان کریں۔ پھر اللہ ان سے پوچھتا ہے کہ وہ (میرے بندے) مجھ سے کس چیز کی طلب کر رہے تھے؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے جنت طلب کر رہے تھے۔ تو اللہ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ کہتے ہیں نہیں اے پروردگار تیری قسم انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا۔ تو اللہ کریم فرماتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو کیا کرتے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس پر اور بھی زیادہ حریص ہوتے اور بہت زیادہ طلب کرنے کی کوشش کرتے اور اس کی اور بھی زیادہ رغبت رکھتے۔ پھر اللہ پوچھتے ہیں کہ وہ مجھ سے کس چیز کی پناہ مانگتے تھے؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں وہ جہنم سے پناہ مانگتے تھے۔ تو اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے اے اللہ تیری قسم انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ جہنم کو دیکھ لیتے تو اور بھی زیادہ اس سے دور بھاگتے اور زیادہ ڈرتے تو اللہ کریم فرماتے ہیں اے فرشتو گواہ رہنا میں نے ان سب کو بخش دیا۔ تو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے اے اللہ ان میں فلاں بندہ ایسا بھی تھا جو ان میں سے نہ تھا وہ تو اپنے کسی کام سے گیا ہوا تھا؟ (اس کے لئے کیا حکم ہے) تو اللہ فرماتا ہے وہ ایسی مجلس والے ہیں کہ ان کی مجلس میں بیٹھنے والا کبھی محروم نہیں جاتا۔

عشقِ مجازی اور عشقِ حقیقی : فرمایا:

حافظا در عشقبازی کم ززنی ہندو مباش،

کو برائے وصل شوہر زندہ در آتش ردد

(اے حافظ (شیرازی) عشبازی میں تو ہندو عورت سے کم مت ہو نا کہ وہ تو اپنے شوہر کی خاطر زندہ آگ میں کود پڑتی ہے) [1]

ذاکر و مذکور: فرمایا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چنداں ذکر کند کہ ذاکر و مذکور یکے گردد

(اتنا ذکر کرے کہ ذاکر اور مذکور کی دوریاں ختم ہو جائیں)

فرمایا ایک عاشق کا خون نکلا تو زمین پر اللہ اللہ لکھتا گیا۔

دل کا مقام فوق العرش ہے:

فرمایا جذبہ ہو جاتا ہے تو اس کا دل اپنے مقام پر پرواز کرتا ہے جو فوق العرش ہے۔ لوہا جب آگ میں لعل ہو جاتا ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ آگ نہیں ہے۔

کلام بلا شاہ: فرمایا حضرت بُلاشاہ صاحب فرماتے ہیں:

اوچیاں بانگاں اوھے دیوݨ نیت جھاندی کھوٹی نی

حج کرݨ کوں اوہے ویندے جھڑے کم دے تروٹی نی [2]

---

[1] اس بیت میں حافظ شیرازی کا اشارہ ہندوؤں کی ستی کی رسم کی طرف ہے کہ کسی ہندو عورت کا جب شوہر مر جاتا ہے اور اس کو آگ میں جلاتے ہیں تو اس کی بیوی بھی اسی آگ میں چھلانگ لگاتی اور اپنے آپ کو جلادیتی تھی۔

2 صوفیاء کرام کے اس طرح کے کلام کو شطحیاتِ صوفیاء کہتے ہیں، جو ان کی اپنی کیفیاتِ عشق و مستی کا اظہار ہوتے ہیں، ایسا کلام دوسروں کے لئے حجت نہیں ہو سکتا۔ حجت تو کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ ہیں۔ صوفیاء کا وہ کلام جو بظاہر خلافِ شرع ہے اس پر عمل کرنا درست نہیں۔

عرض یہ ہے کہ بغیر پیر کامل کے کچھ ہی نہیں بن سکتا۔

غفاریت و قہاریت:

فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا ہے کہ میرا نام غفار بھی ہے اور قہار بھی ہے لیکن ان دونوں کے عدد نکالو تو غفار کے حروف قہار کے حروف سے زیادہ ہوتے ہیں [1] اور میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (حدیث قدسی میں ہے)

سَبَقَتْ رَحْمَتِی غَضَبِی [2]

(میری رحمت میرے غضب پر سبقت لیجاتی ہے)

امتِ محمدیہ کی شان:

فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ قیامت کے دن حضرت رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات کے سامنے جذبات ہو رہے ہیں اور میں بھی حضرت علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات کے پاس بیٹھا ہوا ہوں اور تمام انبیاء علیہم السلام آکر دیکھ رہے ہیں اور ایک دوسرے کو یوں فرماتے ہیں کہ سبحان للہ کیا عجیب شان ہے حضرت رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات کے امت کی۔

خلیفہ صاحب مولوی احمد دین مستی میں فرماتے ہیں ما فضلیا نیم ہم فضل والے ہیں) اور خلیفہ صاحب مولوی بشیر احمد بھی ہے اور خلیفہ صاحب مولوی

---

[1] غفار کے اعداد ۱۲۸۱ ہیں اور قہار ۳۰۶ کے اعداد ہیں۔ (زیادہ تعداد ۹۷۵)

[2] صحیح مسلم- (8 / 95) صحیح البخاری (9 / 196) مسند احمد بن حنبل- (2 / 242) صحیح ابن حبان (14 / 13)

حافظ اللہ بچایا صاحب اور خلیفہ صاحب مولوی حاجی کریم بخش صاحب تو سخت مستی کرتے ہیں اور جماعت اہلذ کر سب موجود ہے۔ [1]

کھجور کا منکا بول پڑا:

فرمایا کھجور کے منکے، جو درود شریف پڑھنے کیلئے، فقیر پور شریف مسجد میں رکھے ہوئے ہیں، ایک دن ان میں سے جو ایک منکا کالا، چھوٹا اور ٹوٹا ہوا تھا میں نے نکال کر باہر پھینک دیا تو وہ منکا بولا میں جو کالا ہوں مجھے بھی تو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور اس کا یہی بولنا تھا میں نے فوراً اسے اٹھالیا اور چوم کر آنکھوں پر رکھا اور جو باقی منکے لوٹے میں رکھے تھے ان میں ڈال دیا۔ اب پڑھنے کے وقت جب وہ میرے ہاتھ میں آجاتا ہے تو ان کو میں چوم کر آنکھوں پر رکھتا ہوں۔

جسمِ انسانی:

فرمایا ایک دن جائے ضرورت سے میں اٹھا اور تعفن کی کراہت سے جلدی کرنے لگا تو پاخانہ بولا کہ میں تو گندم کی پاکیزہ روٹی تھی اور میوہ تھا اور پاکیزہ تھا لیکن تیرے پیٹ میں آنے سے میرا یہ حال ہوگیا۔

مسجد بھی خوشی مناتی ہے:

فرمایا جب میں سفر سے واپس آتا ہوں تو مسجد فقیر پور شریف کی اتنی خوشی کرتی ہے جس کا (کوئی) اندازہ ہی نہیں۔

---

[1] اس کشف کو کشفِ اعیانی بھی کہتے ہیں۔

المجلس العشرون

احوال المختلف فی اوقات المختلف

مختلف اوقات کے مختلف احوال

بیسویں مجلس

نمازِ تہجد:

فرمایا حضرت رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات نے بسبب اشغال ذکر کے مجھ کو نماز تہجد معاف کر دی ہے۔

مقامِ رضا:

فرمایا ایک دن بادل کالے ہو گئے اور بارش کے آثار بھی ظاہر ہونے لگے تو خلیفہ صاحب مولوی نور بخش پھلن سے دوڑتا ہوا میرے پاس آگیا اور مستی میں یوں کہنے لگا کہ قریشی جی دیکھتے ہو کہ لوگوں کی پکی ہوئی کھیتی بارش سے خراب کرتا ہے اور آپ انہیں منع کرلیں کہ یہ کام مت کرے۔ میں نے کہا کہ میں بندہ عاجز ہوں اور وہ مالک الملک ہے جس طرح چاہے کرسکتا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اچھا تم انہیں منع نہیں کرتے

تو تیری کھیتی پر برسائے۔ پھر میں نے کہا بندہ تو اس کی رضا پر راضی ہے اور مولوی صاحب ویسے ہی دور کھڑے ہوئے تھے تو ویسے ہی دوڑ کر واپس چلے گئے۔

خلافت مانگنا:

خیر پور ڈھاھا میں رات کو مولوی نور حسن صاحب واعظ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے خلافت دینے میں کیوں دیر ہے؟ تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب اگر کہو تو مولوی عبدالعزیز احمد پوری سے تم کو خلافت دلا دوں۔ [1]

مرشد بمنزلہ والد ہوتا ہے:

دہلی میں آپ نے فرمایا خلیفہ صاحب مولوی عبدالمالک اپنے خطوط میں مجھے "والدم صاحب" لکھا کرتے ہیں اب ظہور محمد ان کا اتباع کرکے مجھے "والدم صاحب" لکھتا ہے۔

حالتِ نفس:

ابتداء میں اس کمترین نے خواب دیکھا کہ میری موٹے منکے والی تسبی جیسی تسبی ایک بندر پڑھ رہا ہے اور لوگ ان کے اوپر حلقہ کرکے کھڑے ہوئے ہیں اور ان کو پڑھتا ہوا دیکھ کر حیران ہیں تو بندہ یہ خواب دیکھتے ہی بہت گھبرایا کیونکہ یہ تسبی میری تسبی جیسی ہے اور میرے جیسا تیز تیز پڑھ رہا ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا تمہیں مبارک ہو اس لئے کہ تیرا نفس اس بندر کی طرح تھا اب وہ ذاکر اور مطیع ہو گیا ہے۔

---

[1] حضرات نقشبندیہ کا دستور یہ رہا ہے کہ وہ خلافت مانگنے والے کو نہیں دیتے ہیں، جن کے لئے امر ہو ان کو بن مانگے دے دیتے ہیں۔

ولی کے الفاظ کا اثر:

فرمایا حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک پارچات فروش (کپڑا بیچنے والا) آیا تو آپ نے پارچات چُن کر فرمایا پٹھان حق بول ان کی کیا قیمت ہے؟ اور حق کے لفظ نکلنے سے پٹھان کو توجہ مل گئی تو وہ پٹھان کانپنے لگ گیا اور یوں کہنے لگا کہ حضور آپ مالک ہیں۔

گھر والوں کی خبرگیری:

فرمایا خلیفہ حاجی کریم بخش صاحب چنڑ فرماتے ہیں ایک صوفی شوق سے دوڑتا ہوا راستہ میں آملا تو میں نے کہا مزدوری اور محنت کر کے اپنے اہل عیال کو کھلانا بڑا ثواب ہے اور تم غریب آدمی ہو بس تمہارا یہی ثواب ہے گھر کی خبر گیری کرتے رہنا۔ تو وہ کہنے لگا حضرت آج تین پیسوں کا راشن لیکر گھر دیکے آیا ہوں۔ سبحان اللہ، اللہ والوں کی کتنی استقامت ہے۔

اول خود عمل کرنا چاہیے:

فرمایا مُلا اوروں کو تو چندہ اور خیرات کی ترغیب دیتے ہیں لیکن میں نے کسی ملا کو خود دیتے ہوئے کہیں نہیں دیکھا۔ تم لوگوں نے کہیں دیکھا ہو تو بتاؤ۔

ننگے پائوں چلنے والا صوفی:

فرمایا ایک صوفی ننگے پاؤں گھر سے چل کر یہاں فقیر پور میرے پاس پہنچا اور میں نے اُس سے اس کی وجہ پوچھی تو وہ بولا کہ جس جگہ میرا پاؤں پڑتا تھا اس جگہ سے اللہ اللہ کی آواز آتی تھی، اس لئے ادب کے لحاظ سے جوتا اُتار کر پاؤں ننگے خدمت میں پہنچا ہوں۔

گدھے کی سواری:

فرمایا ایک دن میں گدھے پر سوار ہو کر دعوت پر گیا اور خیال آیا تو جتوئی شہر کی بازار سے جا گذرے۔ میرے آگے اور پیچھے جماعت تھی اور ایک صوفی نے کلاہ کو اتار کر اپنے عصا کی نوک پر علَم (جھنڈے) کی طرح لٹکا دیا اور شہر کے لوگ دیکھ کر خوب ہنستے رہے تو میں نے کہا سبحان اللہ! اللہ کی مخلوق تو خوش ہو گئی۔ پھر شہر کے باہر ایک کنویں پر وضو کرکے نماز شروع کی تو گل شاہ ملتانی نے مستی میں آکر پانی اچھال کر گدھے کو نہلا دیا اور کہہ رہا تھا پیر کا گدھا تھکا ہوا ہے اس لئے نہلاتا ہوں۔

پیر کامل کی نگاہ:

فرمایا جیسا کہ زغن سو کوس دور اپنے انڈے دید پر پکاتی ہے ویسے ہی پیر کامل ہزاروں میل پر اپنے مرید کو توجہ دے سکتا ہے۔ فرمایا جعفر زٹلی جو مشہور شاعر تھا تو مرنے کے وقت پیر کی طرف متوجہ ہو کر اس بیت کو پڑھا:

کشتی جعفر زٹلی در گھم گھیر افتادہ است
ٹبکوں ٹبکوں میکند بایک توجہ پار کن

شاعری: فرمایا کسی بادشاہ نے جہانگیر کی طرف لکھا کہ:

دُرِ ابلق کسے کم دیدہ موجود

جو اس مصرعہ کا جواب ایک مصرعہ میں دیدے تو آدھی بادشاہی اور اپنی لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کرادوں گا۔ جہانگیر نے جا کر زیب النساء کو یہ مصرعہ سنادیا کہ:

در ابلق کسے کم دیدہ موجود

توزیب النساء بولی: بلے از آب چشم سرمہ آلود

اس پر جہانگیر نے یہ مصرعہ اس کی طرف لکھ بھیجا اور بادشاہت اور لڑکی کے نکاح کے سلسلے میں کچھ نہ لکھا۔ فرمایا ایک دن زیب النساء محل پر کرسی پر بیٹھ گئی اور حکم دیا کہ ہر ایک شاعر اس محل کے نیچے میرے مصرعہ کا مصرعہ میں چلتے ہوئے جواب دیتے جائے۔ زیب النساء بولی: لالہ بر سینہ داغ چوں دارد

ایک شاعر نیچے گذرتے ہوئے بولا: عمر کوتاہ غم فزوں دارد

پھر دوسرا شاعر بولا: خوش بود رنگ بو زبون دارد

پھر تیسرا بولا: چوں تو چوبے بزیر کوں دارد۔ تو زیب النساء نادم ہو کر اٹھ گئی۔

دُرویش کے در پر دربان کیوں؟

فرمایا ایک ولی اللہ نے در پر دربان رکھا ہوا تھا۔ ایک بادشاہ زیارت کیلئے آیا تو وزیر نے کہا: درِ دُرویش را دربان نباید۔

(دُرویش کے در پر دربان نہیں ہونا چاہیے)

تو اس بزرگ نے فرمایا:

بباید تا سگِ دنیا نیاید

(دربان ہونا چاہیے تاکہ کوئی دنیا کا کتا اندر چلا نہ آئے)

الزامی جواب:

فرمایا ایک پادری نے سوال کیا کہ حضرت رسول کریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نواسا اور محبوب تھا اور آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے محبوب کو کربلا میں قتل کرا دیا اور مدد کیوں نہ فرمائی؟ ایک عالم نے جواب دیا کہ بزعم شما (تمہارے ہی عقیدے کے مطابق)

بی بی مریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی زوجہ (بیوی) ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیٹا ہے (معاذاللہ) تو اپنے بیٹے کی مدد کیوں نہ فرمائی؟ اور پھانسی پر ان کو لٹکا دیا۔[1]

ایک بخیل کا قصہ:

فرمایا ایک بخیل نے غلام کو کہا کہ ایک دمڑی کا آچار بازار سے لے آ۔ جب وہ لایا تو آچار کھا کر کاغذ غلام کو دے دیا کہ اس کو چاٹ لے۔ جب غلام نے چاٹنا شروع کیا تو بخیل صاحب فرمانے لگے اگر تم میری سنگت میں رہو گے تو اسی طرح مزے کرتے رہو گے۔

مرشد کے نعلین کی قدر شناسی:

فرمایا حضرت نظام الدین قدس سرہ کی خدمت میں سائل نے سوال کیا۔ آخر تین دن تک بیٹھا رہا۔ لنگر میں کوئی چیز موجود نہ تھی تو اپنا جوتا مبارک عطا کر دیا۔ فقیر جب ٹوٹا ہوا جوتا لیکر چلا تو راستہ میں حضرت امیر خسرو صاحب سفر تجارت سے آرہے تھے تو احوال پرسی کے بعد جوتا مبارک لے لیا اور قطار اونٹوں کی بمعہ اسباب و امتعہ (سامان) و غلام و کنیزوں و زرِ کثیر کے اس فقیر کو دے دیا۔ خود جوتا گھر میں لاکر غلافوں میں لپیٹ کر صندوقچہ میں رکھ دیا۔ جب امیر خسرو صاحب پیر کی خدمت میں آئے تو ان کے مرشد نے فرمایا اِس دفعہ کتنا نفع ہوا؟

---

[1] یہ اس عیسائی کو لاجواب کرنے کا الزامی جواب تھا ورنہ اللہ عزوجل بیوی اور بیٹے سے پاک ہے۔ اور نہ ہی حضرت عیسی کو پھانسی دی گئی تھی۔ جیسے قرآن گواہ ہے: وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ [التوبة : 30] بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ [الأنعام: 101] وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ [النساء: 157]

عرض کی حضرت! جتنا نفع اس مرتبہ حاصل ہوا ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اور تمام ماجرا کرسُنایا تو آپ نے اتنی قدر توجہ دی کہ خسرو صاحب جامہ سینہ پر نہ اوڑھ سکتے تھے۔

فرمایا حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے سخی تھے کہ روزانہ فقط پیازوں کے چھلکے کی ایک قطار اونٹوں کی لنگر سے نکلتی تھی۔

غزلیاتِ محبت:

بموقعہ عرس شریف بعض مولیوں نے اعتراض کیا کہ رات کو اندر عورتیں حالت جذبہ میں غزل پڑھتی رہتی ہیں یہ تو شریعت کے خلاف ہے۔

آپ نے فرمایا وہ عورتیں سندھ کے ڈھرکی کے علاقہ سے پیادہ چلکر آئی ہیں اور انکے پاؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ کثرت جوش و محبت کی وجہ سے بے اختیار ہو کر غزلیات شوقیہ پڑھتی رہی ہیں۔ پھر فرمایا مجنوں جو سگِ کوئے لیلا کے پاؤں چومتا تھا۔ بتاؤ یہ کس کتاب میں جائز لکھا ہے۔ لیکن وہ بیچارہ محبت کے سبب سے متعذر تھا۔ فرمایا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ طہارت کے ڈھیلے کو اپنے مونہہ پر رگڑ کر اور خوب گھسا کر پھر اپنے پیر کو دیتا تھا۔ بتاؤ یہ کس کتاب میں جواز لکھا ہے؟

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے دانت مبارک شہید ہونے کا سنا تو اپنے بتیس دانت نکلوا ڈالے۔ بتاؤ یہ کونسی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ مولوی صاحب! پھر فرمایا میں انشاء اللہ ان کو منع کردوں گا۔

المجلس الحادی والعشرون

اکیسویں مجلس

احمد پور

سنہ ۱۳۵۱ھ کو حضرت قبلہ عالم بہاولپور گھلوان کے راستہ سے جھنگ تشریف لے گئے۔ تخمیناً پندرہ سولہ دنوں کے بعد شہر احمد پور تشریف آور ہوئے۔ ظہر نماز کے بعد سکھوں والے باغ میں تفریح کیلئے تشریف لے گئے۔ کمترین باغ میں شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ اکثر جماعت اہلذ کر خدمت عالیہ میں موجود تھی۔

ایک مرید کا خواب:

آپ نے اِس عاجز کو فرمایا میاں عبدالرحمٰن آرائیں نے جو خواب دیکھ کر تجھ سے تعبیر پوچھی وہ خواب کس طرح ہے۔ کمترین نے عرض کیا حضرت اس کی کیفیت عبدالرحمٰن نے یوں بیان کی ہے کہ رات کو بستر پر سویا ہوا تھا۔

عالم رویا میں دیکھتا ہوں کہ مجھے نزعِ موت اور ہچکی شروع ہو گئی ہے۔ اسی اثناء میں قابض الارواح فرشتہ کو اپنے سرہانے کھڑا ہوا دیکھا۔ میں نے کہا اے عزرائیل علیہ السلام میں حضرت قریشی صاحب کا مرید ہوں، جب تک میرا مرشد تشریف نہ لائے گا میں اپنی جان قبض کرنے نہ دونگا۔ وہ فرشتہ میری بات سن کر مسکرانے لگا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب میرے سرہانے پر کھڑے ہیں۔ میں نے رو کر عرض کی کہ حضرت یہ فرشتہ میری جان قبض کرتا ہے، اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور میں نوجوان ہوں۔ اپنی زندگی سے پورا بہرہ حاصل نہیں کیا۔ اب مدد کیجئے یہ مجھے نہیں چھوڑتا۔ آپ نے فرمایا انکار مت کر اللہ تعالیٰ کا حکم اس طرح نافذ ہوا ہے۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ○ (الاعراف:34)

(پھر جب ان کا (مقررہ) وقت آجاتا ہے تو وہ ایک گھڑی (بھی) پیچھے نہیں ہٹ سکتے اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔)

خداوند تعالیٰ کے حکم میں تغیر و تبدل نہیں آتا۔ مت گھبراؤ تم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی میں تیرے ساتھ ہوں۔ پھر فرشتہ نے ایک خوشبو والی چیز مجھے سونگھائی تو میری روح خوشی سے باہر پرواز کر گئی اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے بال بچے اور میری بیوی اور تمام ہمسایگان زن و مرد رو رہے ہیں۔ جب مجھے نہلانے لگے تو ایک شہر کا مُلا غسال میرے نہلانے کو آگیا میں نے کہا خبردار ہٹ جا۔ تُو جماعت اہلذکر کا مخالف اور معاند ہے اسلئے تو مجھے ہاتھ مت لگا۔ مجھے کوئی اہلذکر غسل دلائے۔ پھر حاجی محمد عثمان نے مجھے غسل دلایا۔

اور جنازہ کے وقت پھر بھی وہی ملا غسال کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا ارے جب ایک دفعہ تم کو روکا گیا پھر تم کاہے کو میرے آس پاس پھرتا ہے۔ مُلا ہٹ گیا اور حضرت قطب جہاں خود تشریف لے آئے اور میرا جنازہ آپ نے پڑھایا۔ جب مجھے قبر میں دفن کرکے واپس آئے تو منکر اور نکیر خوبصورت صوفیوں کی صورت میں آ گئے۔ انہوں نے حسب معمول بازپرس شروع کر دی تو حضرت غوث الزماں فوراً تشریف افزا ہوئے۔ فرمایا جانے دو، یہ ہمارا مرید ہے، یہ جانے اور میں جانوں۔

فضائلِ ذکر:

آپ قبہ والی مسجد شریف میں تشریف لائے تو آپ نے ذکر اللہ کے بہت فضائل و برکات بیان فرمائے۔ خلیفہ صاحب مولانا مولوی بشیر احمد نے عرض کیا حضرت حدیث شریف میں ہے:

اُذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا حَتّٰى يَقُوْلُوْا : مَجْنُوْنٌ [1]

(اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو حتیٰ کہ لوگ تم کو مجنون کہنے لگیں)

اور ایک حدیث شریف میں نے دیکھی ہے:

اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ إِنَّكُمْ تُرَاءُونَ [2]

(اللہ کا ذکر اس طرح کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریاکار کہیں)

اور کتاب الترغیب الترھیب میں ذکر کے فضائل میں بہت حدیثیں میں نے دیکھی ہیں

---

1 مسند أبي يعلى الموصلي: من مسند أبي سعيد الخدري (ج 3 / ص 389۔ الرقم: 1345)

2 المعجم الكبير للطبراني. عن ابن عباس (ج 10 / ص 314۔ الرقم: 12615)

اور اسناد صحیح سے بیان کیا گیا ہے کہ نماز اور روزہ اور حج اور زکواۃ اور صدقات سے ذکر کی شان بلند ہے۔ وہ احادیث شریف یوں بیان فرمائیں:

عن مُعَاذِ بن أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَجُلا سَأَلَهُ فَقَالَ أَيُّ الْمُجَاهِدِينَ أَعْظَمُ أَجرًا قَالَ أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ ذِكْرًا قَالَ وَأَيُّ الصَّائِمِينَ أَعْظَمُ لِلّٰهِ أَجْرًا قَالَ أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ ذِكْرًا ثُمَّ ذَكَرَ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَةَ كُلُّ ذَلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ ذِكْرًا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنهما يَا أَبَا حَفْصٍ ذَهَبَ الذَّاكِرُونَ اللّٰهَ بِكُلِّ خَيْرٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَجَلْ

(الترغیب والترھیب: ص296) [1]

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ مجاھدین میں سے سب سے زیادہ اجر والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا۔ پھر پوچھا روزہ داروں میں سے سب سے زیادہ اجر والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا۔ پھر اس طرح نماز، زکواۃ، حج، صدقہ کے متعلق پوچھا گیا کہ ان میں سے سب سے زیادہ اجر والا کون ہے؟ تو آپ نے یہی فرمایا کہ: سب سے زیادہ ذکر کرنے والا۔

---

1 المعجم الكبير للطبراني. عن معاذ بن انس (ج 15 / ص 114۔ الرقم: 16812)
ضعيف الترغيب والترهيب. كتاب الذكر والدعاء (ج 1 / ص 228۔ الرقم: 906)

تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابا حفص ذکر والے تو سب سے زیادہ خیر والے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

اور دوسری حدیث شریف یوں بیان فرمائی:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَنْ عَجزَ مِنْكُمْ عَنِ اللَّيْلِ أَنْ يكابدَهُ، وبخل بالمال أن ينفقه ، وجبن عَنِ الْعَدُوِّ أَنْ يجاهدَهُ، فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللّٰهِ. (رواه البيهقي والترغيب والترهيب : ص 294)[1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو رات جاگنے سے عاجز ہو گیا، اور مال خرچ کرنے سے بخل کیا اور دشمن سے جہاد کرنے کی ہمت نہ کر سکا تو اسے چاہیے کہ (ان سب عبادتوں کے بدلے) اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔ حدیث شریف میں ہے:

مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ[2]

جو اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ زندہ کی مثل ہے اور جو ذکر نہیں کرتا وہ مردہ کی مثل ہے۔

عیش پسند ہونا اچھا نہیں:

فرمایا بہر حال بیکار ہونا اور عیش پسند ہونا بالکل اچھا نہیں ہے۔ ایک حکیم صاحب ہمارا دوست ہے، ان کو تھوڑے سے فاصلے تک کہیں جانا پڑتا ہے تو بگھی پر سوار

---

[1] شعب الإيمان للبيهقي. فصل في إدامة ذكر الله (ج 2 / ص 79) الترغيب والترهيب (ج 2 / ص 96) مسند عبد بن حميد (ج 2 / ص 259) مسند البزار (2/ 176) المعجم الكبير للطبراني (9/ 295)

[2] صحيح البخاري. بَاب فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (ج 20 / ص 23۔ الرقم: 5928)
صحيح الترغيب والترهيب. كتاب الذكر والدعاء (ج 2 / ص 97۔ الرقم: 1500)

ہو کر جاتے ہیں پیادل جا ہی نہیں سکتے۔

آسیب کا علاج:

ایک شخص نے اپنی لڑکی کے مرض آسیب کی شکایت عرض کی۔ فرمایا میں تجھے ایک طریقہ بتاتا ہوں کہ ہمیشہ کیلئے مفید ہوگا۔ وہ یوں ہے کہ کبھی چیچی (مریض کی چھنگلیا) کو پکڑ کر کمر پر خوب جوتے مارو جہاں تک ہوسکے یہی بڑا عمدہ علاج ہے۔ جب وہ بیمار فریاد فغان اور واویلا مچائے اس عمل کو نہ چھوڑو۔ کمر جنوں کا اسٹیشن ہے اور یہی جنات کا ٹھکانا ہے۔

درزیوں کی عادت:

آپ کی قمیص مبارک جو بڑی تھی میاں محمد منیر صاحب صوفی کو درست کرنے کے لئے اتار دی اور فرمایا درزیوں کو چھوٹے کرنے کا اچھا طریقہ آتا ہے۔

پانی کی خیرات:

حافظ بڈھن خانصاحب جس کا نام آپ نے غلام حیدر خان رکھا تھا، عرض کی کہ حضرت آپ میرے گھر تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا چاہک [1] مسجد کی تیار ہو چکی ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ حضرت بہت ٹھنڈا پانی ہے اور آپ کو انشاء اللہ اسی پانی سے نہلاؤں گا۔ آپ نے فرمایا پانی کی بڑی سخاوت ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں ایک شخص مر گیا ان کی ایک لڑکی تھی لیکن وہ سخت بد کردار تھی۔ ایک رات اس متوفی کو ایک بزرگ منش

---

[1] چھوٹا کنواں

آدمی نے خواب میں دیکھا اور کہا کہ میں بڑی شدت اور جدّتِ عذاب میں مبتلا ہوں، میری لڑکی کو کہو کہ میری روح کیلئے کچھ خیرات اور صدقات مسکینوں کو دیں۔ شاید اس کے بدلے مجھے عذاب کی تخفیف ہو جائے۔ وہ بزرگ گاؤں میں پیغام دینے کیلئے گیا۔ جب اس لڑکی کا نام پوچھا تو وہاں کے لوگ بولے وہ بد کردار عورت بد معاش لوگوں کے ساتھ ایک تالاب میں نہانے کے لئے گئی ہے۔ وہ بزرگ سن کر پہلے تو متحیر اور متفکر ہو گیا۔ آخر اس کی طرف روانہ ہوا۔ دیکھے تو کیا ویسے ہی بے باکانہ مردوں کے ساتھ پانی میں کھیل رہی ہے۔

اس بیچارے نے استفسار نام و نشان کے بعد پیغام والد کا پہنچا دیا۔ وہ بیٹی عقل کی سمیٹی باپ کا پیغام سن کر استہزاءً تالاب سے پانی کا چُلو بھر بھر کے اچھلنے لگی اور بولی یہ میرے باپ کی روح کے لئے خیرات ہے۔ بزرگ صاحب اس کی حالتِ نادیدہ دیکھ کر واپس لوٹا۔ بعد عرصہ دوبارہ خواب میں اُس متوفی شخص کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھ کو عذاب سے رہائی مل گئی ہے۔ میری بیٹی نے آپ کی بات سنی ان سنی کر دی اور بطریق مضحکہ پانی کے چُلو باہر اچھل دیئے اور فرش پر کافی وقت سے ایک پیاسا کیڑا تڑپ رہا تھا۔ اتفاقاً پانی کا ایک چلو اُس پر جا پڑا اور اس کو پانی مل گیا اور اس کی پیاس جاتی رہی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ کو اس کے صلہ میں عذاب سے نجات دے دی اور بخش دیا۔

ذکر کا ثواب:

فرمایا ذکر کا ثواب صدقات اور خیرات سے برتر ہے۔ ذاکروں کا مرتبہ دیکھ کر انبیاء علیہم السلام محشر کے دن غبطہ (رشک) کرینگے۔

دعویٰ نہیں کرنا چاہیے:

فرمایا اکثر (اہلِ ذکر) عورتوں کو بڑا کشف ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دعویٰ سے تہی (خالی) ہوتی ہیں (وہ اپنے حال اور مقام کی دعوی نہیں کرتیں) میں یہ مثال دیتا ہوں جب تک زمین کو کھودا نہ جائے تو پانی نہیں نکلتا۔

(تو جب تک سالک محنت اور مشقت نہ کرے حقیقت کے راز نہیں کھلتے)

جب تک غیریت نہ نکلے مطلوب میسر نہ ہوگا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ایک مولوی مرید نے اپنی حالت کی کمی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب کل داڑھی منڈ وا کر میرے پاس آ جانا۔ بیچارہ مولوی اتباع حکم شیخ گھر جا کر داڑھی کا بالکل صفایا کر دیا۔ دوسرے دن جب شیخ کی خدمت میں آیا تو راستہ میں مولوی کی شکل دیکھ کر لوگ بہت ہنسے اور بہت برا بھلا اور ناسزا کہنے لگے۔ مولوی صاحب چونکہ بڑا عزت پسند آدمی تھا، سنتے ہی اس کو بڑا صدمہ پہنچا۔

پیر کی خدمت میں جب پہنچا تو بس حجاب بلکل رفع ہو گئے اور مقامات طے ہو گئے۔ فرمان ہوا تجھ میں مولویت کا دعویٰ تھا جب دعویٰ ٹوٹ گیا تو کام بن گیا۔ بس آئندہ داڑھی مت منڈوانا۔ [1]

---

[1] جس طرح ایک حاذق حکیم اور ماہر طبیب جب دیکھتا ہے کہ اس مریض کو سنکھیا (زہر) کھانے سے شفا ملے گی تو اس کی صحت کے لئے اسے وہ زھر کھلاتا ہے، جب وہ صحت مند ہو جائے تو پھر اسے زہر کھانے سے منع کرتا ہے۔ اسی طرح سلطان العارفین بایزید بسطامی نے اس کی روحانی بیماری کا علاج کیا۔ بوقتِ اضطرار تو حرام کھا کر بھی سر بچانے کی قرآن نے اجازت دی ہے۔

دیدارِ مصطفی ﷺ

فرمایا حضرت حسن رسول نما دھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آپ کی بیوی صاحبہ نے عرض کیا حضرت اور لوگوں کو حضرت محبوب کبریا علیہ افضل الصلوات کی زیارت سے سرفراز کرتے ہو، کیا میں اس نعمت غیر مترقبہ کی حقدار نہیں ہوں! فرمایا اچھا آج نہا کر اور اچھے کپڑے پہن کر میرے سامنے آجانا۔ بی بی صاحبہ حسب الحکم اچھا لباس زیب تن کرکے حاضرِ خدمت ہوئی۔ آپ جب باہر تشریف لے گئے تو بی بی صاحبہ کے بھائی کو اکیلا بلا کر فرمایا جاکے اپنی بہن کا حال ذرا مشاہدہ کر میں بالکل بوڑھا آدمی ہوں اور وہ نوجوان ہے۔ یہ اپنی خوش لباسی اور زینت کس کو دکھانا چاہتی ہے؟ کیا بزرگوں کے گھروں میں یہی وطیرہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو تن پروری اور ملبوسات مکلّف میں مصروف رکھیں۔ ان کے بھائی نے سن کر اندر جاکے بی بی صاحبہ کو بہت دھمکایا۔ بی بی صاحبہ نے اگرچہ تمام ماجرا شروع سے آخر تک سنایا لیکن ان کے بھائی نے ایک نہ مانی۔ پھر جب رات ہوئی تو روتے روتے بی بی صاحبہ کو نیند آگئی۔ تو خواب میں حضرت رسولِ اکرم محبوبِ کبریا حسینوں کے سردار مدنی تاجدار ﷺ کی زیارت نصیب ہو گئی۔ جب آپ علی الصباح اندر تشریف لے گئے تو بی بی صاحبہ خوش ہو کر قدم بوس ہوئی اور رات والی خوشخبری سنائی۔ عرض کیا حضرت اس کی کیا علت تھی۔ پہلے آپ نے اذن دیا میں آپ کا اذن بجالائی پھر میرے بھائی کو میرے خلاف کہا۔ فرمایا جب تک تم کو یہ ملامت کا صدمہ نہ پہنچتا تو تم کو زیارت کیسے نصیب ہو سکتی تھی۔ ناحق ملامت سے آدمی کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور حدیث شریف میں ہے:

أنا عند المنكسرة قلوبهم لأجلي۔[1]

(میں ان دلوں کے پاس ہوتا ہوں جو میری خاطر ٹوٹی ہوئی ہوتی ہیں)

کشتگانِ عشق:

فرمایا حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی جو قوال اس مصرعہ کو پڑھتے تھے

کشتگان خنجرِ تسلیم را۔

تو آپ کی روح مبارک نکل جاتی تھی۔ جب دوسرا مصرعہ پڑھتے تھے:

ہر زمان از غیب جانِ دیگر است

تو آپ زندہ ہو جایا کرتے تھے۔ جب آپ کی عمر شریف پایان کو پہنچی تو قوالوں نے پہلا مصرعہ پڑھا۔ آپ فوت ہو گئے اور دوسرا مصرعہ قوالوں سے بھول گیا۔ آخر آپ کے دفن کے بعد تیسرے دن یاد آیا۔[2]

---

[1] مفاتیح الغیب (2/430) روح المعانی (1/57)

[2] سیر الاولیاء، امیر خورد ص ۱۴۱ مطبوعہ اردو سائنس بورڈ

المجلس الثانی والعشرون

بائیسویں مجلس

مسجد کو جھاڑو دینا:

صبح نماز کے بعد حافظ غلام حیدر خان صاحب المعروف بڈھن خان کے گھر تشریف افزا ہوئے۔ سب سے پہلے حافظ صاحب کی مسجد شریف میں قدم مبارک رکھا۔ صوفی شرف الدین ھندستانی جھاڑو دے رہا تھا۔ آپ نے اندر جاتے ہی ایک جھاڑو لیکر مسجد کے صحن پر پھیرنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد حافظ صاحب اندر تشریف افزا ہوئے۔

مساجد کا احترام کرنا چاہیے:

بعد نمازِ ظہر آپ نے فرمایا اکثر دیکھتا ہوں کہ جن مساجد میں دعوت کھلائی جاتی

تھی تو ان مساجد میں چٹائیوں کو ساری رات کتے چاٹتے رہتے تھے۔ جب میں مسجد والوں کو اطلاع کرتا ہوں تو یوں بولتے ہیں: "جی یہ جائز ہے"۔

اونٹ کا ثواب:

ایک دن مولوی صالح محمد جتوئی کی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے میں جا رہا تھا اور دوسرا ایک شخص میرا رفیق تھا میں نے ان کو کہا جو شخص جمعہ کیلئے سب سے پہلے مسجد میں جائے تو ان کو ایک اونٹ کا ثواب ملتا ہے۔ جب ہم دونوں مسجد کے اندر جا پہنچے دیکھیں تو کیا مسجد کے کونے میں ایک کتی بیٹھی ہوئی ہے دیکھتے ہی اس نے بھونکنا شروع کر دیا اور بڑا شور و غل مچادیا۔ میں نے اپنے رفیق کو کہا آؤ ہم باہر چلیں یہ کتی اونٹ کا ثواب نہیں لینے دیتی۔ پھر ایک محلّہ کے شخص کو مطلع کیا گیا۔

ایک دفعہ کسی مسجد میں گئے دیکھیں تو مُلا نے اپنے ننھے لڑکے کو اپنے پہلو میں سُلا رکھا ہے۔ میں نے دیکھ کر اس کو بہت روکا کہ احتمال ہے یہ لڑکا پیشاب کر دے۔ کہنے لگا بچہ پیشاب نہیں کرے گا۔ جب غور سے دیکھا گیا تو لڑکا پیشاب کر چکا تھا۔ میں نے اس کو دکھلایا۔ اٹھتے ہی ایک بن دھوئے کپڑے کا ٹکڑا لیکر چٹائی پر رگڑ کر کر پھینک دیا۔ میں نے اسے کہا کیا بس اب پاک ہو گیا ہے؟؟!!!

فرمایا بھلا مسجد میں کسی مولوی کو جھاڑو پھیرتے ہوئے کسی نے دیکھا ہے؟ میں نے تو آج تک نہیں دیکھا۔ سچ پوچھو تو آجکل نیچ قوموں میں حلال روزی پائی جاتی ہے اور اونچے آدمیوں نرا حرام ہے، نہ وہ یتیم کا مال چھوڑتے ہیں اور نہ غصب کا اور نہ چوری کا جو آیا سو کھایا۔

تدریس للہ کرنی چاہیے:

فرمایا: بھلا یہ بتاؤ کسی مولوی کو فی سبیل اللہ علم پڑھاتے ہوئے دیکھا ہے؟ (الاقلیلا) میں نے ایک مولوی صاحب کو دیکھا جو کپاس صاف کرکے اپنے گھر کی معاشی ضروریات پوری کرتا تھا اور خاص اللہ کیلئے تدریس کرتا تھا۔

حُسن پرستی سے بچو:

آج کل کے طالب العلموں نے تو حُسن پرستی پر زور لگا رکھا ہے۔ جس کی چٹی چمڑی دیکھی بس اس پر عاشق ہوگئے۔ قومِ لوط علیہ السلام کی طرح لواطت کا معمول، عاقبت مخذول اور خود کو کہلانا کہ میں تو صوفی ہوں اور خدا کا مقبول ہوں۔

حدیث شریف ہے:

النَّظْرَۃَ سَھْمٌ مِنْ سِھَامِ إِبْلِیسَ مَسْمُومٌ [1]

(بری نظر شیطان کے تیروں میں سے زہر آلودہ تیر ہے)

امرد کالعورۃ ہیں۔ (بے رِیش لڑکے عورتوں کی طرح ہیں)

(جماعت نماز کی صفوں میں) امردوں کی صف مردوں کے برابر رکھنے کا حکم نہیں۔

بے عمل نعت خوان:

فرمایا ایک داڑھی منڈے آدمی نے مجھ سے مولود پڑھنے کی اجازت مانگی۔ میں نے ان کو اجازت نہ دی اور منع کردیا کہ تم نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر للطبراني. عن عبداللہ بن مسعود (ج 9/ ص 17۔ الرقم: 10211)
المستدرک علی الصحیحین للحاکم. کتاب الرقاق (ج 18/ ص 246۔ الرقم: 7988)

دیکھو احمق داڑھی منڈے کہتے ہیں:

مدینے بلا جلدی جلدی، میں لُڑھدی کوں کندھی لا جلدی جلدی

استغفر اللہ تعالیٰ من قول بلا عمل۔

(ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں ایسے باتوں سے جن پر عمل نہ ہو)

باعمل شعراء کے کلام کی تاثیر:

فرمایا کلامِ شعراء ماسلف میں کیسا اثر ہے! وہ سچے عاشق اور متبعِ سنت تھے، جیسا حضرت خسرو صاحب فرماتے ہیں:

خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری

(خسرو غریب گدا اگر آپ کے شہر میں پڑا ہوا ہے، اس امید پر کہ کبھی خدا کے واسطے غریب پر آپ نظرِ کرم فرمادیں)

کشف القبور:

خلیفہ حافظ اللہ بچایا صاحب فرماتا ہے میں نے جب حضرت خسرو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر مراقبہ کیا اور آپ کے برکات و کمالات کے مدارج دیکھے تو بے اختیار بول پڑا "سبحان اللہ خسرو خسرو ہے " تو حضرت خسرو صاحب سن کر فرمانے لگے تم سب خسرو ہو۔

فرمایا میں نے جب حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی مزار پُر انوار پر مراقبہ کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اہل اللہ اور اہلِ دل لوگ دیکھے۔

مجذوبوں کے قصے:

ایک مجذوب کو انگریزوں نے قید کر دیا تھا۔ دوسرے دن دیکھیں تو باہر گھومتا پھرتا ہے۔ میں نے اسی مجذوب کو شاہی مسجد دھلی میں دیکھا تھا۔

فحاشاؤں کے محلّہ میں ایک مجذوب بول. براز میں اور غلاظت میں از سرتا پا ملوث پڑا تھا اور سردی کا موسم تھا، سخت تبرید (ٹھنڈک) ہو رہی تھی۔ ایک فحاشہ سوہاگن نامی نے گندگی میں بھرے ہوئے اور ننگے منگے مجذوب کو نفیس کپڑوں میں اور گرم لیف میں لپیٹ کر بستر پر سلا دیا۔ بس دیر ہی نہ ہوئی کہ فوراً بستر اور تمام مکان خوشبو سے معطر اور معنبر ہو گیا اور وہ فحاشہ عورت عارفہ اور مستجاب الدعوات بن گئی۔ جب کوئی بھی سائل دعا کیلئے اُس سوہاگن کے پاس آتا تھا تو ہاتھ میں جو کچ کی ونگ پہنی ہوئی تھی اس کو پکڑ کر کھینچتی تھی اور یوں دعا کرتی تھی مان مان لے نہ مانے تو میں سوہاگ کی ونگ توڑتی ہوں۔ یہی ناز کے الفاظ اور اعتنا آمیز کلام جو ان کے مونہہ سے نکلتے تھے فوراً اثر اجابتہ دعا کا نمودار ہو جاتا تھا۔

جالندھر شہر میں ایک مجذوب ننگا منگا اور گندگی میں پڑا رہتا تھا۔ اس کے ارد گرد ہر وقت لوگوں کا ہجوم رہتا تھا اور ان کے کھانے کے لئے گوشت اور پلاؤ آس پاس رکھا رہتا تھا اور جب وہ سوتا تھا تو لوگ اس کی ٹانگیں دباتے تھے۔ اور ہر ایک کے مطلب برآری کیلئے ان کے اشارات مقرر تھے وہ لوگ سمجھ لیتے تھے۔

جو رب کا ہوجائے:

فرمایا کسی مسجد میں ایک مسافر آیا ہوا تھا تو کسی مجذوب نے آکر دروازہ بند کر دیا اور وہ مسافر اندر رہ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان کو قضا حاجت کی ضرورت پڑی اور

کوئی راستہ نہیں پایا پھر اپنی چادر میں حاجت پوری کی اور غلاظت کو اسی چادر میں باندھ کر مسجد کے کونے میں رکھ دیا۔ صبح کو جب نمازیوں نے دروازہ کھولا تو سبحان اللہ عطر اور مشک کی خوشبو سے مسجد شریف معطر تھی۔ آخر تجسس کے بعد چادر کو دیکھیں تو اس میں خالص مشک موجود تھا۔ ہر ایک نے اس میں سے تھوڑا تھوڑا لیا۔ پھر الہام ہوا جو کوئی ہمارا ہو جاتا ہے ہم ان کو شرمسار نہیں کرتے۔

علمِ معرفت:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت آتے تھے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ ان سے بڑے عالم نہیں ہیں؟ فرمایا ہاں جو علم ان کے پاس ہے وہ میرے پاس نہیں ہے۔

سعدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

تو سعدی سر از حکم داور مپیچ، نہ پیچند گردن نہ حکم تو ہیچ

(اے سعدی تو اللہ کے حکم سے گردن نہ ہٹا تو کوئی بھی چیز تیرے حکم سے گردن نہ ہٹائے گی)

جذبہ کیوں بند کریں:

لوگ کہتے ہیں جذبہ بند کریں۔ میں کہتا ہوں بھلا کیوں بند کریں، کسی کی چوری تو نہیں کرتے۔ ایک صوفی کا واقعہ ہے وہ کہتا ہے کہ کثرت فیض سے مجھ سے "میں حق پر ہوں" کا نعرہ نکلتا تھا۔ میں نے بند کرنے کی بہت کوشش کی لیکن مجھے محسوس ہونے لگا کہ میرا تمام بدن اور اعضاء ٹوٹنے لگے ہیں۔ آخر جنگل میں جا کر تین دفعہ میں نے بلند آواز سے پکارا "میں حق پر ہوں" پھر مجھے آرام ہو گیا۔

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ الۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَهَا وَ اَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَ حَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ۙ﴿۷۲﴾ (الاحزاب)

(بیشک ہم نے (بارِ) امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس (بوجھ) کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے اٹھا لیا، بیشک وہ (اپنی جان پر) بڑی زیادتی کرنے والا (ادائگیءِ امانت میں کوتاہی کے انجام سے) بڑا بے خبر و نادان ہے۔)

غصہ اور نیند کی کیفیات:

بھلا یہ تو بتاؤ غصے کی کیفیت کسی کو معلوم ہے کہ وہ کیا چیز ہے جب وہ چھا جاتی ہے تو گدہ کی حالت پیدا کر دیتی ہے بلکہ حالت بہیمیت سے بھی اسفل اور بدتر۔ اُس وقت تو نہ باپ کو چھوڑتا ہے اور نہ ماں کو چھوڑتا ہے لاٹھی اٹھا کر بس سب کے پاس آ جاتا ہے۔ بھلا نیند کی کیفیت کسی کو معلوم ہے جو نیند کیا چیز ہے۔ دیکھو جس وقت آتی تو ہر ایک کو گرا دیتی ہے خواہ کتنا ہی طاقتور آدمی ہو لیکن گر جاتا ہے۔ پیر کو، حاکم کو، بڑے کو، چھوٹے کو جب آتی ہے تو سب کو مغلوب کر دیتی ہے۔ بتاؤ معلوم ہے کسی کو (کہ نیند کا) زرد رنگ ہے یا سرخ ہے یا کہ سفید ہے؟ عشاء کی نماز کے بعد اس جماعت کو دیکھ لینا اسی مسجد میں (کس طرح سو جاتے ہیں) جیسا کہ پولی کے ساتھ پولی رکھی ہوئی ہوتی ہے۔ کسی کو پتہ ہے کہ اصحاب کہف سوئے ہوئے ہیں؟ ایک سوئے ہوئے آدمی کو کسی نے کہا:

برخیز آفتاب برآمد گفت آفتاب اگر قبل از وقت برآید مرا با او چہ کار من وقت خود را مے شناسم۔

(اٹھو کہ سورج باہر گیا ہے۔ کہنے لگا اگر سورج وقت سے پہلے نکل آئے تو میرا اس سے کیا سروکار میں اپنے اوقات جانتا ہوں)

دو شخص باہم بیٹھے تھے ایک نے کہا: باراں امروز خواہد بارید۔ (آج بارش ہوگی) دوسرا بولا: من میگویم نمی بارد وگاہے باراں بارد وگاہے نمی بارد پس ماہر دو ولییم۔ (میں کہتا ہوں بارش نہیں ہوگی، کبھی بارش برستی ہے کبھی نہیں پس میں دوولیوں کا ماہر ہوا)

مولوی حسن بخش کا جذبہ:

فرمایا مولوی حسن بخش جھگی والا کو جس وقت جذبہ ہوتا تھا اور سر کو اتنا تیز مارتا تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ان کا سر جسم سے جدا ہونے والا ہے۔

وارداتِ جذبہ:

مدرسہ بہاولپور گھلوان والے کی چھت سے کتنی دفعہ صوفی جذبے کی حالت میں اچھل کر نیچے گر جاتے تھے اور خدا کے فضل سے ان کو کوئی چوٹ نہیں لگتی تھی۔

فرمایا رمضان شریف کی تراویح میں پہلے دوگانہ میں کثرت فیض سے مجھے ہنسی شروع ہوئی تو تمام جماعت میں ہنسی پھیل گئی۔ تھوڑا سا آراستہ ہوئے پھر از سر نو دوگانہ شروع کیا وہی پہلی حالت عائد ہو گئی۔ آخر میں نے تو گھر جا کر نماز ادا کی۔ سحور کے وقت جب گھر سے لوٹ آیا تو جماعت میں وہی حالت دیکھی۔ [1]

---

[1] صوفیاء کرام پر جذب و بے خودی کی مختلف کیفیات وارد ہوتی ہیں، کبھی تو وہ بے تحاشا روتے ہیں اور کبھی بے پناہ ہنستے ہیں۔
وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى (43) وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا [النجم : 43، 44] اور بیشک وہی ہنساتا ہے اور وہی رُلاتا ہے، وہی مارتا ہے اور وہی جِلاتا ہے۔

فرمایا مولویوں نے بلا شرعی دلیل حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کو سولی پر لٹکا دیا کیونکہ وہ بزرگ خدا ہونے کے مدعی نہ تھے بلکہ اُن پر ایک ایسی کیفیت تھی کہ وہ متعذر تھا۔ جب ان کی کیفیت معتدل ہو جاتی تھی تو خود کو "عبد" کہلاتا تھا۔

مجھے اپنے حضرت کی جگہ پر اتنا کثرت سے ہسنے کا جذبہ ہو گیا جو میری عُروقات اور عصابہ تانے گئے۔[1] (وہ اس طرح کہ) میرے پیر نے مجھ کو فرمایا: جزاک اللہ بس اُسی وقت ہنسی شروع ہو گئی۔ سخنِ مقبول را رد نباشد

کاملوں کا کلام رد نہیں ہوتا۔

اسمِ ذات کا اثر:

فرمایا اسمِ ذات کا وہ اثر ہے جو فاسق، فاجر اور زانی اِس اسم ذات کو کمائے تو انشاء اللہ تعالیٰ کامل ولی اللہ ہو جائے۔ فرمایا جو اسم ذات کے وِرد سے منع کرے وہ بڑا ظالم ہے۔ (رب العالمین نے فرمایا)

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ (البقرۃ:114)

(اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے۔)

قرآن پڑھا جائے یا احادیث پڑھی جائیں لیکن شیطان کو اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنی اسم اعظم اللہ اللہ کرنے سے ہوتی ہے۔

وَ مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ۝۳۶

(الزخرف)

---

[1] رگ وریشہ میں کھنچاؤ پیدا ہو گیا۔

(اور جو شخص رحمان کی یاد سے صرف نظر کر لے تو ہم اُس کے لئے ایک شیطان مسلّط کر دیتے ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ جڑا رہتا ہے۔)

علمِ صرف: فرمایا ایک مُلا کو میں نے کہا کبھی زیدا و عمرو کی صلح بھی کراؤ گے یا کہ قیامت تک ان کو لڑاتے رہو گے۔ فرمایا ایک بزرگ نے مدرسہ میں آکر مولوی کے پاس علم صَرف پڑھنا شروع کیا تو جس وقت پڑھا: ضرب زید عمرو۔ بزرگ نے فرمایا بتاؤ مولوی صاحب زید نے عمرو کو کیوں مارا؟ مولوی نے کہا ویسے ہی ایک بات جھوٹی تمثیلاً بنی ہوئی ہے۔ بزرگ نے فرمایا جس علم کی بنیاد جھوٹ پر ہے مجھ کو اس علم پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

علماءِ امت:

فرمایا حضرت مجدد منور الف ثانی، حضرت جلال الدین رومی، حضرت سعدی شیرازی اور حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اگر زمانہ اول میں (طلوعِ شمسِ نبوتِ محمدی سے پہلے) ہوتے تو نبی ہوتے جیسا کہ محبوب کبریا علیہ افضل الصلوات فرماتے ہیں:

عُلَمَاءُ أُمَّتِيْ كَأَنْبِيَاءِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ [1]

(میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں)

اور یہ علماء ثلاثی مجرد والے مراد نہیں ہیں۔

---

1 المقاصد الحسنة، حرف العين المهملة (ج 1 / ص 154)
كشف الخفاء (ج 2 / ص 64۔ الرقم: 1744)

مرزا مجدد نہیں مخدد تھا:

فرمایا ایک مرزائی کو میں نے کہا کہ تمہارے پیشوا کا دعویٰ ہے کہ "میں مجدد ہوں۔" وہ دراصل مجدد نہیں مخدد ہے یعنی آگ بھڑکانے والا۔ کئی مجدد ہو گذرے ہیں۔ انہوں نے اسلام میں بڑی ترقی حاصل کی۔

صحابہ کرام نے جذبے سے ملک فتح کیے:

فرمایا اصحاب کرام نے جو ملک فتح کئے وہ جذبہ کے زور پر۔ ان کی قوتِ قلب اور روحانی طاقت تھی کہ کسی دشمن پر بہنگامِ حملہ آوری تاک نہ باندھتے تھے۔ آپ کے ایک فوجی مرید جس کی داڑھی شریعت کے مطابق بہت اچھی لگ رہی تھی، اسے دیکھ کر آپ نے فرمایا دیکھو بس انسان خوبصورت ہی داڑھی بڑھانے سے ہوتا ہے۔ فرمایا ہماری جماعت کا ایک شاعر ہے جس نے شعر کہا ہے کہ:

پیر فضل نے لئی تار   داڑھی گل دا ہار ہے سنگار

بعد نمازِ عصر جماعت محبت پور تشریف افزا ہوئی۔ رات کی دعوت حاجی الٰہی بخش صاحب کی تھی اور صبح کی دعوت حاجی غلام رسول حوالدار کی مجوز تھی۔ رات کو مسجد شریف میں قیام فرمایا۔

المجلس الثالث والعشرون

تیئسویں مجلس

ولی کے قبرستان جانے پر اصحابِ قبور کا خوش ہونا:

بعد نمازِ فجر حسبِ تمنا احدے از اہل ذکر بنا بر ترقی درجات اہل موت قبرستان تشریف لے گئے [1] اور صوفی محمد منیر صاحب اور فقیر عبداللہ مست کو میاں غلام محمد خان بلوچ مرحوم کی قبر پر مراقبہ کرنے کا اذن دیا۔ آپ واپس حاجی صاحب کے گھر سے ہو کر مسجد میں تشریف لائے۔ میاں محمد منیر نے (بعد مراقبہ مزار) عرض کیا حضرت میاں غلام محمد کہتا ہے کہ آج کا دن تمام اہلِ قبور کیلئے عید کا دن

---

[1] ایک اہل ذکر کی فرمائش پر فوت شدگان کے درجات کی ترقی کے لئے حضرت قریشی کریم قبرستان میں تشریف لے گئے۔

ہو گیا ہے۔ ہر ایک نے تبرک حاصل کیا علی الخصوص میرے اوپر جو آپ نے بڑا لطف فرمایا ہے اور میرے درجات کی بلندی کو دیکھ کر تمام اہل قبرستان مجھ کو مبارک دینے کو آئے ہیں۔

جو اذان پڑھے تکبیر بھی وہی پڑھے:

آپ نے خلیفہ مولوی نظیر احمد صاحب سے مسئلہ استفسار بطور استفتاء کے کیا کہ حقِ تکبیر کیا مؤذن کا ہے یا نہیں؟ عرض کیا ہاں ہے۔ فرمایا اگر غیر دیدے تو؟ کہا جائز ہے لیکن افضل وہی ہے۔

دنیا داروں کی مثال:

فرمایا ایک مولوی نے تمثیل دی تھی کہ ایک بڑا زمیندار دہلی میں جلسہ پر گیا۔ وہاں جاکر بہت آم کھائے۔ چونکہ آم بڑے قبض کشا ہوتے ہیں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا بزعم اس کے کہ میری ہوا خارج ہو رہی ہے دیکھے تو فضلیات خارج ہو گئے۔ شلوار اور کرسی گندی ہو گئی ہے۔ دوسرا اس کا رفیق وہ بھی بڑا امیر تھا، کہا آؤ حاکم بلا رہا ہے چلیں۔ کہا تم جاؤ میں ابھی آرہا ہوں۔ نیچے تو بچارہ کا حال خراب تھا۔ لوگ آج اِس طرح گناہوں میں غرق ہیں تو کہتے ہیں جی میں خوش ہوں۔ نیکی کی طرف کہنے سے اور بلانے سے ہی نہیں آتے اور گناہوں کی سِمت تو بھاگ کر جاتے ہیں۔ نیکی کو قے کرتے ہیں اور برائی کو شربت کی طرح پیتے ہیں۔ میاں غلام رسول درزی حاجی الاہی بخش صاحب کا داماد بھی (مجلس میں) موجود تھا۔ فرمایا دیکھو اس غلام رسول کی کیا اچھی حالت تھی یہ توبہ تو کرتا ہے لیکن پھر توڑ دیتا ہے۔

بیمار کا عجیب علاج:

ایک بیمار شخص کو آپ کی خدمت اقدس میں لے آئے جسے تیسرے دن کو بخار آتا تھا۔ خلیفہ مولوی نذیر احمد صاحب کو فرمایا: مولوی صاحب! اس بخار کو اطبا کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا یہ بخار کثرت بلغم سے ہوتا ہے۔ فرمایا عامل اس کو آسیب کہتے ہیں۔ فرمایا ایک مریض کو میرے پاس لے آئے۔ میں نے اس کو خوب جوتے لگائے۔ بس اُسی وقت ٹھیک ہو گیا اور بخار ختم ہو گیا۔ بتاؤ ڈاکٹروں کو اس کا کیا پتہ لگ سکے گا۔ فرمایا بارہ برس کا ایک بیمار میرے پاس لے آئے۔ وہ بیمار بیٹھے بیٹھے کانپنے لگ جاتا اور تھوڑی دیر بعد ٹھیک ٹھاک ہو جاتا۔ اس طرح دن میں کئی مرتبہ دورہ پڑتا۔ ایک ڈاکٹر بھی اس وقت موجود تھا۔ اِس عاجز نے اُس بیمار کے دونوں کانوں سے پکڑ کر اچھی طرح کھینچا اور کھینچ کھینچ کے ان کو اونچا کیا بس اسی وقت ان کو آرام ہو گیا اور بیماری ختم ہو گئی۔ ڈاکٹر دوا کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور اب تک ان کو آرام ہے۔

شریر جنات:

فرمایا چھوٹے بچے جن کا مونہہ مُتلوّن ہو جاتا ہے اور فوراً مر جاتے ہیں یہ آسیب ہے۔ بس اس کا علاج کلام ہے اور کچھ نہیں ہے۔ اگر ہزار روپیہ اس پر خرچ کرو گے سب بے سود ہو جائیں گے۔

فرمایا ایک جن نے ایک نوجوان عورت کو پکڑا ہوا تھا۔ میرے سامنے لے آئے تو اس جن نے مجھے کہا ایک دن میں نے بڑا تماشا دیکھا اس عورت کے گھر میں گھی کا برتن بھرا ہوا تھا۔ میں نے آکر وہ سارا گھی نوش کر دیا اور برتن کو خالی کر کے اُسی جگہ رکھ دیا۔ بوقت ضرورت اس کی ساس نے جو دیکھا تو برتن خالی پڑا ہے بس اُسی

آن میں خوب شور شرابا شروع ہو گیا۔ دونوں ساس اور بہو نے آپس میں خوب لڑائی کی۔ وہ کہے اُس کو کہ تم نے چوری کھالیا ہے اور یہ کہے اُس کو کہ تم نے چوری کھالیا ہے۔ ایک گائے سامنے کھڑی تھی جِن نے کہا اس کا دودھ میں نے بہت پیا ہے۔

فرمایا ایک عورت کو جن نے پکڑا ہوا تھا۔ جب میں نے اس جن کو دھمکایا تو بولا میں نے ان کے گیارہ بیٹے قتل کیۓ ہیں اور دو لڑکیاں قتل کی ہیں۔ میں اس کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

فرمایا ایک دن وہی بڑھیا عورت دوبارہ میرے پاس آئی کہنے لگی مکھن خراب ہو جاتا ہے۔ ہر روز یہی حالت ہے۔ میں نے جب اس جن سے پوچھا تو کہنے لگا کہ میں آپ کا جھاڑو دینے والا غلام ہوں مجھے کچھ نہ کہیے، معافی دے دیں۔ آخر میں بولا بھلا کچھ گوشت تو مجھ کو کھلائے، وعدہ کر کے چلا گیا۔

پاکیزگی کا خیال رکھو:

فرمایا آجکل مسلمان پاکیزگی اور پلیدی کا کوئی امتیاز نہیں کرتے۔ پیشاب کرتے وقت بدن پر چھینٹے پڑتے رہتے ہیں اس کا کچھ بھی احتیاط نہیں کرتے۔ ہمیشہ ان لوگوں کا جسم غلیظ رہتا ہے۔ گدھا بھی ان سے زیادہ سمجھدار ہے۔ دیکھو پیشاب کرتے وقت اپنی ٹانگوں کو کشادہ کرلیتا ہے۔

ایک دن حضرت نبی کریم علیہ افضل الصلوات دو قبروں پر گذرے۔ دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ایک چغلخور تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہ کرتا تھا، اس لئے دونوں عذاب میں مبتلا ہیں۔ پھر آپ

نے ایک کھجور کی چھڑی توڑ کر، دو حصے کر کے دونوں قبروں پر رکھ دی تو عذاب اسی وقت ہلکا ہو گیا۔[1]

نام بھی سانولا رنگ بھی سانولا:

فرمایا اس بیمار کو تپ کے بارا والے دن اگر لے آتے تو انشاء اللہ تعالیٰ خیر ہو جاتی اب تعویذ لکھ دیتا ہوں۔ بشرطیکہ پہلے اقرار کرے کہ نماز بلا ناغہ پڑھتا رہے گا اور داڑھی کو بھی نہ منڈائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جائے گا۔ کوئی بولا جی اس کا نام سانولا ہے۔ فرمایا رنگ بھی سانولا اور نام بھی سانولا۔

داڑھی کی تاکید:

گل محمد خان کو داڑھی کے بارے میں بہت تنبیہ فرمائی۔ فرمایا دو سید کے بیٹے تھے ایک بولا کل جو شراب پیا بہت طبع صاف ہو گئی ہے۔ اور دوسرا بولا کیوں نہ ہو ایمان جو نکل گیا۔ فرمایا ایک شخص کہتا تھا داڑھی منڈانے کیلئے پانچ روپیہ حجام کو اجرت دیتا رہ گیا ہوں۔ فرمایا ایک شخص نے اعلان کیا میں داڑھی کو بیچتا ہوں، کوئی لینے والا ہو تو خرید لے۔ آخر یہ خبر منتشر ہوتے ہوئے بادشاہ تک پہنچ گئی۔ بادشاہ نے کہا میں خریدتا ہوں۔ پانچ ہزار روپیہ اس کی قیمت طے ہوئی۔ اس شخص نے بادشاہ سے پہلے ہی پیسے لے لیے۔ حسب وعدہ جب منڈانے لگے تو کہنے لگا میں

---

[1] مَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔ صحيح البخاري بَابُ الْغِيبَةِ (ج 18/ ص 485۔ الرقم: 5592) صحيح مسلم بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ الِاسْتِبْرَاءِ مِنْهُ (ج 2/ ص 147)

تو داڑھی بیچ چکا ہوں، اب داڑھی میری نہیں آپ کی ہے، منڈاؤ آپ کی مرضی یا رکھو آپ کی منشاء۔ یہ سن کر بادشاہ لاجواب ہوگیا۔

دولت اندھی ہوتی ہے:

تیمور بادشاہ نے ایک بڑا جشن کیا۔ بڑے بڑے نامور قوال اور مطرب اکٹھے ہوئے لیکن ایک میراسی جو آنکھوں سے نابینا تھا، ان کی آواز اور لہجہ نہایت خوش اور مرغوب تھا۔ تیمور سن کر نہایت محظوظ ہوا اور اس مطرب کو کہنے لگا خوش آوازی نے تیری کیا صورت دیکھی ہے۔ بڑا تعجب ہے کہ اتنی خلق میں کسی کا تیرے جیسا ترنم اور ترانہ پسندیدہ نہیں ہے۔ شکل تیری تو دیکھی نہیں جاتی جو دیکھنے سے بالکل سادہ اور اندھے ہو۔ تیمور خود کانا تھا وہ میراسی بولا بخت اور دولت اندھی جو ہے، اس لئے۔ تیمور بولا اندھی کس طرح ہے؟ وہ بولا اگر اندھی نہ ہوتی بھلا تیری کیا صورت دیکھی ہے اُس نے!

اپنے صالح آباء و اجداد کی راہ چھوڑنی نہیں چاہیے:

ایک دفعہ مولوی مرید غوث کہیں جا رہا تھا۔ چلتے چلتے ایک مخدوم کی بیٹھک کے پاس سے گذر ہوا۔ مخدوم حقہ پی رہا تھا اور کتے بھی سامنے باندھے ہوئے تھے اور مولوی شکل کا سیاہ تھا اور لباس بھی اس کا پرانا تھا، بڑی بے پرواہی سے ان کے سامنے سے گذر گیا۔ اتنے میں مخدوم نے کہا یہ کوئی چمار ہے یا کہ چھوڑھا ہے کہ بغیر سلام کرے چلا جا رہا ہے اور حکم دیا ان کو بلاؤ۔ مولوی جب سامنے آیا تو مخدوم سے کہنے لگا کہ تیرے باپ اور میرے باپ کی آپس میں بڑی محبت اور سخت یگانگت تھی اور ایک دوسرے کے بھائی بند تھے۔ تیرے باپ اور میرے باپ نے

صافے بدلائے۔ قرآن تیرے باپ کا تھا اس نے میرے باپ کو دے دیا اور حقہ اور کتا میرے باپ کا تھا اس نے تیرے والد صاحب کو دیدیا۔ یہ سن کر مخدوم بڑا متاثر ہوا اور حقہ بھنگ اور کتوں سے توبہ کرلی۔

فرمایا ایک مخدوم کی داڑھی منڈھی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں اور کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اتفاق سے ایک مغل مسافر جو کہ بڑا حق کہنے والا اور قصہ گو آدمی تھا، مخدوم کے پاس آیا۔ مخدوم کی یہ حالت دیکھ کر غصے سے اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور خلافِ اسلام اور ترکِ سنت کا عمل ان کو سخت ناگوار لگا۔ مخدوم کی مجلس میں خاموشی سے بیٹھ گیا لیکن ناواقف ہونے کے وجہ سے بیچارہ مونہہ سے ان کو کچھ بھی نہ کہہ سکتا تھا۔ پھر ایک حسن اتفاق ہوا کہ ایک ہندو داڑھی منڈا ہوا اور بڑی مونچھوں والا جو کہ شکل وصورت میں مخدوم سے کافی مشابہت رکھتا تھا، حساب کتاب کی بندی بغل میں دبائے ہوئے آگیا مخدوم کے ساتھ اس کا کوئی حساب تھا۔ پٹھان کو خدا نے موقعہ دیا، اٹھتے ہی جوتا اُتار کر ہندو کے سر پر مارو مار کردیئے اور بولنے لگے ارے کمبخت تو بھی مخدوم بن گیا ہے کیا؟ دو ٹکے کا ہندو ہوکے مخدوم کے ساتھ برابری کرتا ہے۔ جیسا کہ مخدوم صاحب کی داڑھی منڈی ہوئی ہے تیری بھی ویسے ہی منڈھی ہوئی ہے۔ جیسا کہ مخدوم صاحب نے مونچھوں کو بڑھایا ہوا ہے تم نے بھی ویسے بڑھائی ہوئی ہیں۔ بتا مخدوم صاحب کی شکل کیوں بنائی ہے، تو بھی مخدوم بن گیا؟ اُس ہندو کو مار مار کے مٹی میں ملادیا۔ یہ دیکھ کر مخدوم بڑا نادم ہوا۔

نیکی کا کام:

فرمایا ایک فقیر لنگر خانہ میں گارا کر رہا تھا۔ میں نے کہا خان نیکی کا کام اسی طرح سے کرنا چاہیے اور خداوند کی قدرت اس کی زوجہ کا نام بھی نیکی تھا۔ وہ بولا جی نیکی کا کام اگر میں دل سے نہ کروں تو وہ پھر کس طرح میرے پاس رہ سکتی ہے۔

ہر چیز مالک اللہ ہے:

فرمایا حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پرانا جوتا ایک مرید کو دیا کہ ان کو پیوند لگوا کر آجا۔ جب وہ موچی کے پاس گیا تو اس نے پوچھا یہ کس کا جوتا ہے؟ وہ بولا خدا کا ہے۔ سن کر بڑا متعجب ہوا۔ آخر اسی طرح بات بڑھتی بڑھتی شہر کے قاضی تک پہنچی جو حاکمِ وقت بھی تھا۔ اس نے تعزیر کا حکم دیدیا۔ ناگاہ حضرت شاہ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوگیا اور آپ فوراً آگئے۔ آپ نے فرمایا میرے مرید نے سچ کہا ہے اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (البقرة:284)

(جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اللہ کے لئے ہے۔)

قاضی سن کر لاجواب ہوگیا۔

جنات کی شرارتیں:

میاں عبدالرحمٰن آرائیں سے پوچھا کہ تجھ سے جن کا جو مقابلہ ہوا تھا وہ واقعہ کس طرح ہے؟ عرض کیا نماز مغرب سے پہلے میں مسجد میں مراقبہ میں بیٹھا ہوا تھا تو اچانک میری طبیعت سخت مقبوض ہو گئی اور اتنا مجھ پر غصہ اور غضب تسلط کر گیا کہ ابھی جا کر اپنی زوجہ کو مار ڈالوں۔

جب میرا باپ چھڑانے کیلئے آئے تو پھر اس کو قتل کردوں۔ جس وقت ہمسائے واویلا سن کر اکٹھے ہو جائیں تو ان کو بھی موت تک پہنچادوں۔ پھر مجھے پکڑنے کیلئے تھانہ دار ضرور آئے گا تو میں خود ہی بااختیار ریل کی لائن پر سر رکھ دونگا۔ جس وقت گاڑی آئے گی تو مجھے کاٹ دے گی۔ یہ خیالات بار بار آرہے تھے اور میں انہیں خیالات کو بالجبر روکتا رہا۔ آخر مغرب کی جماعت کی تکبیر ہو گئی۔ میں مسجد سے صحن کی طرف باہر نکل کر جماعت میں شامل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت غوث الزماں مربی و مرشدی تشریف لے آئے ہیں اور آتے ہی ایک زور سے لات جِن کو لگائی۔ جن میرے وجود سے باہر نکل گیا اور مسجد کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا اور مجھ کو اُس نماز میں سخت جذبہ ہو گیا اور ذکر بھی زور کر گیا۔ بے اختیار زبان سے اللہ اللہ کی آواز نکلنے لگی اور نماز کے بعد، میں مغلوب الحال ہو گیا اور جن اللہ اللہ کی آواز سن کر مسجد کے باہر کھڑا ہو گیا اور اس کے سر کے بال چھتری کی طرح ہو گئے اور سر کے بالوں کے ساتھ کئی بڑے سفید اور کالے رنگ کے سانپ باندھے ہوئے تھے اور بڑے ڈھیلے بالوں کے ساتھ باندھے ہوئے تھے اور بالکل ننگا منگا سیاہ فام دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔ مجھے ناک کرچڑاتا تھا اور ہاتھ لمبے کرکے ناچتا تھا۔ تو اتنے میں حضرت رسول کریم محبوب کبریا علیہ افضل الصلواۃ وآلہ وسلم کی روح مبارک کا نزول ہو گیا۔ وہ جِن دیکھتے ہی فوراً بھاگ گیا۔ آپ ﷺ نے جماعت کو بہت نصیحت فرمائی کہ وضو کا احتیاط کیا کرو اور ذکر بہت کرو اور جس طرح تم کو تمہارا پیر فرمائے اس پر عمل کیا کرو۔ ہمیں تمہارا پیر قریشی نہایت پیارا لگتا ہے اور اس کی جماعت وہ بھی پیاری لگتی ہے اور وہ ہم سے جدا نہیں ہوتا اور ہم

ان سے جدا نہیں ہوتے اور حضرت قبلہ عالم بھی موجود تھے اور سن کر تبسم فرما رہے تھے۔ جب آپ نے یہ تمام ماجرا ان کے زبان سے سنا تو فرمایا دیکھو شیطان کیسا خبیث ہے اسی طرح لوگوں کو بہکاتا ہے اور شرارت اور قتل پر آمادہ کرتا ہے۔ سلطان احمد شاہ سے محمد عالم شاہ کو ناحق قتل کروایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا (النسآء:93)

(اور جو شخص جان بوجھ کر کسی مؤمن کو قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا۔)

دیکھو شیطان کیسے کبائر گناہوں کا ارتکاب کراتا ہے اور دوزخ کی سزا کا مستحق بنادیتا ہے۔

لڑائی اور جھگڑے شیطان کراتا ہے:

فرمایا ایک دن میں نے دیکھا کہ دو خروس آپس میں لڑ رہے ہیں اور ایک دوسری کی چونچ سے خون نکال رہے ہیں اور سخت غصہ اور بے رحمی سے ایک دوسرے پر حملہ کر رہے ہیں۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ ان کا نہ تو زمین کا جھگڑا ہے اور نہ مال مویشی کا اور نہ تو بال بچوں کا ہے۔ یہ شیطان کا فتنہ ہے کہ دونوں کو لڑا کر تماشا دیکھتا ہے۔ عورتوں کو اور مردوں کو اور چھوٹے بچوں کو اور مولویوں کو اور مخدوموں کو آپس میں لڑا کر پھر تماشا دیکھتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ مدام اور صبح شام اسی دُھن میں لگا رہتا ہے۔

خلیفہ حضرت حاجی محمد یوسف صاحب کا واقعہ بیان فرمایا کہ وہ کہتا ہے پندرہ دن کے بعد اپنی بیوی جو میکے گئی ہوئی تھی، کو واپس خود لے آیا۔ بس آتے ہی رونا شروع کر دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی اور بغیر چادر پردہ کے باہر جانے لگی۔ میں نے کہا بتا کیا وجہ ہے؟

کہنے لگی کہ یہاں میرا جی گھبراتا ہے اور ماں باپ کی جدائی میں بہر حال نہیں سہہ سکتی۔ اب ماں باپ کے گھر جاتی ہوں۔ میں نے کہا خدا سے خیر مانگ۔ تم ابھی تو وہاں سے آئی ہو اور اسی تھوڑی سی آن تم ان کی فرقت میں بے چین ہونے لگی ہو۔ میں نے جو کچھ غفلت کی اس کو موقعہ مل گیا بس حویلی سے باہر چلدی۔ میں بھی اِدھر اُدھر دیکھ کر اس کے پاؤں کے سراغ پر باہر نکلا، دیکھا کہ وہ ایک پرانے مکان کی کونے میں سرنگوں بیٹھی ہوئی ہے۔ میں اس کو زبردستی اور جبراً کھینچ کر گھر لے آیا۔ خیال آیا کہ ان کو زدوکوب کروں۔ لیکن یہ خیال غالب ہو گیا کہ میں نیا شادی شدہ ہوں لوگ ملامت کرینگے اور پیر بھی سن کر شاید ناراض ہو جائیں گے۔ اُسی خیال میں تھا کہ ایک جِن کی شکل ظاہر ہوئی جو میری زوجہ کے شانوں پر سوار تھا اور مجھ کو دیکھ کر چِڑا رہا تھا اور دانت نکال رہا تھا۔ میرے دل نے کہا کہ جا اسے پکڑ لے اور خوب اس کی پٹائی کر۔ پھر میں نے بے دھڑک اُس جن کو پکڑ کر خوب کوٹا اور بڑے زور سے جوتے لگائے۔ آخر وہ توبہ زاری کرنے لگا اور معافی مانگنے لگا پھر کسی طور ہاتھ سے چھوٹ کر نکل گیا۔ کچھ دیر کے بعد اپنی زوجہ سے میں نے پوچھا کہ تجھے کس نے مارا ہے؟ بولی کیوں مجھے کوئی مارے گا۔

فرمایا ایک شخص کی عورت نے چاول پکائے۔ کھانے کے وقت بیوی کو کہا چاول پھیکے کیوں پکائے ہیں؟ وہ بولی گڑ بھلا کہاں سے لاتی۔ یہ ان کا کہنا تھا بس اٹھتے ہی لاٹھی لیکر ان کو مار ڈالا۔

عادل بادشاہ:

فرمایا لڑکوں نے مل کر ایک کھیل میں ایک لڑکے کو جو سر سے کوسہ تھا، اسے اپنا بادشاہ مقرر کر دیا اور ان کی عدالت کی جگہ بھی مقرر کرلی۔ وہ لڑکا وہاں بیٹھ کر عدالت کیا کرتا تھا لیکن نہایت بیدار دماغی سے جس طرح کوئی ذہین آدمی فیصلہ کرتا ہے۔ یہ بات اڑتے اڑتے بادشاہ تک جا پہنچی۔ ایک دن بادشاہ کے پاس ایک سنگین مسئلہ درپیش آیا جس کا فیصلہ کرنے میں ان کی عقل و سمجھ کی رسائی نہیں تھی۔ پھر بادشاہ اس لڑکے کا امتحان لینے کیلئے اس کے پاس گیا۔ لڑکے نے پورا مسئلہ سن کر ایسا محقق فیصلہ سنایا کہ بادشاہ اور وزیر کی عقل دنگ ہو گئی۔ آخر بادشاہ کو دریا تحیر اور تفکر میں غوطہ مارنے سے یہ معلوم ہوا کہ جہاں یہ لڑکا بیٹھتا ہے وہاں کوئی اسرار چھپا ہوا ہے۔ آخر اسی جگہ کو کھدوایا گیا نیچے سے ایک تخت عظیم الشان ظاہر ہوا۔ ایک بادشاہ عادل ماسلف سے جس پر بیٹھ کر عدالت کیا کرتا تھا۔ بادشاہ کے سمجھ میں یہ بات آئی کہ ایسے عادل بادشاہ کے تخت کا اُس پر اثر ہوتا تھا۔

زیرک لڑکیاں:

سکھر شہر میں بہت عرصہ تک میرا قیام رہا اور وہاں کے لوگ میرے بڑے معتقد تھے اور میرے تعویذات بہت چلتے تھے۔ ایک دفعہ حج کے موقعہ پر میں شہر کراچی چلا گیا۔ جب واپس آیا تو وہاں کے لوگ واقف اور ناواقف ملنے کے وقت حج کی مبارکیں دینے لگے۔ میں نے کسی وجہ سے اصل واقعہ سنانے سے کچھ تامل کیا۔ قبل ازیں دو چھوٹی لڑکیاں میرے پاس پڑھتی رہتی تھیں۔ وہ دونوں کہنے لگیں کہ جی آپ نے توجہ نہیں کیا۔ میں بولا الحمد للہ۔

وہ بولیں جی ہر گز آپ نے حج کیا ہی نہیں۔ میں نے بولا الحمد للہ۔ وہ بولیں نہیں نہیں آپ نے نہیں کیا۔ میں نے کہا تمہیں کیا پتہ کہ میں نے حج کیا ہے یا نہیں؟ وہ بولیں اگر حج کیا ہوا ہوتا تو آپ سر کے بال منڈائے ہوئے ہوتے، آپ کے تو بال ویسے ہی موجود ہیں۔ اُس بات کا بڑا تعجب ہوا کہ بڑے آدمیوں کو پتہ نہیں لگ سکا اور ان صغیرہ لڑکیوں نے اپنی فراست سے کیسے پہچان لیا۔

حاجی واحد بخش رامکلی والے نے عرض کیا کہ مسافر خانہ کے علاقہ میں ایک شخص نے باپ کو مار ڈالا اس لئے کہ وہ ہر وقت نماز کی تنبیہ کیا کرتا تھا۔

ذاکروں پر اللہ راضی ہوتا ہے:

محبت پوز میں حاجی غلام رسول حوالدار کے پاس صبح کی دعوت تناول فرما کر نماز جمعہ کی ادائگی کیلئے شہر احمد پور میں تشریف لائے اور نماز جمعہ کے بعد ایک شخص نے ذکر پوچھا۔ اُن کو ذکر کے فضائل بیان فرمائے کہ یہ نعمت دائمی ہے اور اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے پر راضی اور خوش ہوتا ہے۔ ایک سپاہی کی تمثیل دی جو ایک حاکم کی خدمت میں رہتا تھا اور ملفوظ شریف میں مسبوق الذکر ہے۔

ایک شخص کو فرمایا داڑھی مت منڈھایا کر۔ بتا تو شہر کا باشندہ ہے یا گاؤں کا؟ اُس نے عرض کیا میں شہری ہوں۔ فرمایا جو بڑے گُب والے اور ڈونڈے آدمی ہوتے ہیں، میں ان کو تو کچھ ہی نہیں کہہ سکتا اور جو غریب ہوتے ہیں البتہ ان کو سچ کہا کرتا ہوں۔ اُس شخص سے داڑھی نہ منڈانے کا پکا اقرار کرایا۔ اُس نے کہا کہ میں بیعت ہوتا ہوں۔ فرمایا واہ واہ نام تیرا کیا ہے۔ بولا اللہ وسایا۔ فرمایا نیکی کے کام کروگے تو سمجھو اللہ وسایا ورنہ تو آگے اللہ اجاڑا بن جاؤگے۔

فرمایا شیطان سوا اسم ذات کے اور کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ شاباش اللہ اللہ بہت کیا کر۔

فرمایا خلیفہ مولوی خدا بخش صاحب نے مولوی اللہ ڈتہ صاحب بٹیو واہی والا کی قبر پر مراقبہ کیا۔ مولوی صاحب نے کہا لحد میں آتے ہی قبر نے اِدھر اُدھر سے دبانا شروع کیا مجھے یاد آیا کہ پیر نے مجھے اللہ اللہ جو بتایا تھا۔ بس اسم اللہ کی ایک ضرب لگانے سے وہ ضغطہ اور عذاب ختم ہو گیا۔

فرمایا میں ایک علاج بتاتا ہوں اگر کوئی مشکل درپیش ہو اور جب کسی مصیبت کا سامنا ہو تو بس اللہ اللہ بہت کیا کرو۔

جاہلوں کے اعمال:

فرمایا خلیفہ مولوی عزیز اللہ صاحب سے کسی جاہل نے پوچھا حقہ کہاں سے ملے گا؟ اس نے کہا مسجد کے اندر جا کر دیکھ محراب میں پڑا ہے۔ مسجد کے محراب میں دیکھ کر لوٹ کر آگیا، بولا واہ واہ آپ بھی مزاق اڑاتے ہو۔ آجکل کے جٹ ایسے عاقل ہیں کہ مولویوں سے بجائے مسئلہ پوچھنے کے حقہ پوچھتے ہیں۔

فرمایا ہمارے ایک قریشی رشتہ دار کا گھوڑا سرکش تھا۔ اسے گرا کر خصی کرنا شروع کر دیا اور اس کے خصیوں کو خوب ٹھوکا بس اسی وقت گھوڑا مر گیا۔ اس بیچارہ نے جاٹوں کو جو دیکھا تھا کہ نرگاواں کو خصی کرتے تھے اس نے بھی دیکھ کر وہی دستور العمل جاری کر دیا۔

ایک قریشی ہمارے رشتہ دار نے شادی کی اور ایک سکھ دکاندار ان کا بیوپاری تھا، ان سے ادھار لیا کرتا تھا۔ اس کو شادی پر بلالیا۔

وہ بولا شاہ جی آپ کی بڑی مہربانی جو آپ نے مجھے یاد کیا۔ آپ کا احسان ہے لیکن تھاریا سنگھ گھر نہیں ہے، اگر میں چلا آؤں تو گھر اکیلا ہو جائے گا، اس لئے مجھے معذور سمجھو۔ شاہ بولا واہ جی واہ ہم نے دو پھنڈریں (ذبح کرنے کے لئے جانور) لے رکھے ہیں وہ کس کے لئے ہیں۔ وہ سن کر سرنگوں ہو کے چپ ہو گیا اور بڑا نادم ہوا۔ ہمارے خویشوں میں سے ایک قریشی کو کسی نے سوتر دیا کہ جافلانہ شہر میں جو قریب تھا اس کو بیچ، لیکن خیال رکھنا روپیہ سے کم ہرگز نہ لینا۔ نرخ جو ہمیشہ کم بیش ہوا کرتا ہے اور تغیر تبدل ہوتا رہتا ہے۔ ہندو نے جو وزن کیا تو سوا سیر ہوا۔ ہندو بولا سوا روپیہ رقم لو۔ بولا واہ رے واہ تم نے مجھ کو بیوقوف سمجھا ہے۔ پورا روپیہ لونگا اور اس بات پر بڑا شور مچایا۔ ہندو نے سوچنے کے بعد کہا اچھا جی جس طرح تم راضی رہو یہ لو روپیہ۔ ہندو کو کہا تم نے پہلے مجھے لیتر تو خوب مارا تھا لیکن میں تیرے قابو میں نہ آسکا۔

ایک شخص بافندہ کو غلہ شالی ایک پائی جس کی سولہا پڑوپیاں ہوتی ہیں، اس نے سترہ بھر دیں ایک احساناً زیادہ دے دی تو وہ بافندہ بولا واہ رے واہ دن دھاڑے مجھ کو لوٹتا ہے، کیا پاگل سمجھا ہے تم نے مجھ کو۔ میں ایک پائی پوری لونگا۔ اس بیچارہ نے دوبارہ برتھی کر کے سولا پڑوپیاں بھر دیں۔ بولا یہ پائی تیری پوری ہو گئی۔ اب یہ ایک پڑوپی تیری آنے کی روٹی ہے۔ بولا اب ٹھیک بات ہے۔

نزولِ ارواح: نزول ارواح کے متعلق بات چلی فرمایا ملا لوگ بولتے ہیں یہ حلول ہے۔ حالانکہ دراصل بروز ہے، ان ملاؤں کو کیا پتہ۔ اس حالت کی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تحقیق فرمائی ہے۔

فیوضات کی فراوانی:

فرمایا یہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے کہ (ہمارے) کسی (مرید) پر صلاۃ کی حقیقت کھلی ہوئی ہے اور کسی پر حقیقتِ قرآن کھلی ہوئی ہے۔ غرض یہ کہ فیض سے خالی کوئی نہیں ہر ایک کا پیالہ لبریز ہے۔ پچھلے دور کے لوگ کہتے تھے کہ صاحبِ اثر آج دنیا میں ہیں ہی نہیں۔ جب اثر والے دیکھے تو بولتے ہیں یہ تو نہ ہم نے سنا نہ دیکھا۔ ڈیرہ نواب میں ایک ملازم آپ (حضرت قریشی کریم) کا مرید تھا ان کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ اس کے مہمان خانہ میں قیام فرمایا۔

ناخن لینے کا سنت طریقہ:

حاجی واحد بخش رامکلی والے کو فرمایا اوزار موجود ہیں تو میرے ناخن کاٹ لے۔ بولا جی ہاں۔ فرمایا دائیں ہاتھ کی سبابہ سے شروع کر کے بنصر پر تک اور بائیں ہاتھ کے بنصر سے لے کر دائیں ہاتھ کے ابہام تک۔ پھر اِس کمترین نے استفسار کیا تو فرمایا گاہے دائیں ہاتھ کی بنصر پر ختم کر کے پھر دائیں ہاتھ کا ابہام لے لو اور کبھی پہلی ترتیب پر دونوں طرح جائز ہے۔ پھر دائیں پاؤں کی بنصر سے شروع کیا ابہام دائیں پر ختم اور ابہام بائیں پاؤں سے آغاز اور دائیں بنصر پر ختم۔ ہونٹوں کے بال دائیں طرف سے شروع کرائے۔ فرمایا جو شخص احیاء سنت کی نیت سے کٹائے انہیں بڑا ثواب ملے گا۔ رات اسی بیٹھک کے قریب باہر بیت فرمائی اور فجر کی نماز جامع مسجد میں ادا فرمائی۔

المجلس الرابع والعشرون

چوبیسویں مجلس

نو مسلم اور خُتنہ کے مسائل:

فجر نماز کے بعد میاں عبدالعزیز درزی ایک ہندو کو خدمت اقدس میں لے آیا۔ عرض کیا یہ ہندو مسلمان ہونا چاہتا ہے۔آپ نے ان کو شرائطِ ایمان پڑھائے اور اُس کا نام غلام محمد رکھا۔ خلیفہ مولوی نذیر احمد صاحب سے استفسار فرمایا کہ اس کا ختنہ کرایا جائے یا نہ ؟ عرض کیا جی ہاں حضرت کرایا جائے اگرچہ یہ بالغ ہے لیکن احیاء سنت کیلئے جائز ہے اور اس میں یہ فائدہ بھی مُستتر (مخفی) ہے کہ ختنہ کیا ہوا پھر الحاد پر عود نہیں کر سکتا یعنی ہندو نہیں بن سکتا اور نہ ان کو ہندو اپنے تئیں مخالطت کرنے دیتے ہیں۔ایک شخص بولا بالغ کو ستر عورت فرض ہے اور دوسرا دیکھے تو وہ بھی ملعون بنتا ہے اور ختنہ کرنا سنت ہے تو سنت کی ادائگی کیلئے فرض کو ترک کرنا ٹھیک نہیں۔

یہاں ایک مولوی نے یہی فتویٰ دیا ہے۔[1] اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران:۳۱)

((اے حبیب!) آپ فرمادیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنالے گا۔)

اگر تم اللہ تبارک وتعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو حضرت رسول ﷺ کی تابعداری کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کا ایک دن حساب کیلئے مقرر فرمایا ہے۔ اس دن کوئی کسی کا یار نہ ہوگا۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝ (عبس)

(اُس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا ۝ اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے (بھی) ۝ اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے (بھی) ۝ اس دن ہر شخص کو ایسی (پریشان کن) حالت لاحق ہوگی جو اسے (ہر دوسرے سے) بے پروا کردے گی ۝)

وہ عدالت کا دن ہوگا۔ حضرت ابراہیم صلوات اللہ علیہ عرض کرے گا الٰہی مجھے بخش دے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام وہ جانے تیری مرضی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کہے گا الٰہی مجھے بخش دے۔ حضرت یوسف علیہ السلام عرض کرے گا تو خود ہی

---

[1] وَاخْتُلِفَ فِي أَنَّ الْخِتَانَ وَاجِبٌ أَوْ سُنَّةٌ ! قَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ : قَدْ ذَهَبَ إِلَى وُجُوبِ الْخِتَانِ الشَّافِعِيُّ وَجُمْهُورُ أَصْحَابِهِ . وَقَالَ بِهِ مِنَ الْقُدَمَاءِ عَطَاءٌ حَتَّى قَالَ : لَوْ أَسْلَمَ الْكَبِيرُ لَمْ يَتِمَّ إِسْلَامُهُ حَتَّى يَخْتَتِنَ . وَعَنْ أَحْمَدَ وَبَعْضِ الْمَالِكِيَّةِ يَجِبُ . وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَاجِبٌ وَلَيْسَ بِفَرْضٍ وَعَنْهُ سُنَّةٌ يَأْثَمُ بِتَرْكِهِ . وَفِي وَجْهٍ لِلشَّافِعِيَّةِ لَا يَجِبُ فِي حَقِّ النِّسَاءِ وَهُوَ الَّذِي أَوْرَدَهُ صَاحِبُ الْمُغْنِي عَنْ أَحْمَدَ . وَذَهَبَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ وَبَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ أَنَّهُ لَيْسَ بِوَاجِبٍ۔ تحفة الأحوذي لمحمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري (65/7)

جان تیری مرضی۔[1] لیکن ایک حضرت محبوب کبریا علیہ وآلہ افضل الصلوات فرمائیں گے امتی امتی۔ حضور کے دنیا سے ارتحال کے وقت لب مبارک ہل رہے تھے۔کان رکھ کر سنا گیاتو زبان مبارک پر کیافرمارہے تھے "امتی امتی"۔[2]

ہر پیر کے دن امت کے اعمال سرور کائنات علیہ وآلہ افضل الصلوات کی خدمت اقدس میں پیش کئے جاتے ہیں۔امتی کی نیکیوں کو دیکھ کر آپ خوش ہوتے ہیں اور برائیوں کو دیکھ کر آپ ناراض ہوتے ہیں۔[3]

زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت رسول کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہو۔ بھلا زیارت کس طرح نصب ہوگی ؟ اگر کوئی روزہ رکھتا ہے، نماز، تہجد اور تسبیح پڑھتا ہے لیکن اس کا قلب مصفّٰی نہیں ہے تو کیا بنے گا۔(اگر زیارتِ رسول چاہتے ہو تو قلب کی صفائی حاصل کرو، اگر باطن صاف نہیں تو) پھر کیسے محبوب کریم ﷺ اپنی زیارت کرائیں گے۔ان کا حکم سنتا ہے تو عمل کرنے سے برکراں رہتا ہے

---

[1] وأخرج ابن عساكر عن الحسن قال : إن أول من يفر يوم القيامة من أبيه إبراهيم وأول من يفر من أمه إبراهيم وأول من يفر من ابنه نوح وأول من يفر من أخيه هابيل وأول من يفر من صاحبته نوح ولوط وتلا هذه الآية {يوم يفر المرء من أخيه وأمه وأبيه وصاحبته وبنيه} فيرون أن هذه الآية نزلت فيهم. الدر المنثور في التفسير بالمأثور للسيوطي (256/15)

[2] قال رسول الله ﷺ للأنبياء منابر من ذهب قال : فيجلسون عليها و يبقى منبري لا أجلس عليه. أو لا أقعد عليه. قائما بين يدي ربي مخافة أن يبعث بي إلى الجنة و يبقي أمتي من بعدي فأقول : يا رب أمتي أمتي. المستدرك على الصحيحين للحاكم مع تعليقات الذهبي في التلخيص (135/1)

[3] و قال ﷺ تعرض الأعمال يوم الاثنين و يوم الخميس على الله تعالى و تعرض على الأنبياء و على الآباء والأمهات يوم الجمعة فيفرحون بحسناتهم. نوادر الأصول في أحاديث الرسول (260/2)

اور خواہش زیارت کی رکھتا ہے واہ رے واہ۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

خالفوا المشرکین أحفوا الشوارب وأوفوا اللحی۔ [1]

(مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں کٹاؤ، داڑھی کو چھوڑ دو)

آپ نے فرمایا۔ اگر مونچھیں بڑی رکھنے میں وجاہت اور خوبصورتی ہے تو بِلّا اور خرگوش کی بھی بڑی مونچھیں ہوتی ہیں۔ کیا وہ بھی خوبصورت اور بزرگ ہو گئے؟!

حضرت دانیال کا قصہ:

حضرت دانیال علیہ السلام ایک دن ایک بڑے جنگل میں جا رہے تھے وحی ہوئی کہ

قِف یا دانیال تریٰ عجبا (اے دانیال رک جاؤ عجیب بات دیکھو۔)

تو ایک عظیم الشان مکان نظر آیا۔ اندر تشریف لے آئے۔ دیکھیں تو کیا ایک رفیع منزلت تخت پر ایک لمبے قد والا آدمی سویا ہوا ہے اور وہ مقبوض الروح ہے۔ فقط لاش پڑی ہے اور ایک تلوار اس کے پہلو میں رکھی ہوئی ہے اور تلوار پر لکھا ہوا ہے کہ میں تمام روئے زمین کا بادشاہ ہوں اور میری عمر ڈیڑھ ہزار برس کی تھی اور ایک سو چالیس میری بیویاں تھیں۔ میں نے عروج دنیا اور وفور لشکر اور شوکت پر خدائی کا دعویٰ کر دیا تھا۔ جب خدا کا مجھ پر غضب نازل ہوا تو ایک وسیع اور ویران میدان میں میں اکیلا تھا اور بھوک کا مجھ پر تسلط ہو گیا۔ یہاں تک کہ ایک شخص کو دیکھا جس کے پاس جوار کے کچھ بھونے ہوئے دانے تھے، مجھے دینے سے اس نے امتناع کیا۔ میں نے کہا میرے تمام خزانے اور پیسوں اور نقرہ کی ہمیانیاں لے لو یہ

---

[1] کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال (6/653)

ایک کفِ دست کے برابر دانے مجھے دے دو۔ اس نے نہ دیئے۔ آخر فاقہ کشی کے عذاب میں تڑپتا تڑپتا مر گیا۔[1]

دنیا مؤمن کا قید خانہ ہے:

الدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ۔[2]

(دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے باغیچہ ہے)

مومنوں کو دنیا میں تکلیفات پہنچتی ہیں اور یہاں کافروں کو سکھ اور تطاوُل اور فراخ دستی دی جاتی ہے۔ دوزخ اور بہشت کے درمیان موت کو دنبہ کی شکل بنا کر لے آئیں گے اور ذبح کر ڈالیں گے۔ اہل فردوس ناز و نعیم دیکھ کر خوش ہونگے اور اہلِ دوزخ عذاب الیم دیکھ کر سخت غمگین اور حزین ہونگے۔

الدنیا مزرعة الآخرة،[3] (دنیا آخرت کی کھیتی ہے)

آخرت کے جاوید عیش کو اِس تھوڑے عیش کے بدلے میں مت برباد کرو۔

ولی کی دعا کی تاثیر:

ڈیرہ غازی خان کے مولوی صالح محمد جب ہنوز بچہ شیر خوار تھے کہ ان کی والدہ انکو ایک ولی اللہ کی خدمت میں عمر کی افزونی کی دعا کیلئے لے آئی۔ بزرگ نے فرمایا یہ بچہ عالم اور واعظ بنے گا۔ تو مولوی صالح محمد بڑے جید عالم ہوئے اور عارف کامل

---

[1] یہ قصہ کچھ الفاظ کے تقدیم و تاخیر سے علامہ اسماعیل حقی نے تفسیر روح البیان (1 / 147) میں شارح "الخطب" سے وہب بن منبہ کی سند سے بیان کیا ہے۔

[2] صحیح مسلم (8/210) سنن الترمذي (4/562) وقال أبو عیسی هذا حديث حسن صحيح

[3] شرح صحیح البخاري لشمس الدين السفيري (8/15)

ہوئے۔ وعظ میں نہ تو گرگری مارتے تھے اور نہ تو خوش لہجہ کا لحاظ رکھتے تھے لیکن انکے سادہ وعظ و تقریر میں وہ تاثیر تھی کہ سنتے ہی ہندو مسلمان ہو جاتے تھے۔

مولوی صالح محمد کی تقریر کی تاثیر:

ایک سکھ فوجی جرنل بمعہ فوج کے مسجد کے دروازے سے گذرا تو مولوی صاحب کے وعظ کی آواز اس کے کانوں میں پہنچی۔ سنتے ہی خدمت میں آکر مسلمان ہوا اور نوکری سے استعفیٰ دے دیا۔ تو اسی وقت ایک فاحشہ نے اپنی خوبرو بیٹی اس کے نکاح میں دے دی۔ جس وقت اس فوجی جرنل کا ختنہ کیا گیا تو اس کی بیوی ہاتھ والے پنکھے سے ان کو ہوا لگا رہی تھی تو وہ رونے لگا۔ بیوی نے پوچھا کیا درد کی وجہ سے روتا ہے؟ بولا نہیں، اس لئے روتا ہوں کہ اتنی عمر شرک میں اور گناہوں میں برباد کر ڈالی۔ قیامت کے دن حضرت رسول کریم محبوب کبریا ﷺ کے سامنے کیسے پیش ہونگا؟!!

انگریز مسلمان ہوگیا:

فرمایا میں سکھر میں تھا مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے پاس ایک انگریز آیا۔ جس کی بارہ سو روپیہ تنخواہ تھی وہ چھوڑ کر مسلمان ہوگیا اور اسی دن ایک مسلمان پانچ روپیہ لیکر عیسائی ہوا۔

اسلام کی شان و شوکت:

فرمایا اسلام کی کیا شان اور شوکت ہے کہ مسلمان بادشاہ اور ولیوں کا گروہ مرنے کے بعد بھی زمین کا ٹکڑا قابو کر کے رکھتا ہے کچھ (رقبہ) خانقاہوں میں اور کچھ (رقبہ) مزارات میں اور کچھ احاطہ مسافر خانوں میں۔ لیکن ہزاروں ہندوں کو جلاؤ تو بس ایک ڈھیری ہو جائے گی اور اس کو بھی گنگا میں ڈالا جاتا ہے۔

مسلمان فوت ہو جائے تو اس کی میت کو نہلایا جاتا ہے اور داڑھی اور بالوں کو سر کو معطر کیا جاتا ہے اور اعضاء پر جہاں سجدہ کی جگہ ہیں کافور لگایا جاتا ہے۔ نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے اور باعزت آہستہ آہستہ اٹھایا جاتا ہے اور اللہ کے سپرد زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔ مگر ہندوں کی داڑھی مونچھیں مونڈ لیتے ہیں اور مرتے وقت گائے کا پیشاب پلاتے ہیں اور اس کی لاش کو ایسی بے حرمتی سے اٹھاتے ہیں جیسا کہ کوئی مردار اٹھایا جاتا ہے۔

کٹے ہوئے بال دفن کرنے چاہییں:

فرمایا معلوم نہیں داڑھی کٹانے اور منڈانے میں مسلمانوں نے کیا خوبی دیکھی ہے۔ وہاں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا منہ خوبصورت لعل ہو جاتا ہے۔ فرمایا لعل منہ تو بندر کا بھی ہوتا ہے۔ فرمایا بالوں اور ناخنوں کو بسبب عزتِ بشریت دفن کرنے کا حکم ہے۔ حجام ہندوؤں اور مسلمانوں کی داڑھیاں مونڈ کر اکٹھا کر کے کچرے کے ڈھیروں پر پھینکتے ہیں۔

جھگڑے کی جگہ پر نہ جانا چاہیے:

ڈیرہ نواب سے میاں اللہ وسایا آرائیں کے مکان پر تشریف لائے اور رات کو یہاں قیام پذیر ہوئے۔ اُچ سے میاں الٰہی بخش اور میاں غلام حسین بھی آ پہنچے۔

ان سے معلوم ہوا کہ میاں اللہ بخش کی شادی ہونے کی وجہ سے قومیت میں بڑی لڑائی ہو گئی ہے۔ یہ سن کر آپ نے وہاں جانا معطل کر دیا۔ اور خلیفہ حاجی کریم بخش صاحب کے علاقہ میں آپ کا جانے کا ارادہ تھا لیکن حضرت موصوف میعاد مجوزہ پر نہ آسکے اس لئے اُس طرف کا جانا موقوف ہو گیا۔

المجلس الخامس والعشرون

پچیسویں مجلس

تکبر والے :

صبح سویرے اسٹیشن ڈیرہ نواب پر آپ تشریف لائے ڈھرکی کے ایک مولوی صاحب کی بات چلی۔ آپ نے فرمایا آجکل کے اکثر ملا لوگ عزت پرست ہیں۔ اگر ان کی توقیر نہ کی جائے اور ان کے آگے نہ اٹھا جائے تو بڑے مخذول اور سخت ناراض ہوتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے: الکبر مع الکبر عدل۔ [1]

---

[1] علامہ فخر الدین رازی اور علامہ اسماعیل حقی اپنے تفاسیر میں یہ روایت ان الفاظ میں لائے ہیں کہ: التكبر على المتكبر صدقة تفسیر الرازی: مفاتیح الغیب (15 / 4) تفسیر حقی- (7 / 5) ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ:
تَوَاضَعُوا مَعَ الْمُتَوَاضِعِينَ. فَإِنَّ التَّوَاضُعَ مَعَ الْمُتَوَاضِعِينَ صَدَقَةٌ وَتَكَبَّرُوا مَعَ الْمُتَكَبِّرِينَ. فَإِنَّ التَّكَبُّرَ مَعَ الْمُتَكَبِّرِينَ صَدَقَةٌ۔ لباب الحديث (1 / 30)، تنقيح القول الحثيث في شرح لباب الحديث (1 / 144)
تواضع کرنے والوں کے ساتھ تواضع کرو کیونکہ ان کے ساتھ تواضع کرنا صدقہ ہے، اور تکبر والوں کے ساتھ تکبر کرو کیونکہ تکبر والوں کے ساتھ تکبر کرنا صدقہ ہے۔

(تکبر والے کے ساتھ تکبر کرنا ہی عدل ہے)

یہی ان کی تعظیم نہ کرنا حقیقت میں ان کی اصلاح ہے۔

ایک زمیندار میرے پاس آیا میں نے بیٹھے ہوئے اس کو ہاتھ دیا تو وہ ایسا مشوش ہوا کہ منہ ان کا کالا ہو گیا اور حدیث شریف میں ہے:

من تواضع لغني لأجل غناه ذهب ثلثا دينه۔ [1]

(جس نے کسی دنیادار کے آگے اس دنیاداری کی وجہ سے تواضع کی تو اس نے اپنے دین کی دو تہائیاں برباد کر دیں)

ان کے گھر اگر پانچ من غنا ہے تو مفلسوں کے گھر پانچ من فقر ہے۔

دیکھو جو باطمع حاکم ہو اور رشوت خور ہو تو ان کا رعب اور شوکت نہیں ہوتی اور بے طمع کی بڑی صولت ہوتی ہے۔

الطمع يجعل الاسد ذبابا

(طمع شیر کو مکھی کی طرح بنادیتی ہے)

مخدوم نور محمد مجسٹریٹ میانوالی کی دعوت تھی۔ ریل پر سوار ہو کر اسٹیشن اترے اور ٹانگے پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو راستہ میں خلیفہ صاحب مولوی نور احمد نے خدمت میں عرض کیا۔

---

[1] المقاصد الحسنة للسخاوي (1 / 639) كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على ألسنة الناس (2/ 241) روح المعانى (3/ 99)

حجاج بن یوسف کا قصہ:

حجاج بن یوسف ثقفی جو کہ بڑا ظالم اور بڑا موذی الخلائق (خلق کو ایذا دینے والا) تھا اور عبد الملک بن مروان کا خلیفہ تھا۔ عراق میں ایک عورت مسماۃ صفیہ جو بڑی حسینہ اور جمیلہ تھی، اس پر عاشق ہوگیا۔ اور حجاج شکل کا نہایت کالا زنگی اور کہتر قامت قبیح منظر تھا۔ اس صفیہ سے نکاح کیا اور صفیہ بڑی شاعرہ اور فصیحہ زبان تھی۔ ایک دن حویلی میں عربی زبان میں اشعار پڑھ رہی تھی۔ ان کے اشعار کا مضمون یہی تھا کہ تیرے اوپر ایک چھوٹا سا کالے رنگ کا ٹٹوں پڑا ہے اگر بچہ پیدا ہوا تو وہ بھی اسی طرح ٹٹوں جمے گا۔ حجاج چھپ کے یہ ابیات سن رہا تھا۔ غصہ میں آکر اُسے طلاق دے دی۔ جب عبد الملک کو پتہ لگا تو اس نے بعد انقضائے عدت کے صفیہ کی طرف پیامِ نکاح بھیجا تو صفیہ نے جواب دیا:

انآء قد ولغ فیه الکلب لا یلیق بحضرة السلطان

(وہ برتن جس کو کتے نے چاٹ لیا ہو بادشاہ کی حضوری کے لائق نہیں)

عبد الملک جواب پڑھ کر بہت ہنسا اور لکھا حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مِرَارٍ وَالثَّامِنَةُ عَفِّرُوهُ بِالتُّرَابِ۔ [1]

(جب کتا کسی برتن کو چاٹ لے تو اسے سات مرتبہ دھو ڈالو اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے صاف کرلو)

جب صفیہ نے خط پڑھا۔

---

[1] سنن أبي داود (1/28)

جواب لکھا کہ آتی ہوں بشرطیکہ حجاج یہاں سے ننگے پاؤں میرے اونٹ کی مہار پکڑ کر اور ساربان بن کر آپ کے مکان تک پہنچائے۔ عبد الملک نے فوراً حجاج کی طرف حکم لکھا کہ صفیہ کے اونٹ کی مہار پکڑ کر ننگے پاؤں پیادہ چل کے میرے گھر پر پہنچاؤ۔ تو حجاج بیچارہ حسب الحکم مجبور ہو کر اونٹ کی مہار پکڑ کر چلا جب دار السلطنت کے نزدیک پہنچے تو صفیہ نے ایک دینار نیچے گرادیا اور بولی ارے ساربان ٹھہر جا یہاں میرا درہم گرا ہے، مجھے ڈھونڈ کر لادے۔ اس نے تلاش کر کے وہ دینار اٹھایا اور بولا جی ملکہ صاحبہ درہم تو نہیں ہے لیکن دینار ہے۔ وہ بولی شکر ہے خداوند عالم کا درہم کھودیا اور دینار پایا۔ حجاج سن کر بڑا شرمسار ہوا۔ [1]

---

[1] یہ قصہ محمد المعروف بدیاب الاتلیدی نے اپنی کتاب إعلام الناس بما وقع للبرامكة (1 / 22) میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔

المجلس السادس والعشرون

چھبیسویں مجلس

بوقتِ شام میانوالی پہنچے مخدوم صاحب تشریف آوری کا بہت شکر گزار ہوا اور بڑا اکرام اور اعزاز کیا۔ ان کی یہ التماس تھی کہ میرا ایک نوجوان بیٹا ہے اس کو جس وقت غصہ آتا ہے تو اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے۔ آپ کی دعا سے ان کا یہ غصہ ختم ہو جائے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا ان کو آسیب ہے رات کو یہاں قیام فرمایا۔

مسلمان اور ہندو کی مثال:

صبح کو مخدوم صاحب کے مہمان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے فرمایا ایک ہندو گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا، میں نے یہ بیت بنایا۔

گر براسپِ سوار کافر شد، پا پیادہ رود مسلمانے

واں چوں گرد ست میرود بہوا، ویں چوں لعل ست اندروں کانے

(اگر کوئی کافر گھوڑے پر سوار ہو جائے اور کوئی مسلمان پیادہ جارہا ہے تو کافر دھول کی طرح ہے جو ہوا پر اڑتی ہے، اور مسلمان ہیرے کی طرح ہے جو کان میں نیچے ہوتا ہے) [1] فرمایا کسی نے بیت پڑھا:

خال بررخسارہ دیدم دل زحیرت خون شد،

کافرِ در باغ جنت بادشاہی میکند۔

(جب معشوق کے رخسار پر تِل دیکھا تو دل حیرت سے خون ہو گیا کہ ایک کافر (کالا تل) جنت کے باغ (معشوق کے رخ زیبا) پر بادشاہی کر رہا ہے) پھر میں نے کہا:

کافر اورا تو مگو ایں پاسبانِ جنت است،

کافرانرا زامدن جنت مناہی میکند۔

(معشوق کے رخ والے تل کو تُو کافر مت کہہ وہ تو جنت کا پاسبان ہے جو کافروں کو جنت میں آنے سے روکتا ہے)

ایک ظالم کو مخاطب ہوکر فرمایا:

عیسیٰ خیل کا ایک ظالم شخص جو دہلی سے لوگوں کے ساتھ ظلم اور زیادتیاں کرکے مال لایا تھا، جب میں اس کی قبر پر گیا تو میری دل میں بیت گیا: [2]

---

[1] حضرت قریشی کریم کی اس فی البدیہہ شاعری سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ فارسی کے کس قدر قادر الکلام شاعر تھے اور شاعرانہ نزاکتوں تمثیلات اور واقعہ نگاری سے کس قدر واقف تھے؟ کاش کہ ان کی شاعری کو جمع کیا جاتا۔

[2] اصل میں یہ سارا قصہ فارسی میں لکھا ہے۔

کجا رفت ست آں دولت کہ از دہلی بیاوردی بجورِ مال بگرفتی دلِ مسلم بیازردی
(کہاں گئی وہ تیری دولت جو دہلی سے لایا تھا۔ تو نے ظلم سے مال حاصل کیا مسلمانوں کے دل دکھائے) میں نے سامنے موجود کسی سے قلم طلب کیا تو اس نے کہا میں جواب دوں یہ کہکر خاموش ہوگیا، میں نے کہا:

جوابِ بگویم بلطف و خوشی کہ ہر چند خواہی ازیں ہا کشی

اتنی جلدی جواب دینے پر وہ بہت ہنسا اور مخدوم صاحب کے کارندے نے یہ بیت پڑھا:

ز اختلافاتِ مذاہب شیخ و برہمن شد جدا،
ورنہ درمیخانہ یک ساقی و یک جام ست و بس۔

(مذاہب کے اختلاف سے شیخ اور برہمن جدا ہوگئے ورنہ میخانے میں تو ایک ہی ساقی اور ایک ہی جام تھا) آپ یہ بیت ان سے لکھالیا۔

مخدوم صاحب نے چالیس روپیہ نظرانہ دیا اور آئندہ کیلئے نیز دعوت دی۔ اسٹیشن سے سوار ہو کر باگا بھٹا (سندھ) پہنچے۔ بعد نمازِ فجر کے فرمایا:

المجلس السابع والعشرون

ستائیسویں مجلس

فقیروں کی محبت:

فرمایا حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایمان سلامت سوئی کھڑدے جو بھیج فقیراں مِل دے ھُو۔

فرمایا شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتا ہے:

حب درویشان کلیدِ جنت ست، دشمنِ ایشان سزائے لعنت ست

(دُرویشوں کی محبت جنت کی چابی ہے، ان کا دشمن لعنت کا حقدار ہے)

ابراہیم بن ادہم کے عجیب واقعات:

فرمایا حضرت سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ عشقِ الاھی میں بادشاہی چھوڑ کر روانہ ہوئے تو راستے میں ایک کشتی میں آپ سوار ہوئے۔ آپ کی شکل صورت درویشانہ اور پرانا لباس دیکھ کر مچھیروں نے طنزیہ آپ کو مارا تو آپ نے اپنے نفس

کو مخاطب ہو کر فرمایا" ارے نفس اب تیری وہ بادشاہی کہاں ہے!؟" جب آپ شہر کے نزدیک گئے تو ایک نے آپ سے پوچھا آبادی کہاں ہے؟ آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کیا۔ وہ حکومت کا آدمی اور زہریلی مزاج والا تھا، تمسخر سمجھ کر غصہ میں مشتعل ہوا اور آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر شہر تک بڑی رسوائی سے کھینچتا گیا۔ کسی نے دیکھ کر کہا او احمق یہ تو حضرت سلطان ابراہیم ادہم ہے۔ اس نے فوراً چھوڑ دیا اور پاؤں پر گر پڑا جی حضرت مجھے معافی دیجئے۔ آپ نے فرمایا جب مجھے غصہ ہی نہیں ہے پھر معافی کس بات کی دی جائے!

حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی میری نقل کر رہا تھا اور جو بات کا گُر اور کڑا مکاتا تھا تو میرے سر کے اوپر وہ ہتھوڑی جو ہاتھ میں لیئے کھڑا ہوا تھا مار دیتا۔ میں نے اپنے نفس سے کہا بتا اب بھی تجھے بلخ کی بادشاہی یاد آتی ہے؟

ایک دفعہ کوتوال نے چوری کے الزام میں حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم کو پکڑ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے مدعی سے گواہ طلب کیا۔ کہا گواہ کوئی نہیں ہے۔ تو بادشاہ نے ثبوت نہ ہونے کے سبب سلطان ادہم کو چھوڑ دیا اور مسکین مسافر سمجھ کر حلوا کھانے کیلئے دیا اور مدعی کو دعویٰ کے عدم اثبات کے وجہ سے کاذب سمجھ کر خوب پٹائی کروائی۔ آپ حلوا کھاتے جاتے اور ہنستے رہتے۔ بادشاہ نے ہنسنے کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا میں اللہ سے ڈرا تو حلوا کھایا، وہ کوتوال (آپ سے) ڈرا تو اس کی پٹائی کی گئی۔

سینے کو کینے سے پاک کرو:

اے کہ در بر میکنی پشمینہ را، پاک دار از کینہ اول سینہ را۔

(اے فقراء کا لباس پہننے والے ! اول اپنے سینے کو کینے سے پاک کر)

مولویوں سے کہو کہ متحد ہوجائیں:

فرمایا جس دن دہلی میں مولویوں کو اللہ اللہ بتانے کی اجازت (خلافت) دی گئی کہ اپنے اپنے علاقوں میں جاکر تبلیغ کریں اور اللہ کی خلق کو اللہ کا نام بتائیں تو مجھے یہ الہام ہوا:

قل لهم كونوا كجسد واحد

(ان مولویوں سے کہو کہ ایک جسد کی طرح (متحد) ہو جائیں)

محنت برباد نہ کرو:

فرمایا عرب میں ایک عورت تھی اس کی عادت تھی کہ رقم دے کر سوت کتواتی تھی۔ پھر وہ لیکر توڑ ڈالتی تھی پھر دوسرا سوت کتواتی تھی علی ہذا الترتیب تم اسی عورت کی طرح نہ کرو کاتا ہوا سُوت نہ توڑو۔ [1]

---

[1] آپ کا اشارہ عرب کی اس احمق عورت کی طرف ہے جس کا نام ریطہ بنت عمرو تھا جو اس طرح کرتی تھی صبح سے دوپہر تک سوت کتواتی شام کو تڑوا ڈالتی تھی۔ اس کا ذکر قرآن مجید کی نحل سورۃ میں ان الفاظ میں آیا ہے: وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا [النحل: 92] ويروى أن امرأة حمقاء كانت بمكة تسمى ريطة بنت عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مرة كانت تفعل ذلك۔ تفسير القرطبي (10/171)

وكانت تغزل الغز من الصوف والشعر والوبر. وتأمر جواريها بذلك. فكن يغزلن من الغداة إلى نصف النهار. فإذا انتصف النهار أمرتهن بنقض جميع ما غزلن فهذا كان دأبها۔ تفسير البغوي (5/40)

دوائی تو مریض کو کھانی پڑتی ہے:

ایک طبیب نے بیمار کو دوائی دی کہ کھائے۔ اس نے وہ لیکر تھوڑی سی زبان پر رکھی جب تلخ لگی تو بولا جی آپ کھاؤ۔ تم لوگ کچھ خود بھی کرو تو سہی۔

پیر کامل کی مدد:

فرمایا مرتے وقت مرید پیر کو بہت یاد کرتا ہے: **یا شیخ شیئاً للہ امداً دنی** دیکھو جب آدمی صحتمند ہوتا ہے تو کہتا ہے ارے بھائی میرے پیر کی خدمت میں جب جاؤ تو میرے بہت بہت سلام دست بستہ عرض کرنا اور یوں کہنا کہ میرا دل تو اُن کیلئے بہت چاہتا ہے لیکن دنیا کے کاموں سے فراغت نہیں مل سکتی ورنہ تو خدمت میں ضرور آجاتا۔

دیکھو ایک سپاہی کو مارو تو سرکار مدعی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب دل سے بندہ اپنے پیر کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ پیر کے لطیفہ کو پیر کی شکل بنا کر بھیج دیتا ہے وہ آکر ان کی امداد کرتا ہے۔ بھلا جب ایک راکھا (چوکیدار) ایک بار (سامان) پر محافظ بیٹھا ہوا ہو تو چور اس بار (سامان) کو کسی طرح نہیں چرا سکتا ویسے ہی پیر جب ساتھ ہے تو شیطان خرمن ایمان نہیں لوٹ سکتا۔ جس نے پیر کو ناراض کیا تو اسی طرح سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا ہے۔ یہ ہاتھ پیر کا برکتوں والا ہوتا ہے۔

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (الفتح:۱۰)

(ان کے ہاتھوں پر اللہ (کی قدرت) کا ہاتھ ہے۔)

یہ پیر کا ہاتھ بطور سلسلہ کے ہوتا ہے یعنی زنجیر کی طرح۔ پیر کو رنجانا گویا پیر کے پیر کو رنجایا اور اسی کا رنج ہونا علیٰ ھٰذا الترتیب جو مافوق ان کے پیراں کبار ہیں

تا بحضرت رسول کریم ﷺ اور رب کریم سبحانہ و تعالیٰ تک۔

چغلوری کی آفت:

ایک شیطان (صفت) عورت جس کا نام جمیلہ تھا۔ ایک شخص کو آسائش دیگر غفلت (کی نیند) میں سُلا دیا اور اُس سے نماز قضا کرادی۔ دوسرا شیطان بولا واہ یہ تیری کیا بہادری ہے ایک نماز قضا کرادی تو کیا ہوا! اس خبیثہ نے کیا کیا جاکر ایک کو کہا فلانہ شخص تجھ کو گالیاں دیتا ہے اور سخت فحش بکتا ہے، وہ سنتے ہی غصہ میں آگ بگولہ ہوگیا۔ وہاں سے جاکر دوسرے کو جس پر بہتان باندھا تھا اس کو بہکایا کہ فلاں شخص تجھے مارنے کو تیار ہے اور ابھی تیرے سر پر آنے والا ہے۔ وہ سنتے ہی تلوار نکال کر ان کی طرف چل پڑا۔ اِس نے جو دور سے دیکھا تو وہ بھی تیار ہوگیا اور دونوں تلواروں سے لڑنا شروع ہوگئے۔ پھر ان دونوں کے اقارب معاونت کیلئے تلواریں لیکر آگئے تو ایک لحظہ میں ستر جانیں قتل ہوگئیں۔

دوستی اور دشمنی اللہ کے لئے رکھو:

فرمایا: حدیث شریف میں ہے:

الحب للہ والبغض للہ

(دوستی بھی اللہ کی خاطر ہو اور دشمنی بھی اللہ کی خاطر ہو)

تم لوگ تو باپ پر تاک نہیں باندھتے۔ (باپ کا بھی خیال نہیں کرتے)

قرآن شریف کو ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کرنا:

میاں عبدالرحیم طبیب صاحب موجود تھا اس سے مخاطب ہو کر فرمایا حکیم صاحب! ایک عورت نے حج بھی کیا ہوا ہے۔ اپنے خاوند کے سامنے قرآن شریف لے آئی۔

تو اُس نے وجہ پوچھی۔ کہنے لگی دوسری عورت سے جو ان کی رفیقہ اور ہمسایہ تھی اس سے دریافت کرلے۔ ایک دن وہ میرے پاس آئی، میں نے پوچھا کہ تم نے کیوں ایسا کام کیا؟ کہا اس لئے کہ میری قدر کرتا رہے۔ میں نے کہا کیا قرآن سے تیری قدر زیادہ ہے؟ تُو اپنی قدر تو بڑھانا چاہتی ہو اور قرآن کا قدر کم کر رہی ہو!

جاہل پیر کی سوچ:

ایک پیر کے سامنے ایک صوفی کو جذبہ ہو گیا اور زور سے اللہ اللہ کرنے لگا۔ پیر یہ دیکھ کر بولا توبہ توبہ یہ کون شخص ہے بے ادب؟ جو خدا کو ناراض کر رہا ہے۔ اللہ کو ایک مرتبہ پکارنے سے اللہ تعالیٰ ستر مرتبہ جواب فرماتا ہے لبیک عبدی لبیک عبدی۔ جب بار بار اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے پھوٹ پھوٹ۔

کیہاں سر آن کھادھئی (کیوں تو نے سر کھالیا ہے، نعوذ باللہ)

ایک پیر نے مرید سے نذرانہ مانگا۔ مرید نے کہا میں بہت غریب ہوں، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ آمدنی بالکل تھوڑی ہے اور اخراجات بہت ہیں۔ لہٰذا معافی طلب ہوں۔ پیر بولا ہاں ہاں بے عقل یوں مت کہو کہ میں غریب ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو غیرت آجاتی ہے یوں بولو کہ شکر ہے۔ اللہ نے سب کچھ دیا ہے۔ وہ بولا شکر ہے اللہ نے سب کچھ دیا ہے۔ پیر صاحب نے کہا سب کچھ ہے تو مجھے کیوں نہیں دیتا؟ وہ بولا نہ پیر جی میں بڑا غربت زدہ ہوں۔ تو پیر نے کہا ہاں ہاں ارے بیوقوف ہر حال میں شکر کرنا چاہیے۔ یوں کہہ کہ سب کچھ ہے۔ مرید بولا شکر ہے سب کچھ ہے۔ پیر بولا تو پھر دیتا کیوں نہیں؟ اسی طرح سے بیچارے مرید کو بہت تنگ کرتا رہا۔

جذبہ کو مت بند کرو:

فرمایا جذبہ کو بند مت کیا کرو۔ بند کرنے سے بندہ بیمار ہو جاتا ہے۔ ایک فقیر نے کہا میں نے جذبہ بند کیا۔ آخر کثرت فیض سے نہ رُک سکا تو جنگل میں جا کر زور سے تین دفعہ کہا "میں حق پر ہوں" کا نعرہ لگایا۔ پھر کچھ ٹھنڈا ہو گیا۔

فرمایا حلقہ بناؤ (پھر مراقبہ کیا) اور مراقبہ میں آپ نے یہ شعر پڑھا:

اے تن میرا چشماں ہووے میں مرشد ڈیکھ نہ رجاں ہو،
لوں لوں دے وچ لکھ چشماں ہک کھولاں پی کجاں ہو،
مرشد دا در چھوڑ کے پیا میں ول کیں در بھجاں ہو،
مرشد دا دیدار وے باہو لکھ کروڑاں حجاں ہو۔

بوقتِ نزع ایک فقیر کا حال:

قاضی عبدالمجید صاحب کو فرمایا تیرے ماموں کا واقعہ کس طرح ہے۔ اُس نے عرض کیا میں ان کے سرہانے پر بیٹھا ہوا تھا اور ان کو نزع کی سخت تکلیف تھی۔ اتنے میں حضرت عزرائیل علیہ السلام نظر آیا۔ میں نے جوش میں آکر کہا خبردار اس کو حضرت قریشی صاحب کی انگلی لگی ہوئی ہے تو وہ سن کر مسکرایا اور ان کی جان نہایت بآسانی نکالی اور آخرین وقت میں میرا ماموں بولا ہٹ جاؤ حضرت صاحب آگئے ہیں۔ پھر آپ نے اِس عاجز کو مخاطب کرکے فرمایا ایک فقیر اِس جماعت کا کہتا تھا کہ میں سخت بیمار تھا۔ دیکھا کہ عزرائیل علیہ السلام آگیا ہے اور شیطان بھی خطرات ڈالنے کو آگیا ہے اور اِدھر حضرت غوث زماں میرا پیر بھی تشریف لا رہا

ہے۔ تو آپ دیکھ کر مجھ کو فرماتے ہیں مت گھبراؤ بس خیر ہے۔ یہ کہہ کر آپ تو غائب ہو گئے اور قابض الارواح میری جان لینے شروع ہو گیا۔ میں بولا اتنا زور تو نہ لگا۔ کہا اچھا، تیرا پیر باری تعالیٰ کی بارگاہ میں تیری مزید عمر کی دعا مانگ رہا ہے۔ یہ کہہ کر ٹھہر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا تیرے پیر کی دعا قبول ہو گئ ہے اب میں جاتا ہوں۔[1]

ملامتیں میری طرف پارسل کردو:

مذکورہ قاضی صاحب نے عرض کیا حضرت لوگ بہت ملامت کرتے ہیں۔ فرمایا ملامتوں سے ڈرتے ہو تو ملامتیں پارسل کر کے میرے پاس بھیج دیا کرو۔ ملامتیں تو فقیروں کا غلاف ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن شریف غلافوں میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔
گلال سے کوئی مٹکا لیتے ہو تو اسے پہلے ٹھنگور لگاتے ہو کہ کہیں سے ٹوٹا ہوا تو نہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کا عشق حاصل کرو تو اتنا امتحان بھی نہیں برداشت کر سکتے ہو؟!

لقمان حکیم کا گھر:

ایک شخص نے لقمان حکیم صاحب کے گھر کو دیکھا جو ایک چھوٹی سی جھونپڑی تھی۔ دیکھ کر بولا: خانہء لقمان چوں دیدم پنج شش مشتِ خس است

(لقمان کا گھر جو دیکھا تو وہ تو پانچ چھ گھانس کی مُٹھیوں سے بنا ہوا تھا)

کہا میں تو سمجھا تھا کہ بڑے اونچے کوشک ہونگے اور رنگین محلات ہونگے۔ تو حضرت لقمان حکیم صاحب نے سن کر کہا:

---

[1] وَإِنْ سَأَلَنِي لأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لأُعِيذَنَّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ. صحيح البخاري (8/131)

کاروانِ رہروانراایں قدر منزل بس ست

(مسافروں کے کاروان کے لئے ایسی ہی منزل کافی ہے)

وہ احمق ہیں جو مال، دولت اور محلات چھوڑ جاتے ہیں جب مر گئے تو پیچھے لڑائی کروا جاتے ہیں۔

وزن ہلکا ہونا چاہیے:

حضرت لقمان حکیم کی جان قبض کرنے کیلئے جب عزرائیل علیہ السلام آیا تو بولا: اے لمبی عمر والے! بتائیے یہ چھوٹی سی جھونپڑی کیوں بنائی اور اپنی اتنی طویل زندگی اسی میں بسر کردی؟ حضرت لقمان صاحب نے فرمایا کیا تم نے میرے پاس نہیں آنا تھا؟ دیکھو ایک آدمی جو بڑا گٹھڑا سر پر اٹھا کر چلتا ہے تو کیسا گھبراتا ہے اور تھوڑے وزن والا سبکدوش چلا جاتا ہے۔

کسی کی زمین پر قبضہ کرنا:

فرمایا جو شخص کسی کی زمین پر قبضہ کرکے اپنی زمین سے ملادے تو قیامت کے دن اُس زمین کے سات اطباق اُس کے گردن میں ڈالے جائیں گے۔[1]

فرمایا متکبر لوگ جو غرور کرتے ہیں، قیامت کے دن چیونٹیوں کی طرح لوگوں کے پاؤں میں رگڑے جائیں گے۔[2]

---

[1] قال رسول الله ﷺ من ظلم شبرا من أرض طوقه من سبع أرضين۔ مسند الطيالسي (193/1)

التطويق: أن يُجعل له ما غصبه ظلماً مِثْلَ الطوق في العنق تنكيلا وتعذيبا. وقيل: هو أن يُطَوَّق حَمْلَه يوم القيامة أي يُكَلَّف. فيكون من طَوْق التَّكْلِيف۔

[2] عَن أبي هُرَيرة. قال: قال رَسُول اللهِ ﷺ يحشر المتكبرين في صور الذر يوم القيامة. مسند البزار (402/2)

إن المتكبرين يحشرون يوم القيامة فى صور الذر يطؤهم الناس بأقدامهم شرح ابن بطال (441/17)

فرمایا غریب شخص کو نیک دنیادار سے چالیس سال قبل جنت میں داخل کیا جائے گا۔[1] اُس کا ایک دن یہاں کے پانچ سو برس کے برابر ہے۔ حکم ہوگا تو نے دنیا میں غربت پر صبر کیا اور راضی رہا، آج میں تجھ سے راضی ہوں۔

محنت کش ہونا چاہیے:

سُنا ہے کہ بعض پیرزادوں کے نوکر پیالا ان کے مونہہ کے ساتھ نہ لگائیں تو تب تک وہ پانی نہیں پیتے۔ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر پینا ان کیلئے بڑا دشوار ہے۔ دیکھو، حاکم کیلئے جب تک کوئی چارپائی نہ لائے تو بہانہ کرکے ٹہلتے رہتے ہیں اور مجبوراً کھڑے رہتے ہیں۔ نامرادوں کو جب مرغی ملے تو کھاتے ہیں ورنہ تو مرغی بغیر کھانا کھا ہی نہیں سکتے۔ غریب لوگوں کی مرغی پیاز ہیں۔ دو تین پیاز توڑ کر روٹی کھالی۔ زیادہ کھانے سے امیر لوگوں کی ریح بند ہوگی تو فوراً ڈاکٹر کو بلاتے ہیں، وہ آکر دوائی پلاتے ہیں۔ دو چار پڑ نکلے بس خیر ہوگئی۔ گوشت، پلاؤ، حلوا اور قورمہ کھا کھا کے موٹے بن جاتے ہیں۔ غریب تو سرسوں کا ساگ اور چاول کھا کر شکر ادا کرتے ہیں۔ اور رج کر کھائیں تو بیل اور واہولا لیکر زمین میں کام کرتے ہیں اور جھاڑوں کے مونڈھ بنیاد زمین سے نکالتے ہیں اور زمین کو کھیتی کیلئے پاک صاف کرتے ہیں تو کھانا کیوں کر ہضم نہ ہو۔

---

[1] عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلى الله عليه وسلم :« اللَّهُمَّ أَحْيِنِى مِسْكِينًا وَأَمِتْنِى مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِى فِى زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ». فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا : وَلِمَ يَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ :« لأَنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الأَغْنِيَاءِ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا۔ السنن الكبرى للبيهقي وفي ذيله الجوهر النقي (12/7) سنن الترمذي (4/577)

کم کھانا بیماری سے بچاتا ہے:

حضرت رسول کریم علیہ وآلہ افضل الصلوات کی خدمت اقدس میں ایک بادشاہ نے حکیم حاذق معالجہ کیلئے بھیجا۔ سال تک بیٹھا رہا اس کے پاس صحابہ کرام میں سے کوئی بھی نہیں گیا۔ بالآخر اُس نے سبب پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ تھوڑا کھاتے ہیں اس لیئے بیمار نہیں ہوتے۔

امیر اور فقیر کا فرق:

امیر (لوگ) آم بہت کھاتے ہیں تو ان کو دست لگ جاتے ہیں۔ ایک امیر کا میں مہمان ہوا تو اتنے کھانے لے آیا کہ چینی کے پیالوں کی، فوجی پلٹن کی طرح قطار بنا دی۔

غریب کی دال دال کرے نہال کرے

خوش حال تے بال کرے۔

مسکینی کڑوی تو ہے لیکن اصل میں ہے تو عجیب ![1]

فرمایا خدائی کا دعویٰ وہ لوگ کر گئے جن کے پاس بہت دنیا اور مال جمع ہو گیا تھا۔

گدھا جب رج کر کھاتا ہے تو لاتیں مارتا ہے اور رینگتا ہے۔

فرمایا اگر نیک آدمی صاحبِ ذکر کے پاس دنیا ہو تو اس میں خیر ہے، ضرر نہیں ہے۔ دنیا نیک لوگوں کے پاس آتی ہے تو وہ بھی نیک ہو جاتی ہے جیسا کہ ھندوانی مسلمان ہو جائے۔

---

[1] أنه عَلَيْهِ السَّلَام خُير فِي مَفَاتِيح كنوز الأَرْض فَردهَا وَلم يقبلهَا۔ البدر المنير في تخريج الأحاديث والأثار الواقعة في الشرح الكبير (587/7)

سست آدمی:

فرمایا ہمارے علاقہ میں ایک قوم ہے جو سستی اور کاہلی میں مشہور ہے۔ دیکھو عورتیں ایک دوسرے کی سارا دن جوئیں نکالتی ہیں۔ مرد سوئے رہتے ہیں اور ہندوؤں سے ادھار لیکر کھاتے پیتے ہیں۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو زمین کا ٹکڑا دیا ہے، کھیتی کا کام کرتا ہوں اور محنت کر کے حلال کی روٹی کھاتا ہوں۔

بیوی کے حقوق:

خیال رکھنا عورتوں کا حق مردوں پر بہت ہوتا ہے اور یہ مردوں کے پاس امانتیں ہیں، ان کو مت ستانا۔ حضرت سعد انصاری رضی اللہ عنہ نے وفات فرمائی تو حضرت محبوب کبریا ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھا اور اپنے ہاتھ مبارک سے قبر میں اتارا اور رحمت کے ملائکوں کے کثرتِ نزول کے سبب، آپ پاؤں کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے۔ جب حضرت سعد انصاری رضی اللہ عنہ کے جسمِ مبارک کو لحد میں اتارا گیا تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سخت متغیر غمگین ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ خوش ہوگئے تو صحابہ کرام نے اس کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا بسبب اس کے کہ وہ اپنی زوجہ کے ساتھ کچھ ناروا سلوک کرتے تھے اور شکر رنجی رہتی تھی۔ اس وجہ سے قبر نے ضغطہ کیا تو میری دعا کے تیمن سے وہ آنے والا عذاب فوراً مرتفع ہوگیا۔[1]

---

[1] عَنْ جَابِرِ بن عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمَّا دُفِنَ سَعْدُ بن مُعَاذٍ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبَّحَ. فَسَبَّحَ النَّاسُ مَعَهُ طَوِيلا. ثُمَّ كَبَّرَ. فَكَبَّرَ النَّاسُ مَعَهُ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ. مِمَّ سَبَّحْتَ؟ قَالَ: لَقَدْ تَضَايَقَ عَلَى هَذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ. حَتَّى فَرَّجَهُ اللهُ بِرَحْمَتِهِ. المعجم الكبير للطبراني (248/5)

وفي الحديث: نزل الأرض سبعون ألف ملك لشهوده. ما نزلوها قبل. واستبشر به جميع أهل السماء واهتز له العرش. الأحكام الشرعية للإشبيلي (425/4)

میت پر ماتم نہ کرنا چاہیے:

فرمایا میرا نواسہ فوت ہوا تو گاؤں کی عورتیں مل کر آئیں۔ میں نے پوچھا کسی کام سے آئی ہو؟ بولیں کہ ننھے بچے کا پُرسا [1] دینے کو آئی ہیں۔ میں نے کہا خیر آئی ہو تو لیکن جھگڑا مت لانا۔ فرمایا عورتوں کی عادت ہوتی ہے (میت پر) آتے ہی بولتی ہیں ہائے ہائے !! کرمیں دی سڑی ہک ایہو ہاوی اوہو وی مار بیٹھوں۔ جوان تھیوے ہا پرنانویں ہا !! شادی کراویں ہا مٹھی دل دی مراد دیکھیں ہا۔

جب چالیس عورتیں مل کر ایک ماتم والی عورت کے گلے لگ گئیں اور اُس کی آنکھوں سے ہر ایک نے چُلو چُلو پانی نکالا۔ بس تھوڑے دن گذرے تو اس ماتم والی نے اپنے خاوند سے کہا کہ میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے۔ آخر آنکھوں سے ریشہ بہنا شروع ہو گیا اور نظر میں دھندلاپن ہونے لگا۔ حکم (تو یہ) ہے کہ غمگین کو تسلی دی جائے اور اطمینان دلایا جائے۔ (مگر آنے والی الٹا غم دونا کر جاتی ہیں)

بیوی پر شوہر کے حقوق:

فرمایا عورت اگر نماز پڑھے اور مرد کے لیئے دعا نہ مانگے تو اس کی نماز قبول نہیں ہے۔

اگر مرد کی ناک کے ایک سوراخ سے پیپ بہے اور دوسرے سے خون بہے اور عورت زبان سے چاٹے تب بھی اپنے شوہر کا حق ادا کر نہ پائی۔ [2]

---

[1] پُرسا آدمی کے قد کے برابر اونچائی۔ (ہندی لفظ)

[2] والذي نفسي بيده لو كان من قدمه إلى مفرق رأسه قرحة تنبجس بالقيح والصديد ثم استقبلته فلحسته ما أدت حقه۔ مسند أحمد بن حنبل (158/3)

ماں کا حق:

ایک شخص نے کاندھوں پر اپنی ماں کو اٹھا کر ان کو حج کرایا تو حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اچھا کیا لیکن ابتک بھی ماں کا حق ادا ہو نہ سکا۔

گھر والوں کو دین سکھائو:

فرمایا جاہل لوگ اولاد کو دین نہیں سکھاتے اور علم نہیں پڑھاتے۔ چھوٹا بچہ دادا کی گود میں بیٹھ کر داڑھی کھینچے تو دادا بہت خوش ہوتا ہے۔ قیامت کے دن اولاد ماں باپ پر دعویٰ کرے گی کہ انہوں نے ہمیں دین نہیں سکھایا اور علم کیوں نہیں پڑھایا۔ اور بیوی اپنے شوہر پر دعویٰ کرے گی کہ اس نے مجھے شریعت کے احکامات کیوں نہ سکھلائے اور ہدایت اور تنبیہ کیوں نہیں کی۔

ایک انار سو دعویدار:

فرمایا ایک درکھان، ایک درزی، ایک زرگر اور ایک صوفی یہ چار رفیق تجارت کے اسباب لیکر سفر کو چلے۔ راستہ میں رات پڑ گئی۔ سامان کی نگرانی کیلئے رات کو جاگنا پڑا۔ رات کا پہلا حصہ درکھان کو دیا کہ پہرا دے اور جاگتا رہے، باقی تین سو گئے۔ درکھان نے خیال کیا کہ ایسے بیکار بیٹھا ہوں، کیوں ناں لکڑی سے عورت کا بت بنائوں۔ تو اس نے ہاتھ کی بہت صفائی دکھلائی۔ (عورت کا مجسمہ بنادیا) یہ سو گیا اس کے بعد درزی کی باری آئی۔ اُس نے اپنی مہارت سے خوبصورت کپڑے سیئے اور اُسے پہنا دیئے۔ جب زرگر کی باری آئی۔ اس نے دیکھ کر نہایت چالاکی سے زیور تیار کئے اور اس کو پہنادیئے۔

یہ سو گیا تو صوفی کی باری آئی۔ اس نے دیکھ کر دعا مانگی یا الٰہی تیرے آگے کوئی مشکل نہیں ہے اس کو روح پھونک کر زندہ کر دے بس دعا مانگنے کی دیر تھی وہ ایک بڑی جمیلہ اور خوبصورت عورت بن گئی۔ صبح کو جو باقی رفقاء نے دیکھا اور اس کی پری جیسی صورت دیکھی تو فریفتہ ہو گئے اور ہر ایک اپنا استحقاق بتلانے لگا۔ ان میں تنازعہ ہو گیا اور آخر یہ مسئلہ قاضی کے پاس لے گئے۔ عورت کی ملاحت اور صباحت دیکھ کر قاضی بھی مبتلا ہو گیا۔ کہنے لگا یہ تو میری کنیزہ ہے۔ مجھ سے چوری مفرور ہو گئی تھی۔ آخر بادشاہ تک نوبت پہنچی وہ دیکھتے ہی مفتون ہو گیا اور بولا خبردار یہ تو میری لونڈیوں میں سے ہے۔ اتنے میں ایک ولی اللہ مستجاب الدعوات آگیا۔ بولا چلو وہاں پر جہاں اس کا اصل ہے۔ سچ اور جھوٹ ظاہر ہو جائے گا۔ جب بمعہ بادشاہ وہاں پہنچے۔ وہ جھاڑ دکھایا گیا جس سے اس کو کاٹا گیا تھا۔ ولی اللہ نے اس عورت کو جھاڑ کے ساتھ کھڑا کر کے دعا مانگی کہ الٰہی اس کو اپنے اصل پر قائم کر دے تو وہ فوراً لکڑی ہو کر مل گئی اور وہ جھاڑ ویسا ثابت ہو گیا جیسا کہ پہلے ہی تھا۔ ذرا سوچیں بندہ تو ایک ہے لیکن اس کے کتنے دعویدار ہیں۔ ماں کہتی ہے میرا بیٹا ہے، باب کہتا ہے میرا فرزند جگر بند ہے، بھائی بہن کہتے ہیں میرا بھائی ہے، استاد کہتا ہے میرا شاگرد ہے، چچا کہتا ہے میرا بھتیجا ہے، بیوی کہتی ہے میرا خاوند ہے، پیر کہتا ہے میرا مرید ہے، حکیم کہتا ہے یہ مجھ سے علاج کراتا رہتا ہے، حجام کہتا ہے یہ مجھ سے داڑھی منڈواتا رہتا ہے اور لوہار کہتا یہ میرا گاہک ہے۔ جب مر گیا تو سب کے دعوے ختم ہو گئے بس اب ایک خداوند عالم کے سامنے جواب دینا پڑا۔

حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ

ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے حضرت حافظ صاحب بھرچونڈی شریف والے کی دعوت کی اور آپ کیلئے مرغی کا گوشت پکایا۔ آپ نے فرمایا:

گربہ نیم کہ مرغی خورم دُلب میخورم

نزولِ رحمت

مذکورہ قاضی صاحب کی دعوت تناول فرما کر (حضرت قریشی صاحب رحمۃاللہ علیہ) اس کے گھر تشریف لے گئے، اس کا مکان ٹوٹا ہوا بالکل خستہ حالت میں قریب اِنہدام تھا۔ آپ نے چھت کے سوراخ دیکھ کر فرمایا: "برسات برسے تو سب رحمت اندر آجائے۔ قطرہ اِدھر اُدھر جائے تو بھی (رحمت) قاضی کے گھر آئے"۔

باشاہِ حقیقی:

فرمایا ایک بادشاہ کو شکار کرتے کرتے شام ہوگئ اور رات کو راستہ بھول گیا۔ چلتے چلتے ایک جٹ کا مہمان ہوا۔ اس نے حسب حیثیت خدمت کی۔ صبح کو جس وقت روانہ ہوا تو کہا میں بادشاہ ہوں۔ اگر کوئی کام پڑے تو آجانا۔ وہ جٹ بہت افسردہ ہوا۔ افسوس اگر مجھے رات کو پتہ لگ جاتا کہ یہ بادشاہ ہے تو میں اور بہت خدمت کرتا۔ بادشاہ اپنی فراست اور کیاست سے سمجھ گیا اور اس کو کہا غمگین مت ہو اور فکر مت کر تم نے حسب استعداد بہت خدمت کی ہے۔ گھر گیا تو بیوی اس سے زیادہ تر محزون ہوئی کہ ہم خدمت لائقہ سے محروم رہے۔ خیر وقت گذر گیا۔ ایک دن تہی دستی اور افلاس کے سبب اس کی بیوی نے کہا بادشاہ جو کہہ کر گیا تھا کیوں نہیں اس کے پاس جاتا۔

جاکر مانگ اور سوال کر کہ میں عیالدار ہوں اور سخت شدتِ غربت میں مبتلا ہوں۔ خدارا سرکاری خزانے سے میرے لئے ماہوار وظیفہ بوجہ کفاف معین فرمایا جائے۔ جب بادشاہ کے پاس پہنچا دیکھا تو مسجد میں بادشاہ نماز پڑھ کر دعا مانگ رہا ہے کہ الٰہی میں تیرا بندہ محتاج ہوں میرے حال پر کرم نوازی اور فیاضی فرما۔ یہ جٹ بادشاہ کی دعا سن کر واپس گھر آیا۔ بیوی کے پوچھنے پر کہنے لگا وہ (بادشاہ) خود ہی محتاج ہے، سوال کر رہا ہے، مانگ رہا ہے۔ پھر میں محتاج سے کیا سوال کروں جس ذات مقدس سے وہ مانگ رہا تھا میں اس سے کیوں نہ مانگوں۔

توکل والی عورت:

ایک شخص نے حجِ بیت اللہ شریف کی تیاری کی تو بیوی کو کہا تمہیں خرچہ کتنا دے کر جاؤں؟ اُس نے کہا جتنی میری زندگی ہے۔ شوہر نے کہا مجھے تیری عمر کا کیا پتہ کہ تمہاری عمر اب باقی کتنی ہے؟ وہ کہنے لگی پھر میں کس طرح کہوں اگر چھ مہینے سے پہلے مر جاؤں تو تیرے مال کی خائن بنوں گی۔ بس اللہ مجھے کافی ہے۔ جب وہ چلا گیا تو لوگوں نے پوچھا تجھے کیا دے گیا ہے۔ کہنے لگی:

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ [الذاریات:58]

بیشک اللہ ہی رزق دینے والا بڑی قوت والا زبردست مضبوط ہے)

شیر بنو: فرمایا ایک لومڑی کو شیر کا پس خوردہ (بچا ہوا کھانا) ہاتھ لگا، کھالیا اور جنگل میں بارش کے پانی کا تالاب دیکھا وہاں سے پانی پی لیا۔ کہنے لگی آج تک رزق کیلئے ہلاک ہوتی رہی یہ تو عجیب مزا ہے۔ ہمیشہ پسخوردہ جا کر کھالیا کروں گی اور پانی پی لیا کروں گی۔ تم لومڑی مت بنو، شیر بنو۔

فرمایا دیکھو مولوی تمہارے اعمال نامے لکھ رہا ہے۔ یعنی اِس عاجز (پیر مٹھا) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ (کہ آپ یہ باتیں لکھ رہے تھے)

ہمیں اللہ کافی ہے:

فرمایا ایک شخص مسجد میں فرض نماز پڑھ کر باقی سنتیں اور نوافل گھر جا کر پڑھتا تھا۔ بادشاہ بڑا نمازی اور عادل تھا۔ اُس نے اِس کی وجہ پوچھی۔ کسی نے کہا ان کی یہی ایک چادر ہے جو اوڑھ کر یہاں نماز پڑھتا ہے اور گھر جا کر اپنی زوجہ کو دیتا ہے، پھر وہ اوڑھ کر نماز پڑھ لیتی ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کو رحم آگیا اور اُسے بلا کر کہا کہ آپ الگ الگ ماہانہ خرچ لوگے یا کہ ایک ساتھ؟ کہا میں گھر جا کر اپنی بیوی سے مشورہ کرکے پھر بتاتا ہوں۔ جب بیوی کو ساری بات بتائی تو اُس نے کہا غیر کے آگے اپنی حالت ظاہر کرنا یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایک گونہ شکایت ہے۔ بس بادشاہ کو کہدو کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔

شکر کا بدلہ:

فرمایا ایک عورت غربت کی وجہ سے اپنے شوہر کو تنگ کرتی تھی۔ ایک رات اس کے شوہر نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں سیر کر رہا ہوں اور ایک فردوس بریں میں بلند محل رنگین جواہرات سے سجایا ہوا ہے لیکن اس کے دو موتی کم تھے۔ پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ جنت کے خازن نے بتایا کہ یہ تیری بیوی کا محل ہے۔ پوچھا اس کی موتیوں کی لڑی میں دو موتی کیوں نہیں ہیں؟ خازن بولا اس لئے کہ وہ بے شکری کرتی ہے۔ جب وہ شخص نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ دو موتی اُس کے بستر پڑے ہوئے نظر آئے۔

پھر پوری بات اپنی زوجہ کو بتائی اور وہ دو موتی بھی دکھلائے۔ یہ سُن کر اُس کی بیوی توبہ تائب ہوئی اور دعا کرنے لگی کہ یا اللہ آئندہ میں صبر کیا کروں گی اور یہ دو موتی واپس اس لڑی میں لگ جائیں۔ دعا قبول ہو گئی اور دیکھا تو وہ دو موتی وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔

نکاح کرنا سنت نبوی ہے:

حاجی الٰہی بخش صاحب نے عرض کیا فلاں بزرگ نے شادی نہیں کی تھی اور تمام عمر کنوارہ رہے اور ان کی ایک خادمہ تھی کہ ہر وقت خدمت میں مصروف رہتی تھی اور بڑی متعبدہ اور پارسا تھی اور اس نے بھی شادی نہیں کی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا حضرت بی بی خاتون سے وہ بڑی شان والی تھی جبکہ انہوں نے بھی تو شادی کی تھی؟! اور تمام انبیاء اور پیغمبر علیہم السلام نے بھی شادیاں کی تھیں۔ [1]

کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھنی چاہیے:

فرمایا ایک پٹھان کسی پنجابی کا مہمان ہوا۔ کھانا کھاتا جائے وہ دیتا جائے۔ آخر پنجابی بولا شاید تم نے بسم اللہ نہیں پڑھی؟ جب پنجابی پٹھان کا مہمان ہوا تو پٹھان نے کہا برادر بسم اللہ پڑھ یا نہ پڑھ تیری مرضی شاباش رج کر کھاؤ۔

سجدہ میں ایک پاؤں اٹھ جانا:

بعد نمازِ ظہر مولوی کریم بخش صاحب میرپور ماتھیلو والے کو فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ سجدہ کے وقت آپ کا ایک پاؤں زمین سے اٹھ جاتا ہے تو اس طرح نماز

---

[1] النكاح فإنه من سنة الأنبياء عليهم السلام - عمدة القاري شرح صحيح البخاري (124/28)
النكاح سنة ماضية وخلق من أخلاق الأنبياء - إحياء علوم الدين ومعه تخريج الحافظ العراقي (253/2)

مکروہ ہو جاتی ہے اور دونوں پاؤں زمین سے اٹھ جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ شاید آپ یہ مسئلہ بھول گئے ہیں اور ایک پاؤں اٹھنے سے نماز کانی ہو گئی۔

سوال کھانے کا ہے عورت کا نہیں:

میاں عبدالاحد زرگر نے دعوت کی التماس کی۔ آپ نے فرمایا تم اسی رات پکاؤ اور قاضی عبدالمجید صاحب نے کہا اس بیچارہ کی تو بیوی ہی نہیں ہے یہ کس طرح دعوت تیار کر سکتا ہے۔

فرمایا ایک فقیر گداگر نے ایک حویلی کے در پر کھڑے ہو کے خیرات کیلئے صدا دی۔ کسی نے سُن کر کہا فقیر صاحب اس گھر میں عورت تو ہے نہیں۔ فقیر نے کہا میں عورت کا سوال نہیں کرتا اور نہ کرونگا۔

ایک بزرگ کے ذکر کا طریقہ:

فرمایا پہاڑی علاقہ میں قادریہ سلسلہ کے ایک بزرگ رہتے ہیں، وہ ذکر بالجہر کرتے ہیں۔ ہل چلائیں تو لا الہ الا اللہ، عورتیں چکی پیسیں تو لا الہ الا اللہ اور آٹا گوندھیں تو لا الہ الا اللہ۔ وہ بزرگ بمعہ جماعت جہاں مہمان ہوتے ہیں تو ہر ایک اپنے گھر سے دو دو آدمیوں کی روٹی لیکر آتا ہے۔ اس طرح ان کا معمول بنا ہوا ہے۔ اِس بزرگ کی چار عورتیں ہیں ایک کی دودھ والی بھینس مر گئی۔ اس کو غمگین دیکھ کر فرمایا تم کو اور بھینس لے دوں یا کہو تو تیری تینوں سوکنوں کی بھینسیں مر جائیں۔ وہ بولی میں چاہتی ہوں کہ وہ بھی میرے جیسی ہو جائیں۔ بس اسی وقت تینوں کی بھینسیں مر گئیں۔

بالوں کی سنتیں:

اِس بزرگ کا یہی معمول ہے کہ سر کے بال نہیں رکھتے اور نہ کسی کو رکھنے دیتے ہیں، اور کوئی زائر جائے تو ان کا سر مونڈ لیتے ہیں۔ اتفاق سے ایک عالم اس بزرگ کا مہمان ہوا۔ اس کو سر منڈانے کے لئے کہا گیا۔ اس نے بزرگ سے پوچھا کہ یہ کیوں سر کا مونڈنا مروج ہوا؟ وہ کہنے لگے سارا سر مونڈانا سنت ہے۔ مولوی نے کہا سر مونڈھنے میں ایک سنت ادا ہوتی ہے اور بال رکھنے میں چھ سنتیں ادا ہوتی ہیں۔ پہلی سنت بال رکھنا، دوسری سنت سارا سر رکھنا، تیسری سنت کنگھی کرنا، چوتھی سنت تیل لگانا، پانچویں سنت مانگ نکالنا اور چھٹی سنت کان کی لو تک بال رکھانا۔ یہ سن کر بزرگ لاجواب ہوگیا۔

ایک پٹھان نے ضد کر کے (سر مونڈھنے پر) بہت اصرار کیا تو مولوی بولا بھلا کیوں؟ وہ کہنے لگا منڈانے سے جنب اچھی طرح نکل جاتا ہے۔ مولوی نے کہا تو پھر داڑھی کا جنب کس طرح نکالتے ہو؟ سر کے بالوں کی یہ شان کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں زلفوں کی قسم اٹھائی ہے۔ فرمایا: وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۝ اور داڑھی کی قسم تو نہیں اٹھائی۔

ایک مسافر کا حیلہ:

فرمایا پٹھانوں کی ایک جماعت نے بسبب حماقت کسی مسافر کو قتل کرنا چاہا۔ اُس بیچارے نے جان بچانے کیلئے ایک حیلہ سازی کی۔ کہا مجھے تم نہیں مارو۔ میرے پاس ایک ایسی دوا ہے کہ انسان جیسا ہی دبلا اور کمزور ہو تو چند ہی دنوں میں پندرہ سالہ نوجوان بن جاتا ہے۔ تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔

اب اس نے چوری آگ کی کچھ خاک لیکر ہر ایک کو چٹکی بھر کر دیتا گیا اور کہا صبح شام مکھن میں ایک تنکا بھر کر ملا کر کھالیا کرو پھر تم میری دوائی کی مسیحائی دیکھ لینا۔ کہا اگر مجھے مرنے کا ڈر نہ ہوتا تو یہ دوا مفت دینے کی نہیں تھی۔

حضرت کا کوزا:

میاں عبدالواحد نے عرض کیا حضرت اس گاؤں کے اطراف و نواح کے لوگ آپ کی زیارت کیلئے نہیں آئے تو اب ان کے فیض کا حصہ ہم کو عطا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے پاس ایک کوزا تھا۔ جس وقت اس کو بھرا جاتا تھا تو گڑ گڑ اور گُٹ گٹ بڑی بلند آواز سے کرتا تھا۔ اور اس میں ایک مٹکے کے برابر پانی سما جاتا تھا۔ جب پانی اس میں سے نکال دیا جاتا تھا تو بالکل باریک دھار جیسا کہ بکری کے پستان سے دودھ نکلتا ہے۔ وہ کوزا اپکا میاں جی تھا۔

بے مروت عورت اور بے حیا مرد:

ایک عورت بہت لسی تیار کرتی تھی۔ ہمسایوں کے لڑکے اور لڑکیاں لینے کو جاتی تھیں تو یوں کہتی او میں صدقے جاواں میں صدقے۔ لسی تو بہت ہوتی ہے لیکن آج تیرے آنے سے پہلے دے بیٹھی ہوں۔ وہ بولتے خیر کوئی بات نہیں چلے جاتے ہیں۔ پھر دیگر کے وقت لسی کی بھری ہوئی مٹکی زمین پر گرادیتی تھی۔

ایک شخص کی عادت تھی جو کوئی مہمان آتا تو کہتا او آیئے خان صاحب! آج تو کس طرح خان صاحب کا دل چاہا۔ جلدی جا کر چار پائی لے آتا تھا اور اُسے بٹھا کر عزت کرتا تھا۔ یار میرا دل تو آپ کیلئے بہت چاہتا تھا لیکن کام سے ذرہ بھر فراغت نہیں مل سکتی۔ کیا کروں معذور ہوں تم تو یار فارغ رہتے ہو جیسے کہ آج مہربانی

فرمائی ویسے کبھی کبھی مونہہ دکھالیا کر۔ جب وہ واپس روانہ ہوتا تھا تو پیٹھ پیچھے دونوں ہاتھ تان کر بجے دیتا تھااور کہتا تھا یہ دیکھو سب خان بن گئے ہیں۔

ایک شخص کی عادت تھی کوئی آتا تھا تو کہتا تھا واہ واہ آج تو سونے کا سورج ابھرا۔ کس طرح آپ نے اس غلام کو سرفراز کیا۔ بس اس کے سامنے بیٹھے ہوئے، بیوی کو بلا کر کہتا تھا مرغی ذبح کرکے روٹی فوراً تیار کرلے۔ وہ ترش تلخ ہو کر بولتی تھی ہاں روز تیرے مہمان آتے رہتے ہیں، مجھ سے یہ سختی نہیں اٹھائی جاتی۔ بس اٹھتے ہی چار پانچ جوتے لگادیتا تھا۔ اری بے حیا! تم میرے پیارے مہمانوں کی خدمت سے گریز کرتی ہو۔ پھر وہ زور سے فریاد اور رونا شروع کردیتی تھی اور اپنے والدین کے گھر جابیٹھ جاتی تھی۔ جب مہمان گھبرا کر چلا جاتا تھا تو آکر بیوی کو کہتا تھا:

اٹھی بھلا تھیوئی ہݨ بلا ٹل گئی۔

عطا محمد شاہ کی محبت:

فرمایا عطا محمد شاہ صاحب ڈیرہ غازی خان والاجب وعظ کرتا ہے تو بہت پیارالگتا ہےاور ان کا بھائی اس سے زیادہ محبت والا ہے۔اِس عاجز کے گھر لڑکا پیدا ہوااور اُس کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی تو میرے بیٹے کے ساتھ اپنی بیٹی سے عقد کرنے کی مجھ کواستدعا کی۔

کرم حسین شاہ کا کشف:

کرم حسین شاہ صاحب جو آپ (حضرت قریشی کریم) کا مخلص مرید اور خلیفہ مجاز ہے۔ فرمایا میں نے شاہ صاحب کو کہا تم لوگوں سے عُشر لیتے ہو اور میں تم سے عشر لونگا۔ ان کے نو لڑکے ہیں۔ میں نے کہا دسواں لڑکا اگر پیدا ہوا تو میں لونگا۔ دونوں شوہر اور بیوی نے کہا اچھا آپ کا ہو چکا۔ خدا کی قدرت دسویں لڑکی ہوئی۔

شاہ صاحب نے بی بی کو کہا پیر کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اس کی تعمیل ضروری ہے۔ وہ کہنے لگی اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو مزید حیاتی والا فرزند عطا فرمائے۔ ایک رات اُسی شاہ صاحب کی چوری ہو گئی اور شاہ صاحب گھر موجود نہ تھے۔ صبح کو جب آئے یہ واقعہ سن کر فرمایا چور یہاں اسی اجتماع میں موجود ہے۔ آخر ان کو ایک تھپڑ مارا لیکن چور نے انکار کر دیا۔ پھر شاہ صاحب بمعہ مجمع خلائق چلا گیا اور جہاں چور نے چوری کا سامان دفن کیا تھا، نکال کر لے آیا اور چور کو بھی چھوڑ دیا۔ شاہ صاحب کو بڑا کشف حاصل ہے۔

مولوی عبد الغفور کی خدمت:

خلیفہ صاحب مولوی عبدالغفور صاد بنیری صبح کی نماز پڑھ کر جنگل کو چلا جاتا تھا۔ دوپہر کے وقت لکڑیوں کا ایک بڑا گٹھڑا اپنی پشت پر رکھ کر لے آتا تھا۔ (لنگر کے لئے)

مولوی عبدالمالک خلیفہ صاحب نے لکھا ہے دہلی کے اکثر علماء بیعت ہو چکے ہیں۔ کوئی رہ گئے ہیں تو آپ کے انتظار میں ہیں۔

فقیر کی دعا: ایک شخص کے بیٹے کو سخت بخار ہو گیا۔ اُس نے ایک فقیر کو جو کچھ بھولا بھالا تھا، حلوہ کھلایا۔ جب فقیر روانہ ہوا تو اُس شخص نے فقیر کو دعا کیلئے کہا کہ میرے بیٹے کو شفا ہو۔ فقیر بولا اس کو ہمیشہ بخار ہو۔ پوچھا ارے کیوں فقیر جی؟! فقیر نے کہا اگر اس کو بخار نہ ہوتا تو تم نے آج سے پہلے کبھی ہمیں حلوہ کھلایا تھا؟!

بہرے آدمی کا قصہ: ایک شخص کانوں سے بہرا تھا۔ مسجد میں وضو کر رہا تھا میں نے کہا اسلام علیکم۔ بولا کوزے اور بھی ہیں تو سہی۔ دوسری دفعہ میں نے کہا اسلام علیکم بولا اب تو دیری ہے، کوزہ فارغ نہیں ہے۔ تیسری دفعہ میں نے کہا اسلام علیکم۔ بولا جی ایک دفعہ جو کہا تھوڑا سا تحمل کرو۔

المجلس الثامن والعشرون

اٹھائیسویں مجلس

مست اونٹ اور فقیر:

بعد نماز فجر فرمایا رات کو صوفیوں کو بڑا زور شور کا جذبہ تھا تو اُن کو کس وقت آرام آیا؟ عرض کیا گیا ایک بجے تک۔ فرمایا مست اونٹ کی عادت ہے جتنا وزن اٹھا کر رکھ لو آرام سے اٹھا لے گا۔ اور تالو نکال کر بُڑبُڑ کرتا جاتا ہے، کسی وزن کی پرواہ ہی نہیں کرتا۔

ہندو کو جذبہ:

خلیفہ مولوی اللہ ڈتہ صاحب کی حویلی لاگ میں یہ عاجز (حضرت پیر مٹھا) گیا۔ وہاں ایک ہندو نے مرگی کیلئے مجھ سے پانی پڑھایا۔ کچھ دیر کے بعد خلیفہ صاحب کو ایک ہندو نے کہا اُس کو تو کچھ اور ہی ہو گیا ہے۔ پوچھا کیا ہو گیا ہے؟

بولا جس طرح تم لوگوں کو ہو جاتا ہے۔ "جذبہ" کا نام اسے نہیں آرہا تھا۔ اور اُس مرگی والے ہندو کو کشف ہو گیا تھا۔ ایک عورت کے ہونٹ پکے ہوئے تھے۔ اس عاجز نے مکھن پڑھ کر دیا، لگانے سے دونوں ہونٹ پھڑکنے لگ گئے۔

تجدیدِ توبہ و تجدیدِ بیعت:

بعد ازیں فرمایا پہلے میں توبہ کرتا ہوں اور تم سب توبہ کرو اور بیعت کی تجدید کرو اور دل میں خطرہ مت کرو یہ اس طرح ہے جیسا کہ وضو نیا کیا جائے۔ یہ طریقہ بڑا نازک ہے۔

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ایک دن کوئی چیز بانٹ رہے تھے آپ کے دل مبارک میں اعتراض ہوا کہ کسی کو زیادہ دیتے ہیں اور کسی کو تھوڑا تو آپ نے بذریعہ کشف جان کر فرمایا میں تیرا مال تو نہیں بانٹ رہا۔ میری مرضی کسی کو تھوڑا دوں یا زیادہ۔ [1]

فرمایا جو مجھ سے بیعت ہیں آجائیں اور اس کمترین (پیر مٹھاسائیں) کو فرمایا تُو جا کر اپنے رفیقوں کو بیعت کرلے اور ان کے سبق بھی تازہ کرلے۔ اِس دوبارہ بیعت کرنے کی علت مجلس نمبر آٹھویں میں مذکور ہو چکی ہے۔ (من المؤلف عفی عنہ)

بیڑی کی عادت چھوڑ دو:

میاں خدا بخش کے بارے میں اِس کمترین نے عرض کیا کہ اس کو تنبیہ فرماؤ یہ بیڑی نوشی کو نہیں چھوڑتا۔ اس نے عرض کیا حضرت دعا فرمائیں یہ عادت نکل جائے۔

---

[1] مواہب رحمانیہ جلد اول بنام التجلیات الدوستیہ مولانا محمد اسماعیل سراجی ص ۳۳ ناشر مکتبۃ سراجیہ مجددیہ احمد سعیدیہ موسیٰ زئی شریف۔

فرمایا جس وقت تم نے پینا سیکھی اس وقت مجھ سے دعا کرائی تھی کیا؟ وہ بیڑی زور سے تیرے گلے سے چپٹ جاتی ہے اگر بیڑی زبردستی تیرے گلے لگے تو بتاؤ میں پھر ان سے تم کو چھڑاؤں۔

ہاضمے کی عجیب ترکیب:

فرمایا ہمارے علاقہ میں ایک جٹ کے بیٹے نے ماہیچہ (سیویاں) بہت پیٹ بھر کر کھائیں۔ اس کا پیٹ پھول گیا اور مر گیا۔ وہ جٹ روتا تھا اور یوں کہتا تھا:

نہ سیواں کھانویں ہا وو میڈا تیلیڑ یارا

فرمایا بچپن میں جب میں ایک کپڑے میں تھا تو ماہیچہ (سیویاں) حد اعتدال سے زیادہ کھا گیا۔ جب پیٹ پھولنے لگا تو میرے والد صاحب مرحوم بھی حکمت کرتے تھے۔ میں نے ڈر سے ان کو نہیں بتایا۔ پھر خود ہی ایک حکمت عملی نکالی کہ چھوٹے بچوں کو جو میرے ہمسن تھے ان کو کہا آؤ آج دریا میں نہاتے ہیں اور دریا ہمارے ہاں قریب سے گذرتا تھا، وہیں جا کر خوب نہایا اور سیویاں ہضم ہو گئیں۔

بڑوں کی نصیحت اچھی ہوتی ہے:

فرمایا والد صاحب مرحوم نے مجھے فرمایا کہ بچہ سوراخ میں پیشاب مت کیا کر۔ میں نے سوچا کہ کر کے تو دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ ایک دن سوراخ میں پیشاب کیا تو بچھو نمبر دار صاحب بیچ سے نکل آیا۔ بڑوں کی نصیحت بہرحال مفید اور اچھی ہوتی ہے۔

نابینا کا جواب:

فرمایا مطلع الانوار میں ہے ایک عورت کا نکاح کسی نابینا سے ہوا۔ وہ عورت اپنی حسین صورت کی تعریف کرنے لگی، کہ میرے دانت دیکھیں تو موتیوں کے دانے

ہیں اور میری آنکھیں تو نرگس شرما جائے اور جادو بھری ہیں۔ وہ اندھا سن کر بولا بھلا تم ایسی خوبصورت ہوتی تو میرے نکاح میں کیسے آتیں!

پیر قریشی کا پیر مٹھا کے لئے عجیب مثال:

آپ نے ایک نصیحت بھرا شعر پڑھا۔ مکمل نہ آسکا تو اس کمترین نے پڑھا پھر بھی مکمل نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا "دونوں ایک جیسے" ہتوجہیں تے ہتوجہیں۔ فرمایا دلہا اور دلہن دونوں کی زبان توتلی تھی اور دونوں کو ایک دوسرے کا پتہ نہیں تھا۔ پہلی رات جب سوئے تو مارے شرم کے چپ کرکے پڑے رہے۔ آخر مجبوراً دولہا بولا: پاتھا نہیں پھیر سُدی۔ وہ بولی شتر تھیا ڈوھیں ہتوجہیں تے ہتوجہیں۔

سوسمار کی آبیاری:

فرمایا ہمارے علاقہ میں ایک قبرستان کو دریاء گرا رہا تھا تو لوگوں نے ایک مجذوب کو عرض کیا کہ دعا کریں کہ یہاں سے دریاء کا پانی چلا جائے۔ مجذوب نے کہا اس گورستان میں ایک زرگر کی قبر ہے اور وہاں ایک بڑی سوسمار رہتی ہے اور وہ بڑی پیاسی ہے۔ جب تک دریا کا پانی نہ پیئے دریا نہیں ہٹ سکے گا۔ پھر اس سونار کی قبر کو کھودا گیا اس میں واقعی ایک گوہ تھی۔ پھر دو چوڑے موٹے آدمیوں نے اس کی دم کو پکڑ کر باہر نکالا اور دریا میں پھینک دیا۔

نیکوں کی صحبت:

ہمارے یہاں ایک عورت بیمار تھی۔ میرے سامنے بیٹی نے کہا اماں اللہ کو یاد کرو، وہ کہتی تھی دھاڑ وو دھاڑوو۔ پھر بیٹی نے کہا دھاڑوو مت کر اللہ اللہ کر اور توبہ کر۔ وہ بوڑھیا بولی کیا میں نے لوگوں سے زیادہ گناہ کئے ہیں جو توبہ کروں۔ آخر میں

نے کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں تو بھی توبہ کرلے۔ اس تجویز سے اس نے توبہ کی۔ جب کروٹیں لیتی تھی تو کہتی تھی دھاڑوو۔ میں بولا اللہ اللہ کرنے سے ثواب ملتا ہے۔ اس بہانے سے پھر اس کی عادت ہو گئی اور یہی ورد (اللہ اللہ) ہو گیا۔ نیکوں کی صحبت نیکی کی طرف رجوع کرتی ہے۔

تعویذوں کے شائق:

آپ میاں محمد بخش کے گھر پر تشریف لے گئے فرمایا ہمارے ہاں بہت لوگ آتے ہیں جب پوچھیں کیوں آئے ہو؟ کہتے ہیں بیعت ہونے کیلئے۔ جب بیعت کے لئے بلایا جائے تو کہنے لگتے ہیں جی ایک اور کام بھی تھا کہ اس وقت تعویذوں کی بہت ضرورت ہے۔ مہربانی کرکے دے دیں بیعت کیلئے پھر کسی وقت آجائیں گے۔

آج کل ملاؤں اور پیروں کو روزی کمانے کے بڑے طریقے اور فریب آتے ہیں گداگری کرکے گذران کرتے ہیں اور تعویذ چلاتے ہیں۔

فرمایا ڈیرہ نواب میں ایک ملا آکر بیعت ہوا بولا جی میں فقیروں کو وضو کرنا سکھاؤں گا۔ میں نے کہا اچھا سکھا۔ ایک فقیر کو سکھانے لگا تو اس نے پکڑ لیا کہ وضو کرنے کا تو خود تم کو ڈھنگ نہیں آتا، تُو ہم کو کیا سکھائے گا۔ کسی نے کہا کہ یہاں سے نکل کر گداگری کرتا ہے اور روٹی کے وقت آجاتا ہے۔ میں نے کہا اس کو رخصت کردو۔

محمد بخش کو موعظت فرمائی کہ ایک وقت مقرر کرکے مراقبہ کیا کر اور کرایا کر۔ اُس نے قبول کیا۔ فرمایا بڑا مت بنو دیکھو آدمی کا سر جو باقی اعضاء سے بڑا ہے تو جس کو غصہ آجائے تو اس کے سر پر مارتا ہے۔

گٹھڑے کا بوجھ سر پر اٹھایا جاتا ھے اور مار پیٹ بھی سر پر پڑتی ہے۔ اور دیکھو پاؤں جو نیچے ہیں تو پیروں کے پاؤں چومے جاتے ہیں۔

ایک کتا کسی گاؤں سے نکلا۔ پھر جلدی واپس آگیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ اتنی جلدی واپس کیوں لوٹ کر آیا۔ بولا میں کیا کہوں۔ کسی کا گلا شکوہ نہیں۔ نہ کسی نے مجھے لاٹھی ماری نہ کسی نے ڈھیلا مارا نہ کسی گھوڑے اور گدھے نے لات ماری جو کچھ کیا اپنی برادری نے کیا۔

داڑھی منڈوں کو دیکھ کر فرمایا داڑھی کیوں منڈاتے ہو؟ بولے جی حجام کا قصور ہے۔ فرمایا حجام اگر تمہاری ناک کاٹ لے تو کاٹنے دو گے؟

ایک نام نہاد عقلمند عورت:

فرمایا ایک اونٹ کا پاؤں دیکھ کر ایک بوڑھی عورت پلانی سے ان کے خاندان والے پوچھنے لگے کہ یہ کس کا پاؤں ہے؟ اس نے رو کر ہنس دیا۔ رونے کا سبب پوچھا۔ بولی میرے مرنے کے بعد بس کوئی تم میں عقلمند نہیں ہے کہ ایسی اسرار کی باتیں بتائے اور ہنستی اس لئے ہوں کہ مجھے اس کا پتہ نہیں لگتا۔ آخر سوچ کر یوں بولی کہ بس خرگوش پاؤں کو لوہے کا آوِند باندھ کر اس کھیتی کو چر جاتے ہیں۔

اور مُردہ زندہ ہوگیا:

فرمایا خواجہ خدا بخش صاحب ٹامی والے رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ہندو مرید تھا اور آپ سے بیعت تھا۔ جب وہ مرگیا تو خواجہ صاحب نے فرمایا ہندوؤں سے اس کی میت چھین لو، شاید جلا دیں۔ ہندوؤں نے بہت لڑائی کی۔ آخر فیصلہ ہوا کہ اگر میت خود کہہ دے تو پھر (مان لیں گے کہ وہ مسلمان ہے، اتنے میں) وہ مردہ اٹھ کر بیٹھا

اور بولا میں مسلمان ہوں۔ یہ آپ کی کرامت تھی۔

خواجہ صاحب کی کرامت:

فرمایا ایک شخص نے دو تربوزے بطور ہدیہ کسی کے ہاتھ خواجہ (خدا بخش) صاحب کی خدمت میں بھیجے۔ اس (قاصد) نے ایک تربوزہ راستہ میں چھپا لیا اور دوسرا خدمت میں لے آیا۔ جب واپس لوٹا تو دیکھے تو خواجہ صاحب تربوزے پر کھڑے ہوئے ہیں۔ دُور سے دیکھ کر فرمایا آ خدا کا بندہ! گیدڑ تربوز کو نکالنے کیلئے آیا تھا۔ میں نے آکر اس کو بھگایا اور اب تک رکھوالی کی ہے یہ اپنا اٹھالے۔ پھر آپ نے مصرعہ پڑھا:

یاری رب رسول والی بیان یاریاں سب اواریاں نی

دنیا کی محبت اور مولا کی محبت:

فرمایا ایک دن یہ حدیث شریف یاد آئی:

حب الدنیا رأس کل خطیئة.[1] (دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے)

پھر یوں خیال آیا:

حب مولیٰ راس کل عطیئة[2]۔ (اللہ کی محبت ہر عطا کی جڑ ہے)

پیران پیر اور اکتسابِ فیض:

فرمایا حضرت پیراں پیر محبوب سبحانی قدس سرہ نے چار پیروں سے بیعت کی تھی۔

---

[1] أخرجه البيهقي عن الحسن رضي الله عنه الدر المنثور في التفسير بالمأثور للسيوطي (15/376)

[2] یہ حضرت قریشی کریم کا خیال ہے۔

آپ کے چوتھے پیر حضرت خواجہ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جس وقت آپ کی خدمت میں بیعت ہونے کیلئے تشریف لے گئے تو اُس وقت دو مولوی حضرت خواجہ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے ہوئے تھے۔ ایک نے کہا کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ سے بہت سی ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں جن سے کفر ثابت ہوتا ہے۔ یہ سن کر آپ بہت جلال میں آگئے۔ فرمایا اب تُو میرے سامنے سے ہٹ جا، تیرا ایمان سلب ہو گیا ہے۔ تُو بے ایمان ہو کر مرے گا۔ گھر جاتے ہی وہ ایک نصرانیہ عورت پر عاشق ہو گیا اور اُس عورت کے کہنے پر نصرانیت اختیار کی اور اسی ملت کا کہلوا کر مر گیا۔

نعوذ باللہ من غضبہ وغضب رسولہ و غضب ولیہ

دوسرے مُلانے کہا میں فقط تماشا دیکھنے کیلئے آیا ہوں کہ مقابلہ میں مولوی سچا ہوتا ہے یا کہ جھوٹا۔ فرمایا جا میری آنکھوں سے دُور ہو۔ تم ایسی بیماری میں گرفتار ہو جاؤ گے جو لاعلاج مرض ہوگا اور اسی مرض میں مر جاؤ گے لیکن ایمان سلامت لے جاؤ گے۔ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ پھر (سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے) فرمایا اے سید تم کیوں آئے ہو؟ آپ نے عرض کیا حضرت میں بیعت ہونے کو آیا ہوں اور آپ کی خدمت اقدس میں رہوں گا۔ آپ نے فرمایا تیرا پیالا فیض سے لبریز کر دونگا اور ایک دن ممبر پر چڑھ کر کہو گے:

قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی (میرا یہ قدم سب ولیوں کی گردن پر ہے)

پھر حضرت صاحب ریل پر سوار ہو کر روہڑی شریف محلہ پاٹولیاں میں پہنچے۔ رات کو میاں الٰہی بخش قریشی کے بالاخانہ پر رہائش فرمائی۔

المجلس التاسع والعشرون

انتیسویں مجلس

سنت کا دشمن خود جلاوطن ہوگیا:

فرمایا کابل کے بادشاہ امان اللہ خان نے حکم دیا کہ داڑھیاں منڈواؤ ورنہ جبراً منڈوائی جائیں گی۔ ہمارے ایک صوفی نے یہ بات سنی تو کہا جس وقت سنت نبوی علیہ وآلہ افضل الصلوات کو اس نے متروک العمل کر دیا تو خود بھی ہر گز نہیں رہے گا۔ تھوڑے ہی دن گذرے تو سنا گیا کہ اس کو رعایا نے بڑی رسوائی سے جلا وطن کر دیا ہے اور وہ اٹلی کی طرف چلا گیا۔

پھر ہنستا کیوں ہے:

فرمایا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو ہنستے ہوئے دیکھا فرمایا تو نے سکرات کا ذائقہ چکھا ہے؟ بولا نہیں۔ فرمایا قبر کا ضغطہ دیکھا ہے؟ کہا نہیں۔

فرمایا نکیرین کی پرسش سے نجات پائی ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا پلصراط پر سالم گذر گئے ہو؟ کہا نہیں۔ فرمایا پھر ہنستا کیوں ہے؟؟؟

پیر مٹھا کا مقام:

مولوی مراد علی صاحب کو فرمایا کہ اِس کے پاؤں کی خاک ہو جا۔ یعنی اِس کمترین (پیر مٹھا) کی طرف اشارہ فرمایا۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پکے دکان کا پڑھا ہوا ہے تم کو علم باطن اور دین ہی سکھائے گا۔

فرمایا: آجمالا توں نہ کھپ سبھے ہوگئے لوٹے کپ۔

قبر میں جذبہ:

فرمایا سونے خان کو میں کہتا تھا کہ یہی سبق پکالے : تھا خدا، ہے خدا، ہوگا خدا۔ مرنے کے بعد ان کا نزولِ ارواح ہوا تو بولا جس وقت منکر نکیر آئے میں نے جواب دیا۔ مجھے یہی سبق پڑھایا گیا ہے: تھا خدا، ہے خدا، ہوگا خدا۔ یہ کہتے کہتے سخت جذبہ ہو گیا۔

اللہ کا ذکر سب سے اعلیٰ ہے۔

فرمایا:

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا (التوبة:٤٠)

(اور اللہ کا فرمان تو (ہمیشہ) بلند و بالا ہی ہے)

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (العنكبوت:٤٥) (اور واقعی اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔)

دیکھو خود اللہ تعالیٰ تعریف فرماتا ہے۔ اللہ اللہ کرتے رہو۔

تکبر مت کرو:

فرمایا اور حلال کا رزق کما کر کھاؤ اور اس کے ساتھ شریعت کی بھی تابعداری کرو۔ غرور اور تکبر مت کرو۔ عاجز بندے بنو۔ اس عاجزی میں بڑے فائدے مضمر ہیں۔ دیکھا ہے کہ بارش کا پانی گنبذ پر نہیں ٹھہر سکتا اور اونچی جگہ سے گر کر نیچے آ جاتا ہے۔ کبر اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس کو زیب دیتا ہے۔

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ (ابراهیم)

(اور اللہ جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے۔)

بری صحبت کا نقصان:

فرمایا ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ سو بھیڑیا اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا کہ ایک شیر۔ اور سو شیر اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا ایک بری صحبت۔

شانِ مسلم:

فرمایا آئندہ داڑھی مت منڈانا۔ گناہوں کا بوجھ سر پر اٹھاتے ہو اور داڑھی کے بالوں کا وزن نہیں اٹھا سکتے! داڑھی منڈا ایسا نظر آتا ہے جیسا کہ حوالات سے قیدی بھاگ کر نکل آیا ہو۔ مسلمان کی کیا عزت ہے۔ زندہ ہو خواہ مردہ ہو، داڑھی کو خوشبو لگائی جاتی ہے اور بڑی عزت سے اور پاکیزگی سے نہلایا جاتا ہے۔ اگر مرے تو اور توقیر سے اٹھا کر جنازہ پڑھا جاتا ہے اور نہایت احترام اور اکرام سے دفن کیا جاتا ہے۔ اور دھنو مل پر آٹھ من لکڑیاں جلائی جاتی ہیں۔ ٹڑ ٹڑ کر جلتا ہے اور جل کر خاک کی ایک مٹھی بن جاتا ہے۔ بھلا یہ بتاؤ خدا کی کاروائی غلط ہے کیا؟ تمہارا یہ خیال ہے شاید کہ، مَردوں کو داڑھی نہ دے اور عورتوں کو دے،

سنت پر عمل کرنے کا اجر: حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

من تمسك بسنتي عند فساد أمتي ، فله أجر مائة شهيد [1]

(میری امت کے فساد کے وقت میں جس نے میری ایک سنت کو تھاما اس کے لئے ایک سو شہیدوں کا اجر ہے)

گھر والوں کی تربیت:

فرمایا گھر والوں کو یہ ترغیب دو کہ وہ نیکی کی طرف رجوع کریں اور دیندار ہو جائیں۔ (روٹی پکاتے وقت) اگر ان کے ہاتھ پلید ہوں تو دونوں کو دھو کر صاف کریں۔ چکی کے دونوں پلڑے برابر نہ چلیں تو آٹا نہیں نکلتا۔ (اس طرح میاں بیوی دونوں کا دیندار ہونا ضروری ہے) بعد نماز جمعہ مسجد پاٹولیاں میں بہت لوگ جمع تھے ان میں سے اکثر قریشی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

جامع نصیحت:

فرمایا میں عالم نہیں، علماء سے سنا سنایا یاد رکھتا ہوں۔ صحت اور تندرستی یہ اعلیٰ نعمتیں ہیں۔ کہیں بازار میں بکتی ہوئی دیکھی ہیں؟ کسی دکان پر مل سکتی ہیں؟ کہا جی نہیں۔ فرمایا اچھا سماعت اور بصیرت کوئی اگر مول لیوے تو مل سکے گی؟ بولے جی نہیں۔ فرمایا اگر ان نعمتوں سے ایک نعمت اللہ سلب کرلے مثلاً بینائی جب ڈھونڈنے سے اور متلاشی ہونے سے کہیں مل ہی نہیں سکتی پھر کیا کروگے!!

---

[1] اخرجه التبريزی فی مشکاة المصابيح (1/659) عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ امام ترمذی کی روایت اس طرح ہے:
مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الأَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا۔ سنن الترمذی (10/196)

دنیا کے تمام لذات میں سے (اعلیٰ لذت) بندہ کی سانس ہے۔ اگر سانس بند ہو جائے پھر تمام عیش اور طرب ختم ہو جائیں گے۔ نہ مانو تو ابھی تجربہ کرلو۔ کوئی قاہر اور جابر آدمی عداوت کے سبب اگر گلا دبائے اور کہے کہ مجھے اپنی بیوی دیدو یا کہ کہے مجھے اپنی بادشاہت دیدو ورنہ نہیں چھوڑوں گا پھر دو گے یا نہ؟

ارے انسان! کچھ تو غور کر جب تم (تیرا نطفہ) ماں کے سینے کی ہڈی سے اور باب کی صلب سے نکلا تو اس وقت دونوں ماں باپ جُنب سے پلید ہو گئے۔ شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے (غسل سے قبل) ان دونوں کو مسجد میں آنے سے منع فرمایا۔ قرآن کو ہاتھ لگانے سے اور طواف کرنے سے منع کیا۔ اور تو غلیظ پانی منی سے پیدا ہوا ہے جو بدن اور کپڑے پر لگ جائے تو وہ پلید ہو جاتا ہے۔[1] پھر یہ تکبر کس لئے؟! اور جینٹل مین بن کر داڑھی منڈا کر بازاروں میں گھومتا پھرتا ہے۔

پہلے (بچپن) میں ضعیف تھا۔ پیشاب اور پاخانہ سے ماں کی گود خراب کر دیتا تھا اور پنگھوڑے میں سوتا تھا تو مکھیاں مونہہ میں پڑتی تھیں تو خود مکھیاں اڑا نہیں سکتا تھا اور آخر (پیری) میں بھی بوڑھا ہو گیا تو اٹھنے بیٹھنے سے لاچار ہو گیا۔ کبھی یرقان کا زور کبھی کمر کا درد، کبھی نفخ الدم اور کبھی دردِ شکم اور سوء ہضم۔ پوری زندگی انسان پلاؤ، زردہ اور آم کھاتا رہے اگر بخار آجائے تو یہ تمام نکل جائیں گے۔

کہتے ہو کہ ہم قریشی ہیں۔ یوں کہلوانے سے کیا ہو گیا؟! اگر قریشی ہو تو بن کر دکھاؤ۔ قریشی وہ تھے کہ مشرق اور مغرب تک اسلام کا نعرہ لگادیا۔

---

[1] عند الاحناف

فرمایا ایک شخص نے کہا سامنے کتا بیٹھا ہے ڈر لگتا ہے کہ اٹھ کر کاٹ نہ دے۔ مہربانی کر کے اس کو روک لینا۔ میں آگے گذر جاؤں وہ بولا تیرا نام کیا ہے؟ بولا جی شیر۔ کہا ارے شیر ہو کے کتے سے ڈرتا ہے۔ حج کے دن پیدا ہوئے تو نام حاجی رکھا گیا تو کیا ہوا۔

تین سو یہودی مسلمان ہوگئے:

فرمایا ایک دن حضرت پیراں پیر محبوب سبحان رحمۃ اللہ علیہ سخت بیمار ہو گئے اور معالج بھی دست بردار ہو گئے۔ ایک یہودی بڑا طبیب بے عدیل تھا۔ حضرت کا قارورہ دیکھ کر کہنے لگا اِس شخص کا جگر عشق الٰہی میں بھونا گیا ہے، بتاؤ یہ کون شخص ہے۔ بتایا گیا یہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ پھر دوسری دفعہ قارورہ میں غور سے دیکھا تو اسی لمحہ یہودی کے دل میں نورِ ایمان آگیا اور پڑھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور وہ مسلمان ہوگیا۔ اس کا بھائی سن کر دوڑتا ہوا آگیا اور کہا ارے بتا تو سہی مسلمان ہونے میں کیوں اتنی تعجیل کی؟ طبیب بولا اس قارورہ کو دیکھ تو لے۔ جب اس نے دیکھا تو وہ بھی کہنے لگا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسی طرح دیکھتے جاتے اور مسلمان ہوتے جاتے حتیٰ کہ تین سو یہودی مسلمان ہو گئے اور تم آج کے ایسے مسلمان ہو کہ تمہارے کردار دیکھ کر کفار بھی شرمسار ہیں۔

ایمانی قوّۃ:

فرمایا حضرت رسول محبوب کبریا ﷺ کے وقت میں نہ تو گولے تھے نہ بندوق تھی اور نہ مشین گن اور نہ توپ تھی فقط ایک مسلمان ہزاروں کے مقابلہ میں کھڑا ہو جاتا تھا تو سب مسلمان ہو جاتے تھے۔

محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا حال تم کو معلوم ہے کہ عربستان سے سندھ میں آئے اور کہیں وطن کو چھوڑا اور کہیں عورتوں کو۔ ملک بملک (کفار سے) لڑتا (جہاد کرتا) ہوا یہاں آ پہنچا۔ جہاں جہاں گیا اب وہاں شہیدوں کی قبریں ہیں۔

تخلیقِ انسان کا مقصد اللہ کی عبادت ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ (الذاریات)

(اور میں نے جنّات اور انسانوں کو صرف اسی لئے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی اختیار کریں)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

ذکر کے طریقے:

اور ذکر بہت کیا کرو۔ اولیاء کرام نے اللہ کو یاد کرنے کے طریقے مقرر کئے ہیں، وہ سارے برحق ہیں۔ دیکھو ریل کی پٹڑی بچھانے کے کیسے کیسے طریقے نکالے ہوئے ہیں۔ ہر طرف دوربینی لگاتے ہیں اور زمین کی صحیح پیمائش کی جاتی ہے اور ریل کی پٹڑی بالکل سیدھی لگاتے ہیں۔ ذکر کرنے کا بہت آسان یہ طریقہ ہے۔ وضو ہو نہ ہو، گھومتے پھرتے ہوئے، سوتے لیٹے ہوئے، کوئی کام کرتے ہوئے ذکر جاری ہو۔ عورتیں چکی چلائیں تو دل اللہ اللہ کرے۔ جنتی لوگ جب ذاکر لوگوں کے درجات دیکھیں گے تو بہت ارمان کریں گے اور غفلت کے ایک لمحہ پر غم کریں گے۔[1] اللہ کا ذکر کرو اور شریعت کی تابعداری کرو۔

---

[1] روی الطبراني وأبو یعلی عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس یتحسر أهل الجنة الا علی ساعة مرت بهم ولم یذکروا اللہ تعالی فیها۔ التفسیر المظهری (2316/1)

معبودانِ باطل:

فرمایا ہندوؤں کو دیکھو کبھی پیپل کے آگے سر جھکائے ہوئے ہوتے ہیں، کبھی دریا کے آگے، کبھی سورج کے آگے اور کبھی ٹھاکر کے آگے یہ مذبذب ہیں۔[1]

جعلی پیر: فرمایا وہ لوگ جو اپنے آپ کو پیر کہلاتے ہیں اور سارے کام غیر شرعی کرتے ہیں۔ بھنگ بھی پیتے ہیں، سوروں کا شکار بھی کرتے ہیں اور سارا دن چوپڑ کھیلتے رہتے ہیں۔ اور دعوی ولایت کا کرتے ہیں میرے اختیار میں ہوتا تو ان کو سزا دیتا۔

وزن اٹھانے والے بنو:

فرمایا محبوب کریم ﷺ کے (سچے) امتی بنو تو (اتباعِ شریعت کا) وزن اٹھاؤ۔ وزن اٹھانا انسان (مردوں) کا کام ہے۔ کیا مرغیوں پر یا چڑیائوں پر وزن دیکھتے ہو؟ ہمیشہ ہمت والی چیز زیادہ وزن اٹھانے والی ہوتی ہے۔ بس روٹی کھا کر چارپائی پر سو گیا اس کو جوان مردی نہیں کہتے۔ اگر ایسے کاہل اور سست تھے تو شادی کیوں کی؟

پیر کامل کون؟

فرمایا پیر کامل وہ ہے جو راستہ کا واقف ہو اور (بارِ امانت کا) وزن اٹھانے والا ہو۔ (بعض لوگ) خود کو اللہ والے کہلاتے ہیں لیکن سستی کے مارے پڑے رہتے ہیں اور جانور کی طرح کھاتے رہتے ہیں، دے مریدا دے مریدا۔

فرمایا تم کو پیر کہتا ہے دے مریدا اللہ کی راہ میں اللہ تم کو دیدے گا۔ کہو کیا تجھے اللہ نہیں دیتا۔ وہ ہر گز کامل نہیں جو گداگری کرتے رہیں۔

---

[1] مذبذب: غیر مستقل مزاج، ایک خیال پر قائم نہ رہنے والا۔

فرمایا اللہ والوں سے آپ لوگ گریز کرتے ہو اور ناٹک اور تماشا کی پہلی صف میں بیٹھے ہوتے ہو۔ اللہ والوں کے نزدیک بیٹھو تو مطلب پورا ہو۔

تین کھیل جائز ہیں:

فرمایا دین اسلام کوئی کھیل نہیں ہے۔ اسلام میں تین کھیل جائز ہیں۔ گھوڑوں کا دوڑانا (جنگ کے وقت)، دوسرا تیر اندازی کرنا بقصد جنگ کے تیسرا اپنی بیوی کے ساتھ ملاعبت (کھیل کود) کرنا۔

آجکل کے صوفی

فرمایا آجکل کے (بعض) صوفی ایسے ہیں کہ عورتوں پر حسن پرستی کرتے ہیں۔ مسلمانو! ایسے بدمعاشوں کی صحبت سے بچو اور برکراں رہو۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا عشق حاصل کرو۔ وہ کیسا مسلمان ہے جس کو نبی کریم ﷺ سے محبت نہیں ہے؟! حضور ﷺ فرماتے ہیں اس شخص کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا جو ایک مُردہ سنت کو زندہ کرے گا۔

مسلمانی کی نشانی:

فرمایا کوئی کان اور ناک مسلمانی کی علامت نہیں ہے بلکہ ناک اور کان تو ہندوؤں کو بھی ہوتے ہیں۔ مسلمانی کی پکی نشانی داڑھی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داڑھی مبارک میں ایک بال سفید نظر آیا تو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا الٰہی یہ کیا ہے؟ رب کریم نے فرمایا اے ابراہیم یہ تیرا وقار ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی:

اللّٰھم زدنی وقارا (اے اللہ میرے وقار کو مزید بڑھا)

مسلمانو آپس میں محبت رکھو:

فرمایا انبالہ شہر کے مسلمانوں کا آپس میں ایسا اتفاق اور اسلام کی محبت ہے کہ جب وہاں کے ہندوؤں نے مسجد تعمیر کرنے سے منع کیا تو سب مسلمانوں نے ملکر ایک ہی رات میں مسجد شریف تعمیر کرلی۔ اور یہاں مسلمان ایسے کمزور اور خفیف الایمان ہیں کہ ہندو کے دکان کا گوشت کھاتے ہیں اور وہ برملا بکتا رہتا ہے اور ہندوؤں نے طبّاخی (کھانا پکانے کی دکان) کھولی ہوئی ہیں۔ یہ بھلے مانس ان سے مول لیکر کھاتے ہیں۔ ایک صحابی کھجوروں کے جھرمٹ میں چھپ کر کفار کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ لڑائی کرتا رہا اور خفیہ تیر چلاتا رہا اور کئی کفار کو زخمی کردیا اور بعض کو مار بھی ڈالا اور باقی بھاگ کر نکل گئے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنْ تَنْصُرُوا اللهَ يَنْصُرْكُمْ (محمد:)

(اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا)

سکھر شکر ہوگا:

آپ سکھر میں تشریف لے گئے عبدالغفار خان کنسٹبل نے عرض کیا حضرت سکھر اب سقر (جہنم) بن گیا ہے۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ سکھر شکر بن جائے گا۔

نام بردہ نے دعوت کیلئے اصرار کیا لیکن آپ نے محمد عمر بیگ مغل کے آنے تک موقوف رکھا اور فرمایا مغل تو مغل ہیں اگر سارا کاٹا جائے تاہم غل رہ جاتا ہے۔ یعنی میم کو ختم کیا جائے۔ (من المؤلف عفی عنہ) رات کو گوٹھ سومرن والی جماعت کے جذبات دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا یہ اچھی جماعت ہوگئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

المجلس الثلاثون

تیسویں مجلس

ذکرِ قلب رہنمائی کرتا ہے:

بعد نماز فجر سکھر میں فرمایا حضور محبوب کبریا ﷺ فرماتے ہیں:

اسۡتَفۡتِ قَلۡبَكَ۔ [1] (اپنے قلب سے فتویٰ پوچھ)

ذکر کثیر کرنے سے قلب کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

ایک فقیر کنویں سے پانی پینے لگا تو قلب نے کہا مت پیو اس طرح بار بار آواز آتی رہی۔ جب کنویں میں دیکھا تو ایک چوہا سوجا ہوا نظر آیا۔

---

[1] مسند ابی یعلی - (2 / 245) مکمل روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: وَاسۡتَفۡتِ نَفۡسَكَ ۔ اَلۡبِرُّ مَا اطۡمَأَنَّتۡ إِلَيۡهِ النَّفۡسُ ، وَالإِثۡمُ مَا حَاكَ فِي الصُّدُورِ ، وَإِنۡ أَفۡتَاكَ النَّاسُ ، وَأَفۡتَوۡكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

مخدوم جہانیاں کی کرامت:

حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ یاجوج اور ماجوج کی قوم کا ایک فرد جو سد سکندری سے باہر رہ گیا تھا تصرف سے لائے اور وہ مسلمان ہوا اور آپ کی بیعت ہوا۔ اب اس کی استنبول میں قبر موجود ہے۔

گِر جا گھر جو نصرانیوں کا مَعبد ہے، اسکو دیکھ کر فرمایا گِر جا۔ (تو گر گیا)

پیر کو دل دینا چاہیے:

میاں غلام علی گوٹھ سومرن والے نے عرض کیا کہ میرے ہاتھ، پاؤں، ناخن اور تمام بدن، رگ و ریشہ میں اللہ اللہ ہو رہا ہے۔ فرمایا تم محنت نہیں کرتے۔ بولا سر حاضر ہے۔ فرمایا سر کو تو تیل لگانا پڑے گا اور کنگھا دینا پڑے گا بس تم دل دیدو۔

سنت ادائی کی تاثیر:

اسلام اور کفر کی ایک جنگ کے موقعہ پر جس میں حضور محبوب کبریا علیہ وآلہ افضل الصلوات بھی موجود تھے۔ ایک کافر نے جو اپنی فوج کا امیر تھا، ایک قاصد بھیجا کہ جاکر اسلام کی فوج کی کمیت، قوت اور جسامت معلوم کرے۔ جس وقت وہ قاصد اسلام کی فوج میں پہنچا تو اس وقت مسلمان نماز کیلئے وضو کر رہے تھے اور مسواک کر رہے تھے۔ جب واپس گیا تو بولا فوراً ایمان قبول کرلو ورنہ مسلمان ایسے ہیں کہ وہ تجھے اور تیرے لشکر کھا ڈالیں گے۔ میں دیکھ کر آیا ہوں کہ سارے مسلمان اپنے دانتوں کو تیز کر رہے ہیں۔ تمہاری ہڈیاں بھی کھا جائیں گے۔ کفار پر اللہ تعالیٰ نے رعب ڈال دیا فوراً اسلام قبول کیا۔

سنت سے پیار:

فرمایا میرے سامنے سونے کے ڈھیر رکھ دو اور ایک طرف سنتِ نبوی ﷺ کو اور پوچھو کہ تم کس کو اختیار کرو گے؟ تو میں کہوں گا سنت کو۔

استخارہ کا جواب:

فرمایا کرم علی شاہ صاحب کوٹلے رحم شاہ والا کو حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب سے بیعت کرنے کا ارادہ ہوا جو ایک مشہور نقشبندی بزرگ ہیں، تو مجھ سے شاہ صاحب موصوف نے استخارہ کرایا تو یہ جواب ملا:

فی الجماعة برکته والعلی علی

(جماعت میں برکت ہے، اور علی تو علی ہے)

منقبت پر پیسے دینا لینا:

فرمایا ایک شخص نے عرض کیا کہ ارشاد ہو تو حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح سناؤں۔ آپ نے فرمایا سناؤ لیکن پیسے نہیں ملیں گے۔

خلفاء کو اجازت نامے کی تعبیر:

فرمایا یہ عاجز کلیانہ میں خلفاء کو اجازت نامے دے رہا تھا تو ایک صوفی نے مراقبہ میں دیکھا کہ دودھ کی ایک بڑی نہر بہہ رہی ہے اور اس عاجز کو دیکھا کہ کسی کو پیالہ اور کسی کو لوٹا بھر بھر کر دے رہا ہے۔ یہ بالکل صحیح حال تھا جو اس نے دیکھ لیا۔

ایک صوفی کا حال:

ایک صوفی جس وقت مراقبہ کرتا ہے تو اس وقت حضرت محبوب کبریا علیہ وآلہ افضل الصلوات کے ساتھ ہم کلام ہو جاتا ہے۔ ان کا نام طاؤس محمد ہے۔

پہاڑوں کے پار فیض:

فرمایا ایک عورت نے دیکھا کہ فیض پہاڑوں کے پار جا رہا ہے۔ یہ حال ان کا بالکل سچ ہی تھا کہ مولوی خلیفہ عبدالعزیز صاحب پہاڑوں کے پار جا کر ذکر بتا رہے ہیں۔

چاروں طرف فضلی فیض :

فرمایا ایک صوفی نے خواب دیکھا کہ حضرت محبوب کبریا علیہ وآلہ الصلوات فرماتے ہیں کہ اپنے پیر قریشی کو میری طرف سے کہو کہ چار اطراف میں سے ایک سِمت باقی رہ گئی ہے۔ اس طرف ایک خلیفہ بھیج دو۔ یہ نہایت سچا واقعہ تھا جو اِس عاجز کو پہلے اس کا خیال تھا۔ فرمایا خلیفہ مولوی عبدالمالک صاحب کا خط ابھی آیا ہے، اس میں لکھا ہے کہ بہت ترقی ہو رہی ہے اور اب میں لاہور کے علاقہ میں ہوں۔

دنیا کا حال:

فرمایا جہانگیر بادشاہ سے کسی نے پوچھا کہ : دنیا را چگونہ دانی؟

(تم دنیا کو کس طرح جانتے ہو؟) تو کہا:

بمشقت آرند و بعسرت نگاہدارند و بحسرت بگذارند

(تکلیف سے لاتے ہیں، مشکل سے سنبھالتے ہیں اور حسرت سے چھوڑتے ہیں)

قبر کی اونچائی کتنی ہونی چاہیے؟

ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا کہ قبر کتنی اونچی ہونی چاہیے؟ آپ نے فرمایا ایک یا دو بالشت (اوپر) اور کھڈا (نیچے) آدمی کے قد کے برابر یا آدمی کے گلے کے برابر کھودا جائے۔ لحد اتنی کشادہ ہو کہ آدمی آرام سے سو سکے۔ کچی اینٹوں کی قبر بنانا ثواب ہے اور پکی اینٹوں کی مکروہ ہے لیکن ضرورتاً جائز ہے۔

ہولڈر: بعد نماز عصر آپ کی خدمت میں تعویذ لکھنے کا عرض کیا گیا۔ آپ نے قلم و دوات طلب فرمائی۔ تو ہولڈر لایا گیا۔ فرمایا اسے تو خوف آتا ہے ایک "ہول" دوسرا "ڈر" پھر کس طرح لکھ سکوں۔ **رُک**: دوست محمد ہندستانی جو سائیکلوں کا مستری ہے، قدم بوس ہوا۔ فرمایا تو اب تک کہاں گیا تھا؟ عرض کی "رُک"۔ فرمایا جب رک گیا تو پھر گیا کس طرح۔ رُک ایک اسٹیشن کا نام ہے۔

کراچی کا شہر:

فرمایا کراچی بڑا شہر ہے لیکن وہاں بعض اشیاء نہیں مل سکتی جیساکہ خالص چینی اور خالص گھی، چارپائی کیلئے خالص ڈوری اور سرسوں کا خالص تیل۔ اِس کمترین نے عرض کیا حضرت کراچی بڑا شہر ہے یا کہ بمبئی؟ فرمایا بمبئی بڑا ہے اور اس سے کلکتہ بڑا شہر ہے۔ [1] فرمایا مجھے جوانی میں سیر کرنے کا خیال ہوا تو بمبئی گیا۔ بہت گھومتا تھا، آخر تھک جاتا تھا۔

جماعت ثانیہ:

نمازِ ظہر کی جماعت ہو گئی تھی۔ آپ نے دوسری جماعت کرائی جو لوگ پہلے جماعت سے نماز پڑھ چکے تھے انہوں نے بھی جماعت ثانیہ میں آپ کے پیچھے اٹھ کر نماز پڑھی۔ آپ نے فرمایا جو نماز پہلی جماعت میں پڑھی جائے پھر وہی نماز جماعت ثانی میں پڑھنا نا درست ہے اور نماز کے جو فرائض فرداً فرداً پڑھے جائیں اس کیلئے جماعت میں شمولیت جائز ہے۔

---

[1] لیکن اب تو حالات بہت بدل چکے ہیں۔

المجلس الحادی والثلاثون

اکتیسویں مجلس

قومی رواج:

بعد نماز فجر فرمایا ہر ایک قوم نے اپنے اپنے طریقے اور دستور بنا رکھے ہیں۔ جیسا کہ ایک قوم ہے وہ بھیڑیا کھاتی ہے اور وہ اس معمول پر باب دادا سے کھاتے چلے آ ئے ہیں۔ ایک اور قوم ہے جو سور کھاتی ہے اور باب دادا سے اُسی روش پر پابند ہے اور ایک لوگ سنت نبوی علیہ وآلہ افضل الصلوات پر آباء و اجداد سے متبع رہتے چلے آرہے ہیں۔ دیکھو یہ قوم کا رواج ہے جو لڑکا پیدا ہو تو ساٹھ روپے کا گڑ بانٹتے ہیں اور ختنہ کریں تو سو روپے کا گڑ بانٹتے ہیں۔

(غیر شرعی) شادی نہیں بربادی ہے اور یہی دستور العمل شہر کلیانہ کا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهٖ فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (التوبة:٢٤)

(اے نبی محترم!) آپ فرما دیں: اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (بیٹیاں) اور تمہارے بھائی (بہنیں) اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دیگر) رشتہ دار اور تمہارے اموال جو تم نے (محنت سے) کمائے۔اور وہ تجارت وکاروبار جس کے نقصان کا تم اندیشہ رکھتے ہو اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو (یہ سب کچھ) تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ھدایت نہیں دیتا۔

دنیا آخرت کی کھیتی:

حضرت خلیفہ صاحب مولوی نور محمد کو فرمایا کہ کبھی اِس آیت شریف کا مضمون لوگوں کو سناؤ کہ آجکل کے لوگ عورتوں کے حکم کے بہت محکوم اور پابند ہو گئے ہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ (الشوریٰ)

(جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اُس کے لئے اُس کی کھیتی میں مزید اضافہ فرما دیتے ہیں اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا طالب ہوتا ہے (تو) ہم اُس کو اس میں سے کچھ

عطا کر دیتے ہیں، پھر اُس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں رہتا۔)

اور اِسی آیت شریف کا مطلب بڑی وضاحت سے بیان فرمایا۔

ایک قطرہ کی لذت:

ایک شخص بڑا نیک آدمی تھا، اُسے مرگی کی بیماری تھی۔ جب وہ اس بیماری میں بیہوش ہوگیا تو جنت سے حوریں ان کیلئے شرابِ طہور لیکر اس کے سرہانے پر آگئیں۔ ایک حور نے ایک قطرہ اس کے مونہہ میں ڈالا تو دوسری حور بولی اور مت ڈالنا، ابھی زندہ ہے وفات نہیں پائی۔ پھر وہ شخص صحتمند ہوگیا اور پوری زندگی میں اس کو پیاس نہ لگی اور ہر وقت اپنے ہونٹوں کو زبان سے چاٹتا تھا۔ اُسی ایک قطرہ کی لذت وہ بھول نہ سکا اور وہ لذت آخر تک زائل نہ ہوئی۔

ہندوؤں کے ہاتھوں کا کھانا مت کھائو:

تم لوگ ہندوؤں کے ہاتھوں کی بنی ہوئی چیزیں کھاجاتے ہو اور ہضم بھی کر جاتے ہو۔ ان کے برتن کتے چاٹتے ہیں۔ وہ ہاتھوں کو تھوک لگا کر چیزیں پکاتے ہیں اور تم کو کھلاتے ہیں۔

اسلام سچا دین ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (آل عمران:۸۵)

(اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے گا تو اس سے وہ قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا)

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:۱۹)

(بیشک (مقبول) دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔)

گوٹھ سومرا والی جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا بتاؤ تم لوگ شریعت پر عمل کروگے یا رسم برادری پر؟ کہنے لگے شریعت پر عمل کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ فرمایا اگر تمہاری برادری غصہ کرنے لگے تو تم کیا کروگے؟ کہا پھر بھی شریعت کو نہ چھوڑیں گے۔

دیکھیے! کیسی بے عزتی اور شرم کی بات ہے کہ اپنی بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کو اچھے کپڑے پہنا کر اور سجا کر شادیوں پر بھیجتے ہیں اور وہ لوگ جو بدنیت اور بد نظر والے ہیں آنکھوں میں سرمہ لگا کر سامنے آتے ہیں۔ ان کا کوہ طور یہاں موجود ہے۔ میرے اپنے خاندان میں بھی غیر مشروعہ موجود تھے، میں نے تنبیہ کرکے ان بُری عادات کی بیخ کنی کی لیکن یہ کام استقلال سے ہوتا ہے اور استقامت کرنے سے دن بدن ترقی ہوتی ہے۔ جس طرح حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اسلام کی خاطر بھائی کو بھائی مارتا تھا اور مارنے کے وقت یوں کہتا تھا:

ذُق سیف فلان ابن فلان

(فلاں بن فلاں کی تلوار کا مزا چکھ لو)

عشقِ رسول ﷺ

ایک صحابی بہت روتا تھا اور نحیف ہوگیا۔ حضرت محبوب کبریا علیہ افضل الصلوات نے فرمایا: ما غیر لونک (تیرا رنگ کیوں بدل گیا ہے؟) اس نے عرض کیا اب تو آپ کی خدمت اقدس میں رہتا ہوں اور قیامت کے دن آپ کے درجات اعلیٰ تر ہونگے اور میں آپ سے دُور ہو جاؤں گا اور آپ کی خدمت میں پہنچ نہ سکوں گا۔ تو دل کے اطمینان کیلئے اِس آیت شریف کا نزول ہوا:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ﴿۶۹﴾ (النسآء)

(تو یہی لوگ (روزِ قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے جو کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔)

ریاکاری سے بچو:

فرمایا ایک زمیندار نے شادی کی۔ کئی ریل کی اسٹیشنوں اور ہر گاؤں میں پلاؤ اور حلوے کی دیگیں لوگوں کو کھلائیں۔ یہ سب کچھ اپنی نامداری اور دکھاوے کیلئے تھا۔ جو کام رِیاکاری سے کیا جائے وہ بے سود ہے۔ فرمایا قیامت کے دن حکم ہوگا کہ اس شہید کو جہنم میں ڈالو۔ وہ عرض کرے گا الٰہی میں کافروں سے لڑا اور بڑی مبازرت کی پھر شہید ہوگیا۔ اس کا ثواب تو مجھے نہیں ملتا! فرمان ہوگا تم نے مشرکوں کے ساتھ لڑائی کی اور بہت لوگوں کو قتل بھی کیا اور جنگ کرتے کرتے تم خود بھی قتل کئے گئے لیکن تیری نیت یہ تھی کہ لوگ مجھے غازی اور بہادر کہیں۔
تو دنیا میں تجھے غازی اور بہادر کہتے رہے۔ تیری نیت خالص میری رضا کیلئے نہیں تھی اب تم چلے جاؤ جہنم میں۔ اس طرح سے عالم اور حافظ اور حاجی کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ مقبول عمل وہ ہے جو خالص اللہ کیلئے ہوتا ہے۔

فرمایا ہم لوگ شادی کرتے ہیں تو عروس کو گھر لے آئے۔ ایک رات گذرنے کے بعد صبح کو ولیمہ کیلئے ایک دیگچہ پکا کر فقیروں اور مسکینوں کو کھلا دیا۔

حق مہر: فرمایا جالندھر میں ایک بی بی کہنے لگی میرا نوے ہزار حق مہر ہے اور دوسری بولی میرا ساٹھ ہزار کا بین ہے، اس طریقہ سے مرد تو بیچارہ قید ہوگیا۔ جالندھر میں ایک بی بی نے کہا کہ میری بیٹی کی شادی آپ اپنے ہاتھوں سے کرائیں۔ ان کا ہونے والا داماد عبدالعزیز ڈپٹی کا بیٹا تھا۔ اس کو اِس عاجز نے بلایا کہ میں شادی میں ایک بھی رسم اور بدعت کرنے نہ دونگا۔ ان کی والدہ نے کہا کہ مہربانی کرکے دولہا کو مقعنہ پہننے کی اجازت فرمائیں اور اس کے علاوہ باجے بجانے کی بھی اجازت دی جائے۔ اس موقعہ پر بڑا اجتماع تھا اور بہت حکام جمع تھے۔ کوئی کپتان تھا اور کوئی خفقان تھا تو کوئی تھانہ دار تھا۔ جس وقت وہ آئے تو کوئی جانے بیچارے یتیمون کی طرح آرہے تھے۔ حقہ کو بہت چھپاتے تھے لیکن اس کی سونڈھ جو بالکل لمبی تھی کہیں اٹک جاتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ عورتیں بارات کو جہیز کے ریشمی کپڑے وغیرہ دکھارہی تھیں۔ میں نے کہا کیا کوئی مدینہ شریف کی زیارت ہے جو اس پر ہجوم ہورہا ہے۔ میرا یہی کہنا تھا شیطان بھاگ نکلا۔ دیکھوں تو کیا جلدی جلدی سے وہ غلاف لپیٹ رہے ہیں۔ میں نے کچھ وعظ کیا بڑا اثر ہوا۔ آجکل کے مذہبی رہنما تو چاول کی ایک پلیٹ کی خاطر سچ ہی نہیں کہتے۔

بیٹیوں کی شادی کروانا:

ایک پیر صاحب نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب سکھر والے کو دعوت کی التماس کی تو مولوی صاحب نے دعوت لینے سے انکار کیا۔ پیر صاحب نے فرمایا کیوں اِس احتراز کی کیا وجہ ہے؟ مولوی صاحب نے کہا اِس کی وجہ یہ ہے کہ تیری لڑکیاں بالغ بیٹھی ہوئی ہیں ,ان کی شادی ابتک کیوں نہیں کروائی ہے؟

پیر صاحب نے فرمایا اس لئے کہ میرا ہمسر کوئی ہو تو! مولوی صاحب نے فرمایا کیا حضرت رسول کریم علیہ وآلہ افضل الصلوات نے اپنی بیٹی کی شادی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی تو کیا کوئی آنحضور رحمتہ للعالمین علیہ وآلہ افضل الصلوات کی ذات مقدس سے بڑھ کر ہے؟ پیر صاحب نے کہا کوئی حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسا ہو تو۔ مولوی صاحب نے کہا کیا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہو؟ پیر صاحب لاجواب ہو کر چپ ہو گیا اور اسی وقت اس نے لڑکیوں کی شادی کرالی۔

ہارون رشید کی دریا دلی:

قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دن ہارون رشید نے پوچھا تیرے پاس کتنا روپیہ جمع ہے؟ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اسی ہزار روپیہ کا میرے پاس خزانہ ہے۔ ہارون نے پوچھا اس دولت کو کہاں خرچ کرو گے؟ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر تو مرتد ہو گیا تو تیرے ساتھ جنگ کرونگا یہ روپیہ اس وقت کام آئے گا۔ ہارون نے خازن کو کہا کہ بیس ہزار روپیہ اس قاضی صاحب کو اور دے دو تاکہ پورا لاکھ روپیہ ہو جائے۔

قاضی ابو یوسف کی حق گوئی:

فرمایا قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے محکمہ میں ایک دن ہارون رشید کا وزیر ایک شہادت دینے کیلئے آیا۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وزیر جی تیری شہادت عندالشرع مردُود ہے۔ قابل اعتماد نہیں ہے۔ وزیر رنجیدہ ہو کر واپس آیا اور بادشاہ کو سارا ماجرا سنایا۔

ہارون رشید نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر اس کی وجہ پوچھی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں سن رہا تھا کہ یہ وزیر آپ کو کہہ رہا تھا کہ میں آپ کا غلام ہوں اگر اس نے جھوٹ بولا تو پھر اس کی شہادت ناجائز ہے اور سچ کہا تو غلام کی آدھی شہادت ہے سالم نہیں ہے۔ بادشاہ ہارون بولا اب میری شہادت کس طرح ہے؟ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تیری نیز مردود ہے۔ کہا کیوں کر مردود ہے؟ فرمایا اس لئے کہ تم باجماعت نماز کے تارک ہو۔ ہارون نے بولا سارا دن عدالت جو کرتا ہوں۔ قاضی صاحب نے فرمایا:

لا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ [1]

(مخلوق کی فرمانبرداری میں خالق کی بے فرمانی نہیں کرنی چاہیے)

پھر ہارون لاجواب ہو گیا۔

جنت کا حقدار؟

ایک دن ہارون رشید کی بیوی زبیدہ نے غصہ میں ہارون کو کہا تو دوزخی ہے۔ ہارون بولا اگر میں دوزخی ہوں تو تم میرے اوپر حرام ہو چکی۔ جب غصہ ختم ہوا تو دونوں کو بے قراری شروع ہو گئی۔ آخر الامر ہارون نے اس مسئلہ کی تفتیش کیلئے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا۔ بی بی زبیدہ بھی اس مسئلہ کی تصحیح اور تسکین کیلئے پردہ اوڑھ کر سامنے بیٹھ گئی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہارون رشید کی بات سن کر فرمایا کہ تم کسی گناہ پر قادر ہونے کے وقت کبھی اللہ تعالیٰ سے خائف

---

[1] المعجم الكبير للطبراني (13/60) شرح السنة 516 (10/44)

اور ترساں ہو کر محترز ہوئے ہو؟ ہارون بولا ہاں۔ ایک دفعہ ایک عورت جو بہت خوبصورت تھی جسے میں نے کسی تنہا مکان میں دیکھا۔ مجھے اس سے مخالطت کرنے کی دسترس تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی خشیت دل پر غالب ہو گئی فوراً گریز کر کے باہر نکل آیا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنکر فرمایا مبارک ہو آپ جنتی ہیں۔ ہارون نے دلیل پوچھی تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ۝۴۰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ۝۴۱ (النازعات)

(اور جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا اور اُس نے (اپنے) نفس کو (بری) خواہشات و شہوات سے باز رکھا تو بیشک جنت ہی (اُس کا) ٹھکانا ہوگا)

اور دوسری جگہ فرماتا ہے:

وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِۚ۝۴۶ (الرحمٰن)

(اور جو شخص اپنے رب کے حضور (پیشی کے لئے) کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اُس کے لئے دو جنتیں ہیں۔)

ہارون سن کر بہت خوش ہوا۔ ایک قطار اناج کی اور ایک قطار کپڑوں سے بھری ہوئی صندوقیں لادی ہوئی اور ہزار روپیوں کی نقد اور بے انداز طلائی دیئے اور زبیدہ نے بھی اس کے موافق انعامات سے مالامال کر دیا۔

اُسی دن قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پڑوسی یہودی گلی کو تنگ کر رہا تھا۔ آپ نے جا کر اُس یہودی کو اُس کام سے منع فرمایا۔

اُس نے استہزاءً کہا جس وقت تیری اونٹوں کی قطار آئے گی تو اُس وقت یہ کوچہ کشادہ کردونگا۔ جب قاضی صاحب گھر تشریف لے گئے تو والدہ صاحبہ نے کہا گھر میں اتنا فاقہ ہے کہ کل کی ہانڈھی ہی نہیں میسر ہو سکتی۔ آپ نے فرمایا قیمتی برتنوں میں انشاء اللہ آپ کو کھلاؤں گا۔ جب اونٹوں کی قطار آئی تو یہودی کو فرمایا ادھر آگلی کو فراخ کر اور والدہ کو فرمایا قیمتی برتنوں میں کھالے۔ یہ آپ کی کرامت تھی۔

سچ برداشت کرنا بھی دلیری ہے:

فرمایا ایک دن رنجیت سنگھ راجہ راستہ سے آرہا تھا اور راستہ میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے۔ رنجیت کو دیکھ کر کہنے لگے : چھوریں لایا تھاں آیار نجیت کاناں

یہ سُن کر رنجیت نے لڑکوں کے والدین پر دس دس روپیہ تاوان لگادیا۔ آخر میں سوچ کر دس دس روپیہ لئے ہوئے واپس کردیئے اور دس دس روپیہ اور انعام دیا کہ ان لڑکوں نے مجھے سچ کہا اور رنجیت واقعہ ایک آنکھ سے کانا تھا۔

ایک چرواہے اور ہارون رشید کا قصہ:

فرمایا ہارون رشید پرانے کپڑے پہن کر جنگل میں پھر رہا تھا تو ایک آدمی گدھے پر سوار ملا۔ اس سے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ وہ بولا ہارون کے پاس جاتا ہوں۔ مجھے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے اس لئے اس سے بارہ ہزار روپیہ کا سوال کرونگا۔ ہارون نے کہا بارہ ہزار روپیہ نہ دے تو۔ کہا دس ہزار کا سوال کروں گا۔ ہارون نے کہا یہ بھی نہ دے تو۔ پھر بولا آٹھ ہزار کا سوال کروں گا۔ ہارون نے کہا اگر یہ بھی نہ دے تو پھر بولا چار ہزار کا۔ کہا اگر یہ نہ دے تو۔ بولا پھر دو ہزار کا سوال کروں گا۔ کہا اگر یہ بھی نہ دے تو۔ بولا پھر یہ گدھا اس کے در پر باندھونگا جو اس کی بیوی اسکو دیکھتی رہے

گی۔ ہارون واپس آکر شاہانہ ملبوسات پہن کر تخت پر بیٹھ گیا اور اُس بوڑھے کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد وہ بوڑھا گدھا سوار حاضر ہوا اور شاہانہ تسلیمات بجا لانے کے بعد بارہ ہزار روپیہ کا سوال کیا۔ ہارون رشید نے انکار کیا۔ پھر دس ہزار کا سوال کیا۔ بولا نہیں ہے۔ پھر آٹھ ہزار کا کیا۔ بولا نہیں ہے۔ پھر چار ہزار مانگا۔ پھر بھی انکار کیا۔ پھر دوہزار مانگا۔ بولا یہ بھی نہیں مل سکیں گے۔ بوڑھا چپ ہو گیا۔ ہارون بولا اب اس طرح کرو جو جنگل میں کہا تھا۔ بوڑھا سن کر پہنچان گیا اور دہشت سے کانپنے لگا۔ پھر ہارون نے حکم دیا کہ اس سائل کو بارہ ہزار روپیہ خزانہ سے دلاؤ۔ جب گنتی کر کے اس کو دیا گیا تو ہارون بولا دس ہزار روپیہ اور دے دو۔ جب دیا تو فرمایا آٹھ ہزار اور دے دو جب دیا تو فرمایا چار ہزار اور بھی دے دو جب دے دیا تو فرمایا دوہزار اور بھی دے دو۔

جلد بازی اچھی نہیں:

خلیفہ صاحب مولوی خدا بخش ساکن علاقہ شکارپور جو پہلے ایک چشتی بزرگ سے خلافت یافتہ تھا بسبب ناروا اور خلاف شریعت کے اور ارتکاب افعال قبیحہ و شنیعہ کے بعد مدت العمر کے مشاہدہ کرتے کرتے بے اعتقاد اور منحرف ہو کر حضرت غوث الزمان کی خدمت اقدس میں پہنچا اور بہت جلدی خلافت کی سند بھی لے لی تو آپ نے اس کو فرمایا اس وقت تم نے تعجیل کرائی اور جلدی سوار ہونے لگے۔ دیکھو ایک کہاوت عوام الناس میں مشہور ہے کہ:

جلدی وییٔ اندھی جئ۔

(جو جانور جلدی بچہ پیدا کرتا ہے تو وہ بچہ اندھا ہوتا ہے)

کتی کی عادت کہ ڈھائی ماہ میں اسکو وضع حامل ہو جاتا ہے اور اس کے بچے آنکھوں سے اندھے پیدا ہوتے ہیں۔

انگور ہو خواہ کوئی پھل ہو۔ انگور اگر کچا کاٹ کر رکھو تو ترش رہ جائے گا اور بدمزہ ہو جائے گا۔ پیر کی صحبت میں رہنے میں بڑا سریع اثر ہوتا ہے، آپ تو اس سے محروم رہے۔

بدکار ولی اللہ نہیں بن سکتا:

فرمایا بھلا بتاؤ انگریز بدمعاش اور ڈاکو آدمی کو عہدہ اور نوکری دے سکتا ہے کوئی؟ سنا ہے تم نے کہ کسی بدچلن آدمی کو مجسٹریٹی دی ہو؟ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ ایک تارک السنت اور بدکار آدمی کو درجہ ولایت عطا کرے گا؟! اور وہ کام بدمعاشی کا کرے اور دم ولیوں کا مارے۔

بچہ پیدا ہونے پر رسومات سے بچو:

میاں محمد عمر بیگ کی ماں نے کلیانہ میں پوتے کی ولادت کی خوشی میں علیٰ سبیل الرسم اسی (۸۰) روپے کا ہندو سے گڑ لیکر برادر میں بانٹا۔ یہ بات حضرت قبلہ عالم غوثِ معظم تک پہنچ گئی۔ آپ سُن کر محمد عمر پر بہت رنجیدہ ہوئے اور یہ بیچارہ نہایت مخلص اور صادق الایقان آدمی ہے۔ حضرت کی رنجش کی تاب برداشت کر نہ سکا اور عرض کیا حضرت اگر اذن ہو تو اپنی بیوی کو طلاق دے دونگا اور ماں کو چوٹی سے پکڑ کر گھر سے باہر نکال دوں گا کہ یہ سب فتنہ ان دونوں کا ہے۔ باوجودیکہ میں نے جانے کے وقت اسی حرکت سے منع کر دیا تھا۔ انہوں نے شیطان کا کہنا مان کر اپنی رسم کو پورا کیا ہے۔

آپ نے فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو ان کی ماں رنجیدہ ہو کر دھوپ میں بیٹھ گئی اور حلف اٹھالیا کہ جب تک سعد اپنی قوم کے مذہب کو دوبارہ اختیار نہ کرے گا تب تک میں اسی طرح بھوکی پیاسی دھوپ میں بیٹھی رہوں گی۔ اس وقت یہ آیت شریف نازل ہوئی۔[1]

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا (لقمان:١٥)

(اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس (کی حقیقت) کا تجھے کچھ علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت نہ کرنا۔)

میاں علم دین کلیانوی کا بھی کچھ ایسا ہی معاملہ تھا۔ وہ بیچارہ رنجش کی تاب نہ لا سکا۔ آنکھوں سے آنسوں ٹپکنے لگے اور بیحد گڑگڑا کر بہت دیر تک روتا رہا اور عرض کیا حضرت میری والدہ نے یہ کام کیا ہے۔ مجھے پتہ نہیں ہے۔ فرمایا اب ہی اس کی طرف مواعظ کے نصائح اور کلمات لکھ بھیجو اور بُرے کاموں سے ایک دوسرے کو منع کرو اور شریعت کے کاموں پر ترغیب دلاؤ۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:١١٠)

(تم بہترین اُمّت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔)

---

[1] السنن الکبری للبیهقي (26/9)

میاں محمد عمر بیگ نے عرض کی حضرت وہ اسی روپے جو میری ماں نے خرچ کیا ہے میں اس کو دوں یا نہ؟ فرمایا نہ دو۔ عرض کی اگر میرے گھر سے چوری کر کے قرض خواہ کو دے دیں تو؟ فرمایا دیدے تو خیر۔ ولا تقل لهما اف

دوسری شادی کا شوق:

عرض کی مجھے کافی عرصہ سے دوسری شادی کرنے کا اشتیاق ہے، اِس لئے اجازت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اگر عدالت کی توفیق ہے تو چار کی اجازت ہے۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (النسآء:۳)

(توان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لئے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے)، پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (ان میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی سے (نکاح کرو)۔

اس میں عدل شرط ہے۔

انگریزی ٹوپی: سکھر شہر میں ایک طبیب کی دعوت تھی۔ آپ مکان کے بالاخانہ پر تشریف افزا ہوئے۔ (گھر میں) نمائش کا بڑا زور لگا ہوا تھا۔ ایک چھوٹی سی انگریزوں کی طرح کی ٹوپی لٹکی ہوئی دیکھی۔

فرمایا یہ ٹوکری کیسی ہے کیا اس میں بھی مکان کی زیبائش ہے؟ ارے مسلمانو! کیوں لوگوں کی برائی میں مقتدا اور رہنما بنتے ہو۔ پھر طبیب نے سن کر وہ انگریزی ٹوپی اُتار لی۔ فرمایا دہلی میں ایک مسلمان بوٹ خرید رہا تھا۔ پوچھا گیا تو بولا جی اس میں کچھ زیبائش ہوتی ہے اسلئے۔

مٹی کے برتنوں میں کھانا:

فرمایا جو شخص مٹی کے برتنوں میں روٹی کھائے اس میں اتنا ثواب ہے کہ:

زارتهم الملئكة (فرشتے ان کی زیارت کے لئے آتے ہیں)

خلیفہ مولوی نور محمد صاحب نے عرض کیا جی ہاں حضرت میں نے بھی اسی طرح ایک کتاب میں دیکھا ہے۔ فرمایا میں نے شیشے اور چینی کے برتن خرید کئے تھے اب وہ سب ٹوٹ گئے ہیں۔

عربی اور ترکی حروف:

فرمایا عربی قاعدہ کے تو تیس حروف ہیں اور ترکی قاعدہ کے اسی حروف ہیں۔ انگریزوں نے کوئی ایسا حساب رکھا ہے کہ ہاتھوں کی عقود کی پیٹھ پر مہینوں کو شمار کرتے ہیں۔

فرمایا نینی تال میں جو ایک پہاڑی علاقہ ہے وہاں کیلا بہت موٹا ہوتا ہے۔

رات کا کھانا کھاکر کچھ پیدل چلنا چاہیے: فرمایا:

تغدوا وتمدوا تعشوا وتمشوا

اس کا معنی یہ ہے کہ صبح کی روٹی کھاکے کچھ دیر آرام کرو اور رات کی روٹی کھانے کے بعد کچھ چلو۔

آنکھیں اور زبان:

فرمایا اب میری فصل کا موسم آگیا ہے، میں سوتا ہوں۔ آپ یہ کہہ کر بستر پر سوگئے۔ جب نیند غالب ہونے لگی تو فرمایا آنکھیں نیند کا دروازہ ہیں۔ اس سے داخل ہوتی ہے اور اسی سے باہر نکلتی ہے۔

اور کبھی ان دو حالتوں نیند اور بیداری سے ایک حالت غلبہ کر جاتی ہے۔ جب بیداری ہوتی ہے تو زبان جاری ہوتی ہے اور یکایک چلتی رہتی ہے بند نہیں ہوتی اور سننے والے کے کان تھک جاتے ہیں۔ یہی زبان روٹھے ہوئے کو مناتی ہے اور خوشنود اور راضی ہوؤں کو بہکاتی ہے اور بگاڑتی ہے۔ اگر کہا جائے تو میری مجال گئی، بس جتنا بھی غصہ اور غضب ہو تو فرو ہو جائے گا اگر کہو تم بڑا لچہ اور بدمعاش ہو تو دیکھنا اسی وقت شور مچ جائے گا اور ڈنڈے اور لاٹھیاں برسنے شروع ہو جائیں گی۔

اور اِس زبان کے آس پاس اللہ پاک نے کیسے پہریدار اور محافظ بنائے ہیں۔

فرمایا میرا خواب خواب خرگوش ہے۔ وہ نیند کرتا ہے تو آنکھیں کھلی رہتی ہیں جیسا کہ کوئی جاگتا ہو اور غافل ہی سخت رہتا ہے۔

حلال کھانا ضروری ہے:

بعد نمازِ ظہر فرمایا حلال کھانا ضروری ہے اور کسب اور محنت کر کے رزق حلال طلب کرو۔ اس حلال کھانے میں روحانی قوت بڑھتی ہے اور حرام سے پرہیز کرو اور مشتبہات اشیاء سے بچو اور نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرو۔ گناہوں سے اجتناب کرو۔ معصیت اگرچہ تھوڑی ہی ہو تو اُسے دور بھاگو۔ دیکھو آگ اگر تھوڑی بھی ہوتی ہے لیکن لاکھوں کو جلادیتی ہے۔ داڑھی مت منڈاؤ یہ کبیرہ گناہ ہے اور اس میں اسلامی صورت تبدیل ہو جاتی ہے اور کفار کے ساتھ تشبیہ ہو جاتا ہے۔ واعظوں کے خوش لہجہ اور سُر مطلوب نہیں ہے، عمل کرنا مطلوب ہے۔ ایسے پیٹ پرور بنے ہو کہ چٹنیوں کی محبت رکھتے ہو کہ پلید اور مشتبہ چیزوں کو نہیں چھوڑتے۔ جو آیا سو کھایا بس خُرجین بھرتا رہا پاکیزگی اور پلیدی کا امتیاز نہیں رکھا۔

گھر گھر ہانڈی نہ پکائو، ایک ہی جگہ دیگ پکائو:

گاؤں حاطہ والی مسجد میں شاہ صاحب مولوی عطاء اللہ ڈیرہ غازی خان والا کا وعظ مجوز تھا اور ایک اور واعظ موجود تھا انکو کسی اور محلّہ میں دعوت تھی۔ فرمایا واعظ حضرات جدا جدا وعظ نہ کریں بلکہ ایک ہی جگہ اکٹھے ہو کر کریں۔ گھر گھر ہانڈی نہ پکاؤ ایک ہی جگہ دیگ پکاؤ۔

بیٹیوں کو مت بیچو:

فرمایا بعض لوگ پیسہ لے کر اپنی لڑکیوں کو بیچتے ہیں۔ یہاں پر بھی بیچنے کا رواج ہے یا نہ؟ لوگوں نے بتایا جی ہاں، یہاں پر بھی بڑا رواج ہے۔

سود مت کھائو:

فرمایا حضرت محبوب کبریا علیہ وآلہ افضل الصلوات نے فرمایا ہے: جو شخص سود کھائے اور کھلائے، سود دینے والے اور لینے والے دونوں پر لعنت برستی ہے۔[1]

گھٹنے ننگے نہ کرو:

فرمایا ملک میں گھٹنوں کو ننگے کرنے کا بڑا رواج ہوگیا ہے۔ مرد خود ننگے رہتے ہیں اور عورتیں بھی کھلی رہتی ہیں۔ مونہہ کو نہیں چھپاتی۔

الناظر والمنظور ملعون[2] (شرمگاہ دیکھنے اور دکھانے والا لعنتی ہے)

---

[1] إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ. صحيح البخاري (217/7)

[2] لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُورَ إِلَيْهِ السنن الكبرى للبيهقي (99/7)

لعن الله الناظر والمنظور إليه يعني يكشف عورته - الفردوس بمأثور الخطاب (465/3)

مولویوں کو نصیحت:

مولویوں کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا: "آپ لوگ آپس میں اتفاق کر کے وعظ ایک جگہ مقرر کرو۔ جتنا مخلوق کا بڑا مجمعہ ہوگا اتنی ہی واعظ کو قوت پیدا ہوتی ہے۔ اور اِس شاہ صاحب کو عرض کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کو ضرور بالتفصیل بیان فرمائیں۔

قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا (کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان باتوں پر پایا)

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ (البقرۃ)

(اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں اور نہ ہی ہدایت پر ہوں۔)

کھانے کی اشیاء کا احتیاط کرو:

فرمایا یہاں مسلمان جھاٹکے کا گوشت کھاتے ہیں اور ہندو دس چوہے نکال کر گھی بیچتے ہیں اور گوشت جھاٹکے کا کھلاتے ہیں اور مسلمان مسلمان سے نہیں لیتے یہ کیسی عقل کی مار ہے۔ایک شخص کی گاؤ کو کوئی ناگہانی مرض لگا گوشت پھڑکنے لگا تو (ذبح کرنے والا) چھری چلاتے وقت تکبیر بھول گیا اور یوں کہہ رہا تھا واہ تقدیر واہ تقدیر۔ مولوی تو جتوں کے محتاج ہیں۔ دین فروش پیسے لیکر وعظ کرتے ہیں اور تنخواہیں لیکر دین کا کام کرتے ہیں۔

توکل علی اللہ: فرمایا حضرت حسان رضی اللہ عنہ جنگل میں جارہے تھے اور ایک اعرابی اونٹ پر اسباب لادے وہ بھی ساتھ تھا۔ ایک نورانی چہرے والا شخص ملا، اُن سے پوچھا: من این جئت قال من الرب فقال انی سمعت ان اللہ نزل الکلام علیٰ رسولہ فقرء ان رزقکم فی السماء ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین ۔ کہاں سے آرہے ہو؟ کہا پروردگار کی طرف سے کہا میں نے سنا ہے اللہ تعالی نے اپنے کلام میں اپنے رسول پر یہ آیت نازل کی ہے کہ:

" تمہارا رزق آسمان میں ہے، بیشک اللہ ہی رزق دینے والا بڑی قوۃ والا مضبوط ہے" یہ سن کر اعرابی نے اونٹ سے اسباب اتار کر اونٹ کو ذبح کر دیا اور اسباب کو فی سبیل اللہ لٹا دیا اور کہا جب رزق کا مالک اللہ ہے پھر میں کیوں اس اونٹ اور اسباب کو رکھوں۔

نماز میں امام کو لقمہ دینا:

فرمایا میں نے ایک عالم سے مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نماز میں امام کے پیچھے ہے اور غلط فہمی میں امام کو کہتا ہے " سبحان اللہ " اور اصل میں امام کی غلطی نہ تھی۔ پھر امام اس کا " سبحان اللہ " سن کر متردد ہوتا ہے اور اس پر عمل کرنے کا قصد کرتا ہے تو کوئی ایسا لقمہ ہے جس سے امام کو روکا جائے۔ وہ عالم یہ سن کر ہنسنے لگے اور میری بات کو ٹال دیا اور بولا ایک امام نماز پڑھا رہا تھا ان کے چار مقتدی تھے ان میں سے ایک کی ہوا نکل گئی دوسرا بولا اوہ نماز ٹوٹ گئی تیسرا بولا نماز میں بولنا منع ہے چوتھا بولا نماز تو تم تینوں کی نہ رہی۔ امام بولا آج کیسے بیوقوفوں کی امامت کرنی پڑی ہے۔

نو مریدوں کو نصیحت: اُس وقت دو آدمی حضرت قبلہ عالم غوث الزمن سے شرف بیعت سے مستفیض ہوئے۔ بیعت ہونے کے بعد ان کو فرمایا عقل کرو اور سمجھو کہ اللہ تعالیٰ واحد لاشریک ہے اور بے مثل ذات ہے۔ نمونہ اور شکل صورت سے مبَرا ہے اور انسان ضعیف البنیاں خدا نہیں بن سکتا۔ کلمہ پڑھتے ہو یا نہ؟ کہنے لگے جی ہاں۔ فرمایا سناؤ۔ انہوں نے پڑھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فرمایا اس کا معنی جانتے ہو؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اس کے معنی یوں ہے کہ اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے۔ بتاؤ کوئی انسان خدا ہو سکتا ہے؟ ! ! جو خود جیل میں پڑا ہو اور انگریزوں نے اس کو دس برس کی قید دی ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری کا قصہ:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ قبل از اسلام سفر میں ایک چھوٹا سا بت اپنے ساتھ رکھا تھا۔ جنگل میں جا رہے تھے تو بت اور اسباب کو رکھ کر پیشاب کرنے کے لئے ایک جھاڑ کی آڑ میں جا بیٹھا اور بت کو کہہ کر گیا تھا کہ میرے مال متاع کی حفاظت کرنا۔ جب واپس آئے تو دیکھا کہ ایک لومڑی اُس بت پر پیشاب کرکے بھاگ رہی تھی، وہ بت گرا ہوا تھا اور پیشاب سے نہلایا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر ان کے دل میں ایمان کا نور جلوہ گر ہونے لگا اور اس بت کو پاؤں کے تلے رگڑ لیا۔ کہنے لگے اے بے حیا تم کیسے خدا ہو کہ خود کو لومڑی کے پیشاب سے بھی بچا نہیں سکا تو مجھے کس طرح پریشانیوں اور مشکلوں سے نجات دے سکے گا؟! [1]

حقہ سے پیار: فرمایا آجکل کے مسلمانوں کا ایک بڑا محبوب حقہ ہے ہر وقت کرتے ہیں اگ اگ اٹھتے بیٹھتے اگ اگ اور نڑی لابنی منہ میں رکھی ہوئی ہر وقت اس کی پوجا کرتے ہیں اور یہ مسلمانوں کا بڑا ٹھاکر ہے۔

---

[1] وكان ابوذر رضي الله عنه في أيام الجاهلية يعبد صنماً وكان لا يفارقه في حضر ولا سفر. فخرج به يوماً إلى السفر فوضعه في مكان ووضع عنده حوائجه وأمتعته. وقال: أيها الصنم احفظ حوائجي حتى أعود. ثم ذهب لحاجة. فلما ذهب جاء الثعلب وبال عليه. فلما رجع أبو ذر وجده مبلولاً فقال: السماء لم تمطر فمن أين هذا البلل؟ ثم نظر في الأرض فوجد أثر الثعلب. فعلم أنه بول الثعلب فمقته ورمق بطرفه نحو السماء وأنشد يقول رضي الله عنه : أرب يبول الثعلبان برأسه ..-. لقد ذل من بالت عليه الثعالب

برئت من الأصنام في الأرض كلها ... وآمنت بالله الذي هو غالب

وترك عبادة الأصنام وكان ذلك قبل بعثه النبي صلى الله عليه وسلم . وهو أحد الجماعة الذين آمنوا قبل البعثة وتركوا عبادة الأصنام. شرح صحيح البخاري لشمس الدين السفيري (2/27)

المجلس الثانی والثلاثون

بتیسویں مجلس

اسم اللہ صحیح طرح کہو:

فرمایا سندھ میں لوگ ایک بڑی غلطی کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ "الہ جو نالو۔" اللہ کا نام اسم ذات جو مشدد بالام ہے وہ بھی ان کو سیدھا اور صحیح نہیں آتا۔

مرزائیوں کا مُخَدد:

مولوی الٰہی بخش مہندین والا نے غلطی سے اپنی بیٹی کا نکاح ایک مرزائی کے ساتھ کر لیا تھا اور نکاح کے فسخ کرنے کیلئے ہندستان کے علماء انور علی شاہ صاحب وغیرہ بہاولپور میں بلائے گئے اور ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ ادھر مرزائیوں کے مولوی بھی آئے ہوئے ہیں۔ اب معلوم نہیں کیا فیصلہ ہوا۔ اُس پلید مرزائی نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ میں کہتا ہوں یہ مجدد نہیں تھا یہ مُخدد تھا یعنی آگ بھڑکانے والا۔

ان کے مرید مرزائی ان کی بیوی کے متعلق بولتے تھے کہ اس کا نکاح عرش پر ہوا ہے۔ اب وہی بیوی دوسرے مرزائی کے ساتھ نکاح کر کے چین اڑاتی ہے۔ اس بڑے مرزا نے تو چھک ہی نہیں لیا۔ ان کی موت پاخانہ میں ہوئی اور مرنے کے وقت پاخانہ مونہہ سے نکلتا تھا۔ اپنے آپ کو مہدی موعود کہلاتا تھا۔ بھلا دجال موعود کیوں نہ کہلایا۔

پِریں:

فرمایا سندھی زبان میں جو لفظ پِریں کا مروج ہے، معلوم نہیں کہ اس کا کیا معنیٰ ہے اور کیا مراد ہے۔ وہاں موجود ایک شخص نے بتایا کہ "پِریں" محبوب کو کہتے ہیں۔

قرب کرو:

فرمایا سندھیوں میں یہ لفظ بڑا مستعمل ہے کہ بولتے ہیں "قرب کرو۔" مولوی خدا بخش لاڑکانہ والا جب میرے پاس آیا تو کہا "قرب کرو" یعنی اس کا مطلب یہ تھا کہ مجھے خلافت دے دو۔ میں نے کہا کہ نہ تم نے لطائف طے کئے ہیں اور نہ تم اتنا صحبت میں رہے پھر کس طرح خلافت طلب کرتے ہو؟! جب اس نے بہت اصرار کیا اور مجبور کیا تو میں نے اجازت نامہ لکھ دیا۔ اب کہتا ہے مجھے تو کوئی نفع نہیں ہوا۔ آجکل کے لوگ پیری مریدی پر بہت خوش ہوتے ہیں۔

وہابیوں کے عقائد برے ہیں:

خلیفہ صاحب مولوی نور محمد نے عرض کیا کہ شکارپور میں مولوی صاحبداد وہابی نے وعظ کیا کہ حضرت رسول کریم ﷺ کا قدر بڑے بھائی جتنا ہے اور شیطان سے تھوڑا علم ہے اور عزرائیل علیہ السلام سے بھی تھوڑا علم ہے۔

فرمایا وہابیوں کا بڑا بُرا اعتقاد ہے۔

مولوی نور محمد خلیفہ صاحب نے عرض کیا کہ "اصول اربعہ" مولانا خواجہ حسن جان صاحب نقشبندی ٹنڈو سائیں داد والا کی تدوین شدہ ہے، اس میں لکھا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھڑے اور چمار سے بھی کم ارز[1] ہے۔ [2]

آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اِلۡیَاسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۲۳﴾ (الصآفات)

(اور یقیناً الیاس (علیہ السلام بھی) رسولوں میں سے تھے۔)

فَاجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ [القلم: 50]

(پس اللہ نے اسے (یونس علیہ السلام کو) چُنا اور اس کو صالحین میں سے بنایا) [3]

فرمایا ایک دن میں مراقبہ میں بیٹھا تھا یہ آیت شریف ملہم ہوئی:

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا (ال عمران: ۱۰۳)

(اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو۔)

یوں خیال آیا کہ وہابیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ہے کہ متفرق ہو گئے ہیں۔

فرمایا (بعض) بریلوی بڑے غالی صوفی ہیں۔ شریعت کی پاس بالکل نہیں کرتے۔ سنا ہے کہ ہمہ اوست پر بے خبر ہو کے بڑا زور لگا رکھا ہے۔

---

[1] ارز: قیمت، عزت رتبہ۔

[2] اصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ سندھی ص ۱۷ بحوالہ تقویۃ الایمان ص ۱۴ سطر ۱۵

[3] مقصد یہ کہ جن شخصیتوں کو اللہ تعالی چن لے اور تاج نبوت ورسالت پہنا لے وہ کیونکر عام آدمیوں جیسے ہو سکتے ہیں!!

اور اس میں ایک اور یہ بڑا افترا ہے کہ عورتوں کو کہتے ہیں کہ تم نوجوان مردوں کا تصور کرو اور نوجوان مردوں کو کہتے ہیں کہ تم نوجوان عورتوں کا تصور کرو اور حُسن پرستی پر بڑا زور لگاتے ہیں۔ انہوں نے سلسلہ چشتیہ کا نام بدنام کر دیا ہے۔ بندہ ان کی صحبت سے پرہیز کرے۔ بنیوں کے پاس بیٹھے تو خیر ان کے پاس مت بیٹھے۔

دیو بندی مولوی اُن کو کافر کہتے ہیں اور بریلوی دیو بندیوں کو کافر کہتے ہیں۔ ایک دن ایک مولوی بولا عشق مجازی عجیب چیز ہے۔ تو ایک صوفی سن کر بولا میں تیری بیٹی پر عشق کرتا ہوں اجازت دو گے؟ پھر وہ مولوی چپ ہو گیا۔

سچا جذبہ:

فرمایا بعض ماسلف علماء نے لکھا ہے کہ سچا اور محقق جذبہ (اور جعلی جذبہ) کے امتیاز کیلئے (جذبہ والے کو) ایک دیوار پر بٹھلایا جائے اگر وہ صاحبِ حالتِ (صحیحہ) ہے تو گر جانے کی پرواہ نہیں رکھے گا۔ تو سمجھا جائے گا کہ یہی اصل ہے۔

طریقہء مجددیہ:

فرمایا حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: الٰہی طالبوں کی ہمت کم ہو گئی ہے اور تیری محبت میں ریاضت کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مہربانی فرما کر جدید طریقہ عطا فرماؤ۔ اس لئے آپ نے مکتوب شریف میں لکھتے ہیں: وضع النهاية فی البداية

(دوسرے سلاسل کی انتہا اس سلسلے کی ابتدا میں رکھی گئی ہے)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوسرے سلسلوں والے مبتدی مر جائیں تو ادھورے اور ناقص رہ جاتے ہیں۔

لیکن اس طریقہ مجددیہ کا مبتدی اگر فوت ہو جائے تو فیض اور نعمت سے محروم نہیں رہ سکتا کیوں کہ برخلاف دوسروں کے لطیفہ قلب تو اس کو حاصل ہے۔[1]

---

[1] وُضع النہایہ في البدایۃ (دوسرے سلاسل کی انتہا ہمارے سلسلہ کے ابتدا میں رکھائی گئی ہے۔)

یہ باب مکتوباتِ امام ربانی، میں کافی مقامات پر بیان کی گئی ہے مثلاً مکتوب نمبر دفتر اول، مکتوب نمبر 21،27،58،66،90.
مکتوب نمبر 58 میں حضرت مجدد قدس سرہ فرماتے ہیں: **اصل فارسی عبارت:**

"مشائخ طریقہ عالیہ نقشبندیہ قَدَّسَ اللہُ تَعَالیٰ اَسرَارَہُم ابتداءِ این سَیر از عالَم امر اختیار کردہ اند و عالمِ خلق را نیز در ضمن این سیر قطع مینمایند بخلافِ مشائخ سلاسلِ دیگر قَدَّسَ اللہُ تَعَالیٰ اَسرَارَہُم لہٰذا طریقِ نقشبندیہ اَقربِ طُرق آمد لاجرم نہایتِ دیگراں در بدایتِ ایشاں مندرج گشت.... این بزرگواران بعینہٖ طریقِ اصحابِ کرام رِضوَانُ اللہِ تَعَالیٰ عَلَیہِم اَجمَعِین چہ این بزرگواران را در اولِ صُحبتِ خیر البشر ﷺ بطریقِ اندراج نہایت در بدایت آن میسر می شد کہ کُمَّل اولیاءِ اُمَّت را در نہایت کم است کہ دست دہد لہٰذا وحشی قاتل حضرت حمزہ علیہ رحمتہ کہ یکبار در صحبتِ خیر البشر ﷺ بود از اُویس قرنی کہ خیر التابعین است افضل آمد.. پس باید اندیشید گروہی کہ در بدایتِ ایشان نہایتِ دیگران مندرج گردد نہایتِ ایشان چہ خواہد بود و در ورکِ دیگران چہ طور خواہد گنجید"

(مکتوباتِ امام ربانی، ص 136، در مطبع ایجوکیشنل، مالکان سعید ایچ_ ایم کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک، کراچی)

ترجمہ: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخِ کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے دوسرے سلسلوں کے مشائخِ کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے برخلاف اس (باطنی) سیر کی ابتدا عالمِ امر سے اختیار کی ہے اور عالمِ خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں اسی لیئے طریقہ نقشبندیہ سب طریقوں سے اقرب ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی نہایت اس کی ابتدا میں درج ہو گئی ہے۔

ان بزرگوں (حضرات نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) کا طریقہ بعینہٖ اصحابِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا طریقہ ہے۔ کیونکہ ان حضرات (صحابہ کرام) کو حضرت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات کی پہلی ہی صحبت میں انتہا کے ابتدا میں درج ہونے کے طریق پر وہ کمال حاصل تھا جو امت کے کامل اولیاء اللہ کو انتہا میں شاذ و نادر ہی حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل وحشی جو ایک ہی مرتبہ حضرت خیر البشر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ سے جو کہ تابعین میں سب سے بہتر ہیں (کئی درجہ) افضل ہے۔۔ پس سوچنا چاہئے کہ جس گروہ کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا درج ہو تو ان کی انتہا کہاں تک ہو گی اور دوسروں کے علم و فہم میں کس طرح سمائے گی۔

حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ نے "اندراج النہایہ فی البدایہ" کی تشریح یوں فرمائی ہے:

"ہمارے طریقہ کے اکابر فرمایا کرتے ہیں کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں۔ اس بات کے کئی معنے ہیں نہایت سے مراد توجہ دائمی پیدا ہونا ہے اور حضوری مع اللہ ہے کم خطرگی یا گم خطرگی میں ایک خاص کیفیت ہوتی ہے اور اس مقام کو سلسلائے تصوف میں "نہایت" کہا گیا ہے لیکن ہمارے سلسلہ میں اسے بدایت کہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک نہائیت نہایت دوسری چیز ہے اور وہ ہے حضوری میں توجہ کا گم ہونا۔ (ملفوظاتِ شریفہ حضرت خواجہ شاہ غلام علی دہلوی، جامع حضرت مولینا غلام محی الدین قصوری رحمتہ اللہ علیہ، ترجمہ مقدمہ و حواشی اقبال مجددی، مکتبہ نبویہ لاہور، ص 84)

کثرتِ ذکر:

فرمایا حدیث شریف میں ہے:

أَکْثِرُوا ذِکْرَ اللهِ حَتَّى يَقُولُوا مَجْنُونٌ . [1]

(اللہ کا ذکر کثرت سے کرو یہاں تک کہ لوگ تمہیں مجنوں کہیں)

با مصطفی ہشیار باش:

فرمایا کسی نے کہا ہے کہ: باخدا دیوانہ باش و با مصطفیٰ ہشیار باش

(اللہ کے ذکر کے ساتھ دیوانہ ہو جا لیکن مصطفیٰ کریم ﷺ کے ساتھ ہوشیار رہ، کیونکہ یہ مقامِ ادب ہے، اس دربار کی تھوڑی سی بے ادبی بھی ساری زندگی کی عبادت برباد کر دیتی ہے)

مجددی طریقے میں محرومی نہیں:

فرمایا حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

در طریقہ ما محرومی نیست۔ (ہمارے طریقے میں محرومی نہیں)

علمِ فقہ حاصل کرو:

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ۔ [2]

(اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو فقہ کا علم عطا کرتا ہے)

---

[1] المستدرك (1/499) شعب الإيمان (2/64) صحيح ابن حبان (3/99) مسند أحمد (3/68)

[2] صحيح البخاري (1/27) صحيح مسلم (3/94) سنن الترمذي (5/28)

تعلق بالمشائخ:

فرمایا جس کو کسی بزرگ کے ساتھ تعلق ہوتا ہے تو اس کو اِس سے روحی امداد آجاتی ہے۔

مرد کون ہیں؟

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور: ۳۷)

(مرد تو وہ ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی ہے)

حضرات نقشبندیہ کا طریقہ:

فرمایا حضرات نقشبندیہ کا یہ طریقہ بہت انسب ہے۔

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش، ایں چنیں سادہ روش کم می بود اندر جہاں

(باطن سے آشنا اور ظاہر سے بیگانہ بن جا، ایسی سادہ روش جہان میں بہت کم ملتی ہے)

اولاد ہونے کی عمر مقرر نہیں:

فرمایا ہر انسان جو شادی کرتا ہے کسی کو عمر کی شروع میں اللہ تعالیٰ بیٹا (اولاد) عطا کرتا ہے اور کسی کو اوسط عمر میں اور کسی کو آخر میں۔

یقین بڑی دولت ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾ (الحجر)

(اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہ یہاں تک کہ تجھے مقامِ یقین مل جائے۔
یہاں یقین کی معنی انشراح کامل یا لمحۂ وصالِ حق ہے)

سلسلہ نقشبندیہ اور اتباعِ شریعت

فرمایا اس طریقہ نقشبندیہ عالیہ کو شریعت شریف سے سراسر مطابقت ہے۔ حضرت شاہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن بیت الخلاء میں دایاں پاؤں رکھا تو تین دن آپکی حالت بند ہو گئی۔ [1]

مسواک کرو:

فرمایا مسواک کرنے سے ستر نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

علمِ ظاہر اور علمِ باطن:

فرمایا ہر عالم جو اپنے ظاہری علم میں یکتاء دوراں ہے اور علم باطن سے معرا اور نادان ہے تو وہ منافق سمجھا جائے گا۔

حضرت غوث الاعظم کی بڑی کرامت

فرمایا حضرت غوث الاعظم پیراں پیر محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بڑی کرامت ہے کہ ان کی اولاد امجاد میں شیعہ شنیعہ نہیں ہے۔ اور حضرت مجدد منور الف ثانی قدس سرہ العزیز کی اولاد اطہار میں بھی رفض نہیں ہے۔ اور اِن دونوں ممدوح حضرات کی مزارات مقدسہ پر کوئی بدعت نہیں ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر بھی کوئی بدعت نہیں ہوتی۔

---

[1] اس روایت کو حضرات القدس میں امام ربانی مجدد منور الف ثانی قدس سرہ السامی سے منسوب کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ملاحظہ فرمائیں: (حضرات القدس، جلد دوم، خواجہ بدرالدین سرہندی، اُردو ترجمہ، قادری رضوی کتب خانہ ص500) مقاماتِ مظہری میں ہمارے طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ایک دوسرے شیخ کامل حضرت سید ... مد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (شیخ طریقت حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ) سے بھی ... طرح کی ایک حکایت ... سوب ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: (مقاماتِ مظہری، حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ، ترجمہ مقدمہ و حواشی اقبال مجددی، اُردو سائنس بورڈ، لاہور، ص 227)

سایہ رہبر بہ است از ذکر حق

(مرشد کا سایہ حق کے ذکر سے بھی زیادہ نفع بخش ہے)

پیرِ کامل کی ضرورت:

فرمایا حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک صوفی صاحبِ کشف اور کرامت ہے اور دوسرے کو بدون اس کے فقط پیر سے محبت کا تعلق نصیب ہے۔ تو یہ ترقی اور عروج کر جائے گا اور اُس (صاحبِ کشف) کا احتمال ہے کہ لغزش کھا کر تنزل میں چلا جائے۔

فضلی فیضان:

فرمایا (اور) بزرگوں کی خدمت میں طالب کو ولایت صغریٰ تک پہنچاتے ہیں۔ اِس عاجز کے پاس اگر کوئی طالب مولیٰ آئے تو انشاء اللہ تعالیٰ کمالات نبوت تک پہنچا سکتا ہوں۔ [1] فرمایا اِس عاجز کے پاس بڑے بڑے علماء آتے ہیں بس آنے کی دیر ہوتی ہے سب غرور نکل جاتا ہے۔ روٹی ہر ایک کو یکساں ملتی ہے وہاں تو کسی کا نفس چوں ہی نہیں کرتا۔ فرمایا مولوی عبدالحمید صاحب کوئٹہ والا جب آیا اور میرے متعلق پوچھا تو اُس وقت میں دھوپ میں کھڑا ہوا تھا۔ میری سادگی روش کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

مجدد پاک کی نگاہ:

اس وقت ایک صاحبزادہ حضرات سرہند شریف والوں سے رُک کا باشندہ حضرت غوث معظم کی زیارت کیلئے آیا۔

---

[1] سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اسباق میں سے سیر کمالات نبوت، کمالات رسالت و سیر کمالات اولوالعزم وغیرہ ہیں۔

آپ نے فرمایا سرہند شریف بموقعہ عرس ہم گئے تھے، دیکھا کہ عورتوں کا ایک بڑا مجمع تھا۔ پاؤں سے آٹا ملا جاتا تھا۔ آٹا گوندھتے تھے اور حقہ بھی پی رہے تھے۔ ایک صوفی نے حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مزار مقدس پر مراقبہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کارندہ اور لنگر کا مہتمم اور روٹی کا منتظم ہے اس کو میری طرف سے کہہ دو کہ تمام بدعات کو ہٹادیں اور کوئی غیر شرعی فعل نہ ہونے دیں۔ حسب الحکم اُس صوفی نے جاکر تمام واقعہ اس مہتمم کو سنادیا۔ اس صاحبزادہ نے عرض کیا میں حضرت خواجہ حسن جان صاحب کا مرید ہوں۔ مجھے کوئی مجرب استخارہ عطافرمائیں کہ جس کے کرنے سے بزرگان اہل اللہ کی زیارتیں ہو جائیں۔

المجلس الثالث والثلاثون

تینتیسویں مجلس

جذبے کے لئے عمر کی قید نہیں:

بعد نماز فجر مولوی نور محمد خلیفہ صاحب ناچکین والا کو فرمایا میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ چالیس سال کے بعد پھر منتہاء عمر تک جذبہ نہیں ہوتا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا اس جماعت میں تو بہت بوڑھے ہیں کہ ان کو بالکثرت جذبہ ہوتا رہتا ہے جیسا کہ مولوی عبدالکریم صاحب میرپوری اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدیجی والا کے والد اور میاں سونا خان مرحوم اور بھی بہت ہیں۔

کیس فتح ہوجانے کا وظیفہ:

مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدیجی والا کے والد نے عرض کیا کہ میرا ایک مقدمہ ہے اور حاکم بڑا سنگین مزاج آدمی ہے۔

اس مشکل کے حل کیلئے دعا فرمائیں جو اس کے پڑھنے سے اس جابر کا دل مُوم ہو جائے۔ فرمایا داہنے ہاتھ سے بنصر سے آغاز کریں اور ایک ایک لفظ کو ابہام تک پڑھتے جاؤ اور انگلیوں کو قبضہ کی طرح گونثتے جاؤ پھر وہ حروف مقطعات کھیٰعٓصٓ ہیں۔ پھر پڑھیے کفیتُ اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر اسی ترتیب سے پھر پڑھیے حمیتُ۔ جب حاکم کے سامنے جاؤ تو دونوں بند مٹھیوں کو کھول دو۔

جذبہ کس طرح ہوتا ہے؟

خلیفہ صاحب مولوی نبی بخش باگڑجی والے کو فرمایا جذبہ نہ نفی اثبات (کے ذکر سے) سے ہوتا ہے اور نہ درود شریف پڑھنے سے۔ فقط کثرت اسم ذات سے ہوتا ہے۔

نسوار اور بھنگ سے بچو:

ایک شخص نسواری تھا، اُس کو اس حرکت سے منع فرمایا۔ کہ حکم ہے کہ نماز کیلئے خوشبوء لگاؤ، بدن اور کپڑے معطر ہونے چاہیے۔ سندھ میں بھنگ کا بڑا استعمال ہوتا ہے۔ پیر خود پیتے ہیں اور مرید ان کو دیکھ کر اتباع کرتے ہیں اور وہ بھی مزے اڑاتے ہیں۔ پیر کی تابعداری ضروری ہے بشرطیکہ کامل اور عامل ہو۔ (اور تابعِ شریعت ہو)

شکرگذار بنو:

مَنْ لَا یَشْکُرِ النَّاسَ، لَا یَشْکُرِ اللّٰہَ۔ [1]

(جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا)

---

[1] مسند البزار (8/226) مسند أحمد بن حنبل (3/32)

حضرات چشتیہ کا طریق:

فرمایا حضرات چشتیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ جس پیر سے مرید فیض کی تکمیل کرے تو ایک سجدہ پیر کا اس ماذون کیلئے جائز ہے۔ [1] آجکل تو طفل بازی اور حسن پرستی اور سرخ رومال اور بڑی کلاہ کو بڑی کمالیت سمجھتے ہیں اور سب سے بدتر اور خراب فرقہ یہی ہو گیا ہے۔

نا جائز مال: دریاء خان ڈرائیور نے دعوت عرض کی۔ فرمایا مشکوک اور مشتبہ مال سے خرچ نہ کرنا اور بھنگ کے پیسے لینا یہ بھی ناجائز ہے اس میں سود ہے۔

فرمایا نسوار پر ایک پیسہ روزانہ خرچ کیا جائے تو از روئے حساب پچاس برس کا سو روپیہ ہو جاتا ہے۔

اُنگریز کی پیروی مت کرو:

فرمایا انگریز لوگ جو کام کرتے ہیں بس مسلمان ان کو دیکھ کر فوراً عمل کرنے لگ جاتے ہیں اور اسکی تابعداری کو لازم اور واجب سمجھتے ہیں جیسا کہ ناک کے سوراخ میں نسوار کا دینا اور مونہہ میں حقہ کا دھواں ڈالنا وغیرہ۔

---

[1] یہ حضرت قریشی کریم رحمۃ اللہ علیہ بعض چشتیہ حضرات کا قول نقل فرما رہے ہیں جو ان کتب میں لکھا ہے، اس کو وہ سجدہ تعظیمی کہتے ہیں۔ آپ کے اس فرمانِ عالیشان سے ملتی جلتی ایک حکایت اور فرمانِ شیخ المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ "سیر اولیاء" میں امیر خورد رحمتہ اللہ علیہ نے درج کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: سیر الاولیاء، امیر خورد، اُردو ترجمہ، مولانا اعجاز الحق قدوسی، اُردو سائنس بورڈ، ص 533۔ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ اس سجدے کے سخت مخالف تھے۔ ان غیر شرعی رسومات کی وجہ سے آپ ان متاخرین نام نہاد چشتیہ کو بدتر اور خراب فرقہ قرار دیتے ہیں۔ اس فرمانِ عالیشان سے ملتی جلتی حکایت اور فرمانِ شیخ المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ "سیر اولیاء" میں امیر خورد رحمتہ اللہ علیہ نے درج کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: سیر الاولیاء، امیر خورد، اُردو ترجمہ، مولانا اعجاز الحق قدوسی، اُردو سائنس بورڈ، ص 533

فرمایا داڑھی کا منڈانا اور حقہ ایسا مروج ہو گیا ہے کہ نہ ہندو مسلمان کا پتہ نہیں لگتا۔ دیکھو تو دونوں کی داڑھی منڈی ہوئی ہیں اور حقہ بھی ہاتھ میں۔

اچھا امیر اور برا فقیر؟

فرمایا حضرت شمس الاولیاء حبیب اللہ الشہید مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں دہلی سے ایک بادشاہ زیارت کیلئے آیا۔ جب پانی پیا تو پی کر پیالا ٹیڑھا رکھ دیا اور عرض کیا حضرت آپ کی خدمت کیلئے ایک خادم چاہیے؟ آپ نے فرمایا اگر تیرے جیسا میرا خادم ہو تو بس کام بن گیا۔ تجھے تو پیالا رکھنے کا اب تک ڈھنگ ہی نہیں آتا اور تم بادشاہی کس طرح چلاتے ہو؟!

نعم الأمير إذا كان بباب الفقير بئس الفقير إذا كان بباب الأمير۔ [1]

(اچھا امیر وہ ہے جب فقیر کے در پر ہو اور برا فقیر وہ ہے جو امیر کے در پر ہو)

ذکر دل کی کدورتیں ختم کرتا ہے:

ایک نسواری شخص کو فرمایا کہ نسوار کی ڈبی جا کر مسجد کے باہر پھینک دے۔ اس نے حسب الارشاد عمل کر دیا اور عرض کیا کہ مجھے ذکر بتائیں۔ میرا دل سخت سیاہ ہے، اُس کو روشن کرنے کا علاج بتائیں۔ ان کو ذکر بتا کر فرمایا دل کو کسی صابن سے تو نہیں نہلایا جاتا، اسی اسم ذات سے منور ہو جاتا ہے اور ساری کدورتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

---

[1] أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب (1/307) المقاصد الحسنة للسخاوي (1/698)
كشف الخفاء ومزيل الالباس عما اشتهر من الاحاديث على ألسنة الناس (2/321)

فرمایا ترکلا جب ٹیڑھا ہو تو عورت سوت کی تار سیدھی نہیں کات سکتی اور دھاگا بھی صحیح نہیں نکال سکتی۔ اسی طرح جس کا دل ٹیڑھا ہو تو وہ شریعت کے کام پورے نہیں کر سکتا۔

جذبے والا:

فرمایا خلیفہ صاحب حاجی کریم بخش کی جماعت میں سے ایک صوفی ہے وہ جلی ہوئی اینٹوں کی بھٹی میں گھس جاتا ہے اور باہر نکلتا ہے تو ویسا ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔ یہ ایک عجیب واقعہ ہے۔

شیطان کی چالیں:

فرمایا ایک فقیر کہتا ہے کہ مسکین پور شریف میں اس نے چار دفعہ شیطان کو دیکھا ہے۔ ایک دفعہ تیری (حضرت قریشی صاحب کی) شکل بنا کر آیا لیکن داڑھی قبضہ سے چھوٹی تھی۔ میں نے پہنچان کر اس کی خوب پٹائی کی۔ ارے خبیث تو میرے پیر کی صورت بنا کر آیا ہے۔

مانگنے کی عادت اچھی نہیں:

آجکل کے پیر اور بعض سید ایسے سخت گداپیشہ ہو گئے ہیں۔

ایک بیوہ عورت اپنا یتیم لڑکا گود میں لیکر مزدوری پر لوگوں کا چرخہ کات کر گذر سفر کرتی تھی اور اس یتیم لڑکے کی پرورش کرتی تھی۔ ایک دن ایک رسمی پیر اس کے پاس آیا اور بیچاری کے پاس اور تو کوئی چیز میسر نہ تھی اس نے سر ڈھانپنے کی چادر اتار کر دی۔ پیر نے اس کو بھی نہ چھوڑا اور اس سے لے لی۔ معلوم نہیں آگے شاید لوگوں کا کفن اتاریں گے۔ لوگ اگر ان کا زیادہ قدر اور عزت و تعظیم نہ کرتے اور ان

کو پہنچان لیتے تو وہ سیدھے ہو جاتے۔ محنت اور مزدوری کر کے حلال روزی کھاتے اور اس گداگری کی رسم کو چھوڑ دیتے۔ آپ نے ایک اعلیٰ نسل والے آدمی کو داڑھی منڈانے سے توبہ کرائی اور فرمایا اپنے آپ میں اپنے بڑوں کے اوصاف پیدا کر۔

ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات او ❊ ہست سید جملہ موجودات او

(جو بندہ اس ذات کے حسن و جمال کا عاشق ہو گیا وہ سب کا سردار ہے)

خلیفہ نوربخش کا جذبہ:

خلیفہ نور بخش صاحب کو جذبہ ہوتا تھا، ایک دن مستی کی حالت میں تھے کہ ایک ہندو ملا، اس کو گدھے سے اتار کر کلمہ پڑھایا اور نماز پڑھائی۔ کسی نے پوچھا تو کون ہے؟ بولا خدا کا بندہ ہوں وہ بولے تیرا جوتا نہیں ہے! کہا میں اس سے پاک ہوں۔ کہا تو کہاں جاتا ہے۔ کہا یہ سارا ہمارا ملک ہے جہاں جاؤں۔

گھڑی داہنے ہاتھ میں باندھنا:

جماعت اہلذکر موجود تھی، آپ نے فرمایا اگر اذن دو تو گھڑی داہنے ہاتھ میں باندھوں، جیب میں کچھ بھاری محسوس ہوتی ہے۔ اور جینٹل مینی کے خیالات تو دل سے کافی عرصہ سے چل بسے۔ جوانی شد و زندگانی نماند۔

ٹیڑھی کمر:

فرمایا ایک بوڑھا آدمی پشت ٹیڑھی ہوئے جا رہا تھا، ایک شخص نے دیکھ کر کہا یہ نیچا سر کر کے اس لئے چلتا ہے کہ گم شدہ جوانی کو ڈھونڈتا ہے۔ دوسرے نے کہا اس لئے کہ قبر کی جگہ تلاش کرتا ہے۔

حالت وجدانی اور کشف عیانی:

ایک شخص نادم صورت میں حضرت غوث الزماں کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا سلام ومرحبا کیا اور چلا گیا۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوتا کہ یہ حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہے اور ہے تو نیک آدمی لیکن داڑھی منڈاتا ہے اور یہ پیارا بھی بہت لگتا ہے کہ کامل بزرگ کی اولاد میں سے ہے۔

فرمایا ایک دن حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ حالت وجدانی سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب قبر سے سینہ تک باہر نکل کر دیکھ رہے ہیں کہ میرے پوتے کی قدر کرتا ہے یا نہیں۔ فرمایا حالت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک حالت وجدانی اور دوسری کشف عیانی تو یہ حالت وجدانی تھی۔ میں نے عرض کیا حضرت میں تو آپ کا غلام ہوں پھر اس کو ذکر بتایا۔

تکلیفوں پر صبر کرنا:

فرمایا ایک ولی اللہ کے قلب اور زبان کو کیڑے لگ گئے۔ کسی نے عرض کیا حضرت آپ دعا شفا کیوں نہیں مانگتے؟ فرمایا اب تک وہ حالت میرے اوپر نہیں آئی کہ میں کہوں:

أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ [الأنبياء: 83]

(اے اللہ) مجھے بہت تکلیف پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے، یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام نے کہے تھے)

ایک شخص نے اس پر اعتراض کیا حضرت ایوب علیہ السلام سے ان کا درجہ زیادہ تھا کیا؟! میں نے جواب دیا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے دیکھ لیا کہ اب نزول رحمت کا وقت آگیا ہے تو فوراً انہوں نے کہہ دیا:

أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ [الأنبياء: 83]

اور اس بزرگ کو معلوم نہیں تھا بسبب بے خبری کے۔

کشف القبور:

فرمایا حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کی مزار مبارک پر زیارت کیلئے حضرت پیراں پیر محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تو آپ کے دل مبارک میں خیال آیا کہ یہ غوث ہے تو میں بھی غوث ہوں۔ اگر قطب ہے تو میں بھی قطب ہوں لیکن یہ سید نہیں ہے اور میں سید ہوں، تاہم میرا مرتبہ زیادہ ہوا۔ صاحبِ مزار نے فرمایا میری قبر پر جوابات لکھے ہوئے ہیں پڑھ لو۔ وہ یہ ہیں:

ہر کہ عاشق شد جمالِ ذات او،
ہست سید جملہ کائنات او،
ہر کہ واصل شد بجانان بایزید دیگر ست۔

گرونانک کی قبر پر جانے سے قلب پر برے اثرات:

فرمایا امرت سر گرو نانک کی قبر کو دیکھنے کیلئے گئے تو سکھوں نے کہا پہلے اس حوض میں پاؤں رکھو پھر اندر جاؤ۔ وہ بالکل چھوٹا حوض تھا اور سخت غلیظ تھا۔ ہم نے اس امر سے انکار کیا اور مولوی خدا بخش خلیفہ صاحب ایک راستہ سے اندر گھس گیا جب واپس آیا تو بسبب نظافت اور لطافتِ (باطن) کے ان کا قلب سخت بیمار ہو گیا۔

رام اور کرشن:

فرمایا حضرت مرزا مظہر جان جانان شہید قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ رام چندر اور کرشن نبی تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب) اور حضرت خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تردید فرمائی ہے اور یہ دونوں حضور محبوب کبریا علیہ وآلہ افضل الصلوات سے پہلے گذرے ہیں۔
بھگت کبیر ان اہلِ ہنود کا بڑا (سادھو) گذرا ہے، اُس نے توحید کی بہت باتیں لکھی ہیں۔ [1]

فرمایا معمولات مظہری میں حضرت مرزا مظہر جان جانان شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک صوفی متھرا گیا اور عالم برزخ میں رام کرشن کی روح ملی اور کچھ رقم دینے لگا۔ صوفی نے کہا میں محمدی ہوں علیہ وآلہ افضل الصلوات تم سے یہ روپیہ نہیں لونگا۔ بولا سبحان اللہ میں شانِ محمدی علیہ وآلہ افضل الصلوات سنتا تھا اب دیکھ بھی لی۔

ایک صوفی کی نماز:

فرمایا ایک صوفی نے کہا نماز پڑھتا ہوں تو بیت اللہ شریف میری آنکھوں کے سامنے ہو جاتا ہے اور اسی حالت میں طواف بھی کر لیتا ہوں اور اب دیکھ رہا ہوں کہ آپ

---

[1] بھگت کبیر کے کچھ اشعار اس طرح کے ہیں:

ٹھاکر پتھر مالا لکڑ تیرتھ ہیں سب فانی، راما کرشنا مر گئے دیکھے چاروں وید کہانی
راما مر گئے کرشنا مر گئے مر گئی لکھو بائی، اس کو سادھو کیوں نہیں پوجو جس کو موت نہ آئی
پیر پیمبر چل گئے سارے مر گئے جنگم جوگی، راج کرنتا راجا مر گئے مر گئے بھید اور روگی

(قریشی کریم) بیت اللہ شریف میں امامت کر رہے ہیں اور میں آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔

کراماتِ قریشیہ:

میاں جلال الدین فقیر کہتا ہے کہ میں لحاف میں سویا ہوا تھا اور نیند میں تھا تو آپ نے مجھے زیارت کرا کے فرمایا کہ تیری اس لحاف کو آگ لگ گئی ہے۔
میں نیند سے فوراً جاگ پڑا دیکھوں تو واقعی آگ لگی ہوئی ہے۔
فرمایا ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ فقیر جلال الدین کو خط لکھ بھیجوں کہ کھجور حسب حیثیت جتنی لے سکتے ہو لے آنا۔ اور سنا ہے کہ تم بیمار رہا کرتے ہو؟ یہاں آنے سے تجھے فوراً شفا مل جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ جلال الدین نے بتایا کہ ایک ذکر والی اور صاحبِ حالت بی بی صاحبہ نے مجھے آپ کا خط بحالت کشفی بعینہٖ پڑھ سنایا ابھی اُس سے آپ کا خط سن کر چلا آیا ہوں۔

خواب میں درود پڑھنا:

محمد عمر بیگ نے عرض کیا کہ میں خواب میں درود شریف پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے سن کر فرمایا یہ ایک سنت نبوی کا نور ہے اور حضرت محبوب کبریا علیہ وآلہ افضل الصلوات کی محبت کی علامت ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۱)

(اے حبیب!) آپ فرمادیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنالے گا۔)
جس وقت آپ اِس مجلس سے اُٹھے فرمایا:

ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد تا نکہ او صاحب دلے نامد بدرد [1]

(اللہ کسی قوم کو رُسوا نہیں کرتا، یہاں تک کہ اس سے کسی اللہ والے کو تکلیف نہ پہنچے)

فضلی فیض:

فرمایا مشہور ہے کہ حضرت پیراں پیر محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے چور کو قطب بنا دیا تھا اور یہاں تو کئی چور قطب بن گئے ہیں۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شادی کی بارات کو رنگ دیا تھا اور یہاں تو کئی باراتیں رنگ گئی ہیں۔ مدت العمر آجکل کے پیروں کے پاس رہے اور محنت کرتے رہے کچھ نہ بنا۔ چندانکہ طبیب آمد یک بود نکہتی

اب لوگ صوفیوں کی حالات دیکھ کر حیران ہیں۔ ایک صوفی جو کہ پہلے وہ چور تھا اب کہتا ہے کہ مراقبہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کریم ہے: وَهُوَ يَسْأَلُ وَلَا يُسْئَلُ۔

(وہ ہر ایک سے پوچھ سکتا ہے لیکن اس سے پوچھنے والا کوئی نہیں)

اللہ کی مرضی:

فرمایا اللہ مالک ہے چوروں کو قطب بنادے اور قطبوں سے مؤاخذہ کرے۔

بطاعت گیر پیرانِ ریاکار، بعذر آمرز رندگان قدح خوار

(ریاکاری کے سبب عباد تگذار پیروں کی گرفت ہو گئی اور توبہ کے سبب شراب کے پیالے پینے والوں رندوں کی بخشش ہو گئی)

---

[1] اللہ والوں کو تکلیف پہنچانے والی قوم اللہ کے عذاب کو دعوت دیتی ہے۔

پڑھے ہوئے نمک کے فوائد:

فرمایا پڑھے ہوئے نمک کے اتنے فوائد ہیں کہ حد عد سے باہر ہیں۔ جس شخص کو سانپ ڈسے تو کاٹی ہوئی جگہ پر تھوڑا سا نمک لگایا جائے اور نمک کھلایا جائے تو شفاء کاملہ مل جائے گی۔[1]

بیعت سے محرومی کی وجہ:

ایک جٹ آدمی آپ کی خدمت اقدس میں آکر بیٹھا رہا اور متوحشانہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور روانہ ہو گیا۔ آپ نے کشف سے معلوم کر کے فرمایا یہ جٹ بیعت ہونے کے لئے آیا تھا اور اس لئے بیعت نہ ہوا کہ اِن (پیر قریشی) کے دانت نہیں ہیں اس خطرہ سے بے اعتقاد ہو کر چلدیا۔ یہ تو جاہلوں کی سمجھ ہے!

رسمی پیر:

فرمایا الحمد اللہ اِس عاجز کی جماعت پہلے والے رسمی پیروں کو نہیں مانتی اور نہ آنے دیتے ہیں۔

حقیقی صوفی:

فرمایا حج کرے تو پہاڑوں کو دیکھ کر آئے گا۔ علم پڑھے تو کالے حروف پڑھے گا۔ اپنی ذات کو چھوڑ دے اور حسب نسب کے فخر چھوڑ دے اور پیر کامل صاحبِ شریعت کا تابعدار ہو جائے۔ (تب حقیقی صوفی کہلائے گا)

---

[1] یہ نمک حضرت قریشی کریم خود پڑھکر دیتے تھے، اور آپ نے اپنے خلفاء کو بھی اس کی اجازت عنایت کی تھی، آج تک ان کے خلفاء کے خلفاء اور متوسلین پڑھکر دیتے ہیں اور وہی تاثیر جاری ہے۔

تقوی کا اہتمام:

ایک فقیر کہتا تھا میں کئی علائقوں میں گیا ہوں لیکن اتنی تقویٰ کہیں نہیں دیکھی۔ (جو قریشی کریم کے ہاں ہے)

فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے جو سفر کو جاتا تھا تو حضرت سید الکونین محبوب کبریا علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات بوقت وداع اسے یوں فرماتے تھے: اوصیکم بالتقویٰ اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (البقرۃ:۱۹۷)

(اور (آخرت کے) سفر کا سامان کرلو، بیشک سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے۔)

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات:۱۳)

(بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔)

حل مشکلات کا وظیفہ:

باگڑجی کے رہنے والے ایک اہلذکر شخص نے کسی مشکل کے حل کیلئے عرض کی تو اِس کمترین (پیر مٹھاسائیں) کو ارشاد کیا کہ اس فقیر کو آیت کریمہ لکھ دو:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ (الانبیآء)

(تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے، بیشک میں ہی (اپنی جان پر) زیادتی کرنے والوں میں سے تھا۔)

فرمایا اس آیت کو سوا لاکھ مرتبہ پڑھے اور دعا مانگتا رہے۔ حسب الحکم اس کمترین نے لکھ دیا اور سمجھا دیا۔ میرپور خاص تشریف افزا ہوئے۔ بعد ہفتہ کے واپس میاں فضل الدین نانبائی روھڑی اسٹیشن والے کے مکان پر جلوہ افروز ہوئے۔

المجلس الرابع والثلاثون

چونتیسویں مجلس

مساجد کا احترام:

جامع مسجد روہڑی شریف میں جمعہ نماز ادا فرمائی اور عطاء اللہ شاہ صاحب کو فرمایا کہ میں پہلے ایک دفعہ اِسی مسجد میں آیا تھا اور سیڑھیوں سے چھت پر چڑھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ آدمی اوپر پاخانہ کرتے ہیں۔ بول اور براز سے سقف ملوث تھی لیکن آج وہاں اوپر جا کر دیکھا تو ویسے ہی آدمی کی غلاظت پڑی ہے۔ اس متعلق وعظ میں لوگوں کو تنبیہ کرو کہ آئندہ ایسی حرکت سے باز آجائیں اور مساجد کا احترام بجا لائیں۔ شاہ صاحب فرمان واجب الاذعان بجالایا اور موعظت مشتمل فواضل فضائل ذکر پر بڑی شد و مد سے بیان فرمائی۔ بہت لوگوں نے بیعت کی اور بعض نے ذکر پوچھا۔

ایک قریشی کو نصیحت:

ایک مخدوم سجادگان بال مبارک والوں میں سے مِلا، اُن کو فرمایا تم قریشی صدیقی ہو کر خلاف شرِیعت کے کام کرتے ہو۔ اپنے چھوٹے اور ننھے بچوں کو سکھاتے ہو اور وہ زائرین سے پیسہ مانگتے ہیں اور نہ دیں تو اُنہیں بہت تنگ کرتے ہیں۔ پیشہ گداگری کا اور اپنے آپ کو مخدوم کہلانا! تم لوگوں کو بال مبارک کی زیارت کرتے اور کراتے ہوئے بہت عرصہ گذر گیا، بتاؤ کیا نعمت حاصل کی؟ داڑھیاں ویسے منڈی ہوئی ہیں اور مونچھیں بڑی۔ پتہ نہیں لگ سکتا کہ یہ ہندو ہے کہ قریشی ہے! ایسے قریشی سمندر میں ڈوب مریں تو اِس جینے سے بہتر ہے۔ ضروت ہے عمل کرنے کی۔ میں نے آپ کو جو کچھ کہا سچ کہا۔ الحق مر ولو کان در

(حق بات کڑوی ضرور ہے مگر ہے موتی کی طرح قیمتی)

امیر یا حمیر:

آپ سکھر کی طرف پیادہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں فرمایا آج کے امیر حمیر ہیں۔ پیٹ پرور ہیں اور عزت پسند ہیں۔ پہلے تو خیرات دیتے نہیں اگر دیتے ہیں تو استحقاق خیرات کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ (الذاریات)

(سائل اور محروم (سب حاجت مندوں) کا حق مقرر ہے۔)

سائل کو دیتے ہیں اور محروم کو پہنچان نہیں سکتے۔ حالانکہ محروم سائل سے زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔ گداگر کا تو مونہہ مدام صبح و شام کھلا رہتا ہے۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيْمٰهُمْ

(البقرة:۲۷۳)

(ان کے سوال نہ کرنے کے باعث نادان (جو ان کے حال سے بے خبر ہے) انہیں مالدار سمجھتے ہیں، تم انہیں ان کی صورت سے پہچان لوگے۔)

شیطانی لوگ:

سکھر اسٹیشن کے قریب ایک پہاڑی ہے اس پر ایک جھونپڑا اور چند آدمی نظر آئے۔ فرمایا یہ اس گروہ کے لوگ ہیں جو اپنے آپ کو شیطانی کہلاتے ہیں اور شیطان کی ارواح کے لئے یہاں ایک دیگ پکاتے ہیں اور لوگ وہ دعوت آکر کھاتے ہیں۔

گرو اور چیلے مسلمان ہوگئیے:

فرمایا "عُنڈ" ایک پہاڑ کا نام ہے، حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ اس پر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک ہندو کو دیکھا جو اُڑ کر گنگا کا پانی لے آتا تھا۔ آپ نے اس ہندو کیش سے دریافت فرمایا کہ یہ شیطانی قوت جو تجھے حاصل ہے کس بزرگ کی صحبت سے یہ استفادہ ہوا؟ وہ بولا گرو کی صحبت سے اور اس کے ایک سو چالیس چیلے ہیں وہ سب میرے جیسے ہوا میں اڑتے ہیں تو آپ سن کر اسی گرو کے پاس تشریف فرما ہوئے اور اس سے استفسار فرمایا کہ یہ استعداد اور استدراج کس فعل پر عمل کرنے سے ہوئی؟ وہ بولا خلاف امر نفس کے کرنے سے۔ فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ اچھا اگر سچ کہہ رہے ہو تو پڑھ لے کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ اس نے اس کلمہ سے اور ایمان لانے سے احتراز کیا۔ آپ نے فرمایا تو خلاف نفس کس طرح ہو سکتا ہے؟ آخر آپ کی توجہ اور صحبت سے وہ گرو بمعہ چیلوں کے مسلمان ہو گیا۔

عصر کے بعد نوافل نہیں پڑھنے چاہییں:

مسجد چنڈوالی میں نمازِ عصر سفری ادا فرمائی اور غوث محمد ہندوستانی کانٹے والے کو فرمایا کہ تو نماز عصر پہلے بمعہ جماعت پڑھ چکا تھا پھر دوسری جماعت میں شامل ہونا منع ہے۔ اس لئے کہ عصر کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اللہ یار اور محمد یار:

فرمایا ایک دن میرے داہنی طرف سے اللہ یار صوفی بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف سے محمد یار صوفی بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کہا میرا دل بھی یہی چاہتا ہے کہ میرا اللہ یار ہو اور محمد (ﷺ) یار ہو۔

مونچھیں کٹوائو:

ایک مولوی ذات کا سید تھا، اُس کی مونچھیں بالکل لمبی تھیں، ان کو فرمایا ابھی کاٹ ڈالو۔ اس نے کہا کل آپ کے کہنے پر عمل کروں گا۔ آپ نے فرمایا آج سید الایام یوم الجمعۃ ہے اور تم بھی سید ہو پھر انکار کیوں؟ سید ہونے کا فخر بے سود اور عبث ہے۔ لوگ کہتے ہیں یہ تو سید ہے اور فلانہ امتی ہے کیا سید بھلا نبی ہوتے ہیں؟ اگر یہ نبی نہ ہوئے تو پھر امتی ہو گئے اور افتخار کرنا اور امتی ہونے کا انکار کرنا لغو اور لعب ہو گیا۔ شاہ بولا اگر میری مونچھیں کاٹتے ہو تو پہلے میرے دل کے تصفیہ کے ذمہ دار بنو۔ آپ نے فرمایا ایسا ہی ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کمترین کو ارشاد ہوا کہ اس شاہ کی مونچھیں پست کرلے۔ شاہ صاحب تمام چابکی سے میرے ہاتھ سے قینچی چھین کر مسجد سے باہر چلا گیا اور کہا کہ میں خود اپنے ہاتھوں سے درست کروں گا۔ تم تو بھات (چاول) کھانے کے لائق بنا دو گے۔

پھر مونچھیں شرعی مقدار کے مطابق کر کے حضرت غوث الزماں کی خدمت میں آیا۔ اس نے پہلے سے ذکر پوچھا ہوا تھا۔ (حضرت نے) فرمایا قلب کے جریان کا پتہ لگتا ہے یا نہ؟ اس نے عرض کیا ہاں البتہ تھوڑا تحرک ہے تو سہی۔ فرمایا:

ان التحرک دلیل الحیات (تحرک زندگی کی دلیل ہے)

ذکر میں دل کی رفتار:

فرمایا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رفتارِ قلب مثل تحرکِ نبض کے ہے اور مافوق اسے تحرک بسبب توجہ کے ہوتا ہے۔

نذرِ اللہ نیازِ حسین کہنا کیسا؟

فرمایا آجکل سندھ میں گداگر بڑی کثرت سے ہیں۔ بھیک مانگنے وقت یوں صدا کیا کرتے ہیں کہ نذرِ اللہ نیاز حسین۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ایسے متقی تھے کہ فاسق فاجر کی بیعت کرنے سے انکار فرمایا اور اپنی جان قربان کر دی۔ یہ لوگ بے دین بھنگ نوش چوتڑ ننگے در بدر پکارتے ہیں نذرِ اللہ نیاز حسین۔ کوئی جانے کے امام حسین کے س تھ ان کا کیا واسطہ!!

المجلس الخامس والثلاثون

پینتیسویں مجلس

میرپور کی مکھیاں:

بعد نماز فجر چنڈ والی مسجد میں آپ رونق افروز انجمن عاشقین صادق الارادۃ راسخ الیقین کے تھے۔ ناگہ ایک فقیر چوتڑ ننگا جس کے گلے میں خلخال، پاؤں میں لوہے کے کڑے پہنے ایک دہلیز ریلوے کوارٹر پر صدا لگائی "نذرِ اللہ نیاز حسین خیرات موکلیو دھنی جو نالو ہکڑو پیسرڑو۔" آپ نے سن کر فرمایا اب تک تو درختوں سے پنچھی نہیں اٹھے اور یہ پہلے آگیا ہے۔ میرا تجربہ ہے کہ میرپور خاص میں مکھیاں، سندھ میں بھکاری اور اسٹیشنوں پر کتے بڑی کثرت سے ہیں۔

بخار کا عجیب علاج:

طبیب عبدالرحیم صاحب کو فرمایا رات ایک بیمار کو بخار تھا میرے پاس آیا تھا، آپ نے دیکھا ہوگا۔ اُس کو میں نے دونوں کانوں سے پکڑ کر ہلایا اور کھینچا اور اسکی کمر پر زور سے مکے مارے اور پڑھ کر دم کیا تو اسی وقت بخار اُتر گیا۔ یہ حکمت میں کہاں مل سکے گا۔ حکیم اس کو کیا پہچانیں !!

فرمایا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول الجمیل میں لکھتے ہیں کہ اس مرض کو امّ ملِد بولتے ہیں یعنی آسیب جنی ہوتی ہے اور اس کا تعویذ یوں لکھا ہے:

ان کنت یهودیا فبحق موسیٰ کلیم الله و ان کنت نصرانیا

فبحق عیسیٰ روح الله علیٰ ہٰذ القیاس

اور بھی بہت بزرگ اس طرح لکھ گئے ہیں۔ اکثر کرکے عورتیں اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں۔ اور حکیم بس ایک رگ صافن کو کاٹتے ہیں۔ ان کا علاج آخر الیل یہی علاج ہے۔

فصلی گداگر:

اکثر شیعہ سیدوں نے گداگری کو معیشت کا ایک پیشہ بنا رکھا ہے اور اس ملک میں بہت ہوگئے ہیں۔ خریف اور ربیع کی فصل کی کٹائی کے موسم میں فوج در فوج اِدھر اُدھر پھرتے رہتے ہیں اور مخلوق کو بہت تنگ کرتے رہتے ہیں۔ ایک شخص اناج کا انبار تول رہا تھا تو ان کا ہجوم آگیا۔ اُس نے پیمانہ بھر کر ایک کو دیتے ہوئے کہا یہ لو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نیاز ہے۔ یہ سن کر باقی بھاگ گئے۔

ایک سائل میرے پاس آیا۔ کہا کہ میں نے دین محمدی اختیار کیا ہے۔ میں نے کہا کتنے برس ہوئے ہیں۔ کہا چار برس ہوگئے ہیں۔ میں نے کہا جو مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کی خدمت کرنا اور اس کو دنیا دینا ضروری ہے؟ بولا جی ہاں۔ میں نے کہا میں ستر برس کا مسلمان ہوں اور ستر نسلوں سے اسلام لایا ہوں مجھے کیا دیگا؟ سن کر لاجواب ہو گیا۔

حیلہ ساز آدمی:

فرمایا ایک ملا اپنے خاص فن اور حیلہ سے زکواۃ نکالتا تھا۔ حساب کرکے اپنی بیوی کو دے دیتا تھا اور اس طرح سے دوسرے سال حساب کرکے اپنی بیوی کی زکواۃ نکال کر خود لیتا تھا۔

لاہور میں ایک شخص غدار پیشہ نے حلواگر کو رقم دے کر کہا تین سو لڈو بنا دے یہاں سے جاکر زرگر کو کہا تین سو کا سونا دیدے۔ اُس سے سونا لیکر بھاگ گیا۔ حلوائی کو بولا تین سو گن کر اس کو دے دینا۔

آپ رات کو ڈھرکی تشریف لائے۔

المجلس السادس والثلاثون
چھتیسویں مجلس

بشارتِ نبوی:

میاں عبدالغفور کی داڑھی دیکھ کر فرمایا صورت کیسی مُہیب اور عجیب نظر آتی ہے۔ الحمدللہ میری ساری جماعت ولی نظر آتی ہے اور حضرت محبوب کبریا علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات نے میری جماعت کیلئے بشارت فرمائی ہے:

اصحابک کا صحابی (تیرے ساتھی میرے صحابہ کی طرح (پرہیزگار) ہیں)

جماعت کو دوبارہ شادی اور غمی کے رسومات اور بدعات سے بہت امتناع فرمایا۔

چور ولی بن گیا:

رحیم یار خان کا ایک چور سات بھینیں چوری کرکے آرہا تھا تو سنا کہ ایک بزرگ یہاں اللہ اللہ بتارہا ہے۔

آتے ہی (حضرت قریشی کریم سے) ذکر پوچھا اور ایسی حالت ہو گئی کہ اپنا جھونپڑا الگ بنا دیا اور کہا میرا مال اور ملکیت جو میرے گھر میں رکھی ہوئی ہے وہ ساری چوری کی ہے اور حرام ہے۔ جس کسی کا اس کو معلوم تھا وہ سارا مال ملکیت اپنے مالکان کو واپس کر دیا۔ اب اس کا جذبہ میں یہ حال ہوتا ہے کہ جلتی ہوئی اینٹوں کی بٹھی میں گس جاتا ہے۔ اللہ کے نام مبارک نے وہ قدرت دکھائی ہے کہ چور ولی اللہ بن گئے ہیں۔

ایک عورت نے خواب میں دیکھا کہ دریاء کا پانی اتنا طغیان اور تلاطم میں ہے کہ پہاڑوں کے اوپر سے پار گذر گیا ہے۔

(یہ حضرت قریشی کریم رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کا دریا تھا)

یارسول اللہ کہتے کہتے فوت ہوگیا:

فرمایا ایک شخص عشاء کو بیعت ہوا اور جذبہ میں یارسول اللہ پکارتے پکارتے صبح کو فوت ہو گیا۔

پیر کا ڈیرہ دل میں ہوتاہے:

فرمایا داجل کے علاقہ میں ایک لڑکا سخت بیمار تھا۔ اس کی ماں بولی بیٹا اٹھ تو سہی دیکھ لے پیر آگیا ہے۔ وہ بولا اماں پیر کوئی دور ہوتے ہیں کیا، پیر کا گھر دل میں ہوتا ہے۔

مرض سے نجات:

فرمایا باگڑجی میں ایک قصاب کی بیوی کی دعوت تھی۔ بتایا کہ ایک دفعہ میں اتنا سخت بیمار ہو گئی کہ بچنے کی امید ہی منقطع ہو گئی۔ آپ نے عالم رؤیا میں آکر مجھ کو اطمینان دلایا کہ مت گھبراؤ تیری ہنوز زندگی باقی ہے اور ابھی شفا ہو جائے گی۔

صبح کو آثارِ شفا نمودار ہونے لگے اور میں نے اپنے خاوند کو یہ سارا ماجرا سنایا۔

کراماتِ فضلیہ:

قاضی عبدالمجید نے حالتِ جذبہ میں چند فضائل اور کرامتیں حضرت غوث الثقلین محبوب رحمان ھادی دوران قبلہ عالم کی بیان کیں۔ علی راس الاجلاس عیاں با طلاقت لسان بولا کہ محمد بخش کی اونٹنی سخت لاغر اور دمِ واپسین میں پڑی ہوئی تھی۔ وہ بیچارہ متحیر ہو کر شفا کیلئے دعا کا طالب ہوا۔ آپ اس حیوان درماندہ پر جا کر کھڑے ہوئے اور پڑھ کر دم فرمایا۔ فوراً از سر نو زندگی پا کر تندرست چار پاؤں پر کھڑی ہو گئی۔ دوست اور دشمن یہ کرامت دیکھ رہے تھے۔ اب اہلذکر کے معاندین اور مناقشین کہتے ہیں یہ شخص ایمان چھیننے کیلئے آیا ہے اور یہ ساحر ہے۔

حضرت محبوب ذالمنن غوث الزمن (پیر قریشی) نے قاضی کی تقریر سُن کر فرمایا حضرت عیسیٰ مسیح روح اللہ علیہ اب چوتھے آسمان پر موجود ہے۔ لوگوں نے ان کو ہی نہیں چھوڑا، ان کو شہید کر کے کشمیر میں مدفون کر ڈالا ہے۔

خاص لوگوں سے بازپرس زیادہ ہوگی:

خاوند بخش اور محمد بخش اور عبدالرحیم مسجد شریف کی چٹائی سے ایک خس توڑ کر ہاتھ میں ملتے تھے اور توڑتے تھے۔ حضرت غوث الزماں کی بات پر بھی متوجہ تھے۔ فرمایا ابھی دل میں خیال آیا ہے کہ شیطان نے ان کو ایک کھیل میں مصروف کر رکھا ہے۔ قیامت کے دن ان باریک باتوں کی پوچھ گچھ ہو گی اور خاص لوگوں سے تو زیادہ بازپرس ہو گی۔

واعظوں کے ساتھ شیطان کی شرارت:

فرمایا ایک مولوی واعظ کو میں نے کہا وعظ کرتے ہوئے سر کو ہلانا اور ہاتھوں کو اِدھر اُدھر کرنا اور چالش گری کرنا اس کا کیا مقصود ہے؟ بس یہ ساری حرکت شیطانی ہے اگرچہ وعظ کرتے ہو لیکن وہ خناس اپنا حصہ لے لیتا ہے اور تم کو اس کی باریک چال کا پتہ نہیں لگتا۔

نماز میں ہلنا:

ایک مولوی نماز پڑھتا تھا تو عادتاً ہلتا تھا۔ میں نے اس کو کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ۝ (الصف) (گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔)

ہلنے سے کیا مقصد ہے؟ سن کر چپ ہو گیا۔

قبل ازیں عطاء اللہ شاہ صاحب نہایت فصاحت وضاحت سے وعظ فرما چکے تھے۔ آپ نے فرمایا جس وقت شاہ صاحب وعظ کر رہے تھے ان لوگوں کو ابلیس چٹائی کے خس ہاتھ میں لیکر لعب میں مشغول کر رکھا تھا تاکہ دل کا خلوص ختم ہو جائے۔

گداگر کسب نہ کر سکا:

فرمایا ہمارے علاقہ کا واقعہ ہے ایک شخص گداگری کرتا تھا۔ کسی کے شوق دلانے سے ایک سے کسب سیکھنا شروع کیا۔ پہلے دن ہاتھ کپڑا بُنا، دوسرے دن دو ہاتھ بُنا، تیسرے دن ایک ہاتھ بُنا چوتھے دن اس ہنر سے توبہ کر لی۔

محفہ پر سواری نہ کی:

آپ کی طبع مبارک قدرے علیل تھی۔ ڈھرکی والی جماعت نے اتفاق کیا کہ حضرت غوث الزماں کو روانگی کے وقت اسٹیشن تک محفہ میں لے جائیں گے اور

آئندہ کیلئے بھی اسی طرح کیا کرینگے۔ اِس کمترین نے محفہ کی ایجاد کرنے کی تدبیر کا عرض کیا کہ کل حضور کو محفہ میں بِٹھا کر لے جائیں گے۔ فرمایا میرا پیر فرماتا تھا کہ آدمی پر آدمی سوار کرنا ممنوع اور ناروا ہے۔ جس وقت میں نے اپنے پیر کا ہاتھ پکڑا اس وقت سے لیکر اب تک مجھے حضرت خضر علیہ السلام کی حاجت نہیں رہی کیونکہ جو فیض ان کے پاس ہے وہی میرے پیر کے پاس ہے۔ پیر کا اتباع کرنا اعلیٰ نعمت ہے۔ شیخ کامل کا کام اُلٹا بہر حال حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔[1]

عارفوں کا کلام ذی اثر ہوتا ہے:

فرمایا ایک بزرگ نے ایک مولوی کو مشکل کشائی کے لیئے وظیفہ فرمایا کہ "یا گپھور" پڑھ لیا کر۔ وہ بیچارہ حقیقت کی نا رسائی کے سبب اس کو صحیح کرکے "یا غفور" پڑھتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد شیخ کی خدمت میں اپنی بے بسی کی شکایت کی۔ بزرگ نے فرمایا تم کس طرح پڑھتے تھے؟ عرض کیا "یا غفور"۔ فرمایا نہیں نہیں "یا گپھور" پڑھتے رہا کر۔ جب حسب الارشاد پڑھنا شروع کیا تو اس کا کام ہو گیا۔

شیخِ کامل سے گناہ کا صدور:

فرمایا شیخ کامل سے اگر کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ ہو جائے تو اس میں ضرور کوئی نہ کوئی مصلحت چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ فرمایا عیب سے کوئی بشر خالی نہیں ہے۔ عورت اگرچہ بڑی شکیلہ اور جمیلہ کیوں نہ ہو اور بڑی محبت والی مطیعہ فرمان ہو

---

[1] وہ چار آدمیوں کے کندھوں پر اٹھائی جانے والی ڈولی جس میں آدمی کے بیٹھنے کی جگہ ہو اس کو محفہ کہتے ہیں۔ پچھلے دور کے مشائخ اکثر و بیشتر محافوں میں سوار ہوتے تھے جس کو مخلص مرید کندھوں پر اٹھا کر چلتے تھے۔ حضرت قریشی کریم نے محفہ پر سوار ہونے سے انکار کیا، کیوں کہ ان کے مشائخ کا اس طرح کا معمول نہ تھا۔

پھر بھی اس کو حیض کا خون ضرور آتا ہوگا۔ بتاؤ وہ کون سی عورت ہے جسے حیض کا خون نہیں آتا ہو؟ اگر وہ ہوگی تو عقیمہ (بھاج) ہوگی جو بچہ جننے سے محروم ہوگی۔

شیخ کامل کے سہو میں بھی فائدہ ہوتا ہے اور طالب صادق الایقان وہ ہے جو تقلید شیخ سے انحرافی نہ کرے۔ میرے خیال میں تو یوں ہے کہ اگر طالب پیر کامل کے کسی کام میں بقدر حبّہ خردل دل میں خطرہ ڈالے تو احتمال ہے اس کو لغزش آجائے گی اور اصلی مقام سے گر جائے گا۔

انشاء اللہ نہ کہنے کی سزا:

میاں عبدالقادر ڈریسل بتی کو سارا دن بناتا رہا ٹھیک نہ کر سکا۔ آپ نے فرمایا اِس نے کہا تھا کہ ابھی ضرور بناؤں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ نہیں کہا، اسلئے کامیاب نہ ہوا۔ وہ بیچارہ اسی وقت متنبہ ہو کر آدھی رات تک بناتا رہا اور تیار کر لی۔ اس ڈریسل بتی میں پانی جلتا ہے۔

حضرت حافظ صاحب بھرچونڈی والے:

فرمایا آجکل پیروں میں فیض مفقود ہوگیا ہے۔ یہاں ایک حضرت بھرچونڈی شریف والے حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (بڑے فیاض) ہو گذرے ہیں۔ عنفوانِ شباب میں میں بہت تیز چلتا تھا۔ جمعہ کے روز گھوٹکی سے چلکر جمعہ بھرچونڈی شریف میں پڑھا اور جبہ مبارک کی زیارت کرکے یہاں سے روانہ ہوا۔ تین چار میل مسافت کاٹ کر آگے جا ٹھہرا۔

المجلس السابع والثلاثون

سینتیسویں مجلس

سید اور بلوچ کی دوستی:

صبح کو بیل گاڑی پر سوار ہو کر اسٹیشن کی سمت روانہ ہوئے۔ فرمایا ایک سید اور بلوچ کی آپس میں بڑی یگانگت اور دوستی تھی۔ ایک دن سید نے بلوچ کو کہا کہ میرا دل یوں چاہتا ہے کہ آپس میں قومیت بدل دیں۔ تُو سید بن جا اور میں بلوچ بن جاؤں۔ بلوچ نے کہا نہیں مجھے یہ قومیت کا تبدیل کرنا منظور نہیں۔ تمہاری ذات سیدوں کی بہت رونے والی اور نوحہ گر ذات ہے۔ تمہارا ایک سید کربلا میں مارا گیا، تیرہ سو صدیاں گذر چکی ہیں اب تک ان کیلئے روتے ہو، چپ ہی نہیں کرتے۔ ہمارے بیس بلوچ اگر مارے جائیں تو بس ایک دن رو کر چپ ہو جائیں گے۔ زیادہ سے زیادہ دو دن نہیں تو تین دنوں سے زیادہ تو کبھی ہو نہیں سکتا۔

ایک جعلی پیر کی چالبازی:

فرمایا ایک پیر کو مرید نے جو بہت غریب اور قلاش تھا نذرانہ نہ دیا۔ پیر نے کہا اچھا تو نذرانہ نہیں دیتا اب تُو دیکھ لینا اپنا تماشا۔ پھر اپنے خلیفہ کو بندوق کا بارود نکال دیا کہ کسی خفیہ طریقے سے ان کے چولہے کے نیچے دفن کردے۔ خلیفہ نے موقعہ دیکھ کر وہ بارود اُس مرید کے چولہے کے نیچے دفن کردیا۔ پیر تسلی کرکے رنجیدہ ہو کر یہاں سے چلدیا۔ جب گھر کی کسی بڑھیا نے کھانا پکانے کیلئے چولہا جلایا تو فوراً وہ بارود پھٹ پڑا اور اس جھونپڑے کو آگ لگ گئی۔ مرد اور عورتیں یہ دیکھ کر پیر کے پیچھے دوڑتے ہوئے آئے اور بڑی منت سماجت کرکے گھر لے آئے اور ایک طاقتور وتندرست بیل پیر کو نذرانہ میں دیا اور معافی طلب ہوئے۔

میں تو ادنی غلام ہوں پیران پیر کا:

مولوی نور حسن صاحب ایک دن وعظ کر رہے تھے اور وفور اور فرط محبت اور حسن عقیدت سے رک نہ سکا بولا اگر حضرت پیراں پیر محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ آج ہوتے تو ضرور میرے پیر کے پیروکار ہو جاتے۔آپ نے فرمایا لیکن میں تو حضرت پیراں پیر کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجھ پر اتنی مہربانی ہوتی ہے کہ: لا تعدو لا تحصیٰ (عدد وشمار سے زیادہ)

مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب نے عرض کیا کہ جب آپ حضرت پیراں پیر رحمۃ اللہ علیہ کو "غوث الاعظم" کے لقب سے بلاتے ہیں اس میں تو کوئی بھید ضرور ہوگا۔

اتفاقاً دو گاجر راستہ میں پڑی ہوئی تھیں، خلیفہ نور بخش صاحب وہاں سے گذرے تو اُٹھا کر تناول کردیں۔ اس وقت حضرت پیراں پیر دستگیر قدس سرہ

العزیز کا نزول ارواح ہوا۔ فرمایا مولوی نور بخش نے دو گاجر راستہ میں پڑی ہوئی کو اٹھا کر کھالیا ہے ان کو منع کرو کہ آئندہ ایسے فعل سے اجتناب کرے اور اتقاء سے یہ امر بالکل بعید ہے، خود نہ کھاتے کسی اور کو دے دیتے یہ بھی جائز تھا۔

نزولِ ارواح:

فرمایا ایک دن یہ عاجز سواری پر سوار ہو کر سفر میں جا رہا تھا تو فقیر الٰہی بخش فضل پور شریف والے پر حالت نزول ارواح کی ہو گئی۔ کہنے لگا قریشی جی ابھی یہاں سواری سے اترو۔ میں سن کر فوراً اتر پڑا۔ تو فرمایا میں صدیق اکبر ہوں اور فرمایا میں امیر عمر ہوں اور بولا میں عثمان غنی ذالنورین ہوں اور فرمایا علی المرتضٰی اسد اللہ الغالب ہوں اور فرمایا میں پیران پیر محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہوں۔ مجھے اپنی اپنی باری میں بہت پند اور نصائح فرمائے۔ حضرت دستگیر رحمۃ اللہ علیہ جس کا سبق کچا ہوتا تھا تازہ کرا دیتے تھے۔

ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے گوشت دے تو میں کھالوں۔ پھر ایک صوفی نے بکری کی ٹانگ میری طرف بھیج دی۔ میں نے مولوی نور محمد خلیفہ صاحب سے پوچھا اگر یہ گوشت کھالوں تو میرے لئے موافق ہے، حکماء کیا فرماتے ہیں؟ خلیفہ صاحب نے کہا نہیں کھانا، یہ صحت کیلئے مضر ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا تو آواز آنے لگی کھا گوشت کھا۔ یہ آواز حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کی تھی۔ میں نے حسب الارشاد کھالیا کچھ نہ ہوا۔ طبیبوں کو اختیار ملے تو آدمی کو بس بھوک سے مار ڈالیں اور کوئی چیز کھانے نہ دیں۔

پیر و مرشد کا حق:

فرمایا پیر کا حق کسی سے ادا نہیں ہو سکتا۔ ماں باپ، احباب و اقربا اور استاد سب سے برتر مرتبہ اور استحقاق زیادہ پیر رکھتا ہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے:

پیر شکنبہ ناپاک مرید راپاک ساختہ در و فیض بنهد

رسومات اور بدعات سے پرہیز کرو۔

فرمایا رسومات اور بدعات سے پرہیز کرو۔ پرانی عادتوں، غیر مشروعہ کو اور روش مروجہ کو چھوڑ دو۔ آج کے ایسے کم عقل لوگ ہیں کہ پیسے دے کر داڑھیاں منڈاتے اور کترواتے ہیں۔ گناہوں کو مول لیتے ہیں۔ ایک مثل مشہور ہے کہ چار داڑھی والے اکٹھے ہو کر جائیں تو ضرور اگلے شخص کو شرم آجائے گی اور مان لے گا۔ اُدھر تو یوں کہتے ہیں کہ داڑھی بڑے شان والی ہوتی ہے اور اِدھر تو منڈا کر کچرا کنڈی میں پھینک دیتے ہیں اور اُس کے اوپر کتے پیشاب کرتے رہتے ہیں۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ شیطان بڑی مونچھوں سے کھیلتا ہے اور مونچھ کے بالوں میں اس کا ٹھکانہ ہوتا ہے۔ ہماری علاقہ میں ایک دریا پہاڑ کے ساتھ مل کر بہتا ہے اور بڑا تیز اور مہلک نظر آتا ہے۔ اس دریاء کا نام "اٹک" ہے۔ وہاں سے کشتی بڑے خطرہ سے تیرتی ہے۔ وہاں کے لوگوں میں یہ مثال مشہور ہے جو لیئم آدمی ہوتے ہیں مہمان کو بولتے ہیں بابا جی روٹی تیار ہے اور ڈگّا بھی تیار ہے۔ ڈگّا کہتے ہیں کشتی کو اگر روٹی کھائے تو کشتی سے چوک جائے اور چلا جائے تو بھوکا رہ جائے۔

فرمایا لوگ کتنے کم عقل ہیں کہ ختنہ کیلئے مال اسباب خرچ کرتے ہیں مدت العمر اسی اسراف کے سبب مقروض رہ جاتے ہیں۔ اِدھر اُدھر دعوت دے کر

شیطانی رسومات کو پورا کرتے ہیں۔ بتاؤ ختنہ بھی سنت ہے تو بغلوں کے بال کاٹنا بھی سنت ہیں اور زیر ناف کے بال کاٹنا بھی سنت ہے تو ان دونوں سنتوں کی ادائگی وقت اِدھر اُدھر دعوت کیوں نہیں دیتے۔ ایک سنت کو ادا کرنے میں تو بڑا مجمع کرایا اور باقی سنتوں کو بس چپ چاپ کرلیا!!!

اچھوں سے اچھائی اور بروں سے برائی ہوتی ہے:

زنبور کی مثال: فرمایا ایک شخص کے گھر میں زنبوروں کا گھونسلا تھا۔ مشعل اُٹھا کر اسے جلانے کا ارادہ کیا۔ ان کی بیوی دیکھ کر بولی ہائے ہائے ان بیچاروں کو کیوں جلا وطن کرتا ہے اور کیوں جلاتا ہے؟ وہ شخص بیوی کا کہنا مان کر چپ ہو گیا۔ ایک دن اس بیوی کو زنبور چمٹ گئے۔ فریاد فغان کرتی رہی اور کہتی رہی ہائے ہائے جلا جلا ابھی جلا۔ بروں کے ساتھ جو بھلائی کرے اِس طرح ہے کہ نیکوں کے ساتھ برائی کر رہا ہے۔

بھیڑیا کی مثال: بکریوں کے ایک چرواہے نے بھیڑیا کا بچہ پالا اور وہ بکریوں کے ساتھ چراگاہ میں آتا جاتا تھا۔ ایک دن چھوٹا ننھا بزغالہ مار کر دوڑا تو شبان بولا ارے بے وفا تو کہاں بھاگا جاتا ہے۔ میں نے بچپن سے تیری پرورش نہ کی تھی؟ اس بھیڑیا نے کہا ارے بیوقوف تم کو کسی نے بتایا نہیں تھا کہ یہ بھیڑیا کا بچہ ہے۔

بچھو اور کچھوے کی تمثیل: ایک بچھو اور کچھوے کی آپس میں بہت مودت اور محبت تھی۔ کچھوے کا ارادہ ہوا کہ ایک غدیر سے نکل کر دوسرے میں چلی جاؤں۔ بچھو سن کر سخت آشفتہ ہوا کہ تیری فرقت میں کس طرح زندگانی کر سکتا ہوں۔ آخر الامر بچھو اس کی پیٹھ پر سوار ہو گیا۔

کچھوے نے بڑے عمیق پانی پر پیٹھ کو باہر نکال کر عبور کرنا شروع کیا۔ بچھو بدنیت نے اپنی خباثت دکھائی اور کچھوے کو ڈسنا شروع کر دیا اور اس کی پیٹھ پر نشتر نیش سے زور لگا کر ٹھک ٹھک کرنے لگا۔ کچھوے نے کہا یہ کیا کر رہے ہو؟ بچھو نے کہا میں ڈستا ہوں اور مجبور ہوں کہ یہ میری عادت ہے۔ تو کچھوے نے کہا اچھا مجھے بھی معاف کرنا میری بھی عادت ہے غوطہ مارنے کی۔ فوراً غوطہ لگا دیا اور بولا چل جا کراچی۔

کونج اور کچھوے کی عجیب مثال: فرمایا دو دریائی مرغ جس کو کونج بولتے ہیں اور ایک سنگ پشت (کچھوے) کی آپس میں بڑی موانست اور مرافقت تھی۔ کونجوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ سفر کا ہے۔ اب ہمارا الوداع ہے۔ سنگ پشت نے کہا کہ تمہارے سوا میرا جینا عبث ہے اور فرقت کے اندیشہ میں رو دیا۔ تو انہوں نے متدبر ہو کر یہ تجویز نکالی کہ ایک لکڑی کو اپنے پاؤں کے پنجوں سے دونوں مضبوطی سے پکڑیں اور دوسری طرف سے یہ سنگ پشت اس لکڑی کو مونہہ سے پکڑے تو اسے ہوا میں اڑا کر اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ آخر اُس کو اِسی ترکیب کے مطابق ہوا میں اڑانا شروع کیا۔ جب ایک گاؤں کے اوپر گذرے تو گاؤں کے لڑکوں نے دیکھ کر کہا دیکھو کچھوا ہوا میں کیسا لٹکا ہوا جا رہا ہے۔ کچھوا جو کہ آزادانہ مزاج تھا، اس طعنہ کو برداشت کر نہیں پایا اور اشتعال میں آ کر بولا تم کیوں اِس حسرت میں جلتے ہو۔ بات کرنے سے اس کا مونہہ لکڑی سے چھوٹ گیا اور وہ نیچے لڑکوں پر آ گرا۔ لڑکوں نے اس کو ڈنڈے مار مار کر مار ڈالا۔

مرشد کی نگاہ میں سب مرید برابر ہوتے ہیں:
فرمایا سارے مرید مجھ کو برابر ہیں۔ کسی میں فرق نہیں کرتا۔

ایسے نظر آتے ہیں جیسے کہ میرے سر کے بال ہیں، جس بال کو کھینچو تو مجھے درد کا احساس ہوگا۔ اسی طرح آپس میں محبت اور یگانگت رکھو۔ آپس میں مفارقت پیدا نہ کرو۔

حضرت بلا شاہ اور اس کا والد گرامی:

فرمایا حضرت بلا شاہ صاحب کا والد جذبہ کا سخت مخالف تھا۔ ایک دن شاہ صاحب جذبہ میں ناچ رہا تھا تو آپ کے باپ ہاتھ میں بڑی تسبی لے کر آرہا تھا، دیکھ کر فرمایا:

لو کیندیاں جھپالیاں تے بابے دا جھپال،

ساری مدت لکڑ ماری کوئی نہ کھتا وال،

چیٹاں ایں چھٹیندا یار چیٹاں ایں چھٹیندا یار۔

اس میں ان کو توجہ جو ملی وہ بھی تسبی توڑ کر مست ہوگیا اور چیٹاں چھڑنے لگ گیا۔

قریشی کریم نے پیر مٹھا کی طرف جماعت کو متوجہ کیا:

کسی نے عرض کیا آپ کئی دن یہاں قیام فرماؤ تو انشاء اللہ تعالیٰ مخلوق کو بہت فائدہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں اِس کمترین (پیر مٹھا سائیں) کے نام فرمایا اِس کو لیجاؤ اِس کے پاس بہت نعمت ہے جتنی مرضی ہو لوٹ لو۔

المجلس الثامن والثلاثون

اٹھ تیسویں مجلس

ماہ رجب ۱۳۵۱ھ میں حضرت غوث الزماں کی خدمت اقدس میں مسکین پور شریف پہنچا۔ رات کو مسجد شریف میں بات چلی۔

جُلاہے کی عقل

فرمایا ایک جلاہے نے گیہوں میں جو کو دیکھا اور پکار کر ندا کی کہ ابھی گیہوں میں میں نے چور کو پکڑا ہے۔ آخر اسی جو کو (کپڑے) بُننے کی جگہ سر پر لٹکا دیا اور بولا میں نے چور کو پھانسی چڑھا دیا ہے۔ یہ بات مشتہر ہو گئی اور بادشاہ تک پہنچی۔ اس نے استفسار کیا اور تحقیق کے لیئے پولیس کو بھیجا۔ معلوم ہوا کہ جو لٹکا ہوا ہے وہ چور نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہاہا۔ جُلاہوں کی بات چلی اور جلاہوں کے بڑے میر اور مہتر حاجی صاحب موجود بیٹھے ہیں وہ بھی سن رہے ہیں۔

خیر کوئی ڈر نہیں حاجی صاحب تو ذات کا کینرا ہے۔

اُس وقت حاجی صاحب غلام محمد لانگری کے موضع "شادی کچھالا" کا نمبردار موجود تھا۔ حاجی صاحب نے عرض کیا حضرت نمبرداریوں کہے گا کہ حاجی کی پیر مذمت کر رہا ہے۔ شادی بولا حاجی صاحب حضور کا اس بات کے کرنے میں کچھ اور مطلب ہے۔ آپ کا وہم وہاں تک شاید نہیں پہنچا۔

المجلس التاسع والثلاثون

انتالیسویں مجلس

حافظ محمد موسیٰ جلالپوری کی دعوت پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بتاریخ ۲۷ رجب شریف ۱۳۵۵ھ بمقام خلیفہ صاحب حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب جلالپور والا میں حضرت محبوب مرشد غوث الزمان قبلہ عالم تشریف آور ہوئے تھے اور اہل الذکر کا بڑا اجتماع تھا اور حضرات خلفاء کرام میں سے اکثر موجود تھے۔[1]

---

[1] اصل مسودے میں یہاں سے جو مجالس شروع ہو رہی ہیں، ان کی عبارات بلکل دقیق ہیں، اور پانی لگنے کی وجہ سے بعض سطور پڑھی نہیں جاسکتیں۔ مجالس کے اختتام پر ان ہی مجالس میں سے ہر مجلس کو "المقبوس" کے عنوان سے خود حضرت نے سہل کر کے لکھا ہے۔ ان مقبوسات میں کچھ الفاظ کا تغیر و تبدل بھی ہے۔ اور الفاظ اور القاب کو بدلا بھی کیا گیا ہے۔ ہم نے اصل مسودے سے ہی لکھا ہے، مگر مٹی ہوئی سطور کو مقبوسات سے لکھا ہے۔

کافر مسلمان ہوگئے:

خلیفہ مولانا مولوی عبدالغفور صاحب مہاجر مدنی نے خدمت اقدس حضرت غوث الزمن محبوب ذوالمنن میں عرض کیا کہ آپ کے خلفاء کرام میں سے ایک نے ببرکت ویُمن ذکر ایک گاؤں کے غیر مسلموں کو مسلمان کیا ہے۔ آپ نے سن کر فرمایا مولوی صاحب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسم ذات میں بہت اثر رکھا ہے۔ اکثر دیکھتا رہتا ہوں کہ جاہل لوگ اور بالکل ان پڑھ بیعت ہوتے ہیں تو جاتے وقت اس عاجز کی طرف پیٹھ نہیں کرتے۔ اتنا قدر ادب ان کے دلوں میں آجاتا ہے۔ پھر یہ ادب کیوں نہ ہو کہ یہ سلسلہ متبرکہ وہ مبارک اور پُر فیوض ہے کہ حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں اندراج النہایۃ فی البدایۃ

(اور سلاسل کی انتہا اس سلسلے کی ابتدا میں رکھا دی گئی ہے)

وہ اس سلسلے کی شان ہے۔ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے دوسرے سلسلہ والا مبتدی جو مر جاتا ہے ناکام رہ جاتا ہے اور اِس سلسلہ نقشبندیہ کا مبتدی ناکام نہیں ہوتا کیونکہ (ذکرِ) قلب تواِس کو حاصل ہے۔

ظاہری اور باطنی علم پڑھایا کرو:

خلیفہ مولوی عبدالغفور کو فرمایا مولوی صاحب ! ظاہری علم پڑھایا کرو اور باطنی تعلیم بھی دیا کرو۔

اللہ پر توکل کرو:

فرمایا: وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ [المائدۃ: 23]

(اور اللہ پر بھروسا رکھو اگر تم مؤمن ہو)

دیکھو کیسا لفظ ہے۔ کوئی توکل کرکے تو دیکھے دنیا خود ہی اس کے پیچھے ہو گی۔

دین کا کام اللہ کا احسان سمجھو:

منت منہ کہ خدمتِ سلطان ہمے کنی

منت شناس ازوکہ بخدمت بداشتت

(یہ احسان مت جتا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے، احسان تو اس کا ہے کہ اس نے تجھے خدمت پر مامور کیا ہے)

اتباعِ سنت ہی ولایت ہے:

فرمایا میں شریعت کے کاموں پر رضامند اور خوشنود ہوں۔ اور میرا وہی اعتقاد ہے جو حضرت غوث بھاؤالدین ذکریا ملتانی کا تھا۔

کسی نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص پانی پر چلا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا ہوا پانی پر تو سینسار تیرتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ ایک شخص آٹھ پان میں پورے ملک کی سیر کرلیتا ہے۔ فرمایا کیا ہوا یہ تو شیطان بھی کر سکتا ہے۔ عرض کیا گیا پھر آپ ولی اللہ کس کو کہتے ہیں؟ سائل چونکہ گھبرایا ہوا تھا باوجود اتنی جلیل القدر کرامتوں کے آپ نے نفی فرمائی اور یوں جواب دیا کہ جو شریعت پر عمل کرے میرے نزدیک وہ شخص ولی اللہ کامل ہے۔ بغیر اور بدون اتباع سنت کے جس سے ایسے افعال ظاہر ہوں اس کو استدارج کہا جاتا ہے نہ کہ کرامت۔ بجز تابعداری سنت اور اطاعت شریعت یہ بنگال کا تماشا تصور کیا جائے گا۔

اولاد اللہ ہی دیتا ہے:

فرمایا ایک رسمی پیر نے اپنی مریدنی کو کہا کہ تم کو لڑکا ہو گا یا لڑکی۔

اِن دونوں میں سے ایک ضرور ہو گا۔ اگر لڑکا پیدا ہوتا تو پیر کہتا کہ کہا نہیں تھا کہ لڑکا ہی جنے گا اور اگر لڑکی پیدا ہوتی تو یوں کہتا کہ میں نے تو کہا تھا کہ تجھے ضرور لڑکی ہو گی۔ دیکھو پیر کی خود اولاد نہیں ہے، وہ لاولد ہے پھر وہ کیا کر سکتا ہے! آپ نے فرمایا جو کچھ سمجھو اللہ تعالیٰ کو سمجھو وہ خدا توانا (قوتوں والا) بیمثل اکبر ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا (آل عمران:۱۰۳)

(اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔)

جو اس حبل المتین کو جو چھوڑ کر دوسری طرف بھاگے گا وہ ضرور گمراہ ہو جائے گا۔

پیر اور مریدوں کی مثال:

فرمایا خلیفہ مولوی خدا بخش صاحب نے مراقبہ میں دیکھا کہ:

ایک مرغی اپنے پروں کو پھیلاتی ہے اور ان کے گرواگرد چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، ان کو دانے چگاتی ہے اور جو کوئی پرندہ ہوا میں اڑتا ہوا دیکھتی ہے تو ایک آواز کرتی ہے کہ سارے بچے اکٹھے ہو جاتے ہیں اور سب کو اپنے دونوں پروں کے نیچے چھپا دیتی ہے۔ میں نے سُن کر کہا اس مرغی سے مراد پیر ہے اور بچوں سے مراد مرید ہیں۔ پیر مریدوں کو شریعت کے پروں میں چھپا دیتا ہے اور جو خلاف کرتا ہے:

من شَذَّ شَذَّ فی النار [1] (جو جماعت سے جدا ہوا وہ جہنم میں جا گرا)

---

[1] أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا يَجْمَعُ اللهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا. وَيَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ هٰكَذَا. فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ. فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ. المستدرك 405 (116/1)

السنة لابن أبي عاصم (39/1)

الفردوس بمأثور الخطاب (258/5)

دل کی صفائی:

فرمایا مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس قصہ کو بیان فرمایا ہے کہ رومیوں اور چینیوں کا دربارہ صنعت اور دستکاری مکابرہ ہوا۔ چینیوں نے ایک باغ تیار کیا، جس کے پھل پھول دیکھ کر ہوا میں پرندے اڑنا بھول جاتے تھے۔ ان کے مقابلہ میں رومیوں نے ایک شیشہ نہایت مصفیٰ اور مجلیٰ تیار کیا اور وہ منقش باغیچہ، اس شیشہ میں بعینہٖ معکوس ہوگیا۔

در حقیقت دان کہ دل جامیست جم
می نماید در نظر او بیش و کم

دل کو شیشہ بنا کے خدا کو دیکھ اور خدا تعالیٰ کے اسرار ولی اللہ دیکھ سکتا ہے۔

اپنے ہاتھوں سے خیرات کرنا:

فرمایا خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے ہاتھ سے خرچ کرتے ہیں۔
یہ کیا غلط فہمی ہے کہ میرے پیچھے خرچ کرنا؟ حیف ہے اس تیری نافہمی پر۔ ارے خدا کے بندے آج وقت ہے دل کی ہمت کو سخاوت میں بڑھاؤ اور خدا کے راستہ میں دنیا کو اڑاؤ۔ ایک مثل ہندی میں مشہور ہے:

"ہاتھ کا گِندوڑا اور پیچھے کا گھوڑا۔"

فعلِ عبث سے بچو:

فرمایا میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک بزرگ اپنے خادم کے ساتھ سیر کیلئے دریا پر گیا۔ خادم نے سبز گھاس کا ایک پتہ توڑ کر ہاتھ میں رگڑ کر پھینک دیا۔ شیخ نے فرمایا تو نے اس سبز پتے کو جو ذکر کرتا ہے بے ضرورت توڑا،

دوسرا اس سے ہاتھ میں لیکر کھیل کیا۔

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک خادم نے پتہ توڑ کر ہاتھ میں مل کر پھینک دیا۔ آپ نے غصہ میں آکر فرمایا ارے بے ادب میرے سامنے مت بیٹھ، ابھی نکل جا۔ وہ شخص مجذوب ہوگیا۔

المجلس الاربعون

چالیسویں مجلس

خوبصورت مسجد:

فرمایا میں نے ایک علاقہ میں مسجد دیکھی ہے، جسے چینی کی اینٹیں لگی ہوئی ہیں۔ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ۔ [1] (بیشک اللہ حسین ہے اور حسن کو پسند کرتا ہے)

لعلاں والی مسجد:

فرمایا بیت المقدس میں ایک لعلاں والی مسجد مشہور ہے۔ جس شخص نے اس مسجد کو تعمیر کرایا ہے، ایک لعل اس مسجد میں دفن کرا دیا ہے اور وصیت فرمائی ہے

---

[1] صحيح مسلم (1/65) مسند أحمد بن حنبل (1/399) مسند أبي يعلى (2/320) مستخرج أبي عوانة (1/44)

کی جس وقت یہ مسجد شریف کہنہ اور دیرینہ ہو جائے تو لعل نکال کر اس مسجد شریف کو نئے سرے سے تعمیر کرانا۔

تعمیرِ مسجد کا صلہ: فرمایا حدیث شریف میں ہے:

مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ [1]

(جس نے اللہ کی خاطر مسجد بنائی اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے)

اور حدیث شریف میں ہے کہ:

مسجد بناؤ اگرچہ چڑیا کے گھونسلے جتنی ہو۔ [2]

فرمایا مسکین پور شریف کی مسجد شریف کی کچی اینٹیں پانی میں ڈوب گئیں۔ فقیروں سے اِس عاجز نے کہا خبردار مت گھبراؤ۔ اللہ تعالیٰ کچی اینٹیں لے لیں ہیں تو ان کے عیوض پکی اینٹیں دیدے گا۔

دیدار الاہی جنت میں ہوگا:

فرمایا حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب جنت میں دیدار کی دیر ہو گی تو عاشق نعرہ اور فریاد و فغان کریں گے اور یوں کہیں گے کہ دیدار میں کیوں اتنی دیر ہو گئی ہے کیا بہشت سے ہم کو بہلاتا ہے۔

---

[1] السنن الکبری للبیهقي (167/6) اور صحیح بخاری اور مسلم میں یہ روایت ان الفاظ میں وارد ہوئی ہے:
مَنْ بَنَى مَسْجِدًا قَالَ بُكَيْرٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ.
صحیح البخاري (122/1) صحیح مسلم (68/2)

[2] مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ, كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ, أَوْ أَصْغَرَ, بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. سنن ابن ماجة (475/1)

مولوی کا مشورہ:

فرمایا ایک مولوی نے مجھے مشورہ دیا کہ تین تین سو روپیہ جمع کر کے ایک گاڑی خریدیں۔ پہلے تمام متبرکہ مقامات کی زیارت کریں پھر حج شریف کر کے واپس آجائیں اور گاڑی کو بیچ دیں۔

آدابِ مساجد:

فرمایا مسجد میں غیبت، ذم اور شتم، اور فضول کلام کرنا بڑا شدید جرم ہے۔ قیامت کے دن سخت ندامت ہوگی اور اعمال نامے ہاتھوں میں ملیں گے۔ ناخواندہ آدمی وہاں خوانندہ ہو جائے گا اور پڑھ کر کہے گا:

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً (الکہف:٤٩)

(اس اعمال نامہ کو کیا ہوا ہے اس نے نہ کوئی چھوٹی (بات) چھوڑی ہے اور نہ کوئی بڑی (بات)۔

پہلے تولو پھر بولو:

ایک مولوی نے اپنے بیٹے کو کہا بابو ادھر آ! وہ بولا جی بابو۔ میں نے کہا مولوی صاحب یہ کیسی لغو ہے؟ بابو کے لفظ کا اُس پر اطلاق آتا ہے جو والد ہو۔ آپ نے بابو کہا اور بیٹے نے بھی بابو کہا؟ تو مولوی صاحب نے کہا جی ایسا ہی رواج ہے۔

فرمایا ایک شخص نے مجھے بلایا میں نے کہا جی، وہ بولا "کھیر پی"۔ میں نے ہاتھ پھیلا کر کہا دے بھلا، وہ بڑا شرمندہ ہوا۔

فرمایا میں اکثر اس دوگنا کلام سے منع کرتا رہتا ہوں یہ کلام فضول اور لغو سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ روٹی دھوٹی اور پانی دھانی۔ کھیر دھیر۔

ایک موقعہ پر جب میں نے اس او گنہ اور مرادف کلام سے روکا، تو ایک مولوی بولا جی یہ تحسینِ کلام کیلئے بولا جاتا ہے۔ میں نے کہا یہ کوئی عربی کلام ہے؟!

کچھ مولوی:

فرمایا کچھ مولوی صاحب اللہ کے بندے بڑے آزاد منش ہوا کرتے ہیں۔ ایک شخص کو میں نے کانوں سے مرکیاں اتارنے کو کہا تو ایک مولوی وہاں موجود تھا، کہا جی اتار لے گا۔ میں جو موقعہ مناسبت سے کوئی آیت شریف پڑھتا تھا تو مولوی صاحب سن کر وہ بھی پڑھنے لگ جاتا تھا۔ میں نے کہا مولوی صاحب یہ آیت ابھی آپ کو یاد آ گئی ہے یا کہ پہلے سے یاد تھی؟ مطلب یہ تھا کہ کوئی سن کر جانے کہ یہ بھی مولوی صاحب ہے۔

روپیوں کے رکھنے کی مناسب جگہ:

فرمایا ایک دن تین روپے اپنے سر کے صافہ میں باندھ رہا تھا تو اتنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اِن سے اتنی محبت! اب اس کو صافہ سے کھول کر اسے ازار کی ٹیبک سے باندھو۔ اس کی وہاں جگہ نزدیک ہے۔ کھول کر میں نے دیکھا تو روپیوں پر عورت کی تصویر تھی۔

کیا ختم شریف کا کھانا کوئی خود کھا سکتاہے؟

ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ ارواح کی روٹی دینے والا خود ہی کھائے تو جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کسی عالم سے پوچھو۔ حافظ خلیفہ صاحب بہاولپوری نے عرض کیا حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہزارہا اقسام اور انواع کے کھانے تیار کرائے۔ اور دل میں خیال کیا کہ اتنا خرچ کسی نے نہ کیا ہوگا۔

بس فوراً یوں ندا آئی کہ فرید الدین گنج شکر نے تم سے زیادہ خرچ کیا ہے۔ جب کچھ عرصہ کے بعد دونوں حضرات کی آپس میں ملاقات ہوئی تو حضرت بہاؤالدین قدس سرہ نے خرچ کے متعلق دریافت فرمایا۔ حضرت فرید الدین گنج شکر قدس سرہ نے فرمایا کہ عرس کے دن جنگل میں جاکر لکڑیوں کی ایک گٹھڑی کندھوں پر اٹھا کر جنگل سے لایا اور اس کو بازر میں بیچ کر رقم لے لی اور اُسی رقم سے دکان سے بھونے ہوئے چنے خریدے۔ اور وہی چنے بقصد ارواح اور عرس کے ختم دے کر اہل عیال کو کھلائے اور خود بھی کھائے۔ حضرت حافظ صاحب نے بجواب سائل فرمایا: ہاں اگر ایسا آدمی ہو تو ان کیلئے جائز ہے خود کھا سکتا ہے۔

تصویر کی ظلمت:

فرمایا ایک دن حضرت شاہ غلام علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ تبرکات کی زیارت کر کے واپس تشریف لائے تو (ان کے مرشد) حضرت مظہر جان جانان شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آج (آپ میں) ظلمت معلوم ہوتی ہے دیکھیں تو تبرکات میں تصویر چُھپی ہوئی ہے۔

المجلس الحادی والاربعون

اکتالیسویں مجلس

بنسری سننا کیسا؟

صبح کی نماز کے بعد مولانا مولوی حاجی محمد عاقل صاحب جلالپوری بمعہ صاحبزادہ مولوی محمد احسن صاحب [1] زیارت کیلئے تشریف لائے اور مولانا ممدوح حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی محشیٔ مثنوی کے مرید ہیں۔

آپ نے فرمایا میرا ایک رفیق عالم تھا اور حج بیت اللہ کو گیا۔ حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب کی خدمت عرصہ کثیر رہا وہ کہتا ہے کہ ایک دن حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ :

---

[1] مقبوسات والے نے دوسرا نام مولوی غلام رسول پونٹوی کا لکھا ہے۔

یہاں ایک آدمی ہے جو بنسری بجاتا ہے اور اُس کی آواز میں بہت اثر رکھا ہوا ہے کہ سننے والا فوراً متاثر ہو جاتا ہے۔ اگر ارشاد ہو تو اس کو بلا لاؤں۔ آپ نے فرمایا بڑے علماء میرے معتقد ہیں ڈرتا ہوں کہ وہ بے اعتقاد ہو نہ جائیں۔ اور مولانا امداد اللہ صاحب حضرت مولانا روم کی اولاد میں سے ہیں واللہ علم بالصواب۔

دف کا سننا کیسا ہے؟

فرمایا جو دف کا سننا جائز کہتے ہیں اب اس کے ساتھ اور بہت بری بلائیں ملادی ہیں۔ جیسا جھمر، تاڑی، ناچ، نقل لاغبازی، سرنگی، ڈھول، نقارہ، مدھم، یکتاسُرنا وغیرہ شامل کردی ہے۔ اور اسی مزامیر کے سننے والے توحید وجودی والے کہلاتے ہیں۔ حضرت امام محمد بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا راستہ بالکل بند کردیا ہے اب تو فقط دھاڑ دھار ڈھول والی باقی رہ گئی ہے۔

لوگوں سے ان کے فہم کے مطابق بات کرو

فرمایا ایک شخص نے مجھ سے پوچھا توحید وجودی جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ ہاں البتہ بزرگ اور اہل اللہ لکھ تو گئے ہیں۔ فرمایا ایک مولوی وعظ کر رہا تھا ایک عبدیت ہے اور ایک معبودیت ہے۔ بھلا یہ وعظ جاہلوں کو کیا اثر کرے گا۔

ایک مولوی پڑھا رہا تھا کہ:

بیمار لیش کردہ چوں رشتہ دوک

یوں معنی کرکے سنایا کہ بیماری نے اس کو دھلگے اور ترکلے کی طرح کردیا۔

یہ نہ جانا کہ "رشتہ دوک" بیماری کا نام ہے۔

کرامت حضرت پیر قریشی:

مولوی کفایت اللہ صاحب مُدرس مدرسہ امینیہ دھلی جسے فرنگیوں نے تحریک بسلسلہ اعانت بھائیاں مظلومان کشمیر لاہور میں قید کر رکھا تھا۔

اس کا مکتوب بمعرفت حضرت خلیفہ محمد عبدالمالک صاحب جو ان کی خلاصی اور رِہائی کی دعا اور استمداد کے لئے لکھا تھا اسے مولوی خلیفہ محمد عبدالغفور مدنی لیکر خدمت عالیہ حضرت محبوب رب العالمین غوث الثقلین پیش کیا۔ آپ نے مضمون پڑھ کر اُس کے حق میں دعاء خیر فرمائی۔

مولوی خلیفہ صاحب محمد عبدالغفور نے عرض کیا کہ میں حضور سے مرخص ہو کر امید ہے کہ مولانا موصوف کی خدمت میں لاہور جاؤں گا۔ سن کر فرمایا مولوی صاحب آپ کے جانے تک قید سے چھوٹ جائے گا۔ آپ نے باالبداہتہ پیش گوئی فرمائی اور کرامت جلیلہ جزیلہ دکھلائی۔

مفتی کا بے ریش بیٹا:

فرمایا یہاں ایک جلسہ کے موقعہ پر کرم علی شاہ صاحب (کوٹلہ رحم شاہ والے) نے اِس عاجز کو بتایا کہ یہ مفتی کفایت اللہ صاحب کا فرزند ہے۔ دیکھا تو اس کی داڑھی بالکل منڈی ہوئی صفا پدھر تھی۔ میں نے کہا افسوس تو مفتی صاحب کا بیٹا ہو کر اس فعل ناصواب کا مرتکب ہوتا ہے اور تم لوگ عِلم میں عَلَم (کہلاتے) ہو۔ آئندہ اس کام ناجواز سے توبہ کر۔

خلیفہ مولوی عبدالغفور صاحب کو فرمایا کہ مفتی کفایت اللہ صاحب کو اس کے بیٹے کے بارے میں میری طرف سے یہی مضمون ادا کرنا۔

بوقتِ تلاوت اِدھر اُدھر تکنا نہیں چاہیے:

مولانا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب کو حضرت غوث الزمان نے مخاطب کر کے فرمایا بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے اخفاء اور چھپانے میں فائدہ ہوتا ہے۔

ایک دن میں قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا تو ایک طرف غلغلہ مچا۔ میں نے اس طرف تاک کر دیکھا تو حق سبحانہ وتعالی کی طرف سے ندا پہنچی کہ یہ باتیں جو تم کان لگائے سن رہے ہو یہ بھلا میرے کلام سے زیادہ اچھی ہیں؟ بس اسی دن سے مجھے نصیحت ہو گئی۔ (دورانِ تلاوت) کسی بھی طرف دیکھتا نہیں ہوں، بہت شرم آتی ہے۔ ہاں اگر دیکھنا پڑتا ہے تو قرآن شریف کو غلاف میں ڈھانپ کر پھر دیکھتا ہوں۔

لذتِ ایمان اور حلاوتِ اسلام:

اسی اثنا میں ایک شخص نے تجدید بیعت کی التماس کی، اس کو قبول فرمایا۔ فرمایا یہ عاجز جاہل ہے لیکن یوں معلوم ہوتا ہے جب تک رسومات اور بدعات کو نہ چھوڑا جائے اور اتباع سنت نہ کیا جائے تب تک اسلام اور ایمان کی لذت اور حلاوت سے بالکل محروم اور معزول رہا جائے گا۔

مستجاب الدعوات بننے کا نسخہ:

قاضی صاحب نے عرض کیا اگر بندہ حرام سے پرہیز کرے تو مستجاب الدعوات بن جاتا ہے۔ دیکھو اضطرار کی حالت میں گدھے کا گوشت کھانے کی تو اجازت ہے [1] مگر لوگوں کے مال چرانے اور غصب کرنے کی اجازت نہیں۔

---

[1] قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ [الأنعام : 145]

سوال کرنے کے بجائے ہنر سیکھنا چاہیے:

فرمایا آجکل ملائوں اور مولویوں اور پیروں کو در در سوال کرنے کی عادت پڑ گئی ہے، افسوس اگر یہ لوگ کوئی ہنر سیکھ لیتے ہنر اور کسب سیکھنے سے عار نہ کرتے تو کیا عجب ہوتا۔

فرمایا ایک عالم تھا اُس کے تین بیٹے تھے وہ تینوں عالم تھے لیکن مزدوری کرتے تھے اور مدرسہ بھی محض فی سبیل اللہ پڑھاتے تھے۔ ایک تو گدا ھا چراتا تھا اور گدھے بیچتا تھا اور گدھوں کا تاجر تھا۔ دوسرا کپاس کا پنجارہ تھا۔ روزانہ آدھا سیر باجرے کا لے آتا تھا اور اس طرح معاش کرتا تھا اور علم پڑھاتا تھا۔ آج تو مولویوں کا یہ حال ہے فلانہ کافر فلانہ مرتد ہے۔

ایک لقمے پر ساٹھ کاریگر:

فرمایا لکھا ہے ساٹھ کاریگر محنت کرتے ہیں تو ایک لقمہ تیار ہوتا ہے۔ بندہ تو بس نِگل جاتا ہے بلکہ دنیا میں ترقی ملتی ہے تو بجائے عجز کے بندہ اکڑتا ہے اور تکبر کرتا ہے۔

عبادات کا مغز عاجزی ہے:

فرمایا یوں خیال آتا ہے کہ تمام عبادت کا مغز عاجزی ہے۔ دربار معلیٰ باری تعالیٰ میں شاہ و گدا سب سر جھکاتے ہیں۔ دو سجدوں سے مراد عجز ہے۔

احرام کے وقت کفنی گلے میں ڈالتے ہیں اس سے مراد عجز ہے۔

روزہ رکھنے والے کے آگے ہزاروں کھانے رکھے جائیں لیکن وہ کھانے سے منہ بند رکھتا ہے اس سے مراد عجز ہے۔ شیطان یہی سبق پڑھاتا ہے کہ انسان کو غرور سے گراؤں۔ وہ ملعون خود جو غرور سے گرا تھا۔

اَبٰی وَ اسۡتَکۡبَرَ ٭ وَ کَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۳۴﴾ (البقرۃ)

(اس نے انکار اور تکبر کیا اور (نتیجۃً) کافروں میں سے ہو گیا۔)

اللہ والوں کا کلام بے سود نہیں ہوتا:

فرمایا ایک عالم کہتا ہے میں موسیٰ زئی شریف گیا تو افغانوں کا ایک جم غفیر حضرت صاحب کی خدمت میں موجود تھا۔ آپ کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ میرے دل میں بے اختیار خیال آیا کہ آپ ایسے کامل مرد ہو کر اتنے قدر مغز خراشی کرنے کا کیا فائدہ۔ آپ کو بڑا کشف تھا۔ مجھ کو تنہائی میں فرمایا مولوی جی میں یہ گفتگو فضول اور آوارہ نہیں کرتا رہا۔ یہ پٹھان میرے ماموں کے بیٹے ہیں۔ ان میں سے ایک شریعت (شرعی فیصلہ) چاہتا ہے اور دوسرا قانون۔ (کورٹ کا فیصلہ) اس لیے میں نے دونوں کے مابین اصلاح کرائی ہے۔

سلسلہ نقشبدیہ خالدیہ:

قاضی صاحب نے عرض کیا مولوی محمد مظہر بڑے کامل تھے۔ آپ نے فرمایا وہ حضرت، حضرت احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے اور آپ حرمین شریفین میں رہتے تھے۔ فرمایا حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خلیفہ تھا اس کا نام خالد تھا اس نے اس طریقہ کو اتنا وسیع کیا کہ اس طریقہ کا نام "نقشبندیہ خالدیہ" ہو گیا۔

صاحبانِ ارشاد گوشہ نشین نہیں رہ سکتے:

فرمایا حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ دروازہ بند کر کے تیرہ دن اندر کنج نشین رہ گئے اور قصد یہ تھی کہ بس اندر ہی فوت ہو جاؤں گا اور اسی طرح تالا لگا رہے گا۔ تو ایک شخص نے ایک روپیہ اندر کی طرف گرا دیا۔

آپ نے اسی حرکت کو دیکھتے ہی دل میں خیال فرمایا کہ اب بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو بہت لوگوں کو فائدہ ہوا۔

حضرت سعید احمد رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ گئے زائرین کا بڑا ہجوم اور اژدحام ہو گیا۔ آپ کسی بھی طرح دروازہ کھولنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔ کسی نے باہر سے کہا علماء کرام اور دیگر زائرین آپ کے انتظارِ دیدار میں بپا ایستادہ ہیں۔ آپ نے اندر سے یوں ندا دی کہ میں زیارت کرنے آیا ہوں نہ زیارت کرانے کو۔

با ادب عالم:

فرمایا حضرت خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عالم بہت رہا کرتا تھا۔ وہ حضرت صاحب کے سامنے دوزانو ہو کے گردن جھکا کر (بیٹھتا تھا) اِدھر اُدھر ہر گز نہیں دیکھتا تھا۔ جب حضرت صاحب اُس سے بات فرماتے یا بلاتے تو یوں کہتا تھا جی حضرت قربان اور میں ان کو دیکھتا تھا۔

ظریفانہ شاعری:

ایک دن حسب عادت مبارک بنا بر طیب خاطر جماعت فرمایا:

ایک عرب عورت نے ایک شخص کو یہ مصرعہ پڑھ کر سنایا:

اذھب انت الی من تھوی (جا اس کے پاس جس کو چاہتا ہے)

سن سخن صحیح عربانی دے نی

پھر دوسری عورت مغلانی نے کہا:

آں کیست بزلفم دست زند (وہ کون ہے جو میرے زلفوں کو ہاتھ لگائے)

سن سخن سچے مغلانی دے نی

پھر تیسری پنجابی عورت نے کہا:

وڈا تھیویں میکوں ہتھ نہ لاسن ۔ سخن جیٔ پچکانٔی دے نی

زبان کی مجبوری:

فرمایا ایک پنجابی کو میں نماز سِکھا رہا تھا، کہہ "چار رکعتاں نماز فرض، فرض اللہ تعالیٰ دے۔" اور وہ بولا کہ "چار رکعاتاں نِواج فرج، فرج اللہ تعالیٰ دے۔"

ولی کی سب سے بڑی کرامت:

فرمایا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوبِ سبحانی کے سلسلے کے پیراں پیر میں سے ہیں، ان کی خدمت اقدس میں ایک عالم آیا، لیکن وہ کرامت کا طالب تھا۔ اس کا مُدعا یہ تھا کہ پہلے کرامت دیکھوں پھر بیعت ہو جاؤں گا۔ تین دن رہ کر روانہ ہونے لگا۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب مجھ سے کوئی خلافِ شریعت کام سرزد ہوا ہے تو مجھے بتلادیجئے۔ مولوی صاحب نے عرض کیا نہ حضرت۔ پھر دوسری دفعہ آیا اور تین دن قیام کیا۔ رخصت ہونے کے وقت آپ نے یوں ہی فرمایا جیسا کہ پہلی دفعہ۔ پھر تیسری دفعہ آیا اور رخصت ہونے کے وقت آپ نے مصافحہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ پہلے کھینچ لیا۔ فرمایا مولوی صاحب میرا کوئی کام خلافِ شریعت دیکھا ہے تو بتا دیجئے۔ مولوی صاحب نے کہا ہاں۔ اس سے پہلے اور تو کچھ نہیں دیکھا، لیکن ابھی دیکھا ہے۔ حضرت محبوب کبریا علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات مصافحہ کے وقت اپنا ہاتھ مبارک پہلے نہیں کھینچتے تھے جب تک دوسرا خود نہ چھوڑتا تھا۔ آپ نے مجھ سے پہلے اپنا ہاتھ کھینچ لیا یہ ظاہر

خلافِ سنت ہے۔ فرمایا مولوی صاحب یہ فعل میں نے آپ کو دکھانے کیلئے کیا ہے۔ انصاف تو کر اس سے بڑھکر اور تم کیا کرامت دیکھنا چاہتے ہو کہ جس کا کوئی فعل خلافِ سنت نہیں ہے مگر یہ ایک فعل وہ بھی میں نے صرف تجھے آگاہ کرنے کیلئے جان بوجھ کر کیا ہے۔

ولی حسی کرامات کو چھپاتا ہے:

لِلْاَنبیاء اظهار المعجزات وللاولیاء کتمان الکرامات

پیغمبروں کو معجزہ دکھانے کا حکم ہے اور ولیوں کو کرامت چھپانے کا حکم ہے۔

تم بتاؤ کون سی کرامت دیکھنا چاہتا ہے؟ مولوی صاحب سن کر بیعت ہو گیا۔

فرمایا میرے پاس بہت لوگ کرامات کے طالب آتے ہیں۔ اِس سے بھلا کیا دیکھنا چاہتے ہیں کہ دل ایک لحظہ میں زندہ ہو جائے اور سارے کام شریعت کے کرنے لگ جائیں اور گناہوں سے تائب ہو جائیں۔ یہی سب سے بڑھ کر کرامت ہے دل کا زندہ ہونا۔ والسلام

المجلس الثانی والاربعون

بیالیسویں مجلس

سفر سندھ

۱۳۵۵ھ احمد پور شرقیہ بمقام

مستری غلام نبی قیام پذیر ہوئے جو مسجد قباوالی کے قریب مغرب کی جانب واقع ہے۔

جعلی پیر اور جاہل مرید:

فرمایا آجکل کے پیر تو نذرانہ اور گودھا لینے کو پیری مریدی سمجھتے ہیں۔ کوئی شخص دینے سے انکار کرے تو کرامت دکھانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور جُہلاء کو سخت ڈراتے ہیں اور مدعی ہو کر یوں کہتے ہیں ابھی دیکھ لی میری کرامت۔ جب فراغت کا موقعہ ملا تو جس طرف کی ہوا چلتی ہوئی دیکھی اس طرف سے جٹوں کی جھونپڑوں کو آگ سُلگا دی۔ لوگ دیکھنے سے معتقد ہو گئے۔ ارے بیوقوف یہ بھلا تیرے پیر کی کوئی کرامت ہے؟! یہ کام تو ننھے بچے اور لڑکے کر سکتے ہیں۔

صالحین کی صحبت کی تاثیر:

اتنے میں خلیفہ صاحب مولانا بشیر احمد کے برادر حقیقی وکلان مولوی عبدالعزیز صاحب قدم بوسی کا شرف حاصل کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت پُر نور نے مولوی صاحب ممدوح کو فرمایا مولوی صاحب دیوان فارج کے کوئی ابیات یاد ہوں تو سنائیے۔ عرض کیا حضرت جب پڑھنے والا صاحبِ حال نہیں ہے پھر کس طرح پڑھ کر سنائے! حال کی بات قال میں لانا دو باتوں سے خالی نہیں یا تو کفر ہو جائے گا یا عبث اور تضیع اوقات ہوگی، فرمایا بیشک۔ مولوی صاحب نے عرض کی آجکل رواج ہو گیا ہے کہ کوئی کسی بزرگ کی خدمت میں جاتا ہے تو جب واپس آتا ہے تو یوں کہتا ہے کہ میں بھی اس بزرگ سے درجہ میں کم نہیں ہوں۔ ایسے جانے سے تو اُس کا نا جانا ہی اچھا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ سچ ہے۔

آپ نے فرمایا حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رُستن زین پردہ کہ برجان تست　　بے مددِ پیر نہ امکان تست

(یہ جو پردہ، حجاب تجھ پر پڑا ہوا ہے، پیر کی مدد کے بغیر اس سے چھٹکارا ممکن نہیں)

البتہ کامل بہت امداد اور اعانت کرتے ہیں۔ مولوی صاحب حضور کا یہ فقرہ تقریر پُر تاثیر سن کر آبدیدہ ہو گیا اور عرض کیا کہ اپنے نفس کی گندگی دیکھ کر بزرگ کی خدمت میں جانے سے قاصر ہوں اور نادم ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ سمجھ تو تم کو صحبت بزرگوں سے حاصل ہوئی ہے نہ کہ کتابوں کے مطالعہ سے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے فرماتے ہیں:

احب الصالحین لست منهم،

لعل اللہ یرزقنی صلاحاً[1]

(میں صالحین سے محبت کرتا ہوں مگر ان میں سے نہیں، اس امید پر ہوں کہ اللہ مجھے بھی صالح بنادے)

امام احمد بشر حافی کی خدمت میں:

حضرت امام احمد حنبل حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت اقدس میں جایا کرتے تھے۔ کسی نے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے حالانکہ آپ خود ہی بڑے محقق عالم ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ جو علم انہیں حاصل ہے وہ مجھے نہیں ہے۔

کسر نفسی:

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ازاں برملائک شرف داشتند * کہ خود راز سگ بد پنداشتند

(انہوں نے ملائکہ سے بھی اس وجہ سے شرف حاصل کیا کہ خود کو کتے سے بھی بدتر سمجھا)

فرمانِ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ہر کہ نفس خود راز نفس فرنگ بدتر نداند از نفس فرنگ بدتر است[2]

---

[1] امام ذھبی نے سیر اعلام النبلاء - (8 / 417) میں اس کو عبداللہ بن مبارک کا شعر بتایا ہے۔ طبقات الحنفیۃ - (2 / 531)

[2] حضرات القدس، خواجہ بدرالدین سرہندی، جلد دوم، ص432، اُردو ترجمہ، مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور اقبال احمد مجددی نے مقاماتِ مظہری میں حواشی میں مجدد الف ثانی قدس سرہ کی مندرجہ بالا فارسی عبارت کو یوں تحریر کیا ہے:

(معرفت خدائے بر آنکس حرام کہ خود را از کافر فرنگ بہتر داند) ص 485

بقیہ اگلے صفحہ پر

(جو اپنے نفس کو فرنگی کے نفس سے بدتر نہیں جانتا وہ وہ فرنگی کے نفس سے بھی بدتر ہے)

فرمایا: تو از خود پُری تہی میروی۔ (جب تو اپنی خودی سے پُر ہے تو خالی جائیگا)

توسل ضروری ہے:

فرمایا چاہیے کہ انسان اپنی سمجھ پر مغرور نہ ہو اور توسل ضروری ہے۔ بچہ پہلے قائدہ الف سے شروع کرتا ہے پھر ب، ت پڑھتا ہے اور اسی ترتیب سے ایک دن عالم ہو جاتا ہے۔ پھر تو دوسروں کی غلطیاں نکال لیتا ہے اور دھمکیاں دیتا ہے۔

"مقاماتِ مظہری" میں حضرت شاہ غلام علی دہلوی نے حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا ایک مکتوب درج کیا ہے جس میں آنحضرت سے اسی نکتے کی تشریح کرنے کے لئے عرض کی گئی ہے. حضرت مظہر جان جاناں نے فرمایا:

"مخدوما! ہمارے مجددی حضرات کے مذہب میں حقائق ممکنات، اعدام اضافیہ اور صفات حقیقیہ کے ظلال سے مرکب ہیں. یعنی اعدام نے علم الاہی میں اسماء و صفات کے تقابل کی وجہ سے علم الاہی میں ثبوت پیدا کر دیا ہے. اور اسماء و صفات کے انوار کے آئینے بن کر تعینات عالم کے مبادی ہو گئے ہیں، اور خارج ظلی میں کہ ظل خارج حقیقی ہیں، خدا کی قدرت سے وجود ظلی میں موجود ہیں. اس ترکیب کی وجہ سے آثار خیر و شر کے مصدر ہوتے ہیں. عدم ذاتی کی وجہ سے کسب شر کرتے ہیں اور وجود ظلی کی وجہ سے کسب خیر. یہ پوشیدہ بات نہیں ہے کہ جب عالم حسن میں جب کوئی شخص سورج کی روشنی سے لبریز آئینہ کو دیکھے تو پہلی مرتبہ اسی روشنی کو دیکھتا ہے نہ کہ آئینے کو، کیونکہ آئینہ تو انوار کی کرنوں سے مستور ہو گیا ہے اور ذات پر نگاہ کرے گا تو اس تعین مراتی کو دیکھے گا نہ کہ انوار کو، کیونکہ اس کی نظر ظاہر پر نہیں ہے۔ پس صوفی کی نظر نیک و بد اشیاء کے ظاہر پر ان مظاہر کے وجود کے سبب جو اس میں ظاہر ہونے والا ہے، خیر ہوا ہے۔ اور جب خود کو دیکھتا ہے تو اس کی نظر اپنی عدم ذاتی جہت پر پڑتی ہے جو منشاء شر ہے. خود کو خیر و کمال سے مطلق عاری پائے گا. اور وہ خیر و کمال جو اس نے وجود سے عاریتاً حاصل کئے ہیں، ان میں اپناپن پائے گا، اس لئے مجبوراً خود کو کافر فرنگ اور دوسری اشیاء بد سے کمتر سمجھے گا۔ یہاں معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کے کہنے والے کا مطلب یہ ہے کہ ایک کامل صوفی کبھی اپنی طرف خیر و کمال کو منسوب نہیں کرتا، بلکہ انہیں مستعار سمجھتا ہے۔ فنائے تام اور مشہود صحیح کے حاصل ہونے کی معنی بھی یہی ہے، اگر صوفی کی نظر اپنی جہت وجود اور اپنی مستعار انوار پر پڑتی ہے اور اس کی جہت مراتیب جو کہ عدم ہے مستور ہو جاتی ہے تو پھر وہ "انا الشمس" کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ اور حسین بن منصور کے انا الحق کہنے کا یہی راز ہے۔ اگرچہ وہ اسے دیکھنے سے معذور تھے، لیکن دیکھنے میں خطا کی اور سکر کے غلبے کی وجہ سے عدم اور جہت وجود میں تمیز نہ کر سکے اور اس راستے کے بہت سے سالکوں سے ایسی غلطی ہو جاتی ہے سوائے اس شخص کہ جسے خدا اپنے حبیب ﷺ کی برکت سے محفوظ رکھے۔

(مقامات مظہری، حضرت شاہ غلام علی دہلوی، تحقیق، تعلیق و ترجمہ محمد اقبال مجددی، ناشر: اُردو سائنس بورڈ، ص 443)

ارے خبردار! تو کس طرح پڑھتا ہے؟ اللہ تعالیٰ تعلیم کیلئے فرشتوں کو تو نہیں بھیجتا، اسی طرح سے لوگوں میں توسل پیدا کرتا ہے۔ اور پہلے دوَر کے لوگ تو بڑے عامل تھے اور بڑے کامل تھے۔

ابلیس کا شور مچانا:

فرمایا خاوند بخش سندھی کہتا ہے کہ ایک دن میرے اوپر حالت تھی، ہندو کے دکان پر میں نے ابلیس پر تلبیس کو دیکھا، منہ کالا کیے دونوں ہاتھ منہ پر مارتا اور روتا پیٹتا تھا۔ میں نے پوچھا ارے کمبخت کیوں روتا ہے۔ بولا کیوں نہ رووٗں جو آگے ایک مولوی عبدالغفار (پیر مٹھا سائیں قدس سرہ) پندرہ دن سے بیٹھا ہوا تبلیغ کر رہا ہے، اور میری پرانی جماعت کو برغلا رہا ہے، اور اب میں نے سنا ہے بڑا پیر حضرت قریشی صاحب بھی یہیں آرہا ہے اب منہ میں مٹی نہ ڈالوں تو کیا کروں۔

اوراد پڑھنے کی اجازت لینا چاہیے:

مذکورہ مولوی (عبدالعزیز) صاحب نے عرض کیا جو کچھ میں پڑھوں حضرت اس کی مجھے اجازت عام ہو۔ آپ نے فرمایا تمہاری قصد کوئی مضرت رساں ادعیات کی تو نہیں ہے؟ مولوی صاحب نے کہا جی نہیں۔ آپ نے فرمایا "یا حی یا قیوم برحمتک استغیث" حسب ترتیب پڑھا کرو اس کے بعد مولوی صاحب مرخص ہو کر چلے گئے۔

لکھ پتی کا راز فاش ہوگیا:

آپ نے فرمایا ایک مولوی صاحب اور سونے خان کی آپس میں گفتگو ہوئی۔ مولوی صاحب نے کہا میں لکھ پتی ہوں مجھے کسی کی ضرورت ہی نہیں۔ اتفاقاً مولوی کی ٹوپی گم ہو گئی اور اس کی تلاش میں مصروف ہوا تو سونے خان نے کہا ارے مولوی

تیرا تو یہ دعویٰ تھا میں لکھ پتی ہوں۔ واہ لکھ پتی ایک آنے کی تیری ٹوپی گم ہونے سے کتنا قدر تُو پریشان ہو گیا ہے۔ اس طرح سے مولوی کو لاجواب کر دیا۔

صحبت کا اثر باقی رہتا ہے:

فرمایا مولوی صاحب میں ابتک اثر باقی ہے معلوم نہیں کس کی صحبت سے۔ خلیفہ مولوی نذیر احمد صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آپ پیش گوئی فرمار ہے تھے کہ جب واپس آیا تو یوں کہے گا کہ میں فلانی بات جو کر رہا تھا اس کا مطلب یہ تھا۔ آج وہی وقت آگیا اور آپ کی پیشن گوئی محقق ہوئی۔ آپ سن کر بہت ہنسے۔

چور اور فقیر کا بھید:

فرمایا نور محمد فقیر نے کہا ہے چور اور فقیر کے بھید اور اسرار کا کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ نہ میں چور ہوں نہ فقیر۔

دیوانِ فارج کے ابیات:

فرمایا ایک دن گوٹھ چنی کی جانب دعوت کو جار ہے تھے اور یہی مولوی صاحب مسبوق الذکر بھی ہمارے ساتھ تھا۔ مجھے دیوان فارج کے ابیات سناتا رہا اور میرے اوپر حالت تھی۔

کیفیات فنا فی الرسول:

فرمایا ایک دن محمد کامل فقیر روہی والا کی دعوت پر جار ہے تھے تو مغرب کی اذان میں اشهد ان محمد رسول الله پر میرے اوپر حالت پیدا ہو گئی اور نہایت عجیب حالت تھی، اور اس وقت محبت کا بڑا جوش تھا اور یوں آواز آتی تھی کہ ابو جہل مردود کہاں ہے جو کہتا تھا کہ محمد ﷺ جادو گر ہے۔ ذرا آکر دیکھے تو سہی

جنگلوں اور بیابانوں اور بروں بحروں میں اُن کا نامِ نامی اسم گرامی پکارا جا رہا ہے۔ یہ راقم (پیر مٹھا سائیں) اسی حالت جو فنا فی الرسول کی حضور سراپا نور پر ہویدا تھی موجود تھا، اور اسی سفر میں بڑے۔ بڑے۔ برہان ولایت کے دیکھنے میں نظر آئے لیکن بلحاظِ طوالت اختصار کیا گیا ہے۔[1]

ولی نے جو کہا سو ہُوا:

فرمایا محمد کامل جماعت کیلئے دس بارہ اونٹ لے کر آیا۔ میرے منہ سے نکلا آپ چڑھتے اور گرتے چلے آجائیں گے۔ اُس کہنے کی یہ تاثیر ہوئی کہ کوئی ایسا شخص نہ بچا جو گرا نہ ہو لیکن کسی کو چوٹ نہ لگی۔ اور اِس عاجز کمترین کاتب الحروف کا نام لیکر فرمایا اِس کے سوار ہونے کا تو عجیب واقعہ ہے۔[2]

نواب صاحب کو مشورہ:

فرمایا اگر نواب صاحب (محمد صادق بہاولپور والا) نمازوں (کے چھوڑنے والے) پر ایک روپیہ جرمانہ اور داڑھی مونڈھنے پر ایک روپیہ اور بدعتی اور نسواری پر چار آنا اور ہر گالی گلوچ پر پر چار آنا اور مندرے دینے والے لڑکے کے ماں باپ پر چار آنا جرمانہ رکھتا تو (خود بھی) قرضہ سے بالکل بے باق ہو جاتا اور مخلوق کو بھی بہت فائدہ پہنچتا۔ لیکن افسوس! اس کو تو اس طرف کوئی خیال ہی نہیں۔ بس ایک ایکٹوں پر تو زور لا

---

[1] یہ واقعہ مقبوسات سے لکھا گیا ہے۔

[2] مقبوس میں اس واقعے کے آخر میں اس طرح لکھا ہے کہ: "از طرف راقم واقعی اس عاجز ترین کا اونٹ سے گرنے کا ایک عجیب تر قابلِ شنید واقعہ ہے، لیکن بلحاظِ طوالت موقوف رکھا جاتا ہے۔

رکھا ہے۔ لوگ بیچارے آخر نکل جائیں گے۔ اگرچہ اس کے ملازم اور اراکین انگریزی خواں اور بے دین لوگ ہوتے ہیں، ان کو بھلا اتنی عقل کہاں نصیب!

فرمایا ایک انگریزی خواں مر رہا تھا تو مرتے وقت یوں کہہ رہا تھا کیک کیک یہ ایک روٹی کا قسم ہے۔

شالا دل کی دید درست رہے:

میاں اللہ بخش بُٹ (باشندہ چاہ بٹّانوالا جو شہر احمد پور کے نواح میں بفاصلہ دو میل پر واقع ہے) قدم بوس ہو کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں میری دید کم ہو گئی ہے اور حضرت دامن لگی کی لاج پالو۔ فرمایا دل کا کیا حال ہے مشین چلتی ہے یا نہیں؟ عرض کی ہاں چلتی ہے۔ فرمایا آنکھ تو کتے اور گدھے کی بھی ہوتی ہے شالا دل کی دید درست رہے۔

سونا فقیر کا نکیرین کو جواب:

فرمایا سونا فقیر کے روح کا نزول ہوا، اُس سے قبر کا احوال منکر نکیر کے متعلق پوچھا تو بولا میں جب قبر میں دفن ہوا تو منکر نکیر تشریف لائے مجھ سے سوال کیا تو میں نے یوں جواب دیا: اللہ ہے اللہ تھا اللہ ہوگا۔

عرفاء کا کلام:

فرمایا امیر خسرو اور حضرت جامی اور عارف سعدی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا کیا مست اور عجیب کلام ہے۔ خلیفہ صاحب حاجی محمد یوسف صاحب نے ایک رباعی پڑھی۔

عید گاہے ما غریباں کوئے تو، انبساطِ عید دیدن روئے تو
صد ہلالے عید قربانت کنم، اے ہلالِ عید ما ابروئے تو

(ہم غریبوں کی عیدگاہ آپ کی گلی ہے، آپ کے رُخ زیبا کا دیکھنا ہمارے لئے عید کی خوشی ہے۔ عید کے ہزاروں چاند آپ پر قربان، ہماری عید کا چاند تو آپ کے ابرو ہیں)

جامی کی پرواز:

فرمایا ایک دن حالت کے اندر دیکھنے میں آیا اور جتنے عُشاق ہیں حضرت محبوب کبریا علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات واکمل التحیات کی جنابِ اقدس میں پاپیادہ جاتے ہیں اور حضرت جامی قدس سرہ سر کے بل۔

جسے چاہا جس طرح چاہا قرب عطا کیا:

فرمایا ایک حکایت یاد آ گئی، کہ دو آدمی حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے بابت سچے اور جھوٹے ہونے میں مکابرہ کر رہے تھے۔ اور ولولہ اور شور بپا کر دیا تو بادشاہ نے جب اس دغدغہ اور جھگڑے کی آواز سنی تو جو حضرت منصور کی ولایت کا منکر تھا اس کو اندر بلایا لیکن بوابوں اور دربانوں نے روک دیا۔ بادشاہ نے اسی کوشک اور بنگلہ جس میں خود بیٹھا تھا اس کے ایک گوشہ میں اس کو اندر بلالیا اور وہ اس طرح کہ اندر سے باہر ایک نیگھوڑا ابریشم کی طنابوں سے لٹکوادیا اور اس کو اپنے پاس بٹھادیا۔ بادشاہ نے اس کی تمام ماجرا سنکر فرمایا کل جواب دونگا۔

بترتیب سابقہ ان کو باہر کر دیا۔ دوسرے دن بھی علی ھٰذا القیاس اندر بلایا بعد گفتگو کے بادشاہ بولا جس طرح تم میرے پاس پہنچے ہو کہ کسی پاسبان کو پتہ نہیں اسی طرح منصور جس کوچہ سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں پہنچا علماؤں کو پتا نہیں چلا۔

وہ بولا جی اللہ تعالیٰ سے بندہ بھلا کس طرح ملتا ہے؟ فرمایا اس طرح جس طرح سے میں نے تم کو بلالیا۔ اور وہ بے نشان ذات ہے۔

اس کو بھلا کون ڈھونڈ سکتا ہے لیکن جس کو چاہتا ہے بلا لیتا ہے۔

پیر کا فرمان عالی شان:

مولوی خلیفہ محمد منیر صاحب اور خلیفہ حاجی محمد یوسف صاحب کو فرمایا خواب لکھتے رہتے ہو؟ دونوں نے عرض کیا حضرت نسیان ہو جاتا ہے۔

فرمایا حضرت خواجہ خواجگان محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو پیر کا فرمان نسیان کرے اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر نسیان غالب کر دیتا ہے۔ فرمایا پیر کا فرمان ایسا ویسا تو نہیں ہے۔ خلیفہ حاجی محمد یوسف صاحب نے عرض کیا کہ یا حضرت اِس دفعہ تو معافی ملے آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ فرمایا میں کوئی توبیخ اور دھمکی تو نہیں دے رہا، آئندہ خیال رکھو اور ضرور لکھا کرو۔

جذبہ پیدا کرنے کا نسخہ:

احمد پور والی جماعت نے عرض کیا حضرت جذبہ کی حالت بہت کم ہو گئی ہے۔ اس حالت کو بڑھایا جائے۔ فرمایا آج رات کو اگر حضرت سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی غزلیں پڑھی جائیں تو انشاء اللہ واردات، وجد اور جذبہ بڑے زور شور سے ہونے لگ جائیں گے۔

جو آوے برات پاوے، جو جاوے رستہ دراز ہے:

فرمایا کوئی شخص جو جماعت میں سے منحرف ہو جائے تو اس بات کی فکر نہیں کیا کرو کہ اتنی منزل کو پہنچ کر کیوں گر گیا۔ آم کا درخت دیکھتے ہو کیسے پھلتا ہے کچھ تو اس کے پھول گر جاتے ہیں، کچھ حصہ ان کا کچا ثمر گر جاتا ہے اور کچھ پکے ہوئے آم طوطا کھا جاتا ہے اور کچھ پکے گر جاتے ہیں تو کتا کھا لیتا ہے۔

بیری کا ثمر (پھل) اسی طرح قیاس کرلو اور خربوزہ کی باڑی بھی اسی طرح۔ بعض تو پکے ہوئے کو گیدڑ کھا جاتا ہے۔ کنویں کی لوٹیاں بھی (کچھ) ٹوٹ جاتی ہیں تو (کچھ) سالم رہ جاتی ہیں اور گلالوں (کنبھاروں) کی بٹھی کا بھی یہی حال ہے۔ سو خطرہ مت کیا کرو اور استقامت کرو۔ [1]

ابوجہل کے خلفاء:

خلیفہ سعد اللہ صاحب قمبر والے نے کہا خلیفہ نبی بخش صاحب باگڑجی والے کی جماعت میں جب جذبہ ہوتا ہے تو لوگ ڈھیلے مارتے ہیں۔ فرمایا ابوجہل کے خلفاء ہر جگہ موجود ہیں۔ اگر کوئی لڑکی (اچک کر) لیجائے تو لوگ (اس سے تو) صلح کر لیتے ہیں اور (مگر) اللہ اللہ کیا جائے تو لوگ ڈھیلے مارتے ہیں۔ [2]

کرنا کیا تھا اور کیا کچھ ہے!

فرمایا شیخ عبدالمجید (جالندھری) کا چچا سرجن جب سامنے آیا تو اس کی مونچھیں ایسی نظر آئیں جیسا کہ بچھڑے کو بلھڑیں چڑھی ہوئی ہیں یا جس طرح بلے کی مونچھیں لمبی ہوتی ہیں، جب سلام کیا تو میں نے کہا تم مسلمان ہو؟ کہا جی ہاں۔ میں نے کہا جو بڑھانے کے لائق تھی داڑھی اسکو منڈوایا اور جسے کٹوانا تھا

---

[1] شاید آپ کا یہ خطاب خلفاء کرام سے تھا کہ کچھ مریدین بیچ راہ سے ٹوٹ جاتے ہیں اور فقیری کی راہ چھوڑ جاتے ہیں اس پر آپ خلفاء کو تسلی دے رہے ہیں، کہ کسی کے جانے پر غم نہ کریں کیونکہ یہ سب نصیب کی بازی ہے۔ قطبِ عالم حضرت پیر مٹھا سائیں خود فرمایا کرتے تھے: ؎ جو آوے برات پاوے، مکھ موڑ کر جو جاوے رستہ دراز ہے۔

[2] {إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُواْ}, أي: أشركوا, يعني: كفار قريش أبا جهل, والوليد بن المغيرة, والعاص بن وائل من مترفي "مكة". {كَانُواْ مِنَ الَّذِينَ آمَنُواْ} عمار, وخباب, وصهيب, وبلال وأصحابهم من فقراء المؤمنين "يَضْحَكُونَ" استهزاء بهم۔ تفسير اللباب لابن عادل (5232/1)

مونچھیں اسے بڑھادیا اور جنگل بنادیا۔[1]

جِنوں کا علاج:

فرمایا شیر محمد سرویل نے ایک جِن کو بوتل میں پکڑ لیا اور پھر جلادیا۔ اس کی خاکستر اور راکھ رکھ دی۔ میں نے خود وہ جن کی راکھ دیکھی ہے۔ جنوں کے ایک گروہ نے شیر محمد کو کہا کہ جب پیر (قریشی) صاحب آئیں گے تو ہم سب بیعت ہو جائیں گے۔ جب میں وہاں گیا اور حلقہ کرایا تو سب جِن ارگرد پھرتے رہے لیکن حلقہ مراقبہ میں شامل نہ ہوئے۔ جب واپس آیا تو سننے میں یوں آیا ہے کہ ایک چوڑھا سرویل نامی جن مقابلہ میں آکر کہنے لگا تم بھی اپنے بازوں کی طاقت دکھانا اور میں بھی دکھاؤں گا، پھر دیکھتے ہیں کون غالب آتا ہے۔ وہ قرآن شریف کی منزل پڑھ رہا تھا، اس نے جن کو کہا پہلے اس بوتل میں چلا جا۔ یہ سنتے ہی وہ بوتل کے اندر چلا گیا۔ اُس نے قرآن شریف اوپر دے دیا اب تک اس کو ڈھک رکھا ہے۔

فرمایا میں تو جِنوں کا علاج یوں کرتا ہوں کہ ان کو جوتے مارتا ہوں۔ جماعت کو بھی مطلع کرتا ہوں اگر کوئی جن تمہارے پاس آئے تو اس کو یوں کہنا کہ ایک کالا بکرا قریشی کے پاس کھڑا ہے، گوشت کھانے کو جی چاہے تو ہم لے چلیں۔ اکثر عورتوں کو جب جن پکڑتا ہے تو ڈاکٹر خون نکالتے ہیں۔

---

[1] مقبوسات میں لکھا ہے کہ: یہ لاشی، راقم اس وقت حاضرِ خدمت تھا، آپ نے جو سول سرجن صاحب کی اہلیہ اور دو مراہقہ لڑکیوں کو باغ میں بے پردہ گھومتے اور نوکروں نوجوانوں کے ساتھ باغ میں سیر کرتے دیکھا اور کھانا پکانے والے باورچی کو بے ریش بیڑی نوش دیکھا تو فرمایا کھانا پکانا بند کرو ہم یہاں کھانا نہیں کھائیں گے اور اس کی دعوت کو رد کردیا۔ (ملخصا)

جس کو سر میں درد ہو تو میں اسے جوتے مارتا ہوں، اللہ کے فضل سے درد ختم ہو جاتا ہے۔ فرمایا خیال کرنا میرا جوتا نہ چرالیں۔

جلال الدین فقیر کی بیوی کے پاس میرا جوتا ہے۔ آسیب ہونے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو مارتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی طرح سے حاجی صاحب لانگری نے وہ جوتا چرالیا۔ اُس عورت نے مجھے کہا، پھر میں نے واپس کرادیا اور لانگری کو اس کے عیوض دوسری چیز دینے کا وعدہ کیا۔ فرمایا جنات اضعف قوم ہے۔ ہم گوشت کھاتیں ہیں تو وہ ہڈیاں کھاتے ہیں اور ان کی اکثر غذا سرگین (گوبر) ہوتی ہے۔[1]

[1] وَ(الجنات) سَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، الزَّادَ ، فَقَالَ : كُلُّ عَظْمٍ لَكُمْ عِرْقٌ ، وَكُلُّ رَوْثَةٍ لَكُمْ خَضِرَةٌ ، فَقَالُوا : يَا نَبِيَّ اللهِ يُقَذِّرُهُمَا النَّاسُ عَلَيْنَا ، فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَنْ يَسْتَنْجِيَ النَّاسُ بِأَحَدِهِمَا۔ تفسير عبدالرزاق الصنعاني (200/3)

المجلس الثالث والاربعون

تینتالیسویں مجلس

عاشق آباد میں سکونت:

بعد نماز میاں عبداللہ گلال گوٹھ چنی والے نے دعا کیلئے استدعا پیش کی کہ ایک ناحق مقدمہ کے میں سخت پریشان ہوں۔ فرمایا عاشق آباد میں سکونت اختیار کرو۔

اندھیر نگری:

فرمایا آجکل اندھیر نگری ہے۔ ریاست (بہاولپور) میں کوئی عدل انصاف نہیں ہے۔ مراسی قوم حاکموں کے پاؤں دباتے ہیں اور حقہ بھر دیتے ہیں۔ اور شالہ جیویں تے لکھ پیا تھیویں بس خوشامد کرکے کام کرالیتے ہیں۔ سارے دار دار اکٹھے ہو جاتے ہیں جو کچھ بھی کریں کون پوچھے۔ بھلا کوئی ایسا حاکم ہے جو رشوت نہ کھاتا ہو۔ جتنا بڑا عہدہ ہو گا اتنی زیادہ رشوت کھائے گا۔

ایک ریاست کے راجا کا حال سنا ہے رعیت میں سے کسی کی بھینس یا بکری گم ہو جائے تو وہ راجا اس کے عیوض اپنی طرف سے جانور دے دیتا ہے۔اور کہتا ہے یہ لے لو اور تمہارا چوری شدہ جانور میں خود ہی ڈھونڈ لونگا۔

فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو نواب کو نیک مشورہ دے بھلا شراب تو نہیں پیتا؟ حضرت خلیفہ حاجی محمد یوسف صاحب نے عرض کیا کہ نہ حضرت۔ فرمایا اس کا دادا محمد صادق تو بہت شراب پیا کرتا تھا۔ فرمایا بہاولپور میں ایک مسجد کو تالا لگا ہوا ہے بسبب رعایت ہندو کے کھولنے کا حکم نہیں یہ تو ریاست کا حال ہے۔

اللہ پر بھروسہ رکھو:

میاں عبداللہ گلال کو فرمایا عاشق آباد آکے رہو۔ حضرت حاجی خلیفہ محمد یوسف صاحب نے عرض کیا حضرت اس کو خطرات پڑتے ہیں کہ جنگل میں کس طرح روزی حاصل کروں گا۔ شہر میں تو میرے برتن بکتے ہیں وہاں کون لے گا۔ فرمایا یہ وسوسہ شیطانی ہے۔

الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ [البقرۃ: 268] (شیطان تم سے محتاجی کا وعدہ کرتا ہے)

فقیر عبداللہ نے عرض کیا نا حضرت یہاں تو سامان بٹھی کا مل سکتا ہے اور وہاں نہیں ہے۔ فرمایا یہ عذر جھوٹا ہے۔ حضرت خلیفہ صاحب نے عرض کیا محمد مراد کی چالیس گائیں ہیں وہ آگیا ہے فقط یہ توکل نہیں کرتا عبداللہ فقیر نے کہا بس ابھی آجاوں گا۔

انگریز غدار قوم خلیفہ حافظ غلام حیدر خان صاحب نے عرض کیا کہ یوں سُنا گیا ہے کہ نجدی کی یمن والے کے ساتھ لڑائی ہوئی تھی، حج کے بعد لڑائی میں وہ مارا گیا ہے۔ فرمایا یہ سب انگریزوں کی کاروائی ہوگی یہ بڑے بد اندیش ہیں۔

شیخ کامل کی نگاہ:

فرمایا ایک شخص طویل سفر پر جارہا تھا۔ اپنے شیخ کی خدمت میں رخصت لینے کے لئے آیا، اور عرض کیا کہ حضرت مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ بزرگ نے فرمایا ہاتھی کا گوشت مت کھانا اور سخت پرہیز کرنا۔ وہ دل میں بہت متفکر ہوا کہ اِس میں کیا راز ہے۔ جب ہاتھی حلال ہی نہیں تو میں اس کا گوشت کیسے کھا سکتا ہوں! بالآخر سفر پر روانہ ہوا، ان کے ساتھ اور بھی رفیق تھے۔ چلتے چلتے وہ راستہ بھول گئے اور تین چار دن سے جنگل میں بھوکے پیاسے گھومتے پھرتے رہے۔ دیکھا کہ ہاتھی کا ایک چھوٹا بچا آرہا ہے دوڑ کر اس کو مار ڈالا اور اس کو کھالیا۔ لیکن وہ مرید اپنے پیر کی نصیحت پر عمل پیرا ہو کر کھانے سے محترز رہا۔ جب رات کو کھا کر سو گئے تو اس ہاتھی کے بچے کی ماں اپنے بچے کو تلاش کرتے کرتے اور اس کے خون کی بوء سونگھتے آگئی اور اُن دونوں رفیقوں کو مار کر کھا گئی لیکن اس کے سامنے بڑی عاجزی کے ساتھی آئی اور آنکھوں سے پیٹھ پر سوار ہونے کا اشارہ کر رہی تھی۔ وہ ڈرتا ہوا لاچار اس کی سونڈھ پر پاؤں رکھ کر سوار ہوا۔ اس نے اٹھا کر ایک وسیع باغ میں جاکر چھوڑ دیا۔ تین دن تک اس باغیچہ میں پیٹ بھر کر میوہ جات کھاتا رہا۔ بعد میں بدستور سابق آکر کھڑی رہی وہ سوار ہو گیا اور اس کو اٹھا کر وطن پہنچا دیا۔ آتے ہی پیر کی خدمت میں تمام ماجرا عرض کیا۔ شیخ نے فرمایا یہ امر ربی ہوتا ہے جو منہ سے نکل جاتا ہے۔ [1]

---

[1] اللہ والوں کا فرمان جو ان کی زبان درافشان سے نکلتا ہے وہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ مرید کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اپنے پیر کا فرمانبردار رہے۔ اس کے فرمان میں چوں چرانہ کرے۔

فرمایا اللہ بخش مستری (خان بیلہ والے) کو سانپ نے ڈسا وہ مایوس ہو کر وصیت کرنے لگا۔ میرے منہ سے نکلا میاں خیر تو ہے، انشاء اللہ تیری شادی ہوگی اور اولاد بھی ہوگی۔ دیکھو اب اس کی شادی بھی ہو گئی اور اس کی اولاد بھی ہے۔ فرمایا اس کی شادی ایک بہت مشکل مسئلہ تھا کیونکہ لڑکی والا سخت مخالف اور عنید شدید تھا۔ جب میرے سامنے آیا تو اس کی زبان گفتگو اور انکار سے بند ہو گئی۔ فوراً ہاں کر دی اور نکاح کرلیا۔ جب گھر لوٹ کر آیا تو یوں کہنے لگا میں نے نکاح نہیں کیا۔ صراحتاً منحرف ہوگیا۔ حاجی صاحب نے میرے متعلق کہا یہ سحر ہے۔ بھائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اور یہ ان کا پکا مُمِد (مددگار) ہوگیا۔ ان کو کہا تم اپنی بیٹی میرے بیٹے کو نکاح میں دے دو، میں خود ہی نکاح پڑھ لونگا۔ یہ تو حاجی ہیں جو ان کے ہاتھ میں چیز آئے وہ بالکل نہ چھوڑیں۔

پیشگوئی جو پوری ہوئی:

مولوی نور احمد صاحب احمد پوری کو فرمایا تیری بیٹی کا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا حضرت فوت ہو گئی ہے۔ فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مذکورہ مولوی صاحب نے عرض کیا حضرت میری شادی سے قبل آپ نے پیش گوئی فرمائی کہ تیری شادی ہوگی اور اولاد بھی ہوگی۔ بحمد للہ میری شادی بھی ہوئی اور اولاد بھی۔ [1]

فرمایا کسی بزرگ کامل ولی اللہ نے پیشن گوئی فرمائی کہ:

مجذوبے پیدا خواہد شد جہانرا منور خواہد گرد اید

حضرت شاہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ پیدا شد

---

[1] مقبوسات یہاں تک لکھے ہوئے ہیں۔

ایک مجذوب پیدا ہوگا جو جہان کو منور کردیگا، تو حضرت بہاؤالدین بخاری پیدا ہوئے۔

نقشبندیہ میں ذکر بالجہر تھا:

آپ حضرت بہاؤالدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کے (روحانی) فرزند تھے۔ وہ بزرگ ذکر جہریہ کرتے تھے آپ نے ذکر بالجہر بند کردیا۔ [1]

ولی کے دُمبوں کا علم:

آپ نے ایک دن علماء کے جم غفیر کو دعوت دی اور امتحان لینے کیلئے ان کو چوری کا گوشت کِھلایا۔ پھر آپ نے فرمایا تم مولویوں کے علم سے تو ہمارے دُمبوں کو زیادہ علم ہے۔ امتحاناً مولیوں کے سامنے چوری کی گھانس لیکر دمبوں کے سامنے رکھ دی گئی۔ ان دمبوں نے وہ گھانس تو بالکل ہی نہیں کھائی بلکہ سونگھی تک نہیں۔

آج کل کے پیر:

فرمایا آج کے پیر تو کہتے ہیں دے مریدا دے، مریدا تم کو خدا رے گا۔

اور یہ ناقص العقول مجہول مریدیوں جواب نہیں دیتے کہ دادا بھی تمہارے کامل اور تمہارے دادا کی خانگاہ بھی کامل پھر کیا تم کو خدا نہیں دیتا!!

مخلوق سے زیادہ اللہ سے ڈرو:

فرمایا لوگ بچھو سے بہت ڈرتے ہیں۔ دیکھتے ہی کہتے ہیں ارے بچھو ارے بچھو شاید کسی کو ڈھنس نہ لے اور خداوند بے نیاز سے بچھو جتنا بھی نہیں ڈرتے۔

---

[1] حضرات القدس، خواجہ بدرالدین سرہندی، جلد اول، اُردو ترجمہ، ص 163، مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور

اللہ سب کا روزی رسان ہے:

فرمایا ایک بلی جس کے پاؤں کٹے ہوئے تھے، وہ لوتھڑے کی طرح کسی پہاڑی کے کونے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ کسی نے دیکھا کہ اس کے آگے روٹی کے ٹکڑے اور پانی رکھا ہوا تھا۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ (الذاریات)

(بیشک اللہ ہی ہر ایک کا روزی رساں ہے، بڑی قوت والا ہے، زبردست مضبوط ہے)

روزی کا نسخہ:

فرمایا ایک بڑا نسخہ بتاتا ہوں۔ بس انسان کو چاہیے کہ وہ رزق کی ہرگز ہرگز فکر نہ کرے، جو آئے سو کھائے۔ حساب کرنا چھوڑ دے۔ ہائے وائے کم ہوگئے ہیں۔ بیوی بچے کیا کھائیں گے اور کیا پہنیں گے۔ (یہ خیالات چھوڑ دے)

انہی خیالات میں اور اسی ابتلا میں بندہ مقہور اور پریشان ہو جاتا ہے۔

میری دعوت قبول کرو:

خلیفہ مولوی نذیر احمد صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میری دعوت قبول فرمائیں۔ فرمایا میں تیری دعوت قبول کرتا ہوں، تم میری دعوت قبول کرو، میں جو نصیحت کروں یا کرچکا ہوں اس پر عمل کرنا۔

مولوی صاحب موصوف نے عرض کیا جو باغ پھولا اور پھیلا ہوا ہو اور اس کا پھل ہنوز خام ہو پھر اس کی بیع کی جائے تو اس کا پھل کھانا جائز ہے یا نا؟ فرمایا نہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ دیوبندی مولویوں نے جواز ہونے کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ اس کا پھل ظاہر ہے۔ فرمایا خام آنبلیاں بازار میں بک سکتی ہیں، کچے اور پکے کا بہت فرق ہے۔

المجلس الرابع والاربعون

چونتالیسویں مجلس

ڈہرکی سندھ

خاکِ رہِ دُرویشاں:

ڈہرکی پہنچ کر فجر نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا تیمور بادشاہ نے اہل ذکر کی گلیوں کی مٹی اور غبار میں گھوڑا قصداً تیمناً ہانکا۔ کسی نے یہی ماجرا حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا۔ جس وقت تیمور مرا توآپ نے فرمایا:

تیمور مُرد ایمان سلامت بُرو۔ (تیمور ایمان کی سلامتی سے مرا)

نمبرداری:

پرانے وقت کے بادشاہ ولیوں کی خدمت میں جانے کو غنیمت سمجھتے تھے اب تو اس وقت ایک گاؤں کا نمبردار اکڑ اکڑ کر چلتا ہے۔

مجھے ایک شخص نے کہا جی دعا کیجئے میں نمبردار بن جاؤں۔ میں نے کہا تو کتا بننا چاہتے ہو۔ تم کو انگریز مامور کرینگے کہ شاباش کسی عالم کو، کسی سید کو اور کسی غریب کو کاٹ لو۔ کیا تمہیں کُتا بننا منظور ہے۔ اب اس شخص کی وفات ہو گئی ہے۔

بڑا کون ہے:

فرمایا بڑا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہو۔

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ (الحجرات)

(بلاشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے بڑی عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو)

ایک ذاکرہ لڑکی کا مشاہدہ:

اِس کمترین (پیر مٹھا سائیں) کو مخاطب ہو کے فرمایا اِس مرتبہ جو روہی میں گئے تھے۔ حلقہ میں لڑکی بیعت ہوئی، تقریباً دس سال کی ہو گی۔ اُسے جذبہ ہو گیا اور جذبہء استغراق میں دیکھا کہ دو خوبصورت عورتیں انکی آنکھوں پر پیار کر رہی ہیں اور وہ اُن کی آنکھوں پر۔ میں نے یہ سن کر کہا ایک بی بی مریم اور دوسری سارا خاتون ہو گی۔ دوسری دفعہ دیکھا تو اسی لڑکی نے استفسار کیا واقعی ایک بی بی مریم تھی اور دوسری سارا خاتون تھی۔ کتابوں میں لکھا ہے جتنا حُسن حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا اتنا بی بی سارا کو دیا۔ اُس لڑکی کے والد نے بیٹی سے دریافت کرنا چاہا تو بولی پیر صاحب کے سامنے ایک شخص حقہ پی رہا تھا تم نے اس کو اس بے ادبی سے کیوں نہیں منع کیا۔ وہ لڑکی اپنی ماں کے ہاتھوں کی پکی ہوئی روٹی اس لئے نہیں کھاتی کہ اس کی ماں نماز نہیں پڑھتی اور کسی بے نمازی کو سامنے نہیں آنے دیتی۔

کھنہ بیماری:

فقیر فیض اللہ سے اس کی بیماری کی حقیقت پوچھی جو آسیب میں عرصہء دراز سے گرفتار ہے۔ اس کی بات سن کر آپ نے فرمایا یہ کھنہ بیماری ہے۔ فرمایا ایک شخص نے گرمی کے موسم میں اودر کی ٹوپی پہنی ہوئی تھی، میرے تھوڑے پڑھنے سے اس کو آرام ہو گیا۔ فیض اللہ فقیر کو فرمایا تو خوشحال آدمی ہے، گھر اللہ کے حوالے کر۔ بعد نمازِ ظہر ملا احمد یار سے بیماری کے بارے میں دریافت فرمایا۔ سُن کر فرمایا روغن تلخ (کڑوا تیل) پڑھ کر دیتا ہوں، مالش کرتے رہو، آرام آجائے گا۔

نرم گفتار:

فرمایا فرعون کی طرف جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو بھیجا تو ارشاد ہوا:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ (طٰہٰ)

(سو تم دونوں اس سے نرم (انداز میں) گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا (میرے غضب سے) ڈرنے لگے۔)

مرد کون؟

فرمایا مرد وہ ہے جو شیطان کو جوتا مارے اور نفس کے برخلاف کرے۔ محمد بخش اور ملا کو خوب نصیحت فرمائی۔

نقلی چشتیوں میں ایک رات:

فرمایا ایک رات مجھے چشتیوں کے درمیان گذارنی پڑی۔ عشاء کے بعد رین راں شروع ہو گئی۔ واہ واہ واہ چڑیاں اڑانے لگے ہو ہو ہو پرندے اڑانے لگے۔

بس کچھ دیر کے بعد ان کی آپس میں لڑائی ہو گئی۔ مراسی کو کہنے لگے تم کو تو سُر تار کی خبر ہی نہیں۔ وہ بولا تم کنولیاں کو کیا پتہ "روڑے موگے کھائیں گو گے"۔
فرمایا مجھ کو ذکر کا غلبہ ہو گیا کہ سبحان اللہ۔

برتر عبادت:

فرمایا عبادتوں میں سب سے برتر عجز اور انکساری ہے اور برائیوں میں بدتر استکباری (تکبر) ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارکؑ و تعالیٰ نے (انسان کے) غرور کو ختم کرنے کیلئے نماز فرض فرمائی تاکہ سجدے نیاز میں اس بے نیاز کے آگے سر کو رگڑے۔ اور حج کو مقرر فرمایا۔ احرام میں کفنی گلے میں ڈالی جائے اور جوں مارنے کا حکم بھی نہیں ہے۔ اُس کا مطلب نیاز مندی ہے۔ زکواۃ دینا بھی نیاز ہے۔ نفس بخل پر دلالت کرے تو یہ دینا واجب سمجھے اور یہی سمجھے کہ مجھے ضرور دینا ہے۔ ہستی تو انسان کی یہ ہے رتح بند ہونے سے ڈاکٹر آنے لگجاتے ہیں۔ ایک سانس کی کیا قیمت ہے، کوئی لگا سکتا ہے تو بتادے؟

انسان پر انعامات الاہی:

فرمایا کبر بڑی بدتر چیز ہے۔ جب تم انسان کی صفت میں آئے تو تیرے ماں باپ (بعدِ مجامعت) دونوں پلید ہو گئے اور اللہ کی قدرت کہ پانی کے ایک قطرہ سے انسان بنا کر اس مصورِ حقیقی نے پیدا کیا۔ پھر اس پانی کے بنے ہوئے بچے کو سب چومتے ہیں اور ان کو دیکھتے ہیں تو پیار سے بلاتے ہیں۔ حقیقت یہ نہ تھی اور بدن میں استطاعت اتنی نہیں تھی جو چیونٹی کے کاٹنے سے خود کو بچا سکے۔ لیکن اُس خالقِ عظیم نے تیری ماں کو اتنا علم دیا کہ وہ سمجھ جاتی تھی کہ

میرے بچے کو چیونٹی نے تکلیف دی ہے۔ جب جوان ہوا تو زنا اور دوسرے گناہ کرنے لگا۔ گناہوں اور اللہ کی بے فرمانیوں پر دلیر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنے لگا۔ ماں باپ کا بھی نافرمان ہو گیا۔

دیکھو اللہ تعالیٰ کی انسان پر کتنی مہربانیاں اور احسانات ہیں۔ ماں کے پیٹ میں تھا تو وہاں سوار رہا۔ جب باہر آیا تو جھولا تیار ہے۔ روتا ہے تو آنے جانے والا جھولا جُھلاتا ہے۔ جب مرتا ہے تو باعزت نہلا کر چارپائی پر اُٹھا کر آہستہ لیجاتے ہیں تاکہ مٹی وغیر نہ لگ جائے۔ اب سب حساب کرو اور بتاؤ ایک سانس کی کیا قیمت ہے۔ جب کوئی مارے اور چھوڑے ہی نہیں اور گلہ دبا کر سانس بند کرلے تو اس وقت یوں کہے گا بیوی لے لو اور میرا سارا مال ملکیت لے لو لیکن مجھے چھوڑ دو۔

دیکھو! اگر آپ کو کوئی چار آنی دے تو اُس کا کتنا احسان مانو گے اور اس کی بڑی خوشامد کرو گے، اُس کو توقیر کی نظروں سے دیکھو گے۔ اُس کو اپنا محسن سمجھ کر یاد رکھو گے۔ اب بتاؤ تمہارا وجود کتنا قیمتی ہے۔ ایک سانس کیا ایک آنکھ کتنی قیمتی ہے۔ تمہارے کان، ہاتھ پاؤں نیز تیرے ہر اعضاء بڑی قیمت کے حامل ہیں۔ اگر تجھے کوئی دو دو ہزار روپیہ بھی دے تو تم ان میں سے ایک بھی کاٹنے نہ دو گے۔ بھلا جس صانع نے تیرا وجود اپنی قدرت سے اتنا قیمتی بنایا پھر تم نے کیوں اُس کو بُھلایا!؟؟ اب کتے کی طرح آنکھیں نکال کر گھومتا پھرتا ہے اور بیگانہ عورتوں کو تکتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرح طرح کی نعمتیں کھا کر تم نے بھلا دیں۔ تین سو ساٹھ کاریگر جمع ہوتے ہیں پھر ایک لقمہ بنتا ہے۔ کب تک تم جھٹلاتے رہو گے اور کب تک تم زندہ رہو گے؟؟

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتب

(مسلمان قبروں میں چلے گئے اور مسلمانی کتابوں میں رہ گئی)

لبیک یا رسول الله:

فرمایا ایک شخص مولوی خلیفہ عبدالعزیز کے علاقہ میں عشاء کے وقت بیعت ہوا، اور اسی وقت اسے جذبہ ہوگیا۔ لبیک لبیک یا رسول اللہ پکارتے پکارتے سحر کے وقت وفات پاگیا اور اسی طرح سے عشق کی لذت میں جان دے دی۔

بدپیشہ عورت تائب ہوگئی:

فرمایا ایک ولی اللہ کا کہیں سے گذر ہوا۔ دیکھا کہ کافی لوگ ایک بدپیشہ عورت کے تماشہ پر جمع ہیں اور تماشا بے تحاشا دیکھ رہے ہیں۔ بزرگ حیران ہوگیا اور متعجب ہوا کہ اتنی کثرت سے لوگ ایک حِنث عظیم پر اجماع کیے ہوئے ہیں اور بے باک اس جرم میں ملوث ہورہے ہیں تو اِندفاع اور اِرتفاع گناہ کیلئے تجویز سوچ کر اُس فاحشہ کو رات اپنے حجرہ میں آنے کیلئے بلایا اور فرمایا رات کا کتنا لوگی، اسے مقرر کرکے حجرہ کے اندر آنے کا ارشاد کیا۔ رات کو وہ فاحشہ حسب وعدہ بزرگ کے حجرہ میں گئی۔ دیکھا کہ بزرگ عبادت میں مصروف ہیں۔ جب بزرگ عبادت سے فارغ ہوا تو اس کو فرمایا اللہ کی بندی تم نے آنے کی اطلاع مجھے کیوں نہیں دی۔ بہر حال اس طرح سے اس سے باتیں بھی کرتے رہے اور باطن میں توجہ سے ان کے حجابات بھی کاٹتے رہے۔ آخر وہ بیعت ہوگئی اور کہنے لگی حضرت میں تو پہلی رات ہی تائب ہوگئی۔

لذتِ عبادت:

فرمایا غنیتہ الطالبین میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے چچا کی بیٹی کیلئے خواست گاری کی ۔اس نے انکار کیا۔ آخر اسی انکار میں وہ دنیا سے رخصت ہوئی۔ بعد میں اُسی چچا کی بیٹی سے نکاح کیا۔ پہلی رات دونوں شکرانہ کی عبادت میں مصروف رہے۔ آخرِ شب مرد بولا لوگ کچھ کرتے ہیں۔ وہ عورت بولی کیا اس کام میں اس عبادت سے زیادہ لذت ہے کیا۔ آخر دونوں حج کرنے گئے۔ راستہ میں کسی نے پوچھا۔ تم کو شادی کا اشتیاق تھا، کی ہے یا نہ؟ بولا جی ہاں یہ موجود ہے۔ لیکن ابھی تک ایک دوسرے کا جُھگا نہیں سنبھالا۔[1]

بدکرداری سے بچنے کے لئے حیلہ کیا:

فرمایا ایک فقیر کو کسی عورت نے فحش کام کیلئے بلایا۔ فقیر بہانہ کرکے استنجاخانہ میں گیا۔ وہاں جا کر غلاظت کو اپنے چہرہ اور جسم سے مل دیا۔ استنجاخانہ سے باہر آکر کہا میں حاضر ہوں جو چاہو۔ اس عورت نے اس کو غلاظت میں دیکھ کر کہا چلا جا۔ (اس نے باہر آکر شکرانہ کا نفل ادا کیا اور کہا) یہ پلیدی تو ایک مرتبہ غسل کرنے سے صاف ہو جائے گی لیکن زنا کی پلیدی تو ہزار مرتبہ غسل کرنے سے بھی صاف ہو نہیں سکتی۔

کم کھانا: آجکل لوگ زیادہ کھانے کے عادی بن گئے ہیں۔ اصل میں لذت تھوڑے کھانے میں ہے۔ نہ غلولہ نکلے نہ آروغ ترش آوے نہ تو بد ہضمی۔ زیادہ کھانے سے پیٹ کی پھوک اور ہر وقت خراب خوار۔

---

[1] ؎ دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

المجلس الخامس والاربعون

پنتالیسویں مجلس

پیر مٹھا سائیں کے جذبے کی کیفیت:

کمترین کے بارے میں فرمایا اِس کو ایک دن جذبہ کی ایسی حالت تھی کہ اپنا سر گھوڑے[1] کے پاؤں کے نیچے رکھا ہوا تھا اور گرد اور غبار میں خوب غسل کیا۔ کمترین کو فرمایا تمہیں یاد ہے؟ عاجز نے عرض کیا جی ہاں حضرت۔ پھر فرمایا یہ اس وقت شعر پڑھتا تھا۔

پھراں سر دھوڑ مٹی نت لٹ وسدی

یہ شعر اس وقت اس کے حال کے مطابق تھا۔

---

[1] حضرت پیر قریشی کریم رحمۃ اللہ علیہ کا گھوڑا۔

مولوی احمد صاحب کا حال:

مولوی احمد، احمد پوری کی بات فرمائی، فرمایا وہ منصف مزاج آدمی تھا اور علم سلوک کا واقف تھا۔ فرمایا خلیفہ مولوی عبدالمالک صاحب کہتا ہے خوانچہ جو نواب سے مولوی صاحب کے گھر آیا کرتے تھے میں بسبب اتقاء کے نہیں کھاتا تھا۔ وہ مولوی مرحوم خوش ہوتے تھے اور اس اتقاء پر تحسین کرتے تھے۔

مذکورہ خلیفہ صاحب کا مشرب پنجم کا سبق تھا۔ میری طرف خط لکھا مجھے شریعت اتنی پیاری لگتی ہے جو دل چاہتا ہے پیالا بنا کر پی لوں۔ مولوی صاحب اس بات پر خوش ہوتا تھا۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کا آسان نسخہ:

فرمایا کسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی محبت کی ضرورت ہو تو مشرب پنجم کا سبق پکائے۔[1]

اتباعِ شریعت:

فرمایا حضور علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات کی شریعت عجیب نعمت ہے۔ سوا اتباع شریعت کے انسان منزل مقصود تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔[2]

---

1 سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ میں پانچواں مشرب لطیفہ اخفی سے متعلق ہے، جس کا مقام وسط سینہ ہے اور اس کے نور کا رنگ سبز ہے، اور یہ لطیفہ امام الانبیاء حبیبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے زیرِ قدم ہے۔ اس لطیفہ کے مراقبہ میں شانِ جامع کی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے اور اس مشرب سے جو سالک واصل ہوتا ہے اس کو محمدی المشرب کہتے ہیں۔

2 خلافِ پیمبر کسے رہ گزید، کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
محال است سعدی کہ راہِ صفا، تواں رفت جز در پے مصطفیٰ

تقوی ضروری ہے:

فرمایا تقویٰ کا اب کچھ خیال رکھا جارہا ہے۔ مولوی تو اس کی پرواہ نہیں کرتے اور تقویٰ والے تو نمک کو بھی دھو ڈالتے ہیں۔ ہندوؤں کے ہاتھ لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ بڑا خطرہ ہوتا ہے دھونے سے بہت خوبصورت اور چمکدار ہو جاتا ہے۔

فرمایا ایک دفعہ سفر میں دریا کے کنارے جارہے تھے۔ ماہی گیروں کو کریم بخش مولودی پکارتا تھا۔ وہ جواب نہیں دیتے تھے۔ اور وہ یوں ندا دیتا تھا وُو ماہگیرو پیر صاحب آگئے ہیں۔ حضرت بہاؤالحق صاحب کو بھی دعوت دی جائے تو بھی یہ مچھیروں کی قوم پرواہ نہیں کریں گے۔ ایک سفر کی کوفت دوسرا بے گاہ وقت، تیسرا جنگل۔ اس وقت یہ الہام ہوا:

وَنَبۡلُوكُمۡ بِالشَّرِّ وَالۡخَيۡرِ [الأنبياء: 35]

(اور ہم تمہیں شر اور خیر کے ساتھ آزمائیں گے)

آخر رات ہو گئی۔ جس طرف سے کتوں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں اُس طرف چلے جاتے تھے۔ اُس وقت بڑی لذت اور جوش آتا تھا۔ کسی کو تھکن کا احساس تک نہیں رہا۔ صبح کو کریم بخش کو پیٹ میں درد ہو گیا۔ درد کا سبب پوچھا تو بتایا کہ ہندوؤں کے ہاتھ کے بھونے ہوئے چنے کھائے ہیں۔ یہ تقویٰ کی برکت ہے اور تقویٰ کی بہت تعریف ہے۔

اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰكُمۡ ؕ (الحجرات:۱۳)

(بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔)
پہلے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی تعریف فرمائی ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ [البقرة:2]

(یہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے)

دوسری جگہ فرمایا:

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (البقرة:۱۹۷)

(اور (آخرت کے) سفر کا سامان کرلو، بیشک سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے۔)

پرہیزگاروں کی جگہ جنت میں ہے:

ایک جگہ عشاء کے وقت بہت سی عورتیں جمع ہو گئیں۔ جذبہ میں ایک عورت کے سر کے بال ننگے ہو گئے۔ میں نے منہ پھیر لیا تو یہ الہام ہوا۔

حق تعالیٰ بر درِ جنت نوشت، اتقیا را جائے باشد در بہشت

(اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازے پر لکھ دیا ہے کہ جنت پرہیزگاروں کی جگہ ہے)

میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ کسی مولوی کا شعر ہوگا کوئی نصی ثبوت تو نہیں ہے۔ پھر فجر کے وقت یہ الہام ہوا:

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝۳۱ (قٓ)

(اور جنت پرہیزگاروں کے لئے قریب کر دی جائے گی، بالکل دُور نہیں ہو گی۔)

بیعت کرنے کے قابل کون؟

ایک شخص بہت نیک تھا اور بڑا متقی تھا۔ شرعی طور پر ہنسا دیکھا تو اس کا دیکھا۔ ہنستا تھا تو فقط دانت ہی ظاہر ہوتے تھے۔ (مسکراتا تھا) میرا اس پر اعتقاد کامل ہو گیا۔ میں نے کہا میں تیرا بیعت ہوتا ہوں۔ اس نے ایک کتاب نکال کر دکھائی، اُس میں لکھا ہوا تھا جس کو کامل پیر کی اجازت نہ ہو وہ بیعت نہیں کر سکتا۔

قومیں اتحاد سے بنتی ہیں:

فرمایا ہمارے علاقہ میں چھوڑوں کی قوم ہے۔ وہ مقدمات کے اپنے آپ فیصلہ کرتے ہیں۔ مثلاً کسی پر سو روپیہ تاوان رکھیں تو روٹی پکا کر ساری برادری کو کھِلاتے ہیں۔ جس کی شادی کرنی چاہیں تو قبل میعاد آکر خیمہ لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور خود کھاتے رہتے ہیں جب میعاد آجائے تو جتنا روٹی پر خرچ ہوا پہلے کھا کر پھر ان لوگوں سے وصول کر کے شادی والے کو دے دیتے ہیں۔ دیکھو ان کی قوم میں کتنا اتفاق ہے۔

گدھے سے عبرت سیکھو:

فرمایا دیکھو گدھا بیچارہ کیسا مسکین ہے۔ پورا گرم دن اس پر وزن اٹھاتے ہیں اور وہ مسکین بولتا نہیں اور چوں چرا نہیں کرتا۔

(اور اپنے مالک کا کتنا فرمانبردار اور وفا شعار ہے)

گالیاں مت دو:

فرمایا مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی دختر کو بھی نہیں بخشتے، ایسے فحش گالیاں دیتے ہیں کہ جانوروں کو بھی نہیں دی جاسکتیں۔

مولوی سراج الدین اور ایک سائل:

مولوی سراج الدین بڑی فاخرہ اور قیمت والی پوشاک پہنتے تھے۔ ایک سائل گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور کہا رات کو مجھے حضرت پیراں پیر نے فرمایا ہے کہ مولوی صاحب کو کہدے تم کو سوا روپیہ دیدے گا۔ مولوی صاحب نے کہا وہ تم ہو میں تیرے انتظار میں تھا۔ رات کو مجھے حضرت پیراں پیر رحمتہ اللہ علیہ نے

فرمایا صبح کو ایک فقیر گھوڑے پر سوار آئے گا پہلے اس کو سر پر دس جوتے مار کر پھر اس کو سوا روپیہ دے دینا۔ یہ سن کر ایسا تیز چلا جو دکھائی ہی نہ دیا۔

فرمایا اب میرے رفیق کچھ سیکھ گئے ہیں۔ ایک گھڑ سوار آیا۔ کہنے لگا پچھلے وقت کے لوگ اللہ کے نام پر سر دے دیتے تھے، تم بھی مجھے کچھ دو۔ اُس نے جواب دیا کہ پہلے مجھے اپنا گھوڑا دے دو پھر میں تجھے کچھ دوں گا۔

قریشی کریم اور ایک میراسی:

فرمایا ایک میراسی میرے پاس آیا بولا:

جیویں تے لکھ پیا تھیویں اتے ودھ ودھ ہزار روپیا تھیویں۔ تیڈا ناں سنکر آیا ہاں۔ میں بولا چپ کر زبان نہ مار۔ تم کو شرم نہیں آتی۔ تم نوجوان ہو اور میں بوڑھا آدمی ہوں۔ یہ گھوڑا مجھ کو دیدو، میں مریدوں کے پاس جاؤں گا تم کو دعا کروں گا۔ تم نے نہیں سنا: السخی حبیب اللہ (سخی اللہ کا دوست ہوتا ہے)

اور سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے۔ اب تم اللہ کے نزدیک ہو جاؤ۔ بولا جی بس۔ فرمایا

گردن بے طمع بلند بود (بے طمع آدمی کی گردن بلند ہوتی ہے)

طمع بگسل وہرچہ خواہی بگو (طمع کو توڑ پھر جو چاہے (حق سچ کہتا رہ)

میرے پاس مہینے کا خرچ موجود ہے۔ کھانے کیلئے ستو لے آیا ہوں اور پانی خود پی سکتا ہوں۔ کنویں کا پانی وقف ہوتا ہے۔ (پھر کسی میں طمع کیوں رکھوں)

پیر کا انتخاب:

فرمایا جاہلوں کی نہایت گندی اور بری سوچ ہو گئی ہے۔ ایک شخص میرا بیعت ہوا۔ جب گھر گیا تو گھر والوں نے اس کو کہا تو اس کی بیعت کر آیا ہے جس کا بیٹا ہی نہیں۔

میں نے سُن کر کہا گیانہ لبانہ (ہندو) کے اٹھارہ لڑکے ہیں تو پھر کیا اس کی بیعت ہو جاؤ گے۔ ایک شخص اس لئے میرا بیعت نہیں ہوا کہ میرا ایک دانت ٹوٹا ہوا ہے۔ اس کا شاید یہ خیال تھا کہ یہ ڈانڈے کی گھانس نہ کھا سکے گا اور کنویں پر کس طرح چل سکے گا۔

پیر کے شہر کا نام بھی ادب سے لینا چاہیے:

فرمایا ایک مرید نے پیر کی خدمت میں حال احوال دینا شروع کیا اور بولا میں ابھی سرھند سے آرہا ہوں۔ بزرگ نے فرمایا تم نے میرے پیر کے شہر کا نام بے ادبی سے لیا ہے۔ میرے سامنے سے چلا جا اور اُس سے فیض بھی سلب کر لیا۔ [1]

جن بھی مرید ہوئے:

فرمایا ڈیرہ غازی خان کا باشندہ ایک سید ہے، اس نے مجھ سے بیعت بھی کی ہے۔ وہ جب جذبہ میں آتا ہے تو کہتا ہے جو کوئی میرے پیر کی بیعت ہوگا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ ایک جن ظاہر ہوا کہنے لگا مَیں تیرے پیر کا بیعت ہونگا۔

ابلیس پگھلتا ہے اسم اللہ سے:

فرمایا اللہ کے نام سے شیطان لعین ایسے پگھلتا ہے جیسے نمک پانی میں۔ شیطان یوں ہی کہے گا اور صالح اعمال کرو لیکن اللہ اللہ مت کرو۔

شیطان نے بیعت ہونے سے منع کیا:

فرمایا اللہ بخش ککّیں والا کہتا ہے کہ شیطان آدمی بن کر آیا۔

---

[1] سچ کہا ہے کہ: باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب۔

بولا تمہارا امام صاحب خود بیعت سے منع کرتا ہے۔ بیعت ہونا کہاں جائز ہے؟ میں نے کہا امام صاحب منع کرتا ہے تو میں اب قریشی صاحب کا بیعت ہو چکا ہوں۔

استقامت ضروری ہے:

فرمایا پکا ہونا اور استقامت کرنا ایک عجیب نعمت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۳۰ (حٰمٓ السجدۃ)

(بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ (اِس پر مضبوطی سے) قائم ہوگئے، تو اُن پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور تم جنت کی خوشیاں مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔)

مخالف آدمی کی مثال:

میاں عبدالاحد زرگر نے عرض کیا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک ندی مغرب سے مشرق کی طرف چل رہی ہے۔ کنارہ سے ایک کتا گھونٹ پیتا ہے اور قے کر دیتا ہے اور اس کی قے سے بلی کا بچہ نکلتا ہے۔ علی ھٰذا دو دفعہ ایسا ہی ہوا۔ فرمایا ندی سے مراد فیض ہے اور کتے سے مراد مخالف ہے جو بے اعتقاد ہونے کے سبب فیض لیکر نکال دیتا ہے۔

سانپ مرید ہوا:

فقیر رحمت اللہ نے خواب بیان کیا کہ میں ایک بڑا زہریلا سانپ دیکھ رہا ہوں اور وہ سانپ مجھے کہہ رہا ہے کہ میں تیرے پیر سے بیعت ہونگا اور منکر کو کاٹ لونگا۔ آخر ایک مخالف کو کاٹ ڈالا۔ فرمایا یہ سچ ہے۔

المجلس السادس والاربعون

چھتالیسویں مجلس

خدمتِ خلق:

فجر نماز کے بعد اِس کمترین (پیر مٹھا سائیں) کو فرمایا مولوی عبداللہ صاحب قندھاری کو دوسرا سال ہے کوئی پتہ نہیں ہے۔ فرمایا مولوی صاحب کہتا تھا میں لکڑیاں چُن کر شہر میں بیوہ عورتوں اور مسکینوں کے گھروں میں پہنچاتا تھا۔ لوگ کہتے تھے دیکھو دیکھو یہ مولوی بھی ہے اور خلیفہ بھی ہے لیکن لکڑیاں چنتا ہے۔

مریدوں کی خبرگیری:

فرمایا خلیفہ مولوی عبدالغفور صاحب حج کو گیا ہے۔ اب تک کوئی پتہ نہیں ہے شاید نہیں آیا۔

پنجاب سے مکہ بذریعہ موٹر:

فرمایا گذشتہ سال ڈیرہ غازی خان سے موٹر مکہ معظّمہ کی طرف چلے تھے۔اب بھی سننے میں آیا ہے بہت موٹر چلتے ہیں بغداد شریف سے جو موٹر کا راستہ ہے وہ سمندر کے راستے سے اچھا ہے۔ مولوی نور حسن صاحب نے مشورہ دیا کہ اپنی موٹر خریدیں۔ ڈرائیور بھی اپنا ہونا چاہیے۔ جب حج کرکے واپس آجائیں تو موٹر بیچ دینے چاہییں۔ فرمایا یہ بہت اچھا مشورہ ہے۔

حقہ کیوں نہیں چھوٹ سکتا:

فقیر خدا بخش کے متعلق عرض کیا گیا کہ بہت غفلت کرتا ہے۔ حقہ اس سے چھوٹ نہیں سکتا۔ فرمایا چھوٹے بچے دودھ پینے والے سے دودھ چھوٹ جاتا ہے، کیا اس سے حقہ پینا نہیں چھوٹ سکتا؟ فرمایا حقہ کی طرف یہ نہ جائیں حقہ اس کی طرف نہیں آئے گا۔ وہ کسی طرح زور سے تو اس کو نہیں چمٹ جاتا، ہاتھ اِس کے ہیں اُس کے تو نہیں ہیں اگر یہ نہ پکڑے اُس کو وہ تو اِس کو نہیں پکڑ سکتا اور نہ ہی اِس کی طرف خود آسکتا ہے۔ یہ سب شیطانی حرکت ہے۔ اب الاچی تم لے آؤ میں پڑھ دوں۔

بتوں کے پجاری:

فرمایا پچھلے وقت میں کافروں کو اپنے بتوں سے اتنی محبت ہوا کرتی تھی کہ جب وہ کہیں جاتے تو وہ بتوں کو بھی اپنے ساتھ لیکر جاتے۔ اور کثرت اٹھانے سے نشان پڑ جاتے تھے۔ فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آذر بت فروخت کرنے کیلئے بازار میں بھیجتا تھا۔ آپ بت کی ٹانگوں میں رسی باندھ کر بازار میں کھینچتے تھے۔ کیچڑ اور غلاظت میں وہ بھر جاتا تھا۔ پہلے تو اسی بے حرمتی کو دیکھ کر کوئی خریدار نزدیک نہ

آتا تھا۔ اگر کوئی آتا بھی تھا تو آپ فرماتے تھے اس کے لینے میں تم کو کیا سود ہے؟ یہ تو اپنے آپ کو بھی کیچڑ سے بچا نہیں سکتا اور اپنے آپ سے مکھی کو بھی نہیں اڑا سکتا تو پھر تمہاری کیا مدد کرے گا!!! جب گھر لوٹ کر آتے تو والد پوچھتا بت بیچ کر آئے ہو؟ تو فرماتے تھے کسی نے لیا ہی نہیں کیا کروں تو والد کہتا تھا تم تعریف کیوں نہیں کرتے تو آپ فرماتے تھے کیا بھلا یہ بولتا ہے؟ بولا نہیں۔ کیا دیکھتا ہے؟ بولا نہ۔ فرمایا بھلا چلتا ہے؟ بولا نہ۔ فرمایا پھر کیسی تعریف کروں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مناظرہ کا بہت علم دیا تھا۔

تیل لگانا سنت ہے:

فرمایا حضرت رسول اللہ علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات ایک دن چھوڑ کے دوسرے دن تیل استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اِس کمترین نے عرض کی، کیا حضرت نبی ﷺ سرسوں کا تیل استعمال فرماتے تھے؟ فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ خلیفہ حاجی واحد بخش صاحب نے عرض کیا عرب شریف تو زیتون کا تیل لگاتے ہیں۔ [1]

ملکِ شام کے آدمی:

مذکورہ خلیفہ صاحب سے دریافت فرمایا کہ تم ملک شام میں گئے ہو؟ فرمایا جی ہاں۔ فرمایا سنا گیا ہے کہ وہاں گھوڑے سے کلبہ رانی کرتے ہیں یہ سچ ہے؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا سنا گیا ہے کہ وہاں میوے بہت ہیں؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا سوال کرنے سے دیتے ہیں یا کہ بے سوال۔ بولا خود ہی بلاتے ہیں۔

---

[1] قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: كُلُوا الزَّيْتَ . وَادَّهِنُوا بِهِ . فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ. شرح السنة (311/11)

کیمیاگر :اِس کمترین (حضرت پیر مٹھا سائیں رحمۃ اللہ علیہ) سے استفسار فرمایا تم کو جو لوگ کیمیا گر کہتے تھے اب بھی کہتے ہیں؟ اِس عاجز نے عرض کیا جی ہاں حضرت ! فرمایا توکل والے لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں اور باقی لوگ سائل ہوتے ہیں۔ سائل کو لوگ خاص چیزیں نہیں دیتے، بس خیرات دیکر روانہ کردیتے ہیں۔ لیکن مہمان کو چارپائی، عمدہ بستر دیتے ہیں اور کھانا بھی مرغن اور بڑا مکلّف اور لذیذ دیتے ہیں۔ اور خدمت بھی حتی المقدور پوری کرتے ہیں۔ یہ سب مہمان کا رتبہ ہے اور توکل والے تو اللہ تعالیٰ کو بڑے پیارے ہیں۔

فرمایا ایک دن صوفی اللہ اللہ کرتے چلے جاتے تھے اور ایک بکری آواز سنکر پیچھے دوڑ کر آتی تھی۔ کوئی جانے جو اس نے اب سائیں کو پہنچان لیا ہے۔

ملا احمد یار اور محمد بخش کے درمیان بڑا تناقض تھا۔ آپ نے صلح کیلئے تنبیہ فرمائی۔

تین چیزیں آدمی کو بے اختیار کردیتی ہیں:

فرمایا تین چیزیں آدمی کو بے اختیار کردیتی ہیں۔ ایک شہوت دوسری بھوک تیسری پیاس۔

عرس مبارک پر نقد بانٹنا:

فقیر نے عرض کیا حضرت محبوب کبریا علیہ الصلوات والسلام کے عرس مبارک کے موقع پر نقد دینا چاہیے یا کہ طعام؟ فرمایا نقد افضل ہے۔ ایک شخص مسافر ہے اس کو کریانہ کی اشد ضرورت ہے اور اس نقد سے اپنی ضروریات کو پورا کرسکتا ہے۔

خلیفہ صاحب حاجی واحد بخش نے عرض کیا حضرت شام ملک میں غریبوں کو اور امیروں کو ایک ہی طرح کھانا کھلایا جاتا ہے اور جانے کے وقت نقد بھی دیتے ہیں۔ فرمایا اصل طریقہ خیرات دینے کا یہی ہے۔

مصادر التخريج

1. القرآن الكريم
2. تفسير عبدالرزاق، عبدالرزاق الصنعاني (المتوفى:211هـ)، دار الكتب العلمية بيروت
3. بحر العلوم، أبو الليث السمرقندي (المتوفى: 373هـ).
4. تفسير البغوي، البغوي (المتوفى: 510هـ)، دار طيبة للنشر والتوزيع
5. التفسير الكبير، فخر الدين الرازي (المتوفى:606هـ)، دار إحياء التراث العربي بيروت
6. تفسير القرطبي، القرطبي، (المتوفى : 671هـ)، دار الكتب المصرية القاهرة
7. الدر المنثور، السيوطي (المتوفى: 911هـ)، دار الفكر، بيروت
8. روح البيان، أبو الفداء (المتوفى: 1127هـ)، دار الفكر، بيروت
9. التفسير المظهري، محمد ثناء الله (المتوفى:1225هـ)، مكتبة الرشدية، الباكستان
10. روح المعاني الألوسي (المتوفى: 1270هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت
11. تفسير حقي العلامة اسماعيل حقی
12. صحيح البخاري، امام بخاري، دار طوق النجاة
13. صحيح مسلم، امام مسلم، دار إحياء التراث العربي، بيروت
14. سنن الترمذي، امام الترمذي، مصطفى البابي الحلبي، مصر
15. سنن ابن ماجه، امام ابن ماجة، دار إحياء الكتب العربية البابي الحلبي

16. سنن أبي داود، امام ابي داود، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت

17. مسند احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة

18. السنن الدارقطني، أبي الحسن الدارقطني، مؤسسة الرسالة

19. صحيح ابن حبان، محمد بن حبان، مؤسسة الرسالة، بيروت

20. مسند ابي يعلي، امام ابو يعلي، دار المأمون للتراث، دمشق

21. مسند البزار، امام بزار، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة

22. المستدرك على الصحيحين للحاكم، امام حاكم، دار الكتب العلمية، بيروت

23. شعب الإيمان، امام البيهقي، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض

24. الترغيب والترهيب، المنذري (المتوفى: 656هـ)، دار الكتب العلمية بيروت

25. ضعيف الترغيب والترهيب، الألباني (المتوفى: 1420هـ)، مكتبة المعارف الرياض

26. الفردوس بمأثور الخطاب، الديلميّ (المتوفى: 509هـ)، دار الكتب العلمية بيروت

27. السنن الكبرى للبيهقي، امام البيهقي، مجلس دائرة المعارف النظامية حيدر آباد

28. الدعوات الكبير، البيهقي، (المتوفى: 458هـ)، غراس للنشر والتوزيع الكويت

29. المعجم الكبير للطبراني، امام الطبراني، مكتبة ابن تيمية

30. مصنف ابن ابي شيبه، ابن ابي شيبه، مكتبة الرشد، الرياض

31. مسند الشهاب القضاعي، أبو عبد الله القضاعي

32. مسند عبد بن حُميد، عَبْدِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ نَصْرٍ الكِسِّيّ، عالم الكتب

33. كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال، الهندي، مؤسسة الرسالة

34. شرح السنة، البغوي، المكتب الإسلامي دمشق

35. مشكاة المصابيح، التبريزي (المتوفى: 741هـ)، المكتب الإسلامي بيروت

36. المجالسة وجواهر العلم، الدينوري (المتوفى : 333هـ)، جمعية التربية الإسلامية (البحرين أم الحصم)، دار ابن حزم (بيروت، لبنان)
37. الإبانة الكبرى لابن بطة، ابن بَطَّة العكبري (المتوفى: 387هـ)، دار الراية للنشر والتوزيع، الرياض
38. مستخرج أبي عوانة، أبو عوانة النيسابوري الإسفراييني (المتوفى: 316هـ)، دار المعرفة بيروت
39. مسند أبي داود الطيالسي، البصرى (المتوفى: 204هـ)، دار هجر، مصر
40. السنة، الشيباني (المتوفى: 287هـ)، المكتب الإسلامي بيروت
41. شرح صحيح البخارى لابن بطال، ابن بطال (المتوفى: 449هـ)، مكتبة الرشد السعودية، الرياض
42. عمدة القاري شرح صحيح البخاري، العينى (المتوفى: 855هـ)، دار إحياء التراث العربي بيروت
43. التيسير بشرح الجامع الصغير، المناوي (المتوفى: 1031هـ)، مكتبة الإمام الشافعي الرياض
44. مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، المباركفوري (المتوفى: 1414هـ)، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء الجامعة السلفية بنارس الهند
45. دليل الفالحين علي البكري الصديقي الشافعي (المتوفى: 1057هـ)، دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت لبنان
46. شرح صحيح البخاري لشمس الدين السفيري
47. فيض القدير شرح الجامع الصغير، المناوي (المتوفى: 1031هـ)، المكتبة التجارية الكبرى مصر

48. تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي،أبو العلا المباركفورى (المتوفى: 1353هـ)، دار الكتب العلمية بيروت
49. نوادر الأصول في أحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم، الترمذي (المتوفى: نحو 320هـ)، دار الجيل بيروت
50. جامع الأحاديث، السيوطي (المتوفى: 911هـ)،
51. المقاصد الحسنة، السخاوي (المتوفى: 902هـ)، دار الكتاب العربي بيروت
52. المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية،ابن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ)، دار العاصمة، دار الغيث السعودية
53. أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب،أبو عبد الرحمن الحوت الشافعي (المتوفى: 1277هـ)، دار الكتب العلمية بيروت
54. مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ،داماد أفندي (المتوفى: 1078هـ)، دار إحياء التراث العربي
55. سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، الشامي (المتوفى: 942هـ)، دار الكتب العلمية بيروت، لبنان
56. تاريخ أصبهان ، أخبار أصبهان، الأصبهاني (المتوفى: 430هـ)، دار الكتب العلمية بيروت
57. إعلام الناس بما وقع للبرامكة مع بني العباس،دياب الإتليدي (المتوفى: ق 12هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان
58. سير أعلام النبلاء، الذهبي (المتوفى : 748هـ)، مؤسسة الرسالة
59. الفتاوى الحديثية،ابن حجر الهيتمي،(المتوفى: 974هـ)، دار الفكر
60. كتاب الزهد الكبير، البيهقي (المتوفى: 458هـ)، مؤسسة الكتب الثقافية بيروت

61. إحياء علوم الدين، الغزالي (المتوفى: 505هـ)، دار المعرفة بيروت

62. بريقة محمودية في شرح طريقة محمدية وشريعة نبوية في سيرة أحمدية، أبو سعيد الخادمي الحنفي (المتوفى: 1156هـ)، مطبعة الحلبي

63. كتاب عوارف المعارف للسهروردي (1/380)

64. اصول الاربعة في ترديد الوهابية محمد حسن جان النقشبندي.

65. حضرات القدس خواجه بدر الدين سرہندی قادری رضوی کتب خانه

66. سیر الاولیاء امیر خورد مطبوعه اردو سائنس بورڈ

67. مقاماتِ مظہری حضرت شاہ غلام علی دہلوی اردو سائنس بورڈ لاہور

68. تعلیم غوثیه شاه گل حسن

69. رودِ کوثر شیخ محمد اکرام فیروز سنز لاہور

70. مقامات فضلیه

71. حیاتِ فضلیه

72. سوانح حیات قطبِ عالم پیر مٹھا سائیں محمد کرم اللہ غفاری

مؤلفات دلبر سائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مطبوعہ کتابیں

نمبر شمار	کتاب کا نام	زبان	موضوع
.1	توحید ورسالت (سندھی)	اردو	عقائد
.2	توحید ورسالت (اردو)	سندھی	عقائد
.3	اَیُّکُمْ مِثْلِي	سندھی	عقائد
.4	مدینی جی حاضری شریعت کے آئینے میں	اردو	عقائد
.5	مدینہ منورہ جی حاضری شریعت جے آئینے میں	سندھی	عقائد
.6	طَرِيقُ الجَنَّةِ	سندھی	اوراد ووظائف
.7	میلادِ مصطفیٰ ﷺ	سندھی	سیرت
.8	حِفظُ القرآن	سندھی	تعلیم وتربیت
.9	اَلْحَدِيثُ وَعُلُومُه	سندھی	علم الحدیث
.10	اَلعِلْم وَالعُلَمَاء	سندھی	تعلیم وتربیت
.11	اَلاِجْتِنَابُ عَنْ ضَرْبِ الطُّلَّابِ	اردو	تعلیم وتربیت
.12	اَلْمَسَاجِد وَالمَدَارِس	سندھی	تعلیم وتربیت
.13	اَلْقَلَم	سندھی	تعلیم وتربیت
.14	اَلنِّفَاقُ وَالْمُنَافِقُون	سندھی	عقائد
.15	رَہنُما	سندھی	فتاویٰ نبویۃ

16.	اَلْجِهَادُ اَلْجِهَادُ		سندھی	تعلیم وتربیت
17.	مَوَاعِظِ حَسَنَۃ (جلد اول 1)		سندھی	مواعظ
18.	مَوَاعِظِ حَسَنَۃ (جلد ثانی 2)		سندھی	مواعظ
19.	مَوَاعِظِ حَسَنَۃ (جلد ثالث 3)		سندھی	مواعظ
20.	مَوَاعِظِ کَرِمِیَہ		سندھی	مواعظ
21.	خوفِ خدا		اردو	مواعظ
22.	خوفِ خدا		سندھی	مواعظ
23.	گھرءِ گھروارا		سندھی	تعلیم وتربیت
24.	خودکُشی		سندھی	سماجی مسائل
25.	حُسنِ اخلاق		سندھی	تعلیم وتربیت
26.	انقلابِ مصطفیٰ ﷺ		اردو	سیرت
27.	انقلابِ مصطفیٰ ﷺ		سندھی	سیرت
28.	ویاج جی وبا		سندھی	سماجی مسائل
29.	حسد جی باہ		سندھی	سماجی مسائل
30.	دعا کی اہمیت		اردو	مواعظ
31.	دعا جی اہمیت		سندھی	مواعظ
32.	دوستی		سندھی	تعلیم وتربیت
33.	قبر جی پکار		سندھی	مواعظ
34.	شانِ اولیاء		سندھی	عقائد
35.	سُنّی خُطبات		سندھی	مواعظ
36.	عِمَادُ الدِّین		سندھی	فقہ
37.	فضائل شب برات		سندھی	فقہ

.38	فضائل رمضان	سندھی	فقہ
.39	شوال ۽ اعمال	سندھی	مواعظ
.40	وسيلو	سندھی	اوراد وظائف
.41	نگاہِ کرم	سندھی	تصوف
.42	روئن واری اکھ	سندھی	تصوف
.43	رونے والی آنکھ	اردو	تصوف
.44	جاڳن واری اکھ	سندھی	تصوف
.45	عدل ۽ انصاف	سندھی	سماجی مسائل
.46	شامتِ اعمال	سندھی	سماجی مسائل
.47	بوڙ ستايلن جی واہر کريو	سندھی	سماجی مسائل
.48	دردن جو درمان	سندھی	اورادووظائف
.49	حق نُما	سندھی	تصوف
.50	سفر نامہ حرمین شریفین	سندھی	سفر نامہ
.51	سفر نامہ عراق شام	سندھی	سفر نامہ
.52	سفر نامہ ترکی	سندھی	سفر نامہ
.53	سفر نامہ امام شافعی	سندھی	سفر نامہ
.54	قَصِيدَةُ الكَرَم بِأَسْمَاءِ سَيِّدِ العَرَب وَالعَجَم	سندھی	شاعری
.55	فَاتِحَةُ الْكِتَابُ وَشَرْحهُ فِي الْأَبْيَاتِ	سندھی	شاعری
.56	الفت جو آواز	سندھی	شاعری
.57	محبت جو آواز	سندھی	شاعری
.58	گلدستہ الاہی	سندھی	شاعری
.59	بوڏڙے بوڏ	سندھی	شاعری

.60	سماج کھے سنیھو		سندھی	شاعری
.61	سک نہ کھنے ساہ		سندھی	شاعری
.62	روحانی رمزوں (خودی اور خدا)		سندھی	تصوف
.63	روحانی رمزوں (کاملن جا قصا)		سندھی	تصوف
.64	طَرِیقُ الْھِدَایة		سندھی	تصوف
.65	جِلاءُ الْقُلُوب		سندھی	تصوف
.66	صِرَاطُ الصَّالِحِین		سندھی	تصوف
.67	اعمال جا اثرات		سندھی	تصوف
.68	جیئن جا اصول		سندھی	تصوف
.69	پیغامِ حق		سندھی	تصوف
.70	ڈائری دلبر سائیں ۱۹۹۵		سندھی	اخلاقیات
.71	موبائل فون		سندھی	عصری مسائل
.72	تمباکو کی تباہکاریاں		اردو	سماجی مسائل
.73	سگریٹن جا سور		سندھی	سماجی مسائل
.74	ٹھگی جا ٹھاہ		سندھی	سماجی مسائل
.75	خطبو جتوئی علماءَ ۽ مشائخ اہلسنت جی نظر میں		سندھی	عقائد
.76	اسلامی لباس		سندھی	فقہ
.77	سائی چادر		سندھی	فقہ
.78	کارو پٹکو		سندھی	فقہ
.79	ڇُپی		سندھی	سماجی مسائل
.80	مَدِیْنَةُ الْمُصْطَفٰی (جلد اول		سندھی	تاریخ
.81	مَدِیْنَةُ الْمُصْطَفٰی جلد ثانی (غیر مطبوعہ)		سندھی	تاریخ

82.	شہداءِ کربلا	سندھی	تاریخ
83.	سوانح حیات حضرت پیر مٹھاسائیں	سندھی	تاریخ
84.	تَذْکِرَۃُ الْخُلَفَاءِ الْغَفَّارِیَّۃ	سندھی	تاریخ
85.	سوانح محبوب الاہی (مختصر)	سندھی	تاریخ
86.	سوانح حضرت پیر محبوب الاہی مکمل	سندھی	تاریخ
87.	فرمودات محبوب الاہی	سندھی	تاریخ
88.	تَذْکِرَۃُ الْمَحْمُود	سندھی	تاریخ
89.	کلام کلیم	سندھی	شاعری
90.	کلیمی گفتار	سندھی	شاعری
91.	جئے سندھ	سندھی	تاریخ
92.	اَلْاَرْبَعِین فِی فَضَائِلِ بَلَدِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِین	عربی	حدیث
93.	اَلْاَرْبَعِین فِی مَنَاقِبِ الصَّالِحِین	عربی	حدیث
94.	نور الصدور	سندھی	تصوف
95.	جلاءُ الصدور	سندھی	تصوف
96.	قدوۃ الاولیاء	سندھی	تاریخ
97.	نیپاج فضائل و مسائل	سندھی	فقہ
98.	یتیمن جا حقوق	سندھی	فقہ
99.	صحت ہزار نعمت	سندھی	حکمت
100	مسنون دعائوں (دردن جوں دوائوں)	سندھی	اوراد و وظائف
101	تعلیم و تربیت	سندھی	تعلیم و تربیت

غیر مطبوعہ کتابیں

—	کتاب کا نام	زبان	عنوان
102	قرآن مجید جو سندھی ترجمو	سندھی	علم القرآن
103	اَلقُرآن وَنُزُولُه	سندھی	علم القرآن
104	معرفتِ مصطفیٰ ﷺ	سندھی	سیرت
105	عقائد اہلسنت	سندھی	عقائد
106	نَبِيُّنَا حَبِيبُنَا (ﷺ)	عربی	سیرت
107	مَعْرِفَةُ الْكِرَام بِأَسَانِيدِ أَعْلَامِ بَابِ الإِسْلَامِ	عربی	تاریخ
108	اَلفِقهُ وَاُصُولُه	سندھی	فقہ
109	اَلتَّصَوُّفُ وَسُلُوكُهُ	سندھی	تصوف
110	اَلْكَشفُ وَحُصُولُه	سندھی	تصوف
111	اَلرُّؤيَا وَتَعْبِيرُهُ	سندھی	علم النفس
112	اَلسِّيَاسَةُ فِي الإِسْلَامِ	سندھی	سیاسی مسائل
113	اَلمَعِيشَةُ الإِسْلَامِيَّة	سندھی	معاشی مسائل
114	اَلخِلَافُ وَالإِخْتِلَافُ	سندھی	علم المناظرہ
115	اَلصِّحَةُ وَالعَافِيَةُ	سندھی	حکمت
116	اَلمُوسِيقِي فِي الاسلام	سندھی	سماجی مسائل
117	تَرْبِيَةُ الاَوْلَاد	سندھی	تعلیم وتربیت
118	اَحْكَامُ الأُضحِيَّةُ	سندھی	فقہ
119	عصری مسائل ۽ اسلام	سندھی	سماجی مسائل
120	زندگی جو سفر	سندھی	اسلام اور سائنس
121	مَوَاعِظِ حَسَنَة (چار)	سندھی	مواعظ

122	مَوَاعظِ حَسَنَۃ (پانچ)		سندھی	مواعظ
123	مواعظِ حسنہ اول		اردو	مواعظ
124	ہک سو حقیقتوں		سندھی	تصوف
125	دیوانِ کرم		سندھی	شاعری
126	ٹیھ اکھری		سندھی	شاعری
127	دیدارِ مصطفیٰ ﷺ		سندھی	تصوف
128	خانقاہی نظام		سندھی	تصوف
129	کوڑیوں قبروں مفت خور مجاور		سندھی	عقائد
130	پریمی جوڑا		سندھی	سماجی مسائل
131	گالھ جا موتھے وٹی		سندھی	مشاہدات
132	کھٹیوں مٹھیوں چٹھیوں		سندھی	عقائد
133	القلم والکرم		سندھی	تصوف
134	مکلی جا مشائخ		سندھی	تاریخ
135	زینۃ العارفین سوانح حضرت میاں عمر الدین		سندھی	تاریخ
136	میلاد مصطفیٰ ﷺ		سندھی	سیرت
137	پیران پیر محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ		سندھی	تاریخ
138	رچی جے ریٹا تھیا		سندھی	تصوف
139	دعا جا ور		سندھی	اوراد ووظائف
140	دل جی دنیا		سندھی	تصوف
141	سون ورنیوں سٹوں		سندھی	اخلاقیات
142	ذات نہ پچھے ذات		سندھی	تصوف
143	ہی عرض اجایل اکھڑین جا		سندھی	شاعری

144	عورتن جا احکام	سندھی	فقه
145	نیانین جا حقوق	سندھی	سماجی مسائل
146	روزگار جو مسئلو	سندھی	معاشی مسائل
147	عداوتون ۽ عنایتون	سندھی	تصوف
148	زبان جو ناجائز استعمال	سندھی	تصوف
149	سفر جو ساٿي	سندھی	اخلاقیات
150	دلیل الزائرین وزاد المسافرین	سندھی	اخلاقیات
151	مسائل القبور	سندھی	عقائد
152	ابواب الخیر	عربی	حدیث
153	اولیاء شناسی	فارسی	تصوف
154	ایمان اور اس کے تقاضے	اردو	عقائد
155	دیدار مدینے والے دا	سرائیکی	سیرت
156	Way to Paradise	انگریزی	اخلاقیات
157	Way To Hell	انگریزی	اخلاقیات
	تعلیق اور تخریج شدہ کتب		
158	قوۃ السالکین	سندھی	تصوف
159	خطبات محبوب الاہی	سندھی	مواعظ
160	جامِ عشق	سندھی	شاعری
161	مکتوباتِ محبوبِ الاہی	سندھی	تصوف
162	گوندر گھاریاں ڏینھڙا	سندھی	شاعری
163	نور البصر	سندھی	عقائد
164	ملفوظاتِ فضلیه	اردو	تصوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوشخبری

سوانح حیات

شمس الاولیاء قدوۃ الصلحاء حضرت پیر روشن ضمیر خواجہ

محمد الاھی بخش انصاری المعروف **محبوب الاھی** غفاری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

دلبر سائیں کے عنبر بُو قلم سے، بڑی سائز کے آٹھ سو صفحات پر مشتمل اس کتاب لاجواب میں: حضرت محبوب الاہی کے حسن صورت، خوشبودار سیرت، دل زندہ کر دینے والی ملفوظات، روح کو منور کر دینے والی مکتوبات، روحانی رموز سے بھرپور ارشادات، ایمان وایقان کو بڑھا دینے والے کشف وکرامات اور آپ کی روحانی تعلیمات، فکری رجحانات علمی نوادرات، قلمی مخطوطات، اور آپ کی دلوں میں اتر جانے والی شاعری، اور عشق ومحبت نبوی ﷺ کو ابھارنے والی مثنوی سے مزین یہ کتاب عنقریب منظر عام پر آرہی ہے، جس کے ہر لفظ میں لطف ہے، ہر کلمہ میں کمال ہے، ہر جملہ میں جمال ہے اور ہر سطر میں سوز وگداز ہے۔ یہ کتاب علم وعرفان کے پیاسوں کے لئے آبِ حیات اور راہِ مولا کے طالبوں کے لئے مشعل راہ، اور حاسدین ومعاندین، مخالفین ومعترضین کے لئے تازیانۂ عبرت ہے۔